بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان جل جلالہ

مخزن حالات بزرگان دین متین معدن حقائق و معارف عارفین کاملین مجموعۂ انوار کرامات

ترجمہ نفحات

جو بصرف زر کثیر مطبع بزبان اردو عام فہم باہتمام واقفان اسرار سبحانی مستہلکان بادیہ انوار ربانی مطبع

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہزاران حسن و خوبی چھپا

فہرست نفس کتاب ترجمہ رشحات اُردو

صفحہ	خلاصہ مضمون
۲	دیباچہ۔
۴	ذکر خواجہ ہمدانی۔
۵	ذکر خواجہ عبد اللہ برقی۔
〃	ذکر خواجہ حسن انداقی۔
۶	ذکر خواجہ احمد یسوی
۷	ذکر منصور اتا۔
〃	ذکر عبد الملک خواجہ۔
〃	ذکر تاج خواجہ۔
〃	ذکر سعید اتا۔
〃	ذکر صوفی محمد دانشمند۔
〃	ذکر حکیم اتا۔
۸	ذکر زنگی اتا۔
〃	ذکر اوزبدن اتا۔
۹	ذکر سید اتا۔
۱۰	ذکر اسمعیل اتا۔
〃	ذکر اسحاق اتا۔
〃	ذکر صدر اتا و بدر اتا۔
〃	ذکر المین بابا۔
〃	ذکر شیخ علی شیخ۔
〃	ذکر مودود شیخ۔
	ذکر کمال شیخ۔
〃	ذکر خادم شیخ۔
۱۳	ذکر خواجہ عبد الخالق غجدوانی۔
۲۰	ذکر خواجہ احمد صدیق۔
۲۱	ذکر خواجہ اولیاء کبیر۔
۲۲	ذکر خواجہ دہقان قلتی۔
〃	ذکر خواجہ زکی خدا بادی
〃	ذکر خواجہ سوکمان۔

صفحہ	خلاصہ مضمون
۲۲	ذکر خواجہ غریب۔
۲۳	ذکر خواجہ اولیا پارسا۔
〃	ذکر خواجہ حسن شادی۔
〃	ذکر خواجہ اوکتان۔
〃	ذکر خواجہ اولیا غریب۔
〃	ذکر خواجہ سلیمان کوہنی۔
〃	ذکر خواجہ محمد شاہ بخاری۔
〃	ذکر شیخ سعد الدین غجدوانی۔
۲۴	ذکر شیخ ابو سعید بخاری۔
〃	ذکر خواجہ عارف ریوگری۔
〃	ذکر خواجہ محمود انجیر فغنوی۔
۲۵	ذکر امیر خسرو دابکتی
〃	ذکر خواجہ علی ارغندانی۔
۲۶	ذکر خواجہ علی رامیتنی۔
۳۰	ذکر خواجہ خرد۔
〃	ذکر خواجہ ابراہیم۔
〃	ذکر خواجہ محمد کلادور۔
۳۱	ذکر خواجہ محمد حلاج۔
〃	ذکر خواجہ محمد باوردی۔
〃	ذکر خواجہ محمد بابا رسماسی۔
〃	ذکر خواجہ محمد صوفی سوخاری۔
〃	ذکر خواجہ محمود سماسی۔
〃	ذکر مولانا دانشمند علی۔
۳۲	ذکر سید امیر کلال۔
〃	ذکر امیر برہان۔
۳۳	ذکر امیر حمزہ۔
۳۴	ذکر مولانا حسام الدین ساشی بخاری
۳۵	ذکر مولانا کمال الدین میدانی۔

صفحہ	خلاصہ مضمون
۳۵	ذکر امیر بزرگ اور امیر خرد۔
〃	ذکر بابا شیخ مبارک بخاری۔
۳۶	ذکر امیر شاہ۔
〃	ذکر امیر عمر۔
〃	ذکر مولانا عارف دیک کرانی۔
۳۹	ذکر مولانا امیر اشرف بخاری۔
〃	ذکر امیر اختیار الدین دیک کرانی
〃	ذکر یادگار کسروقی۔
〃	ذکر شیخ جماد الدین دہقانی۔
〃	ذکر شیخ محمد خلیفہ۔
〃	ذکر امیر کلان واشی
۳۹	ذکر شیخ شمس الدین کلال
〃	ذکر مولانا علاء الدین کن سرولی۔
〃	ذکر مولانا بہاء الدین قشلاقی۔
۴۰	ذکر خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند۔
۴۲	ذکر وفات و تاریخ انتقال حضرت خواجہ۔
۴۳	ذکر خواجہ محمد پارسا۔
۴۷	ذکر خواجہ ابونصر پارسا۔
۴۸	ذکر خواجہ محمد مختاری۔
۴۹	ذکر خواجہ مسافر خوارزمی۔
〃	ذکر مولانا یعقوب چرخی۔
۵۲	ذکر مولانا ناصر الدین علیہ اللہ
〃	ذکر خواجہ علاء الدین غجدوانی۔
۵۴	ذکر شیخ کلال پہسنی۔
۵۵	ذکر مولانا سیف الدین مناری۔
۶۰	ذکر خواجہ علاء الدین عطار۔
۶۷	ذکر مرض و وفات حضرت خواجہ علاء الدین۔

صفحہ	خلاصۂ مضمون
٦٩	ذکر خواجہ حسن عطار۔
٧١	ذکر شیخ عبد الرزاق۔
٧٢	ذکر مولانا حسام الدین پارسا بلخی۔
"	ذکر مولانا ابو سعید۔
٧٣	ذکر خواجہ عبد اللہ امامی اصفہانی۔
٧٥	ذکر شیخ عمر ماتریدی۔
"	ذکر مولانا احمد مسکہ۔
٧٦	ذکر درویش احمد سمرقندی۔
٨٢	ذکر سید شریف جرجانی۔
٨٣	ذکر مولانا نظام الدین خاموش۔
٩١	ذکر حضرت مولانا سعد الدین کاشغری۔
١٠٤	ذکر مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی۔
١٣٠	ذکر مولانا عبد الغفور۔
١٣٣	من فوائد انفاسہ المسموعۃ۔
١٣٨	ذکر مولانا شہاب الدین برجندی۔
١٤٠	ذکر مولانا علاء الدین آبیزی۔
١٤٢	ذکر ملاقات و مقالات مولوی عبد الکبیر یمنی۔
١٥٠	ذکر مولانا شمس الدین محمد روجی۔
١٦٠	ذکر صحبت خواجہ بشیخ عبد الکبیر یمنی۔
١٦٧	ذکر انتقال خواجہ۔
١٦٩	ذکر خواجہ محمد الشامی۔
١٧٠	ذکر شیخ عمر باغستانی
١٧١	ذکر شیخ خاوند طہور۔
١٧٣	ذکر خواجہ داؤد۔
"	ذکر باباء آبیزی۔
١٧٤	ذکر شیخ بہاء الدین آبیزی۔
١٧٥	ذکر شیخ ابو سعید آبیزی۔
"	ذکر شیخ بخشش۔
١٧٦	ذکر مولانا تاج الدین درغمی۔
"	ذکر مولانا محمد پشاغری۔

صفحہ	خلاصۂ مضمون
١٧٧	ذکر خواجہ ابراہیم شاشی۔
"	ذکر خواجہ عماد الملک۔
١٧٩	ذکر خواجہ شہاب الدین شاشی۔
١٨٠	ذکر خواجہ محمد شاشی۔
"	ذکر خواجہ محمود شاشی۔
١٨٩	ذکر خدمت و شفقت حضرت بگروہ خاص و عام خلق۔
١٩٠	ذکر رعایت و ادب حضرت بجمیع خلائق۔
١٩١	ذکر رحمت و شفقت و ایثار حضرت بجمیع درویشان۔
١٩٢	فصل دوم در بیان ابتداء صغر و ملاقات با مشائخ زمان۔
١٩٤	ذکر صحبت حضرت در سمرقند و خراسان بحضرت سید قاسم تبریزی۔
١٩٦	ذکر صحبت حضرت بشیخ بہاء الدین عمر۔
٢٠٠	ذکر ملاقات حضرت بمولانا [illegible]۔
٢٠١	مقصد دوم در ذکر بعضے حقائق و معارف و این بر سہ فصل منقسم ست۔
٢٤٦	ذکر غالب آمدن میرزا سلطان ابو سعید بر میرزا عبد اللہ از التفات حضرت۔
"	ذکر آمدن میرزا بابر برای محاصرہ سمرقند و مایوس واپس شدن او۔
٢٥٠	ذکر آمدن میرزا سلطان محمود برای محاصرہ سمرقند و بے نیل مقصد واپس شدن او۔
٢٥٢	ذکر مصالحت شدن سہ بادشاہ در یک معرکہ بارشاد حضرت۔
٢٦٢	فصل دوم در خوارق و عادات کہ بعض بزرگ و اہل ما سوا از اولاد و اصحاب کامل حضرت نقل کردہ اند۔

صفحہ	خلاصۂ مضمون
٢٦٣	فصل سوم اندران کرامات کہ از اولاد و اصحاب کامل از حضرت مشاہدہ نمودہ و نقل کردند و مجملا مذکور نقل کنندگان۔
٢٧٦	ذکر حضرت خواجہ محمد یحیی۔
٢٨٣	ذکر مولانا قاسم
٢٨٦	ذکر سید عبد الاول۔
٢٨٩	ذکر مولانا [illegible]۔
٢٨٩	ذکر مولانا برہان الدین ختلانی
٢٩١	ذکر مولانا لطف اللہ ختلانی۔
٢٩٢	ذکر مولانا شیخ
٢٩٤	ذکر مولانا سلطان۔
"	ذکر مولانا ابو سعید اوبہی۔
٢٩٩	ذکر مولانا تاشکندی۔
٣٠٠	ذکر شیخ حبیب تاشکندی۔
٣٠١	ذکر مولانا نور الدین تاشکندی۔
٣٠٣	ذکر مولانا زادہ اتراری
٣٠٤	ذکر مولانا ناصر الدین اتراری۔
٣٠٦	ذکر ہند و خواجہ ترکستانی۔
٣٠٨	ذکر مولانا اسمعیل فرکتی۔
٣١٠	خاتمہ و ذکر انتقال حضرت و تاریخ وفات۔
٣١٤	ترجمہ قطعہ تاریخ مولانا جامی۔
"	ترجمہ قصیدہ تشحات در مدح خواجگان نقشبند و خواجہ عبید اللہ احرار۔
٣١٦	خاتمۃ الطبع۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لمن رشّ رشحات الحقائق والحکم علی قلوب العارفین بفیضہ الاقدس الاقدم والصلوٰۃ علی مظہر الاتم و علیہ جوامع الکلم لتکمیل بہا طوائف الامم والسلام علی آلہ و اصحابہ مفاتیح الکرم و مصابیح الظلم۔ ترجمہ: تعریف اُسکی ہو جسنے اپنے فیض قدیم پاک سے عارفین کے دلوں پر حقائق اور حکمتوں کے قطرات کو ترشیح کیا اور درود و ثنا حدیث کے قائل پر کہ میں جوامع الکلم دیا گیا ہوں تا کہ اُن کلمات سے اُمت کے گروہ کمال کو پہونچیں اور سلام آپکی آل پر ہو جو کرم کی کنجیاں ہیں اور تاریکی کے چراغ ہیں بعد ازاں فقیر بے استطاعت فخر الدین علی ابن الحسین واعظ مشہور بصفی اللہ تعالےٰ اپنے اولیا کی محبت پر اُسے ثابت قدم اور اپنے دوستوں کے کمال متابعت سے مشرف رکھے گزارش کرتا ہو کہ جب عنایات بےغایت الٰہی کی برکت سے ماہ ذیقعدہ ۸۸۹ھ ہجری کے آخر میں حضرت صاحب ولایت خواجہ ناصر الدین عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے آستان بوسی کا اتفاق ہوا اور دوسری مرتبہ ربیع الثانی ۸۹۳ھ ہجری کے آغاز میں قدم بوسی حضرت کی نصیب ہوئی تو آپ کی مجلس عالی میں حضرت خواجگان سلسلہ نقشبندیہ کے مناقب اور فضائل معلوم اور کسیقدر حقائق اور معارف حضرت کی زبان مبارک سے مسموع ہوتے تھے اور اُن جواہر نفیسہ کو اپنے حافظہ میں محفوظ اور مصئون رکھتا اور ہر صحبت کے اختتام پر اُن ملفوظات کو بلا تغیر و تبدیل تحریر میں لاتا اور جس وقت کہ حوادث گوناگوں کے باعث آپکی خدمت سے مہجور ہوتا تو اُس حالت میں یہ امر میری خاطر میں گذرتا کہ جو کلمات مبارک اُس

زمانہ میں سُننے گئے ایک جا جمع کروں کہ جو گُلشتہ جمہور کا رفیق ہو شاید کہ اسکے دیکھنے سے دل کو تسلی ہو اور آنکھیں روشن ہوں ریت

یار جب آنکھوں سے اوجھل ہوگیا	نا امید نکلا چاہیے سمجھو نہ کیا	[illegible]	[illegible] ہم کو [illegible]
چھپ گیا مغرب میں جیسے آفتاب	شمع [illegible] روشن شد آفتاب	[illegible]	[illegible] والقوا میں [illegible]

لوئی صورت تالیف کی نہ نکلی یہانتک کہ سولہ برس کے بعد [illegible] اسکی تحریر

مین مشغول ہوئی اور جو کچھ اس سلسلہ کے خواجگان اور خلفا و اصحاب کے احوال و اطوار سے معتبر کتابوں میں جا بجا لکھا پایا خود حضرت

اور اس سلسلہ کے عزیزوں سے بواسطہ یا بے واسطہ سنا ایک اچھی ترتیب سے [illegible] تحریر کیا اور آپ کے شمائل اور فضائل کے

ذکر پر جو مقصود اصلی اس تالیف [illegible] اتمام کو پہنچایا اور آپ [illegible] احوال اور مقامات [illegible] شرح کرامات سے خاتمہ کی مُہر لگائی

اور اس کتاب میں جہان صرف حضرت کا [illegible] وارد کیا [illegible] خواجہ عبید اللہ ہیں اور جہان اس گروہ

عالیہ کے معارف اور لطائف کا مذکور ہو اسکے عنوان کو فاصلہ [illegible] رشحہ کے لفظ سے ممتاز کیا اور چونکہ فیض تازہ رشحات جا نفزا

ہی اور قلوب اہل علم و عرفان کے چشمۂ حیات سے مترشح ہوا اسلیے رشحات عین الحیات سے موسوم کیا اور عجیب اتفاق ہو کر

اس کتاب رشحات کی تاریخ اتمام بھی اونکے [illegible] حروف سے پوری ہوئی کہ سنہ [illegible] ہجری ہین جیسا کہ کتاب کے آخری قطعہ

در رباعی سے حاصل ہوتے ہین اور اللہ راہ پانے کی ہدایت کرتا ہے اور طالبان صادق سے التماس ہو کہ جب انکا وقت مطالعہ

معارف و حقائق ان حضرات سے خوش ہو اس پریشان امیدوار کو گوشۂ خاطر سے فراموش نکرین اور دعائے خیر سے یاد فرماوین لیکن

در ناظرین منصف کے مکارم اخلاق سے امید ہو کہ ہرگاہ جامع کتاب کو اس گفتگو مین بجز نقل شمائل اہل معانی کے کسیطرح کا

دخل نہین ہو تو ان عزیزون کی عبارات و اشارات کو نشانۂ طعن انکار نکرین اور اپنے تئین بادیۂ ادبار مین نہ ڈالین والسلام

علی من اتبع الہدی اور اس کتاب مین ایک مقالہ اور تین مقصد اور ایک خاتمہ ہو منہ المبدء و الیہ المعاد تفصیل مقالہ اور مقاصد

و خاتمہ کی یہ ہو۔ مقالہ مین خواجگان سلسلہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالے ارواحہم کے طبقات کا اول سے آخر تک بوجہ اجمال

و نیز تفصیل کے طریق سے ذکر ہو اور اللہ تعالی سیدھا راستہ دکھلانے والا ہو مقصد اول حضرت کے آبا و اجداد او

قربا اور آپ کی ولادت کی تاریخ اور حالات عہد طفولیت اور کسیقدر آپ کے اخلاق و اطوار اور آغاز سفر اور زیارت

مشایخ زمانہ قدس اللہ ارواحہم کے ذکر مین ہو دوسرا مقصد بعضے حقائق اور معارف اور حکایات و امثال کے بیان مین

جو حضرت سے ایام صحبت مین بیواسطہ مسموع ہوئے تیسرا مقصد بعضے تصرفات کے ذکر مین جو حضرت سے بطور خرق عادت

ظاہر اور نقل ثقہ لوگون سے ثابت ہوئے اور ان مقاصد سے ہر ایک مقصد مین تین فصل ہونگی۔ خاتمہ حضرت کی وفات

تاریخ اور کیفیت انتقال کہ کس طرح اس دنیا سے آخرت کے عالم کو گئے مقالہ خواجگان سلسلہ نقشبندیہ کے طبقات کے

ذکر مین ہو جو بوجہ اجمال اور نیز تفصیل کے ساتھ ہو۔ واضح ہو کہ حضرت نے تعلیم ذکر اور نسبت اور طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم

مولانا یعقوب چرخی سے اور انھون نے خواجہ بہاء الدین نقشبند سے اور انھون نے امیر سید کلال سے اور انھون نے

خواجہ محمود بابا سماسی سے اور وہ مخصوص تھے خواجہ علی رامیتنی سے اور انھوں نے خواجہ محمود الخیر فغنوی سے اور انھوں نے خواجہ عارف ریوگری سے اور انھوں نے خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے کہ سرگروہ سلسلۂ خواجگان ہیں اور انھوں نے خواجہ یوسف ہمدانی سے اور انھوں نے خواجہ ابو علی فارمدی سے اور انھوں نے شیخ ابو القاسم گرگانی سے حاصل کیا ہے اور شیخ ابو علی کو علم باطن میں دو جانب انتساب ہے ایک شیخ ابو الحسن خرقانی سے اور انکو شیخ ابو یزید بسطامی سے اور شیخ ابو الحسن کی پیدائش ایک مدت کے بعد وفات شیخ ابو یزید کے ہے اور انکو شیخ ابو یزید سے تربیت باطن اور روحانیت کی رو سے ہے نہ ظاہر میں اور شیخ ابو یزید کی نسبت ارادت حضرت امام جعفر صادق سے ہے رضی اللہ تعالی عنہ اور صحیح نقل سے ثابت ہوا ہے کہ شیخ ابو یزید کی پیدائش حضرت امام کی وفات کے پیچھے ہوئی ہے اور حضرت امام کی تربیت انکو روحانیت کی رو سے ہے نہ ظاہر میں اور حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ کو جیسا کہ شیخ ابو طالب مکی قدس سرہ نے قوت القلوب میں لکھا ہے دو نسبت ثابت ہیں ایک اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے اور انکو اپنے والد ماجد امام زین العابدین سے اور انکو اپنے والد بزرگوار امام حسین سے اور انکو اپنے والد ماجد امیر المومنین علی رضی اللہ عنہم اجمعین اور انکو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مشائخ طریقت نے اس سلسلہ نسبت ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کا نام سلسلۃ الذہب بوجہ انکے نفاست اور عزت اور شرف کے رکھا ہے اور دوسری نسبت جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے بقول شیخ ابو طالب مکی کے وہ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سے ہے رضی اللہ تعالی عنہم کہ حضرت امام کے نانا اور فقہائے سبعہ سے ہیں اور اپنے زمانہ میں علم ظاہر و باطن کے اندر بے مثل و بے نظیر تھے اور انکو ارادت باطن کی نسبت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے اور انکو باوجود شرف صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نسبت باطن امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تھی بعد ازاں کہ جناب رسالت صلے اللہ علیہ وسلم سے شرف انتساب حاصل تھا۔ اور شیخ ابو القاسم گرگانی کو دوسری نسبت ارادت باطن شیخ ابو عثمان مغربی سے اور انکو ابو علی کاتب سے اور انکو ابو علی رودباری سے اور انکو جنید بغدادی اور انکو سری سقطی سے اور انکو معروف کرخی سے ہے اور شیخ معروف کے دو نسبت ہیں ایک داؤد طائی سے اور انکو حبیب عجمی اور انکو حسن بصری سے قدس اللہ اسرارہم اور حسن بصری کو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے اور انکو حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور دوسری نسبت ارادت شیخ معروف کو حضرت امام علی رضا سے اور انکو اپنے والد بزرگوار امام موسی کاظم سے اور انکو اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادق سے رضی اللہ عنہم الی آخر النسبۃ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا اور [illegible]

خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ

حضرت قطب اولیا خواجہ محمد پارسا قدس سرہ اپنی کتاب فصل الخطاب میں لائے ہیں کہ مولانا شرف الدین الانصاری النجاری روح اللہ روحہ نے جو بڑے عالم اور خاندان خواجگان سے ہیں اپنے دستخط سے لکھا ہے کہ شیخ [illegible] ن ہمدانی قدس سرہ اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد کو گئے اور ابی اسحاق فقیہ سے فقہ حاصل کی اور علم مناظرہ [illegible] امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر تھے اور اصفہان اور بخارا میں علم حاصل کیا اور

خراسان خوارزم اور ماوراءالنہر مین سب کے مقبول تھے اور ایک مدت تک آپ کوہ زر مین مقیم ہوگئے اور حضرت شیخ عبداللہ جوینی
کے دست مبارک سے خرقہ پہنا اور تصوف مین شیخ عبداللہ جوینی اور شیخ حسن سمنانی اور شیخ ابوعلی فارمدی رحمہم اللہ تعالی
سے منتسب ہوئے پیدائش انکی ۴۴۰ھ چارسو چالیس مین اور وفات ۵۳۵ھ ہجری پانسو پینتیس مین ہوئی اور امام یافعی قدس سرہ
کی تاریخ مین مذکور ہو کہ خواجہ یوسف ہمدانی صاحب احوال وکرامات تھے۔ بغداد اصفہان عراق خراسان سمرقند اور بخارا
مین پڑھا اور پڑھایا حدیث تحصیل کی اور وعظ کہا اور ایک خلق نے نفع اُنسے پایا اور مرو مین پہونچکر ایک مدت وہان رہے
پھر ہرات گئے اور چندے وہان رہے پھر مرو مین آگئے ایک عرصہ بعد دوسری دفعہ ہرات گئے اور چند روز وہان رہے اور پھر
مرو کا قصد کیا جب ہرات سے باہر آگئے راستہ مین وفات پائی اور جس گانوءن مین مرے وہین دفن ہوگئے اور کہتے ہین بعدہ ابن النجار
انکا ایک مرید لاش کو مرو مین لیگیا اور قبر مبارک وہین ہی جسکی زیارت ہوتی ہو اور اُس سے برکت لیجاتی ہو۔ اور جب خواجہ یوسف کا
کا انتقال قریب ہوا چار شخص کو اپنے اصحاب سے دعوت اور ارشاد کے مرتبہ مین پایا اور اپنی خلافت اور نیابت پر مقرر کیا!
اور آپ کے بعد ہر ایک دعوت خلق کے مقام مین رہا اور راہ حق پر طالبون کو ہدایت کی ہو اور دوسرے خلفا اور اصحاب
اُسکی متابعت اور ملازمت بطریق ادب کرتے رہے ہین اور ہر ایک خلیفہ کا ذکر طبقہ بعد طبقہ ترتیب وار آخر سلسلہ خواجگان
تک لایا جاتا ہو اور اللہ کے ساتھ توفیق ہو

خواجہ عبداللہ برقی رحمۃ اللہ

یہ خلیفہ اول خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کے خلفاء اربعہ سے ہین اور اصل مین خوارزم سے ہین عالم تھے اور عارف
صاحب کرامات ومقامات اور شیخ عبدالکریم سمعانی رہ کے انساب مین مذکور ہو اور نسبت خواجہ عبداللہ برقی کی
برق کے ساتھ ہو اور برق راے مہملہ کے زبر سے معرب برہ کا ہو اسواسطے کہ آپ کے بعض آباواجداد بکری والے تھے اور
برہ فروشی کیا کرتے اور آپکی قبر مبارک قبر شیخ ابوبکر اسحاق کلاباذی کے پاس بخارا مین تل شورستان کے اوپر واقع ہو رحمہما اللہ

خواجہ حسن انداقی

یہ دوسرے خلیفہ خواجہ یوسف ہمدانی کے تھے اور آپ کی کنیت ابومحمد اور نام حسن ابن حسین انداقی ہو اور انداق نو میل پر
ایک گانوءن بخارا سے ہو اور سمعانی اپنے انساب مین لایا ہو کہ مرو مین ایک دوسرا گانوءن بھی شہر سے چھ میل پر ہو جسکو انداق کہتے ہین
اور انداق انداک کا معرب ہو اور خواجہ حسن انداق بخارا کے ہین نہ انداق مرو کے اور فرمایا کہ خواجہ حسن اپنے زمانہ مین شیخ وقت
تھے اور مریدون کی تربیت اور دعوت خلق بحق سبحانہ تعالی مین طریق پسندیدہ رکھتے تھے اور صفاے وقت اور دوام
عبادت وریاضت کے آدمی تھے اور آثار سنت اور آداب حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیرو تھے اور خواجہ
[illegible] برسون اُنکے ساتھ رہے اور اُنکے خاص اصحاب اور مریدون سے تھے اور اُنکے ساتھ
[illegible] اور جدا [illegible] سفر کیا تھا اور مین [illegible] مرو کے مقام خانقاہ خواجہ یوسف ہمدانی مین اُنسے ملاقات کی مگر مین نے اُنکو نہین

پہنچا تھا پھر بخارا مین اُنسے ملا اور اُنکے پاس مین آمد رفت کیا کرتا اور اُنکی صحبت مین برکت لیتا تھا اور وے میرا اکرام نہایت کرتے اور تھوڑی حدیث اُنسے بطور تیمن اور تبرک کے استاذنا شیخنا یوسف ہمدانی کی روایت سے مین نے سُنی ہین ولادت اُنکی سنہ ۴۶۴ ہجری چارسو چونسٹھ مین اور وفات چھبیسوین رمضان کو سنہ ۵۵۲ھ پانسو باون مین ہوئی اور ستائیسوین تاریخ کی شب کو دفن ہوئے — وہ امام عالم عامل فقیہ حقانی عبدالکریم ابی حنیفہ انداقی کے پوتے ہین جو بڑے شاگردون شمس الائمہ حلوائی سے تھے رحمہما اللہ

منقول ہے کہ خواجہ حسن انداقی خواجہ یوسف ہمدانی کی صحبت مین رہے ہین اور اُنسے نسبت اور طریقہ حاصل کیا ہے — تھوڑے دنون مین دوام مشغولی سے اُس درجہ کو پہونچے کہ کیفیت عظیم غالب ہوتی اور بہت ضروری مہمات اُنکے ملتوی پڑے رہتے اور بی بی اور اولاد کی معاش کی کفالت میسر نہوتی — ایکدن حضرت خواجہ یوسف نے نصیحت کی کہ عیال دار درویش ہو اور بعضے امور کا سرانجام ضروری ہے اور اُنمین فروگذاشت شرع اور عقل مین جائز نہین خواجہ یوسف نے کہا کہ میرا حال یہ ہے کہ کسی دوسرے کام کی طاقت نہین رکھتا — حضرت خواجہ کو اُس بات سے بڑی غیرت آئی اور اُنپر خفا ہوئے اور سخت سُست کہا — اُس رات حضرت حق سبحانہ کو خواب مین دیکھا کہ اے یوسف تجھے بینائی عقل کی دی ہے اور حسن کو بینائی عقل کی اور بینائی دل کی دی ہے حضرت خواجہ یوسف اُس دن سے آپ کو بہت عزیز رکھتے اور کسی امر دنیاوی کے لیے تکلیف نہ دیتے قبر مبارک اُنکی بخارا مین دروازہ کلاباد کے باہر ہے جو شیخ ابوبکر اسحاق کلابادی کی قبر سے پورب طرف واقع ہوئی رحمہما اللہ

خواجہ احمد یسوی رحمہ اللہ

یہ تیسرے خلیفہ خواجہ یوسف قدس سرہ کے ہین اور ترک اُتا یسوی کہتے ہین اور اُتا کا لفظ جو ترکی مین باپ کے معنی مین ہے بڑے مشایخ پر اطلاق کرتے ہین اُنکا ولادت گاہ یسی ہے جو ترکستان کے شہرون مین مشہور شہر ہے اور اُنکی قبر مبارک بھی وہین ہے بڑے صاحب کرامات اور مراتب مقامات کے تھے اور وہ صغر سن مین باب ارسلان کے منظور نظر ہوگئے ہین جو قدیم مشایخ ترک سے ہین اور کہتے ہین کہ باب ارسلان نے حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے اُنکی تربیت کی اور خواجہ کو اُنکی خدمت اور ملازمت مین بڑی ترقیان حاصل ہوئین اور جب تک باب ارسلان زندہ رہے خواجہ برابر اُنکے ساتھ تھے اور اُنکی وفات کے بعد بھی اُنھین کے اشارہ سے بخارا مین آئے اور اُنکا سلوک خواجہ یوسف کی خدمت مین پورا ہوا اور درجہ تکمیل اور ارشاد کو پہونچے اور اس خاندان کے بعضے مشایخ متاخرین قدس اللہ ارواحہم کے رسالہ مین ایسا مذکور ہے کہ خواجہ عبداللہ برقی اور خواجہ حسن انداقی کے بعد وفات جب کہ خلافت کی نوبت خواجہ احمد یسوی کو پہونچی اور بخارا مین دعوت خلق مین مشغول ہوئے چند روز بعد جو اُنکا ارادہ ترکستان کی طرف اشارہ غیبی کے موافق ہوا تو چلتے وقت سب یارون کو وصیت کی کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ کی متابعت اور ملازمت مین رہین پھر یسی کی طرف توجہ فرمائی —

واضح ہو کہ خواجہ احمد یسوی قدس سرہ سرگروہ مشایخ ترک کے ہین اور ترک کے اکثر مشایخ کو طریقت مین اُنکے ساتھ انتساب ہے اور اُنکے خاندان مین بہت بزرگ اور عزیز ہوئے ہین کہ سب کے ذکر کے لیے ایک کتاب علیحدہ چاہیے ناچار بعضے اصحاب جو صحبت

سلسلہ کے ذکر پر جو اُنکے زمانہ تک متصل ہین کفایت کیجاتی ہے اُنکے بعد حضرت خواجہ عبدالخالق جو چوتھے خلیفہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس اللہ روحہم کے ہین اُنکا ذکر شروع کیا جاتا ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ خواجہ احمد کے چار خلیفہ تھے جنکا ذکر مجملاً لکھا جاتا ہے وباللہ التوفیق

منصور آتا رحمہ اللہ

یہ خواجہ احمد یسوی کے خلیفہ اول ہین اور فرزند رشید ہین باب ارسلان کے عالم علوم ظاہر و باطن کے اور ابتدا و سلوک مین اپنے والد بزرگوار سے تربیت خوب پائی اور اُنکے بعد وفات حسب الحکم ملازمت خواجہ مین گئے اور اُنکے ظل عاطفت مین درجہ ولایت کو پہونچے

عبدالملک خواجہ رحمہ اللہ

یہ فرزند بزرگوار منصور آتا کے ہین اور اُنکے بعد جانشین اُنکے ہوئے اور مستعدون کی تربیت پر کمر باندھی اور برسون مسند ارشاد پر رہکر طالبان طریقت کو ہدایت کی۔

تاج خواجہ رحمہ اللہ

یہ فرزند عزیز عبدالملک خواجہ کے اور جد بزرگوار زنگی آتا کے ہین کہ اُنکا ذکر بعد ازین آتا ہے اور تاج خواجہ نے تحصیل علوم رسمی کے بعد علم طریقت اور حقیقت مین تربیت اپنے والد بزرگ سے پائی اور خود کامل مکمل ہوکر قاصدون کی تربیت مین مصروف ہوگئے

سعید آتا رحمہ اللہ

یہ خلیفہ دوم خواجہ احمد کے تھے اور اُنکے حکم سے تربیت مریدون کی فرمائی۔۔

صوفی محمد دانشمند آتا رحمہ اللہ

یہ تیسرے خلیفہ خواجہ احمد کے ہین برسون مسند ارشاد پر رہے اور خلق کو دعوت حق کی۔ حضرت فرمایا کرتے کہ صوفی محمد دانشمند مرد بسیار دان اور متشرع اور متقی ہوگئے ہین جب یسی مین حضرت خواجہ آئے لوگون کو ذکر جہر مین مشغول کیا صوفی محمد دانشمند کے دل مین آئی کہ حضرت خواجہ کو ذکر جہر سے منع کرین اپنے گھر سے چلے تھے کہ حضرت خواجہ کو معلوم ہو گیا کہ احتساب یعنے ممنوع شرعی کے روکنے کے لیے آتا ہے قبل از ملاقات اُسمین تصرف کیا اور عند الملاقات تکمیل کر دی

حکیم آتا رحمہ اللہ

یہ بڑے مشائخ ترک سے ہین اور چوتھے خلیفہ خواجہ احمد کے نام اُنکا سلیمان ہے اور حکیم لقب ہے کلمین اُنکی جو مسلاات درویشون مین بزبان ترکی کہین مشہور اور معروف ہین اور اُنکے کلام کے فوائد سے یہ مثل ہے جو خلق کے احترام اور وقت کی قدر مین فرمائی ہے کہیم کو رسانک خضر بیل ور ہر تون کو رسانک قدر بیل یعنے جسکو تو دیکھے خضر جان اور ہر شب آوے شب قدر سمجھ۔ اور یہ مثل بھی اُنکی طرف منسوب ہے جو اپنے کسر نفس مین فرمائی پارچہ بخشی نیرمان پارچہ بغداوی بیلم

یعنے تمام ملک ہمارا ہے اور سب گیہون ہمارا بھوسہ ہے اور انکا مسکن ولایت خوارزم ہے اور موضع آق قستمر خان سے یعنے قلعہ سفید مین دنیا سے رحلت کی اور قبر انکی مشہور معروف ہے

زنگی آتا رحمہ اللہ

انکو زنگی بابا بھی کہتے ہین حکیم اتا کے اصحاب اقدم اور خلفاء اعظم سے ہین مولد اور مسکن انکا ولایت شاش اور وہین انکی قبر مبارک ہے اور خلائق زیارت کو وہان جاتے ہین اور مرادات پاتے ہین مولانا محمد قاضی علیہ الرحمہ نے حضرت سے نقل کی ہے کہ فرماتے تھے جب کبھی زنگی اتا کی زیارت کو آتا ہون اللہ اللہ کی آواز سنتا ہون یہ بابا ارسلان کے پوتے تھے اور فرزند تاج خواجہ اور برسون اپنے والد بزرگوار کے ظل حمایت اور تربیت مین رہے ہین اور انکی وفات بعد باشارت غیبی مدتون حکیم آتا کے ساتھ رہے اور وفات حکیم کے بعد انکی بی بی عنبر اتا دختر براق خان سے نکاح کیا اور عنبر اتا سے بیٹے اور پوتے پیدا ہوئے سب عالم عامل اور فاضل کامل کہ ہر ایک اپنے زمانے مین مقتداے سالکان اور رہنماے طالبان ہوئے کہتے ہین حکیم اتا سیاہ فام تھے ایکدن عنبر اتا کے دل مین خطرہ گذرا کہ حکیم سیاہ رنگ نہوتے تو کیا ہوتا حکیم کو اسکے خطرہ پر اشراف ہوا فرمایا کہ تو مجھسے زیادہ رنگ کی عنقریب مصاحب ہوگی اور یہ ہوا کہ حکیم کے بعد زنگی اتا کے نصیب ہوئی اور بعضون نے کہا ہے کہ زنگی اتا حکیم اتا سے نیاز نہین رکھتے اور انھون نے حکیم اتا سے بروے معنی و روحانیت تربیت پائی ہے اور پہلا قول صحیح تر ہے اور کہتے ہین کہ جسوقت حکیم اتا نے ولایت خوارزم مین وفات پائی زنگی اتا تاشکند مین تھے فوراً خوارزم کی راہ لی اور کسی جگہ نہین ٹھہرے تا کہ وہان پہونچے اور قبر حکیم کی زیارت اور اہل مصیبت کی پرسش کی اور جب عنبر اتا کی مدت عدت بسر ہوئی ایکمحرم اسکے پاس بھیجا اور خواستگاری کی اُسنے منھ پھیر کے کہا مین حکیم کے بعد کسی کے نکاح مین نہین آتی خصوصاً اس زنگی سیاہ کے اور اس منھ پھیرنے مین گردن اُسکی ٹیڑھی ہو گئی اور وہ گھبرائی محرم نے زنگی اتا سے آکر قصہ کہا زنگی اتا نے پھر اُسے پیغام دیا کہ تجھے یاد ہے جو تیری خاطر مین گذرا تھا کہ کیا ہوتا اگر حکیم سیاہ رنگ نہوتا اور حکیم نے تیرے خطرہ کو پاکر کہا عنقریب ہے کہ مجھسے زیادہ سیاہ رنگ کی تو مصاحب ہوگی جب محرم نے وہ بات عنبر اتا سے کہی اُسے یاد آئی اور رو دے اور کہا مین راضی ہون جو انکی مراد ہے فی الحال اُسکی گردن سیدھی ہو گئی اور انکے نکاح مین آئی اور انکے چار خلیفہ تھے اوزون حسن اتا سید اتا صدر اتا بدر اتا یہ چارون شخص ابتداء بخارا کے ایک مدرسہ مین علم تحصیل کرتے تھے اور باالاتفاق مطالعہ پر ہمت باندھے ہوئے تھے اور ایک شب چارون کو خواہش راہ سلوک کی پیدا اور طریق حق کی ارادت انکی خاطر مین ظاہر ہوئی علے الصباح گھر لٹا دیے اور مدرسہ سے جنگل کی طرف منھ کیا اور ترکستان کیطرف چلکر زنگی اتا کی صحبت مین پہونچے اور ہر ایک کا ذکر مجملاً کیا جاتا ہے

اوزون حسن اتا رحمہ اللہ

یہ خلیفہ اول زنگی اتا کے چار خلفا سے ہین جب یہ چار عزیز ولایت تاشکند مین پہونچے ہین جنگل مین گذرتے ہوئے ایک حبشی کو دیکھا موٹے موٹے ہونٹ کا جو گایون کا گلہ چرا رہا تھا اور وہ زنگی اتا تھے اور انکار مین طریقہ انکا ستر حال اور کسب معاش کے لیے یہ تھا کہ اہل تاشکند کی گائین چرایا کرتے اور اُسکی اُجرت سے عیال اطفال کی قوت حاصل کرتے تھے۔ کہتے ہین جب زنگی اتا

جنگل مین نماز پڑھکر ذکر جہر مین مشغول ہونے گائین چرانیکر کے انکے اردگرد حلقہ باندہ لیتین اور جبتک وہ ذکر مین مشغول رہتے ہرگز گھاس مین منھ نہ ڈالتین جب وہ طالب علم اتا کے نزدیک پہونچے دیکھا کہ ننگے پانون سے سخت کانٹے جھانکڑ کو توڑ رہے ہین اور ایک دوسرے پیچ دبا رہے ہین کہ رسّی مین باندہین اور لیجائین اور وہ کانٹے اُنکے پانون مین نہین چبھتے تھے متعجب ہوکر آگے بڑھے اور سلام کیا اتا نے جواب دیا اور کہا تم اس ملک مین پردیسی معلوم ہوتے ہو کون ہو اور کہان سے آئے ہو یہ بولے ہم طالب علم تھے اور بخارا مین تحصیل کرتے تھے دفعۃً ہمارے دل مطالعہ اور مباحثہ سے ملول ہوگیا اور سلوک کی خواہش باطن مین پیدا ہوئی اب طلب تحقیق مین وطن سے باہر نکلے ہین چاہتے ہین کہ حقیقت سے ایک بو ہمارے دماغ مین پہونچے ہر طرف ہم دوڑتے ہین اور مرشد کامل مکمل کی تلاش کرتے ہین کہ بعد ازین ملازمت اُسکی کرین شاید کہ نقصان کے نشیب سے کمال کے درجہ کو پہونچین اتا نے فرمایا ذرا ٹھہرو کہ مین بو سونگھون اور تمھین اُس مرشد کا نشان دون پھر اتا دکھن پورب پچھم کیطرف رخ کیا اور ہوا کھینچتے اور سونگھتے تھے اسکے بعد کہا کہ دنیا کی چار طرف کی بو کھینچی اور چارون کھونٹ مین سے اپنے سوا کسیکو نہ دیکھا جو تمکو نقصان سے رہائی دیکر کمال کو پہونچا دے - سید اتا اور بدر اتا کے دل مین اس بات سے ایک انکار پیدا ہوا اپنا دل مین سوچا کہ مین سید اور عالم ہون اس حبشی چرواہے کا تابعدار کب ہوتا ہون اور بدر اتا کا یہ خطرہ تھا کہ اس حبشی شتر لب کو دیکھو کہ کسقدر لمبا چوڑا دعوے کرتا ہے لیکن اوزون حسن اتا اور صدر اتا نے اس دعوے پر اعتراض نہ کیا اور دل مین سوچے کہ ممکن ہے حق سبحانہ نے ایک نور اس سیاہی مین ودیعت رکھا ہو زنگی اتا نے اس اثنا مین چارون کے باطن مین تصرف کیا اور اُنکے قلوب کو اپنی طرف کھینچا پہلے وہ شخص جسنے یارون سے آگے بڑھکر اتا کے ہاتھ پر بیعت اور توبہ کی اوزون حسن اتا تھا اور اُسی نے درجہ کمال پر فائز ہوکر اذن ارشاد پایا -

سید اتا رحمہ اللہ

یہ زنگی اتا کے دوسرے خلیفہ ہین اور نام سید احمد اور سید اتا مشہور ہین کہتے ہین کہ سید اتا ہر چند ریاضت زنگی اتا کی ایام ملازمت مین کرتے مگر اپنے باطن مین رشد نہین دیکھتے تھے اور ہر چند سعی کرتے کوئی در اُنکے دل پر نہین کھلتا تھا آخر اپنا درد دل عنبر اتا کی خدمت مین عرض کیا اور کہا تمھاری بات اتا کو مقبول ہے امیدوار ہون کہ میرے حق مین چند کلمہ کہیے کہ نظر عنایت سے مشرف ہون عنبر اتا نے مان لیا اور کہا تو آج کی رات ایک سیاہ نمدے کے اندر لپیٹ کر اتا کے سر راہ پڑا رہ تاکہ فجر کو جب طہارت کے لیے باہر آوین تجھے اس حال سے دیکھین شاید کہ تیرے اوپر رحم کرین سید اتا نے ایسا ہی کیا اور عنبر اتا نے رات کو چپکے سے کہا احمد مرد فقیر ہے اور سید ہے اور عالم ہے اور مدت سے خدمت مین حاضر ہے کبھی عنایت اور نظر خاص سے مخصوص اس جناب سے نہین ہوا میری التماس ہے کہ اسپر رحم کرو اتا نے مسکرا کر کہا کہ سیادت اور علم اُسکی سد راہ ہوئی پہلے پہل جو مجھے دیکھا اور مین نے اُسے اپنا نشان دیا اُسنے دل مین کہا کہ مین سید اور عالم ہون ایک حبشی چرواہے کا تابعدار کب ہوتا ہون اب تو نے اُسکی سفارش کی مین اُسکے گناہ سے درگذرا جب صبح کو اتا باہر آئے ایک کالی کالی چیز اپنے راستہ پر پڑی دیکھی اُسپر پانون رکھا وہ خود سید اتا تھے کہ اُسکے سینہ پر قدم رکھا تھا اور اُنھون نے اتا کا پانون چوما کہا تو کون ہے کہا احمد ہے اتا نے کہا کہ اُٹھ اس شکستگی سے تیرا کام درست ہوا اور اس موقع پر التفات خاص

اثر کیا جون ہی سید آتا سیدھے کھڑے ہوئے جو اُنکا مقصود تھا اُنپر منکشف ہوگیا اور فتوح اور بخشش کے دروازے کھل گئے اور تھوڑے عرصہ مین درجۂ ارشاد وکمال کو پہونچے اور بہت سے ناقصون کو مرتبہ کمال پر پہونچایا اور سید آتا حضرت عزیزان خواجہ علی رامیتنی کے ہم عصر تھے جو اکابر طبقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے ہین اور ذکر اُنکا بعد ازین آئیگا اور اُن دونون کے درمیان مراسلت ہوئی کہ اسمین سے کسیقدر ذکر عزیزان مین آئیگا۔ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے مقامات مین مذکور ہے کہ حضرت خواجہ نے نقل کی ہے کہ ایک دن کوئی کاشتکار کھیت مین چینا بو رہا تھا سید آتا وہان پر گذرے پوچھا کہ تو کس کام مین ہے اور کیا بوتا ہے اُسنے کہا کہ چینا بوتا ہون مگر یہ زمین اچھا چینا نہین دیتی سید آتا نے خطاب کرکے کہا اے زمین اچھا چینا دے کہتے ہین کہ کتنے ہی سال اُس زمین سے چینا اوگتا رہا بدون اُسکے کہ بیج اُسمین ڈالین۔

اسمعیل آتا قدس سرہ

یہ بڑے اصحاب اور خلفاء سید آتا سے ہین۔ حضرت فرماتے تھے کہ اوائل مین لوگ تعرض اسمعیل آتا سے کرتے رہتے تھے آتا کہتے تھے یہ باتین مین نہین جانتا آتش بر سر طبلن فقرم بنیے وہ مجکو دیتا ہے اور مین اُسکا نقارہ بجاتا ہون۔ آتا نواحی خرزیان کے باشندہ تھے جو سیرام اور تاشکند کے بیچ مین ہے۔ اُس ملک کے پاس بڑے سی آتا پر معترض تھے اور ہمیشہ اُنکی ہجو اور غیبت کیا کرتے آتا کہتے یہ ملا لوگ میرے صابون اور اشنان ہین۔ حضرت یہ کلام اُنکا بہت پسند کیا کرتے اور تعریف فرماتے اور آتا کے انفاس نفیسہ سے ہے کہ دھوپ مین سایہ ہوا اور جاڑے مین کپڑا اور بھوکھ مین روٹی۔ حضرت نے فرمایا ہے کہ آتا کا یہ کلام جامع ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اسمعیل آتا بعد اذان کہ مریدکو تلقین ذکر فرماتے کہ اے درویش ہم برادران طریقت ہوگئے ایک نصیحت میری مان سے کہ اس دنیا کو ایک بیر گنبد خیال کر اور جان لے کہ تو ہی اور حق سبحانہ اسقدر ذکر کر کہ اُس توحید کے غلبہ اور تسلط سے حق سبحانہ رہجاے اور لبس اور تو درمیان سے جاتا رہے حضرت فرمایا کرتے کہ اس کلام سے آتا کی بہت بو آتی ہے اور حضرت نے اپنے ماموں خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ کے نال سے نقل کی ہے کہ حضرت سید شریف جرجانی کہتے تھے شیخ زادہ مریدان اسمعیل آتا کے سخن دن سے بو سے مذاق آتی ہے۔

اسحاق آتا رحمہ اللہ

یہ فرزند اسمعیل آتا کے ہین صفاے وقت اور احوال بزرگ کے مالک تھے اور نواح اسبیجاب مین نشست اُنکی تھی جو کہ قصبہ تاشکند اور سیرام کے درمیان ہے۔ شیخ عبداللہ خجندی رح کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے یاردن مین سے تھے فرمایا کرتے تھے کہ پیشتر اس سے کہ حضرت خواجہ کی شرف صحبت سے مشرف ہون چند سال مجھے قوی جذبہ پہونچا تھا خواجہ محمد علی حکیم ترمذی کے مزار پر مین گیا اُنکی طرف سے اشارہ ہوا کہ واپس پھر جا کہ تیرا مقصود بارہ برس بعد بخارا مین حاصل ہوگا اور وہ خواجہ بہاء الدین نقشبند کے ظہور پر موقوف ہے فی الجملہ میری خاطر جمع ہوئی خجند کی طرف مراجعت کی ایک دن بازار مین چلا جاتا تھا دو ترک تھے کہ ایک مسجد کے دروازہ پر بیٹھے اور آپسمین باتین کرتے تھے اور ردتے تھے مین نے جو کان لگائے تو اس طریق کی باتین کہتے تھے۔ مجھے اُنکی صحبت کی طرف میل خاطر ہوا اُنسے نیازمندی کی اور تھوڑا کھانا اور میوہ پیش کیا باہم کہنے لگے یہ درویش طالب معلوم ہوتا ہے لائق ہے کہ ہمارے شاہزادہ اسحاق خواجہ کی خدمت مین رہے جب اُنسے یہ بات مین نے سُنی پھر طلب میری

بڑھی جستجو کی تو کہا وہ اصحاب مین رہتے ہین انکی صحبت مین گیا اور مطلب ظاہر کیا لیکن واقعہ ترمذ کا کچھ ذکر نہین کیا اور چند روز انکی خدمت مین رہا اور وہ بہت لطف کرتے تھے ایک روز فرزند انکا کہ جوان نہایت رشید تھا اور آثار قبول اسکی پیشانی سے ظاہر تھے اسنے اپنے والد بزرگوار سے کہا کہ یہ درویش مسکین ہے چاہیے کہ آپ کی خدمت مین رہے اسحاق خواجہ نے فرمایا اے فرزند یہ درویش خواجہ بہاء الدین نقشبند کا مرید ہوگا ہمکو مجال تصرف اسمین نہین ہے جب یہ بات مین نے انسے سنی حضرت خواجہ پر میرا یقین اور بھی زیادہ ہوا انسے اجازت چاہی اور خجند کو الٹا پھر آیا اور منتظر ظہور حضرت خواجہ قدس سرہ کا رہتا تھا یہان تک کہ بخارا مین انکی صحبت اور قبولیت سے مشرف ہوا۔

صدر آتا و بدر آتا رحمہما اللہ

یہ دونون خلیفہ سوم و چہارم زنگی اتا کے ہین نام انکا مولانا صدر الدین محمد و مولانا بدر الدین محمد تھا اور انکو صدر اتا اور بدر اتا بھی کہتے ہین اور یہ بخارا مین ہمیشہ ہم حجرہ اور ہم سبق تھے ہم پیالہ اور ہم نوالہ اور ایک بستر پر سویا کرتے۔ جب زنگی اتا کی صحبت مین آئے روز بروز آثار ترقی مولانا صدر الدین کے احوال سے ظاہر ہوتے تھے مگر مولانا بدر الدین کے کام مین گتھے پڑے ہوئے تھے آخر اسکے خیال مین آیا کہ سید اتا نے عنبر اتا کو وسیلہ بنایا تب زنگی اتا اسکے حال پر مہربان ہوئے مین بھی وہان جاؤن اور انکی شفقت کے شفاخانہ سے دوا اپنے درد کی مانگون بعد ازان فرصت کیوقت عنبر اتا کی خدمت مین جا کر حال اپنا رو رو کر بیان کیا اور انکو شفیع بنا کر التماس کی کہ شگفتہ خاطری کے وقت اتا سے عرض کیجیے کہ بدر الدین کہتا ہے مین اور مولانا صدر الدین دونون آپ کے غلام ہین سبب کیا ہے کہ آپکی عنایت انکے حق مین زیادہ ہے اگر مجھسے کوئی تقصیر ہوئی ہو تو آگاہ فرمائیے کہ اسکا تدارک کرون جب زنگی اتا اس دن جنگل سے آئے اتفاقاً خوشوقت تھے عنبر اتا نے مولانا بدر الدین کا پیغام اتا کو پہونچایا اور التفات خاطر کی دریوزہ کی زنگی اتا نے فرمایا کہ اسکے کام مین بستگی اسوجہ سے ہے کہ میری پہلی ملاقات اور گفتگو مین اسنے اپنے دل مین کہا کہ حبشی شتر لب کو دیکھو کہ کیا الٹا چوڑا دعوی کرتا ہے اب جو تمنے درخواست کی ہے اسکے گناہ سے درگذرا پس اسے بلایا اور مہربانی کی کہ اسیوقت مولانا صدر الدین کے درجہ اور مقام کو پہونچا اور بعد ازان ہمیشہ سیر مقامات اور منازل سالکین مین رکا یہ برکات اسکے جاتا تھا اور احوال عارفین کے ظہور مین شریک اسکا ہوتا تھا اور پھر مولانا صدر الدین کسی وقت اور کسی حال مین اسپر غالب ہوئے اور سلوک طریقت اور حقیقت مین اس سے آگے نہ بڑھے۔

المین بابا رحمہ اللہ

یہ خلیفہ صدر اتا کے تھے انکے بعد آپ کی اشارت سے طالبون کی دعوت بحق کی۔

شیخ علی شیخ رحمہ اللہ

یہ خلیفہ المین بابا کے تھے انکے بعد انکی بجاے مسند ارشاد پر بیٹھے۔

مودود شیخ رحمہ اللہ

یہ خلیفہ شیخ برہان شیخ کے تھے انکے ایک مستعدون کو تربیت کی۔

کمال شیخ رحمہ اللہ

یہ مولود شیخ کے اصحاب کبار سے تھے اور ولایت شاش انکا مقام تھا۔ حضرت فرماتے تھے کہ کمال شیخ مرید مولود شیخ کے تھے اور یار ... شیخ کے۔ جب ہمنے سفر خراسان سے مراجعت کی اور تاشکند مین اقامت کی تو وہ ہمارے واسطے اکثر آیا کرتے۔ بعضے اصحاب اہل کہتے تھے کہ ایک دن کمال شیخ آپ کے پاس آئے تھے کہ ہمارے لیئے ذکر ارہ کرین اور ذکر ارہ ایک قسم کا ذکر سلسلہ مشائخ ترک مین ہے کہ ذکر کہنے کے وقت ایک آواز مثل آرے کے ذاکر کے گلے سے نکلتی ہے کمال شیخ نے حضرت کے سامنے بقوت تمام تر سات آٹھ بار ذکر ارہ کیا حضرت نے فرمایا کہ بس کرو ہمارے دل مین درد ہونے لگا اور بعضے اصحاب نے کہا کہ آپ نے فرمایا بس کرو کہ عرش سے فرش تک آگ لگ گئی پھر کچھ تامل کیا اسوقت فرمایا کہ اس فکر مین ہون اگر کوئی منکر کہے کہ یہ کس قسم کا ذکر ہے کوئی اسکا جواب کیا دے تب یہ بیت پڑھی **بیت** مرغان چمن بہر صباحے * خوانند ترا باصطلاحے

خادم شیخ رحمہ اللہ

یہ بڑے اصحاب مولود شیخ سے ہین اور حضرت کی ابتداء ظہور مین ولایت شاش بلکہ ماوراءالنہر مین ایک جماعت کثیر کے مقتدا اور مرشد تھے اور حضرت سے ملاقات رکھتے تھے شیخ جمال الدین رحمہ اللہ جو خادم شیخ کے خلیفہ تھے وہان سے ہرات آئے اور مریدون کی بڑی جماعت سے حضرت مولانا سعدالدین کاشغری کے مزار پر رہے اور وہین وفات پائی اور قبر انکی تحت مزار ہے یہ فقیر استادی مولانا رضی الدین عبدالغفور علیہ الرحمہ کے ساتھ کبھو کبھو انکی صحبت مین جایا کرتا اور وہ اپنے شیخ سے حکایتین کہتے اور فوائد بیان کرتے کہ انہین سے بعضے پانچ رشحہ مین ذکر کیے جاتے ہین۔

رشحہ شیخ جمال الدین کہتے تھے کہ ہمارے شیخ خادم شیخ اس آیت مین فویل للقاسیۃ قلوبہم من ذکر اللہ کہتے تھے کہ ایک گروہ ہے جو ذکر کہنے سے قساوت قلب حاصل کرتے ہین اسواسطے کہ وہ بے ادبانہ بتقاضاے طبع و نفس غفلت کے ساتھ ذکر کہتے ہین سزاوار ہے کہ من ذکر اللہ اشارہ اسکی طرف ہو اگرچہ مفسرین نے اسکی غفل عن ذکر اللہ کے ساتھ تفسیر کی ہے۔

رشحہ وہ کہتے تھے کہ شیخ ہمارے فرماتے تھے حضوری جو کہ سالکون کو نہایت ذکر مین اور اسکے مراتب پر عبور کرنے مین ہوتی ہے ممکن ہے کہ اس سے پہلے بھی حاصل ہو مگر اسکو بقا نہین ہوتی اور طبیعت اپنے تمانی کے سبب جلد زائل ہو جاتی ہے لیکن اگر ذکر کے مراتب پر عبور کر گیا ہو جس سے مراد بعضے انوار کا مشاہدہ اور کشف ہے تو وہ مراتب لطیف اجسام کے مثال بجاے طبیعت ہو جاتے ہین اور سالک پریشانی خاطر سے رہائی پاتا ہے۔

رشحہ اور وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ کا قول ہے دلیل صحت حال پر جو وارد ہوتا ہے یہ ہے کہ جب حال کا ورود ہو ذات سالک مین فنا پیدا ہو جاتی ہے اور رغبت اعمال باقی رہتی ہے اور شریعت سے میل اور محبت تازہ ہوتی ہے کہ احکام شرعی کو ذوق اور رغبت سے بے تکلف بجا لاتا ہے۔

رشحہ اور انہین کا یہ کلام ہے کہ ایک معمولی عالم ہمارے شیخ کے پاس آیا تھا کہنے لگا کہ ارباب رقص و سماع کا حال دو باتسے خالی نہین ہے اُسوقت شعور ہے یا نہین اگر شعور ہے تو حرکت اور رقص و اظہار بیخودی نہایت بری چیز ہے اور اگر شعور نہین ہے تو شعور نہین اُنکی طہارت کیے بغیر نماز پڑھتے ہین یہ اُس سے زیادہ برا ہے شیخ نے اُسکے جواب مین کہا کہ نقض وضو کے اسباب سے ایک یہ ہے کہ عقل سلب ہو جائے جیسی مجنون آدمی کی حالت ہے اور دوم یہ ہے کہ عقل پوشیدہ ہو جاتی ہے جیسا کہ بیہوشی کی حالت مین ہو جاتی ہے لیکن اس گروہ کی بے شعوری رقص و سماع کی حالت مین نہ عقل کا جاتا رہنا ہے اور نہ اسکا پوشیدہ ہونا ہے بلکہ اس بے شعوری کی وجہ یہ ہے کہ اُس حال مین عقل کلی عالم الٰہی سے اس عقل جزوی پر پرتو ڈالتی ہے اور وجود اسکا غالب اور حاکم ہو جاتی ہے اور اس عقل کلی کو وہ قوت اور قدرت ہے کہ ایک عالم کا انتظام کرے بدن کے بندوبست کا تو کیا ذکر ہے جو اُسوقت اُسکے زیر حکم و حمایت ہے اور عقل کلی مدبر اُسکی نگہداشت مین ہے تو ناقض وضو اُس محل مین نہین رہتے اسواسطے کہ طالب صادق اُسوقت طبیعت اور احکام طبیعت سے باہر نکل جاتا ہے اور لوازم بشریت سے خلاص ہے پس اس حال مین وضو تازہ کرنے کی احتیاج نہین پڑتی۔

رشحہ شیخ جمال الدین کا بیان ہے کہ ہمارے شیخ کہتے تھے کہ سلسلہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے بعض اکابر نے ایسا کہا ہے کہ وجود عدم کا وجود بشریت کے ساتھ عود کرتا ہے لیکن وجود فنا کا ہرگز وجود بشریت کے ساتھ عود نہین کرتا اس کلام کے معنی ظاہرا یہ ہین کہ وجود عدم سے مراد صفت عدم کا تحقق ہے کہ عبارت اُس سے بیخودی ہے کہ طریق خواجگان کے مبتدیون کو مشغولی مین حاصل ہوتی ہے لیکن جو کچھ کہ حقیقت معنی ہے وجود عدم عبارت اس ہستی حقیقی سے ہے کہ سالک کی قوت ادراک پر پرتو ڈالتی ہے اس سبب سے کہ اُسکو نہایت شغل باطنی ہے اور دل نقوش کونیہ سے خالی ہے اور وہ پرتو ہستی حقیقی کا کہ بعد اُس بیخودی کے پیدا ہوتا ہے وجود اُس عدم کا ہے اور یہ وجود وجود بشریت کے ساتھ عود کرتا ہے یعنی پھر یہ پرتو ناپیدا ہو جاتا ہے اور لوازم وجود بشری غالب آتے ہین بخلاف وجود بخشیدہ حقانی کے جسکو بقاء بعد الفنا کہتے ہین کہ بعد از تحقق بمقام فنا پیدا ہوتا ہے پس جسطرح کہ فنا کو وجود باقی سمجھتے ہین اس عدم کو بھی وجود سمجھتے ہے اور یہ وجود اگرچہ اُسی وجود باقی کا پرتو ہے لیکن بایںوجہ کہ مقام فنا مین متحقق نہین ہے کبھی کبھی مخفی ہو جاتا ہے جبتلک کہ صاحب وجود ثابت اور ملک ہو جائے اور اللہ تعالے دانا تر ہے۔

خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ

یہ چوتھے خلیفہ چارون خلفاء خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ سے اور سردفتر طبقہ خواجگان ہین اور انھین سے سلسلہ عزیزان نقشبندیہ شروع ہوا قریہ غجدوان جو ولایت بخارا کا ایک بڑا موضع شہر کے برابر اور بخارا سے اٹھارہ میل ہے آپکا مقام ولادت اور مدفن ہے انکے والد بزرگوار عبد الجمیل ہین اور عبد الجمیل امام کے ساتھ مشہور امام مالک کی اولاد سے اور شیخ اپنے وقت اور علوم ظاہر و باطن کے عالم ساکن ملاطیہ روم کے تھے اور والدہ انکی بادشاہان روم سے ایک بادشاہ کی اولاد سے تھین۔ کہتے ہین کہ وہ

خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے اور حضرت خضر نے انکو وجود خواجہ کی بشارت دی اور عبد الخالق نام رکھا بعد ازانکہ عبد الجمیل امام حوادث ایام سے گھر سمیت روم سے ماوراء النہر مین آکے ولایت بخارا مین پہونچکر غجدوان مین بودوباش کی اور حضرت خواجہ وہان پیدا ہوئے اور وہین بڑھے اور پرورش پائی پہلے شہر بخارا مین تحصیل علوم مین مشغول ہوئے ایک روز اپنے اُستاد امام صدر الدین سے جو علامہ زمان تھے تفسیر پڑھتے تھے کہ اس آیت پر پہونچے ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین اُستاد سے پوچھا کہ اس خفیہ طریق کی حقیقت کیا ہے اگر ذاکر آواز سے پڑھے یا ذکر کے وقت اعضا سے جنبش کرے دوسرا اُسپر آگاہ ہوتا ہے اور اگر دل مین کہے تو شیطان اس حدیث کے موافق الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم واقف ہوتا ہے اُستاد نے فرمایا یہ علم لدنی ہے اگر حق سبحانہ کا خواستہ ہے تو اہل اللہ سے کوئی تجھے ملیگا اور تعلیم کریگا خواجہ منتظر رہتے یہان تک کہ خضر علیہ السلام انکے پاس پہونچے اور وقوف عددی انکو سکھلایا۔ کتاب فصل الخطاب مین مذکور ہے کہ حضرت خواجہ کی روش طریقت مین حجت ہے اور سب کے مقبول وہ ہمیشہ راہ صدق وصفا اور متابعت شرع وسنت حضرت مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم اور مخالفت بدعت وہوا مین ساعی رہے اور اپنے چلن کو اغیار سے چھپایا انکو سبق ذکر دل کا جوانی مین حضرت خضر علیہ السلام سے ملا اور اُسپر ہمیشہ کاربند رہے اور خضر علیہ السلام نے فرزندی مین قبول کیا اور فرمایا کہ حوض کے پانی مین آؤ اور غوطہ لگاؤ اور دل مین کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خواجہ نے ایسا ہی کیا اور یہ سبق لیکر مشغول کار ہوئے اور کشائشین پائین اور اول زمانہ سے آخر تک تمام خلق کے مقبول اور محبوب تھے پھر حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ بخارا مین آگئے اور خواجہ نے انکی صحبت پائی اور جانا کہ انکا بھی ذکر دل ہے انکی صحبت مین رہا کرتے جبتک خواجہ یوسف بخارا مین رہے کہا ہے کہ خواجہ خضر علیہ السلام انکے اُستاد ہین اور خواجہ یوسف انکے اتالیق تھے اور ہر چند خواجہ یوسف اور انکے مشایخ قدس اللہ ارواحہم کا طریق ذکر جہر تھا لیکن ازانجا کہ انھون نے خضر علیہ السلام سے تلقین ذکر خفی کی پائی اور اُسکے مامور ہوئے خواجہ یوسف نے اُسکو نہین بدلا اور فرمایا کہ جس طرح انسے مامور ہوئے ہو مشغول رہو اور انکی بعض تحریرات مین مذکور ہے کہ فرمایا بائیس ۲۲ برس کی عمر میری تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے خواجہ یوسف ہمدانی کے سپرد کیا اور میری تربیت کی وصیت کی اور جبتک ماوراء النہر مین رہے مین انکی ملازمت مین رہکر استفادہ کرتا رہا جب خواجہ یوسف خراسان مین آگئے یہ ریاضت مین مشغول ہوئے اور اپنے احوال پوشیدہ رکھتے تھے ولایت انکی ایسی ہوئی کہ ایک وقت نماز مین کعبہ جاتے اور آتے اور ملک شام مین انکے بہت مرید ہوئے اور خانقاہ اور آستانہ تیار ہوا اور ایک مدت دراز مقام ارشاد اور دعوت خلق مین متمکن تھے اور طالبان صادق طریق حق کی راہ نمائی کرتے تھے اور انکا ایک وصیت نامہ آداب طریقت مین ہے کہ اپنے فرزند معنوی خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ کے لیے لکھا ہے جسمین فوائد جلیلہ جو مرید اور سالک کے لیے ضروری ہین مندرج ہین اور اُسمین سے یہ چند فقرات جامع ہین یہ تبرکاً اور تیمناً لکھے جاتے ہین۔

رشحہ فرمایا اے بیٹے مین تجھے وصیت کرتا ہون کہ علم و ادب و تقوے کے ساتھ سب احوال مین تیرے اوپر واجب ہے کہ آثار سلف کا پیرو اور سنت وجماعت کا ساتھی ہو فقہ اور حدیث کو سیکھنا اور صوفیان جاہل سے پرہیز کرنا ہمیشہ نماز با جماعت پڑھنا مگر شرط ہے کہ امام اور موذن تو نہو مگر طلب شہرت نکرنا کہ آفت ہے اور کسی منصب کا قیدی نہونا ہمیشہ گمنام رہنا اور قبالون مین اپنا نام نہ لکھنا اور نہ عدالت مین جانا اور کسیکا ضامن نہو لوگون کی

وصیتون مین سے فرا اور بادشاہ اور اُسکے لوگون سے صحبت نرکھ اور خانقاہ نہ بنا اور نہ خانقاہ مین بیٹھ اور سماع بہت مت سن کہ کثرت سماع نفاق پیدا کرتا ہے اور دل کو مردہ اور انکار سماع نکر کہ سماع کے سننے والے بہت ہین کم کہ اور کم کھا اور کم سو اور خلق سے بھاگ جیسے شیر سے بھاگتے ہین اور اپنی خلوت مین ہمیشہ رہا کر اور نئے ریشیون اور عورتون اور بدعتی اور مالدارون اور عوام سے اختلاط مت کر حلال کھا اور شبہہ سے پرہیز کر اور جب تک ہو سکے بیاہ نکر کہ طالب دنیا تو ہو جائیگا اور طلب دنیا مین دین کو غارت کریگا بہت نہ ہنس اور قہقہہ کی ہنسی سے اجتناب کر کہ بہت ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے اور چاہیے کہ سب کسی مین شفقت کی نظر سے تو دیکھے اور کسی شخص کو حقیر نہ سمجھے اپنے ظاہر کو مت سنوار کہ ظاہری آرائش باطن کی خرابی سے ہے خلق سے لڑائی مت کر اور نہ کسی سے کچھ مانگ اور کسی سے کام نہ لے اور مشائخ کی خدمت مال بدن اور جان سے کر اور انکے کامون کو برا مت جان کہ انکا منکر ہرگز خلاصی نہو گا دنیا اور اہل دنیا پر فریفتہ نہو چاہیے کہ تیرا دل ہمیشہ غمناک رہے اور تن بیمار اور آنکھین روتی ہوئین اور عمل خالص اور دعا عاجزی کے ساتھ اور کپڑا پرانا اور رفیق درویش اور جمع پونجی فقر اور گھر مسجد اور مونس حق سبحانہ۔

رشحہ اور نیز حضرت خواجہ کے کلمات قدسیہ سے یہ تھوڑی عبارت ہے کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کی عمارت اسپر ہے۔ ہوش دردم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد۔ بازگشت۔ نگاہداشت۔ یادداشت اور انکے سوا سبب جدا جدا اور علم ہے۔ واضح ہو کہ تین کلمہ اور ہین جو اس طائفہ علیہ کی اصطلاحون سے ہین وقوف عددی وقوف زمانی۔ وقوف قلبی کہ سب گیارہ کلمہ ہوئے از انجا کہ حضرت خواجہ سرگردہ سلسلہ خواجگان کے ہین لاجرم اس مقام پر اصطلاحی الفاظ انکے جسپر جانشان ان کے گروہ طریقہ کا موقوف ہے نیز عبارت شریفہ اس گروہ کے ساتھ گیارہ رشحون مین شرح کیے جاتے ہین ہمین الاجمال والتفصیل اور اللہ حق کہتا ہے اور سیدھی راہ دکھلاتا ہے۔

رشحہ ہوش دردم یہ ہے کہ جو دم اندر سے نکلے چاہیے کہ از سر حضور و آگاہی ہو او غفلت اسمین راہ نپائے حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ ہوش دردم یعنے انتقال ایک دم سے دوسرے دم تک چاہیے کہ از سر غفلت نہو اور از سر حضور ہو اور جو دم لے حق سبحانہ سے خالی اور غافل نہو حضرت فرماتے تھے کہ اس طریق مین عنایت او حفظ دم کو اہتمام رکھا ہے یعنے چاہیے کہ سب انفاس حضور اور آگاہی کے ساتھ مین مصروف ہون اور اگر کوئی نفس کی محافظت نہین کرتا تو کہتے ہین فلان شخص نے نفس گم کیا ہے یعنے طریق و روش گم کی ہے حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ بنا اس کار کی اس راہ مین نفس پر کرنی چاہیے جیسا کہ اشتغال وظیفہ اسم زمان حال یا دماضی اور فکر مستقبل سے فارغ او بیفکر کرے او نفس کو ضائع ہونے سے اور آمد رفت نفس اور دو نفس کے درمیانی حفظ مین ساعی ہو کہ غفلت سے نہ اترے اور نہ نکلے رباعی

اے علم کے بحر سے رہا ساحل پر + دریا مین فراغ ہے نکل مت باہر + کونین کی موج پر نظر کیون ہے صفی + دو دم مین ہے آگاہ دگر وقت سحر +

حضرت مولانا جامی قدس اللہ سرہ السامی شرح رباعیات کے آخر مین لاتے ہین کہ شیخ ابو الجناب نجم الکبریٰ قدس اللہ روحہ رسالہ فواتح الجمال مین فرماتے ہین کہ جو ذکر حیوانات کے نفوس پر جاری ہے انکے انفاس ضروری ہین اسواسطے کہ سانس کے لیجانے اور اسکے نکالنے مین حرف ہا جو اشارت بغیب ہویت حق سبحانہ ہے کہا جاتا ہے اگر چاہین اور اگر نہ چاہین اور یہی حرف ہا ہے کہ اسم مبارک اللہ مین ہے وقت الام

تعریف کے لیے ہی اور لام کی تشدید اس تعریف مین مبالغہ کے لیے ہی پس چاہیے کہ طالب ہوشیار نسبت آگاہی بحق سبحانہ مین اسطور پر رہے کہ اس حرف شریف کے بولنے کے وقت ذات حق سبحانہ کی ہویت اسکے ملحوظ اور پیش نظر رہے سانس کی آمد و رفت مین واقف ہو کہ حضور مع اللہ کی نسبت مین کوئی فتور واقع نہو۔ ایسی کوشش کرے اس درجہ تک پہونچے کہ بے تکلف نگاہداشت اس نسبت کی ہمیشہ اسکے دل مین حاضر رہے اور نکلنا نہ کبھی ساتھ اس نسبت کو دل سے دور نکرسکے رباعی با خبر باش بیتابی ہو ترجمہ اشعار اُس حرف پر انفاس کی تیری ہو اساس + آگاہ رہ اس سے تو در امید دہراس + اک بات تشکر فن سنے کہدی رکھو پاس واضح ہو کہ غیب ہویت کہ حضرت مخدومی اس رباعی مین لائے ہین اہل تحقیق کی اصطلاح مین عبارت ہی ذات حق سبحانہ سے باعتبار لاتعین بشرط اطلاق حقیقی کے کہ اطلاق سے بھی منفی ہو اور حکمت یہ ہین کہ اس مرتبہ مین کوئی علم اور ادراک اس سے متعلق ہو اور اس حیثیت سے مجہول مطلق ہی۔

رشحہ نظر بر قدم وہ ہی کہ سالک آمد و رفت شہر اور صحرا اور سب جگہ مین اسکی نظر اپنی پشت پا پر رہے تاکہ اسکی نظر پراگندہ نہو اور جہان نچاہیے نہ پڑے اور سزاوار ہی کہ نظر بر قدم سے اشارہ سیر سالک کا سرعت کیطرف مسافات ہستی کی قطع اور خود پرستی کی گھاٹیان طی کرنے مین ہو یعنی جہان اسکی نظر منتہی ہو فی الحال اُسپر قدم رکھے اور ابو محمد رویم قدس سرہ نے جو کہا ہی کہ مسافر کا ادب یہ ہی کہ قدم سے نجاوز نکرے اسی معنی مین ہی اور حضرت مخدومی قدس سرہ نے کتاب تحفۃ الاحرار مین حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کی تعریف مین اس مضمون کو اسطرح نظم کیا مثنوی کم زدہ بے ہمدمے ہوش دم + در گذشتہ نظرش از قدم + بس کہ خود کرد بسرعت سفر + باز نماندہ قدمش از نظر ترجمہ دم نہ لیا اُسنے مگر ہوش سے + آنکھ قدم سے نہ اٹھی جوش سے بس کہ سفر جلد کیا آپ سے + بچھڑا نظر سے نہ قدم ناپ سے +

رشحہ سفر در وطن وہ ہی کہ سالک طبیعت بشری مین سفر کرے یعنے صفات بشری سے صفات ملکی کو اور صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف آئے حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ خبیث آدمی جہان جائے خباثت اس سے دور نہین ہوتی جب تک کہ برے صفات سے دور نہو۔ واضح ہو کہ مشایخ طریقت کا حال سفر اور اقامت کے اختیار مین مختلف ہی بعضے ابتدا مین سفر کرتے ہین اور انتہا مین مقیم ہوتے ہین اور بعضے ابتدا مین مقیم اور انتہا مین مسافر ہوتے ہین اور بعضے نہ ابتدا مین سفر کرتے ہین نہ انتہا مین اور بعضے ابتدا اور انتہا دونون مین سفر کرتے ہین اور مقیم نہین ہوتے اور ہر ایک فرقہ کو ان چار فرقون مین سے سفر اور اقامت مین نیت صادق اور غرض صحیح ہی جیسا کہ ترجمہ عوارف مین شرح کی اور خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا طریقہ سفر و اقامت مین یہ ہی کہ بدایت حال مین بقدر سفر کرین کہ آپکو کسی عزیز کی خدمت مین پہونچا دین اور اسکی خدمت مین مقیم ہون اور اگر اپنے ملک کے مین کسیکو اس گروہ سے پائین سفر چھوڑ کر اسکی ملازمت مین شتابی کرتے مین اور تحصیل ملکہ آگاہی مین سعی بلیغ بجا لاتے ہین صفت ملکہ کے حاصل ہونے کے بعد سفر اور اقامت برابر ہین حضرت فرمایا کرتے تھے کہ مبتدی کو سفر مین پریشانی کے سوا کچھ حاصل نہین جب طالب کسی عزیز کی صحبت مین پہونچا اُسکو بیٹھنا چاہیے اور صفت تمکین حاصل کرنی چاہیے اور ملکہ نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا پانا

لازم ضروری بعد ازان جہان جاسکے کوئی مانع نہین رباعی کیا خوب ہے یہ دہن کے ہنستا یا رب ٭ اور چشم بغیر دیکھ لیسنا یا رب ٭
بیٹھا اور سفر نکرکے ہے غایت خوبی ٭ سب دیکھ بیٹھے پا جہانمین پھرنا یا رب ٭ حضرت مخدومی اشعۃ اللمعات مین اس بیت کی شرح مین بیت
آئینہ صورت از سفر دور است ٭ کان پذیرای صورت از نور است ٭ ایسا فرمایا ہے یعنے آئینہ مصوری کہ عبارت صیقل کیے لوہے سے
ہے دیکھنے والے کی صورت دکھلانے کے لیے محتاج اسکا نہین ہے کہ صورت کی طرف سفر کرے اسواسطے کہ وہ صورت کا قبول کرنیوالا
اپنے منھ کی صفائی اور نورانیت کی جہت سے ہوا ہے جو کچھ اُسکے سامنے ہوتا ہے اُسمین دکھلائی دیتا ہے اور صورت اُسکی منعکس اُسمین ہوتی
ہے بدون اسکے کہ صورت کیطرف وہ حرکت کرے اسی طرح جب آئینہ معنوی دل کا صور موجودات کی فکر کے ٹکڑے ہین سے خلاص ہوا
اور نور و صفائی اُسمین قرار پا چکی اور طبعی خواہشون کی تاریکی اُس سے دور ہوئی تجلیات ذات و صفات الٰہی کی قبول مین
سیر اور سلوک کا محتاج نہین کسواسطے کہ سیر سلوک عبارت روی قلب کے تصفیہ سے ہے جب صیقل کی صفائی کو پہونچا
سیر و سفر اور سلوک سے مستغنی ہوگیا۔

رشحہ خلوت در انجمن حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ سے پوچھا گیا کہ تمھارے طریقہ کی بنا کس چیز پر ہے فرمایا خلوت در انجمن ظاہر
مین خلق کے ساتھ اور باطن مین حق سبحانہ کے ساتھ **بیت** از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش ٭ اینچنین زیبا روش کم می بود اندر جہان ٭
ترجمہ آشنا اندر سے اور بیگانہ باہر سے ٭ اسطرح کی چال یاری کم جہانمین دیکھی ہے ٭ حق سبحانہ جو فرماتا ہے کہ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ
ایسے مقام کا اشارہ ہے اور فرمایا کہ صحبت باطنی اس طریقہ مین ایسی واقع ہوئی ہے کہ جمعیت دل جلوت مین اُس سے زیادہ ہوتی ہے جو کہ
خلوت مین ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ صحبت ہے اور خلوت مین شہرت ہے اور شہرت مین آفت خیریت جمعیت مین ہے اور جمعیت
صحبت مین ہے بشرطیکہ ایک دوسرے مین فانی ہو اور خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ نے فرمایا کہ خلوت در انجمن وہ ہے کہ اشتغال اور استغراق
ذکر مین اُس درجہ کو پہونچے کہ اگر بازار مین آوے کوئی بات اور آواز نہ سنے اسوجہ سے کہ ذکر کا غلبہ اور استیلا حقیقت دل پر ہو۔ اور حضرت
نے فرمایا ہے کہ پانچ چھ روز مین ذاکر بوجہ اشتغال ذکر اور اہتمام بلیغ کے اس مرتبہ کو پہونچتا ہے کہ لوگون کی آواز اور حکایات
ذکر معلوم ہوتے ہین اور جو بات خود کہے ذکر سنے مگر بغیر سعی اور اہتمام کے نہین ہوتا۔

رشحہ یاد کرد عبارت ذکر زبانی یا دلی سے ہے حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ طریق تعلیم ذکر کا
یہ ہے کہ اول شیخ دل مین کہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مرید اپنے دل کو حاضر کرے اور شیخ کے دل کے مقابل رکھے اور آنکھ
بند اور منھ استوار اور زبان تالو مین چسپان اور دانت تلے اوپر رکھے اور سانس روکے تعظیم اور پوری قوت کے ساتھ ذکر
شروع کرے شیخ کے موافق اور دل سے کہے نہ زبان سے اور سانس روکنے مین ٹھہرے ایک دم مین تین بار کہے ایسے کہ
دل کو حلاوت ذکر کا اثر پہونچے اور اُنھون نے اپنے بعض کلمات قدسیہ مین لکھا ہے کہ ذکر سے مقصود یہ ہے کہ دل ہمیشہ آگاہ
رہے حق سبحانہ سے محبت اور تعظیم کے ساتھ اگر صحبت اہل جمعیت مین یہ آگاہی ملے تو خلاصہ ذکر حاصل ہے ذکر کا مغز اور روح یہ ہے
کہ دل حق سبحانہ سے آگاہ رہے اور اگر صحبت مین یہ آگاہی حاصل نہو اسکا طریق یہ ہے کہ ذکر کیا جاے اور طریق جسکی نگاہداشت

سبب تجھے آسان ہو یہ ہے کہ دم کو ناف کے نیچے روکے اور لب کو لب پر اور زبان کو تالو پر اس طرح جیسا کہ آسانی سے کر سکے
کہ سانس اندر تنگ نہو اور حقیقت دل کو کہ غرض اُس سے یعنی مدرک دراک ہے جو ہر طرف جاتی ہے اور دنیا کے مصالح دور سوچے
بغیر سوچتی ہے اور طرفۃ العین مین اُسے آسمان پر جانا اور تمام عالم کی سیر کرنی میسر ہے سب اندیشون سے بیزار کرے اور اُسکو پارہ گوشت
پر بشکل صنوبر ہے متوجہ کرے اور ذکر کرنے مین اُسے مشغول کرے اس طریق سے کہ کلمہ لا کو اوپر کیطرف کھینچے اور کلمہ الٰہ کو داہنی طرف حرکت دیکر
کلمہ الا اللہ کو سخت دل صنوبری پر مارے ایسا کہ حرارت اُسکی تمام اعضا کو پہونچے اور نفی وجود کی جانب تمام محدثات کو بنظر فنا دیکھنا چاہیے
اور اثبات وجود کی طرف حق سبحانہ کو بنظر بقا دمقصود و مطلوب کرنا اور کل اوقات کو اس ذکر کا مستغرق کرنا چاہیے اور
کسی شغل کے ساتھ اس سے باز نرہے یہانتک کہ تکرار کلمہ کے سبب صورت توحید دل مین ٹھہرے اور ذکر دل کی صفت لازم ہو جاوے
رشحہ بازگشت وہ ہے کہ ہر بار کہ ذاکر دل کی زبان سے کلمہ طیبہ کہے اُسکے پیچھے اُسی زبان سے کہے کہ خداوندا میرا مقصود تو ہے اور تیری رضا
ہے اسواسطے یہ کلمہ بازگشت کا نفی کرنے والا ہر خطرہ نیک و بد کا ہے تاکہ ذکر خالص ہو اور اُسکا ماسوے اللہ سے خالی ہو اور اگر مبتدی
اپنے سے صدق کلمہ بازگشت کے ساتھ آغاز مین نپائے چاہیے کہ اُسے ترک نکرے اسواسطے کہ رفتہ رفتہ صدق ظاہر ہو جاتے ہین خدمت مولانا نظام الدین
علیہ الرحمہ جو مولانا سعد الدین قدس سرہ کے بڑے اصحاب سے تھے فرماتے تھے کہ ابتدا حال مین جو تعلیم ذکر حضرت مخدومی سے لی اور
ذکر مین بازگشت یہ امور ہوا تو جب مین کہتا خداوندا مقصود میرا تو ہی ہے اور رضا تیری تجھے اس کہنے سے شرم آتی کہ اس قول مین جھوٹا
ہوتا ہون اور سچ جانتا تھا کہ جھوٹ کہتا ہون ایک دن اس خیال مین تھا آپ کے پاس مین گیا فرمایا کہ شیخ بہاء الدین عمر کے
پاس ہم جاتے ہین اُنکے ساتھ ہین گیا جب مین بیٹھا شیخ نے فرمایا کہ حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ سالک
ہر چند طلب مین صدق نپاوے لیکن کہنا چاہیے کہ خداوندا مقصود میرا تو ہے تھے کہ حقیقت صدق ظاہر ہو جب حضرت شیخ کے پاس سے
ہم باہر آئے حضرت مخدوم نے فرمایا کہ شیخ اہل جذبہ سے ہین اور اصلاح نہین جانتے اس کلام کے معنی مجھے معلوم نہ ہوئے تھے کتنا
مدت بعد ظاہر ہوا کہ آپکی غرض اس بات سے یہ تھی کہ شیخ نے جذبہ کے طریق سے تربیت پائی ہے نہ بطریق سلوک کے اور طریق ارشاد نہین جانتے
اسواسطے کہ میں ہنوز اُسکا محل نہ تھا کہ شیخ اُسکو فقیر پر ظاہر کرتے اس جہت سے کہ جب تلک شیخ سے نہ سنا تھا بازگشت مین اس کلمہ کو
سوز و نیاز سے کہتا تھا اور اُس کہنے مین شرمندہ ہوتا تھا اور جب شیخ سے سن لیا وہ سوز و نیاز اور خجالت و انفعال نرہا
رشحہ نگاہداشت عبارت مراقبہ خواطر سے ہے جیسا کہ ایکدم مین چند بار کلمہ طیبہ کہے کہ خاطر غیر کی طرف نجاوے اور حضرت مولانا سعد الدین
قدس سرہ نے اس کلمہ کے معنی مین فرمایا ہے چاہیے کہ ایک ساعت اور دو ساعت اور دو ساعت سے زیادہ جسقدر کہ آسان ہو
اپنی خاطر کو غیر سے نگاہ رکھے اور مولانا قاسم علیہ الرحمہ کہ حضرت کے اصحاب کبار سے تھے ایک دن تقریباً فرماتے تھے کہ نگاہداشت
مین ملکہ اُس درجہ کو پہونچا ہے کہ طلوع فجر کے وقت سے چاشت بلند کے وقت تلک اغیار کے خطور سے دل نگاہ رکھا جا سکتا ہے اسواسطے
کہ اس مقدار زمان مین قوت متخیلہ اپنے عمل سے بیکار ہو جاتی ہے پوشیدہ نرہے کہ قوت متخیلہ کا کلیۃً عمل سے معطل رہنا چند
نیم ساعت ہو اہل تحقیق کے نزدیک نہایت امر عظیم ہے اور نادرات سے ہے اور بعض ہی اولیاء کامل کو کبھی کبھی یہ بات حاصل ہوتی ہے

چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فتوحات کی مین جہان کہ سجود قلب کا بیان کیا ہی خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس سرہ کے سوال وجواب مین اس بحث کی تحقیق فرمائی ہی اور اُسکی تفصیل اس مقام کے لائق نہین ہی —

رشحہ یادداشت عبارت دوام آگاہی سے حق سبحانہ کے ساتھ بسبیل ذوق ہی اور بعض نے اس عبارت سے کہا ہی کہ وہ حضور بے غیبت ہی اور اہل تحقیق کے نزدیک مشاہدہ ہی کہ استیلا شہود حق سے دل پر بوجہ حب ذاتی ہی کنایہ حصول یادداشت سے ہی حضرت نے ان چار کلمہ کی شرح مین جو مذکور ہوئے یہ عبارت فرمائی ہی کہ یادکرد عبارت تکلف سے ذکر مین ہی اور بازگشت عبارت رجوع بحق سبحانہ سے اسطور پر کہ ہر بار کلمہ طیبہ کے اُسکے پیچھے دل مین سوچے کہ خداوندا مقصود میرا تو ہی اور نگاہداشت عبارت اس رجوع کی محافظت سے بے گفت زبان ہی اور یادداشت عبارت نگاہداشت کے رسوخ سے ہی

رشحہ وقوف زمانی خواجہ بہاء الدین قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ وقوف زمانی کار گذار راہ کی یہ ہی کہ بندہ اپنے حال کا واقف ہر وقت ہو کہ اُسکی صفت اور حال کیا ہی موجب شکر ہی یا موجب عذر اور حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ نے مجھے قبض مین حکم استغفار اور بسط مین حکم شکر فرمایا کہ رعایت اس حال کی وقوف زمانی ہی اور نیز حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا ہی کہ سالک کی بنا رکار کو وقوف زمانی مین ساعت پر رکھا ہی تا کہ نفس کا دریافت کرنے والا ہو کہ حضور سے گذرتا ہی یا کہ غفلت سے اسواسطے کہ اگر نفس پر بنا کرین تو ان دو صفت کا مدرک نہوگا اور وقوف زمانی صوفیہ کے نزدیک عبارت محاسبہ سے ہی اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ محاسبہ وہ ہی کہ ہر ساعت مین جو ہمارے اوپر گذرا ہی محاسبہ کرین کہ غفلت کیا ہی اور حضور کیا ہی دیکھتا ہون کہ سب نقصان ہی اور بازگشت کرتا ہون اور از سر نو عمل شروع کرتا ہون —

رشحہ وقوف عددی عبارت ذکر مین عدد کی رعایت سے ہی حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ نے فرمایا ہی رعایت عدد ذکر دل مین خطرات متفرقہ کے جمع کے لیے ہی اور جو کچھ کلام خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین واقع ہی کہ فلانے نے فلانے کو وقوف عددی کا امر فرمایا ہی اُس سے مقصود ذکر قلبی یا رعایت عددی ہی نہ محض رعایت عدد ذکر قلبی مین — اور ذاکر کو چاہیے کہ ایک دم مین تین بار یا پانچ یا سات بار اکیس بار تک کہے اور طاق عدد کو لازم جانے اور حضرت خواجہ علاء الدین عطار نے فرمایا ہی بسیار گوئی شرط نہین ہی چاہیے کہ جو کچھ کہے وقوف اور حضور سے ہو کہ اُسکے فائدہ پہونچے اور جب ذکر قلبی اکیس بار سے گذر جاے اور اثر ظاہر ہوئے حاصلی عمل پر دلیل ہو اور ذکر کا اثر یہ ہی کہ زمان نفی مین وجود بشریت دور ہو اور اثبات کے زمانہ مین ایک اثر آثار تصرفات جذبات الوہیت سے دیکھے اور یہ جو حضرت خواجہ بزرگ نے جو فرمایا ہی کہ وقوف عددی اول مرتبہ علم لدنی کا ہی ممکن ہی کہ نسبت مبتدیان اول مرتبہ علم لدنی کا ان آثار تصرفات جذبات الوہیت کے مطالعہ سے ہو کہ حضرت خواجہ علاء الدین نے فرمایا ہی اسواسطے کہ وہ ایک کیفیت اور ایک حالت ہی کہ مرتبہ قرب کو پہونچانے والی ہی اور علم لدنی اسمین مکشوف ہوتا ہی اور نسبت منتہیان وقوف عددی کہ اول مرتبہ علم لدنی کا ہی یہ ہی کہ ذاکر سریان واحد حقیقی سے مراتب

اعداد موجودات مین واقف ہو جاسے جیسا کہ دوسری سریان واحد عددی کے سریان سے مراتب اعداد حسابی مین واقف ہی بیت
اعداد کو جو صورت کثرت نمائیست ❊ فائل واحد تجلی بکل شان ترجمہ اعداد خلق ہی مرتب کثرت ہی اگرچہ سب ایک ہی مگر تجلی بکل شان
اور ایک بڑے محقق نے اس مضمون کو ایسا کہا ہی قطعہ

کثرت چو نیک درنگری عین وحدت ست | ما را شکی نماند درین گر ترا شکے ست | در ہر عدد که بنگری از روی اعتبار | گر صد و بیش بہ بینی در بادہ آن یکی ست

ترجمہ
کثرت کو خوب دیکھو تو وحدت ہی ہو نہ ہو | ہمکو نہیں ہی شک نہیں گر تمکو ہو تو ہو | ہر ہر عدد مین غور سے گر دیکھتے ہین ہم | یک آن سکے مادہ مین پڑا ہو سو دیکھ لو

اور شیخ رباعیات مین فرمایا ہی رباعی

در مذہب اہل کشف و ارباب خرد | ساریست احد در ہمہ افراد عدد | زیرا که عدد گرچہ برونست ز حد | ہم صورت و ہم مادہ اش ہست احد

ترجمہ
کشف والے اور عقل کے لوگونکا مذہب ہی کہ ہو | کل افراد عدد مین ہو گیا ساری خرد | وجہ اسکی یہ کہ گرچہ ہو عدد بے حد و عد | لیکن اسکا مادہ اور شکل ہی ایک احد

اور حقیقت مین یہ وقوف ہی کہ اول مرتبہ علم لدنی کا ہی اور اللہ تعالے داناتر ہی مخفی نرہے کہ علم لدنی ایک علم ہی کہ اہل قرب کو تعلیم الٰہی سے معلوم ہوتا ہی نہ عقل اور نقل سے چنانچہ کلام اللہ مین بحق خضر علیہ السلام فرمایا ہی وعلمناہ من لدنا علما اور علم الیقین اور علم لدنی مین یہ فرق ہی کہ علم الیقین عبارت از ذات و صفات الٰہی کے ادراک سے ہی اور علم لدنی کنایت ادراک معانی اور فہم کلمات سے بطور الہام حق سبحانہ ہی۔

رشحہ وقوف قلبی کے دو معنی ہین ایک یہ ہی کہ ذاکر کا دل حق سبحانہ سے آگاہ رہے اور یہ یاد داشت کے مقولہ سے ہی اور حضرت نے بعضے کلمات قدسیہ مین اپنے لکھا ہی کہ وقوف قلبی عبارت ہی آگاہی اور دل کی حاضری بجناب حق سبحانہ سے اس طرح کہ دلکو کوئی چاہت حق سبحانہ کے سوا نہو۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہی کہ ذکر کے وقت ارتباط اور آگاہی مذکور کے ساتھ شرط ہی اور اس آگاہی کو شہود و وصول اور وجود اور وقوف قلبی کہتے ہین اور دوسرے معنی یہ ہین کہ ذاکر دل سے واقف ہو یعنے اثناء ذکر مین اس گوشت پارہ صنوبری شکل کی طرف متوجہ ہو جسے مجازاً دل کہتے ہین اور وہ بائین طرف پستان چپ کے سامنے واقع ہی اور اسکو ذکر کے ساتھ مشغول اور گویا کرے اور اسے مہلت نہ دے کہ ذکر اور اسکے معنی سے غافل ہو اور خواجہ بہاء الدین قدس سرہ ذکر مین سانس کا بند نہ اور عدد کی رعایت لازم نہین کرتے لیکن وقوف قلبی کو دونون معنی مین جو بیان ہوئے مہم اور ضروری شمار لیا ہی اسواسطے کہ خلاصہ جو مقصود ذکر سے ہی وقوف قلبی مین ہی بیت مانند مرغی باش ہان بر بیضہ دل پاسبان ❊ کز بیضہ دل زایدت مستی و وصل و قہقہہ ترجمہ مانند مرغ بیضہ دل پر ہو پاسبان ❊ تا مستی اور قہقہہ وصل ہو عیان ❊ اور حضرت خواجہ عبد الخالق قدس سرہ کا جب وقت وفات قریب پہونچا تو چار شخص کو اپنے اصحاب سے جنکا ذکر ہوتا ہی مقام دعوت اور ارشاد مین لائق و مستعد پایا بعد آپ کے ہر ایک نے امر ارشاد پر قیام اور خلق کو دعوت بحق کی۔

خواجہ احمد صدیق رحمہ اللہ

یہ خلیفہ اول حضرت خواجہ عبد الخالق قدس سرہ کے خلفاء اربعہ سے ہین اصل مین بخارا کے تھے اور حضرت کے بعد آنکے بجائے

بہنچے اور دیگر اصحاب اُنکی متابعت اور ملازمت مین رہے اور جب اُنکی وفات کا وقت نزدیک ہوا سب یارون کو خواجہ اولیا
کبیر اور خواجہ عارف ریوکری کی پیروی کا امر کیا اور اُنکی وفات کے بعد یہ دو عزیز بخارا مین دعوت اور ارشاد طالبان مین
مشغول رہے اور خواجہ احمد کی قبر مبارک قریہ نیان مین ہے جو بخارا سے تین میل پر ہے

خواجہ اولیاء کبیر رحمہ اللہ

یہ دوسرے خلیفہ خواجہ عبد الخالق کے ہین اور بخاری الاصل ابتداء حال مین آپ بخارا کے ایک دانشمند سے تحصیل علوم
کرتے تھے اتفاقاً ایک روز خواجہ عبد الخالق قدس سرہ نے بخارا مین تھوڑا گوشت لیا تھا خواجہ اولیا نے وہان پہونچکر بہت نیازمندی کے
التماس کی کہ گوشت مجھے دیجیے تاکہ آپ کے ساتھ گھر تک پہونچا دون حضرت خواجہ نے اُنکی التماس قبول کی اور انھون نے وہ گوشت حضرت
خواجہ کے گھر کے دروازہ تک پہنچا دیا حضرت خواجہ نے اُنکو اپنے دل مین جگہ دی اور فرمایا کہ ایک ساعت اور ٹھہرو کہ ہم تم کھانا ساتھ
کھائین جب خواجہ اولیا حضرت خواجہ کی خدمت سے اُلٹے پھرے اپنے کو تحصیل اور مطالعہ مین افسردہ پایا اور حضرت خواجہ
کی صحبت کی طرف مائل دیکھا ایک ساعت بعد پھر خواجہ کی خدمت مین پہونچے اور دولت فرزندی اور قبول نسبت آپ کے
طریقہ کی حاصل کی پھر اُستاد کی خدمت مین نہین گئے اُستاد دانشمند نے ہر چند سعی کی کہ اُنکو اس طریق سے پھیر دین مگر میسر نہوا
پھر جس مقام پر کہ اُنکو دیکھتے طعن اور ملامت کرتے اور بُرا بھلا بہت کہتے اور خواجہ اولیا اُسکے جواب مین کچھ نہ کہتے یہانتک کہ
ایک شب کو خواجہ اولیا پر کشف سے ایک امر قبیح اور فعل شنیع دانشمند کا معلوم ہوا اور اُسکو کبیرہ فاحشہ مین دیکھا صبح کو جو
ملاقات ہوئی پھر دانشمند نے ملامت شروع کی خواجہ اولیا نے کہا اے اُستاد آپ کو شرم نہین آتی کہ رات کو ایسے فعل شنیع فاحشہ
مین تھے اور دن کو راہ حق سے مجھے باز رکھتے ہین وہ دانشمند شرمندہ ہوا اور یقین کیا کہ اُنکو حضرت خواجہ عبد الخالق کی ملازمت مین
کشود ہوئی ہے اور متنبہ ہوکر اُسیوقت حضرت خواجہ کی خدمت مین جاکر توبہ کی اور اُنکے طریقہ پر آکر مقبول ہوئے مشہور ہے کہ حضرت خواجہ اولیاء
کبیر نے مسجد افان کے دروازہ پر بازار بخارا مین ایک چلہ خطرات کا پورا کیا ہے کہ اُس چالیس رات دن مین کوئی خطرہ اُنکا مزاحم
نہین ہوا حضرت اس امر کو خواجہ اولیا سے نہایت عجیب و عظیم ٹھہراتے اور پسند فرماتے تھے اور دانتون مین اُنگلی دیتے اور فرماتے
کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے اشتغال سے آدمی تھوڑے دن مین اس رتبہ کو پہونچتا ہے کہ سب کی آواز اُسکے کان مین آتی
ہے اور اُسکا ذکر سنتا ہے اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ معنی چلہ خواطر کے جو خواجہ اولیا علیہ الرحمہ سے منقول ہے نہ یہ ہے کہ مطلقاً کوئی خطرہ
نہین آتا تھا بلکہ یہ مراد ہے کہ کوئی خطرہ مزاحم اُنکی نسبت باطنی کو نہین ہوتا تھا جس طرح کہ کوڑا آب روان پر مانع جریان آب روان
کا نہین ہوتا۔ فرماتے تھے کہ خواجہ علاؤ الدین غجدوانی علیہ الرحمہ سے کہ بعض اصحاب خواجہ علاء الدین قدس سرہ سے تھے مین نے
سوال کیا کہ آپکا دل اس طور پر ہے کہ کوئی غیر اُسمین خطور نہین ہوتا فرمایا کہ نہین کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے اور یہ بیت پڑھی **بیت**
چون بغایت تیز شد این جو روان ٭ غم نیابد در درون عاشقان ٭ ترجمہ حقیقت کی تیزی سے نہ ہی روان ٭ غم نہین رکھتے ہین دل مین عاشقان
فرمایا کہ قائل نے غم نیابد کہا اور غم نباید نہین کہا اور اس قول کی تائید مین ہے جو خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ خطرات

[illegible]

مانع نہین ہوتے اُنسے بچنا دشوار ہی اختیار طبیعی سے کہ بس برس سال نفی کرنے مین ہم تنہا یا کہ نسبت خطرہ کے کہ بالکل ضرر نہین خطرات کا روکنا بڑا مشکل کام ہی اور بعضون کا یہ مقولہ ہی کہ خطرات کا اعتبار نہین ہی لیکن مہلت نہ دیجائے کہ جگہ پکڑے اسواسطے کہ اگر قرار اُسکا فیض کا سد راہ ہوجاتا ہی اور قبر مبارک خواجہ اولیا کی بخارا مین ریگ بتہ بیابان کے زمین مین بیچ صحرا کے پاس واقع ہوئی ہی اور جب خواجہ کی وفات قریب ہوئی چار شخص کو اپنے اصحاب سے کہ مذکور ہوتے ہین خلافت کے لیے انتخاب کیا اور ارشاد کی اجازت دی

خواجہ دہقان قلتی رحمہ اللہ

یہ خلیفہ اول خواجہ اولیا کے خلفا سے ہین اور اُنکے انتقال کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھے اور سارے خلفا اور اصحاب اُنکی خدمت اور تبعیت مین رہے اور قبر مبارک اُنکی موضع قلت مین ہی جو بخارا کے اُتر جانب میل شہر سے ہی

خواجہ زکی خدابادی رحمہ اللہ

یہ دوسرے خلیفہ خواجہ اولیا کے ہین خواجہ دہقان کے بعد مقام ارشاد پر رہے اور باقی خلیفہ اور اصحاب اُنکی خدمت اور ملازمت مین تھے موضع خداباد مین اُنکی قبر ہی جو بخارا کے دیہات سے پندرہ میل کے فاصلے پر ہی

خواجہ سوکمان رحمہ اللہ

یہ خلیفہ سوم خواجہ اولیا کے ہین اور خواجہ زکی کے بعد دعوت خلق مین مشغول ہوئے اور سب اصحاب اُنکی خدمت اور متابعت مین رہے ہین اور اُنکی قبر بھی خواجہ اولیا کی قبر کے پاس ہی

خواجہ غریب رحمہ اللہ

یہ فرزند صلبی خواجہ اولیا کے اور چوتھے خلیفہ اُنکے ہین اور خواجہ سوکمان کے بعد ارشاد کے منصب پر قائم ہوکر خلق کو دعوت حق کی شیخ العالم سیف الدین باخرزی قدس سرہ کہ شیخ نجم الدین کبریٰ کے اجل اصحاب سے ہین قدس سرہ اُنکے معاصر تھے اور فتح آباد بخارا مین کہ مدفن شیخ سیف الدین کا وہان ہی باہم صحبت کثیر رہی اور اُس زمانہ مین کہ شیخ مجذوب حسن بلغاری رحمہ اللہ اورس اور بلغار سے ولایت بخارا مین آئے خواجہ غریب کو کہ اُسوقت نوے سال کے تھے دیکھا اور بہت معتقد ہوئے جب شیخ حسن نے شیخ سیف الدین سے ملاقات کی شیخ سیف الدین نے اُنسے پوچھا کہ خواجہ غریب کو کیسا پایا فرمایا کہ مرد کامل ہی اور سلوک دلی جذبہ کے ساتھ آراستہ ہی اور شیخ حسن بلغاری تین سال جو بخارا مین رہے ہمیشہ خواجہ غریب کے صحبت دار تھے خداوند تاج الدین ساحی سے جو اکابر وقت سے تھے ایسا منقول ہی کہ شیخ حسن بلغاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مین نے اپنی مدت حیات مین بہت سے اولیا اور اہل قلوب کی ملازمت کی خواجہ غریب کے مرتبہ کا کسیکو مین نے نہین دیکھا اور مقامات شیخ حسن مین مذکور ہی کہ اپنی مدت العمر مین اٹھائیس ولیا کی خدمت کی جنمین کے اول شیخ سعد الدین حموی تھے اور آخری خواجہ غریب قدس اللہ ارواحہم اور کسیقدر احوال شیخ حسن کا پہلی فصل مین مقصد اول سے شیخ عمر باغستانی کے ذکر مین جو حضرت کے جداعلے ہین تقریبًا بیان ہوگا اور خواجہ غریب کے چار خلیفہ تھے کہ مذکور ہوتے ہین سالک

طریق ارشاد اور صاحب دعوت و ارشاد کے تھے

خواجہ اولیا پارسا رحمہ اللہ

یہ خلیفہ اول خلفاء اربعہ خواجہ غریب علیہ الرحمہ سے ہین باشندہ قریہ خرمن کے تھے جو ولایت بخارا مین ایک موضع ہے اور فی الحال ویران پڑا ہے اور وہین قبر انکی ہے۔

خواجہ حسن شادی رحمہ اللہ

یہ دوسرے خلیفہ خواجہ غریب قریہ ساور کے باشندہ ہین ولایت بخارا سے کہ اب ویران ہے وہین انکی قبر ہو۔

خواجہ اولتان رحمہ اللہ

تیسرے خلیفہ خواجہ غریب کے ہین قبر انکی بخارا مین حوض مقدم کے نزدیک ہے خواجہ چہارشنبہ کے بالا پشتہ پر جو محلہ شہر مین واقع ہے۔

خواجہ اولیا غریب رحمہ اللہ

یہ خلیفہ چہارم خلفاء خواجہ غریب رحمہ اللہ سے ہین۔

خواجہ سلیمان کرمینی رحمہ اللہ

آپ تیسرے خلیفہ خلفاء خواجہ عبد الخالق قدس سرہ سے ہین بعضے اسپر متفق ہین کہ آپ خواجہ اولیا کے خلفاء میں سے ہین ممکن ہے کہ یہ اول خواجہ عبد الخالق کی ملازمت مین رہے ہون لیکن تکمیل انکی خواجہ اولیا کی صحبت مین ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم رشحہ آپ سے لوگون نے سوال کیا کہ والمخلصون علی خطر عظیم جو حدیث مین واقع ہے وہ خطر عظیم کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر خطر بمعنی خوف ہوتے تو چاہیے تھا کہ لفظ فی کے ساتھ لایا جاتا لیکن حرف علی کے ساتھ آیا تو اس سے دلیل اسکی ہے کہ خطر عظیم سے مراد ایک مقام عالی ہے کہ مخلصون کے لیے ہوگا اور اس مقام کو خوف لازم ہے اور خوف جو اونپر غالب ہے بلندی مقام کی وجہ سے ہے اسواسطے کہ جو آفتاب سے قریب تر ہو اسمین حرارت آفتاب کی تاثیر زیادہ ہوگی اور قبر مبارک خواجہ سلیمان کی ولایت کرمینہ مین ہے اور وہ قصبہ بہت سے دیہات کو شامل ہے وہان سے بخارا شہر تک بارہ شرعی فاصلہ ہو۔ رسالہ بہائیہ مین کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے مناقب اور مقامات اسمین لکھے ہین اور تالیف شیخ فاضل کامل ابو القاسم بن محمد بن مسعود بخاری علیہ الرحمہ سے ہے جو بڑے تلامذہ اور اصحاب حضرت خواجہ پارسا قدس سرہ سے ہین ایسا لکھا ہے کہ خواجہ سلیمان کے دو خلیفہ تھے کہ ہر ایک اپنے زمانہ مین صاحب ارشاد قائمی اور دعوت حق بجا کرتے تھے اور رسالہ مسلک الانوار مین ہے کہ خواجہ سلیمان کے ایک خلیفہ تھے اور سب کا ذکر کیا جاتا ہو۔

خواجہ محمد شاہ بخاری رحمہ اللہ

خلیفہ اول خواجہ سلیمان علیہ الرحمہ کے ہین انکے بعد قائم مقام انکے ہوئے۔

شیخ سعد الدین غجدوانی رحمہ اللہ

خلیفہ دوم خواجہ سلیمان کے ہین اور خواجہ محمد شاہ کے بعد دعوت اور تربیت خلق مین مشغول ہوئے۔

شیخ ابوسعید بخاری رحمہ اللہ

یہ بھی بڑے اصحاب خلفاء خواجہ سلیمان سے اور پیر اور مقتداء شیخ محمد بخاری کے ہین جو مصنف کتاب مسالک العارفین کے کہ طائفۂ خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین تالیف کی اور اُس کتاب مین ایسا مذکور ہے کہ جب خواجہ سلیمان فانی کے نزدیک پہونچے اپنے اصحاب سے شیخ ابوسعید کو خلافت اور نیابت مین پسند کیا اور شیخ کے بعد سالہا پیشوا اور مقتداء طالبان صادق ہان رہے۔ رشحہ شیخ ابوسعید سے پوچھا کہ ہر گاہ ایک خطرہ آئے اور ہم بازگشت سے اُسکی نفی کرین اور وہ جاتا رہے تو ہم کیونکر جانین کہ وہ خطرہ نفسانی تھا یا شیطانی فرمایا کہ حاضر یعنے منتظر رہو اگر اُسی لباس مین عود کرے اور مثل خطرہ اولی ہو تو وہ خطرہ نفسانی ہے اسواسطے کہ ہٹ کرنا اور ستیزہ کرنا اُسکی صفت ہے اور ایک آرزو بار بار مانگتا ہے تا وقتیکہ اُسکا مقصود پورا ہو پھر دوسری آرزو کیطرف رخ کرتا ہے لیکن اگر دوسرے لباس مین عود کرے تو وہ خطرۂ شیطانی ہے کہ شیطان کی غرض بہکانا اور گمراہ کرنا ہے اگر ایک لباس مین ممکن نہو سکے دوسرے لباس مین سالک کی رہزنی کرتا ہے اور دوسرے دروازے سے آتا ہے۔

رشحہ یہ بھی اُن سے پوچھا کہ طریقت کا کلام کہنا کسکو سزاوار ہے فرمایا کہ اُس شخص کو زیبا ہے کہ اگر اُسکے ظاہر کو تمام اہل زمین پر عرض کرین تو کوئی عیب شرعی اُسکے ظاہر مین نپاوین اور اگر اُسکے باطن سب اہل آسمان پر عرض کرین تو اُسکے باطن مین کوئی نقصان نہو۔

خواجہ عارف ریوگری رحمہ اللہ

یہ چوتھے خلیفہ خواجہ عبد الخالق قدس سرہ کے ہین مولد اور مدفن اُنکا ریوگری ہے جو بخارا کے دیہات سے اور اٹھارہ میل شہر سے واقع ہوا اور وہان سے غجدوان تک ایک فرسنگ شرعی ہے اور سلسلہ نسبت و ارادت حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کا خواجہ عبد الخالق کے خلفا سے خواجہ عارف قدس سرہ کو پہونچا ہے۔

خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس اللہ سرہ

آپ بڑے فاضل اور کامل اصحاب خواجہ عارف کے ہین اور سب اصحاب سے خلافت اور ارشاد کے ساتھ ممتاز ہین ولادت گاہ اُنکا انجیر فغنی ہے جو ولایت بخارا کا ایک موضع ہے مضافات وابکنی سے کہ ایک بڑا قریہ مشتمل چند دیہہ اور مزرعہ پر ہے اور نو میل شہر سے دور ہے اور آپ وابکنی مین مقیم رہے اور قبر مبارک بھی آپ کی وہین ہے گل کاری کا پیشہ تھا اور اسی سے وجہ معاش کرتے اور جب خواجہ سے اجازت ارشاد پائی اور دعوت خلق بحق کرنے کے مجاز ہوئے بمقتضاے وقت اور بمصلحت حال طالبان ذکر جہر کا افتتاح اور آغاز کیا اول بار کہ مشغول ہوئے خواجہ عارف کے مرض الموت مین ہوئے تل ریوگری کے او بحکم و ترتیب وقت تسلیم خواجہ کا تھا اور خواجہ عارف نے اُس محل مین فرمایا ہے کہ یہ وقت وہ وقت ہے کہ ہمکو اشارہ کیا تھا اشارہ یہ ہوا تھا کہ ایک وقت آئیگا کہ طالبون کو اپنی مصلحت حال کے لیے ذکر جہر کہنا درکار ہوگا اور بعد آپ کی نقل کے خواجہ محمود اُس مسجد مین کہ وابکنی کے دروازہ پر ہے ذکر جہر مین مشغول ہوئے اور مولانا حافظ الدین نے جو اجل علماء وقت سے اور دیدہ علماء حضرت

محمد پارسا کے ہین باشارت اُستاد العلما شمس الائمہ حلوائی جمعا اللہ کے نجار امین خواجہ محمود سے سوال کیا جب کہ ایک جماعت کثیر ائمہ اور علماء زمانہ سے موجود تھی کہ آپ ذکر جہر کس سبب سے کہتے ہین خواجہ نے فرمایا تاکہ سوتا ہوا جاگے اور غفلت سے ہشیار ہو اور راستہ کی طرف رخ کرے اور شریعت اور طریقت کے استقامت پر آوے اور حقیقت توبہ اور انابت کیطرف رغبت کرے جو اصل تمام خیرات اور سعادات کی ہے مولانا حافظ الدین نے کہا کہ نیت آپ کی صحیح ہے اور آپ کو یہ شغل حلال ہے پھر خواجہ محمود سے التماس کی کہ ذکر جہر کی حد اور تعریف بیان فرمایئے کہ اُس حد سے حقیقت مجاز سے ممتاز اور بیگانہ آشنا سے جدا ہو خواجہ نے فرمایا کہ ذکر جہر اُسکی قبول ہے کہ زبان اُسکی جھوٹھ اور غیبت سے اور حلق اُسکا حرام اور شبہت سے اور دل اُسکا ریا اور سمعت سے اور سر اُسکا توجہ بجانب غیر حضرت ربوبیت سے پاک اور منزہ ہو خواجہ علی رامیتنی جو بڑے اصحاب خواجہ محمود کے ہین اُنھون نے فرمایا ہے کہ ایک درویش نے عہد دولت خواجہ محمود مین حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کو دیکھا اُنسے پوچھا کہ اِس زمانہ مین مشائخ سے کون ہے جو استقامت کے راستہ پر ثابت ہو تاکہ دست ارادت اُسکے دامن تک پہونچا کر اقتدا اُسکی کرین خواجہ خضر نے فرمایا کہ خواجہ محمود انجیر فغنوی بعضے اصحاب خواجہ علے نے فرمایا ہے کہ جس درویش نے حضرت خضر کو دیکھا وہ خواجہ علی تھے مگر صاف نہین کہتے تھے کہ مین نے خضر کو دیکھا ہے۔ کہتے ہین کہ ایک روز خواجہ علی خواجہ محمود کے کل اصحاب کے ساتھ موضع رامیتین مین مشغول بذکر تھے اچانک دیکھا کہ ایک بڑا جانور سفید پرواز کرتا ہوا آپ کے سر پر سے گذرا جب آپ کے سمت الراس پر پہونچا تو زبان فصیح کہا کہ اے علی مردانہ رہ اصحاب کو اُس جانور کے دیکھنے اور اُس بات کے سننے سے ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ بیہوش ہوگئے جب ہوش آیا پوچھا کہ یہ کیا تھا جو ہمنے دیکھا اور سنا خواجہ علی نے فرمایا کہ وہ خواجہ محمود تھے حق سبحانہ نے وہ کرامت انھین عطا کی ہے کہ ہمیشہ اُس مقام مین پرواز کرتے ہین جہان حق سبحانہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کئی ہزار کلمے کہے ہین اور اس موقع پر آپ خواجہ دہقان قلتی کے سرہانے جو خلیفہ اول خواجہ اولیاء کبیر کے ہین تشریف لیگئے کہ وفات اُسکی نزدیک پہونچی تھی اور حق سبحانہ سے انھون نے درخواست کی تھی کہ اخیر دم کے وقت ایک دوست اپنا میرے پاس بھیج کہ اُس وقت رحلت مین مجھے مددے اس سبب سے خواجہ محمود وہان گئے تھے خواجہ محمود کے دو خلیفہ تھے کہ اُنکے بعد مقام ارشاد مین بیٹھے اور خلق کو تحقیق کی راہ پر دلالت کی

امیر خرد والکبنی رحمہ اللہ

اُنکا نام امیر حسن ہے یہ خلیفہ اول خلفاے خواجہ محمود سے ہین اور اپنے زمانہ کے بزرگ تھے اور طالبان حق کے لیے مرجع و مآب اور آپکے ایک بڑے بھائی تھے امیر حسن نام مشہور میر کلان کہ وہ بھی اصحاب خواجہ محمود سے تھے لیکن امر خلافت اور نیابت خواجہ بمیر خرد کے سپرد ہوا اور میر خرد کی قبر موضع والکبنی مین مقبرہ خواجہ محمود کے صفہ مین ہے اُسکی زیارت ہوتی ہے اور اُس سے برکت لیجاتی ہے۔

خواجہ علی ارغندانی رحمہ اللہ

یہ خلیفہ امیر خرد کے ہین اور قبر اُنکی موضع ارغندان مین قصبہ زندنی سے جو پندرہ میل بخارا سے ہے ہے۔

خواجہ علی رامیتنی رحمہ اللہ

آپ خلیفہ دوم ہین خلفاء خواجہ محمود سے اور آپکا لقب حضرت عزیزان سلسلہ خواجگان مین ہے قدس اللہ ارواحہم کہتے ہین کہ جب خواجہ محمود کا وقت وفات قریب ہوا حضرت عزیزان کو امر خلافت حوالہ کیا اور سب یارون کو اُنکے سپرد کیا اور حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کا سلسلہ نسبت خلفاء و اصحاب خواجہ محمود سے بدو واسطہ آپ تک پہونچتا ہے اور آپ کے مقامات رفیع اور کرامات عجیب بہت ہین اور آپ پیشہ بافندگی مین مشغول رہتے حضرت مخدومی نے کتاب نفحات الانس مین لکھا ہے کہ بعضے اکابر سے مجھے سماعت ہے کہ جو حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ نے اپنی غزلیات مین فرمایا آپ ہی کی طرف اشارہ ہے **بیت** گر نہ علم حال فوق قال بودی کی شدی ٭ بندہ اعیان بخارا خواجہ نساج را ٭ ترجمہ جو نہ ہوتا حال بڑھکر قال سے ہوتے ہی کب ٭ خواجہ نساج کے بندے بخارا کے شریف ٭ آپکا مولد مبارک رامتین ہے کہ ولایت بخارا کا ایک قصبہ کلان شہر سے چھ میل پر واقع ہے اور دس گانون سے زیادہ اسمین ہین اور مزار مبارک آپ کا خوارزم مین معروف اور مشہور ہے زیارت گاہ اور برکت اُس سے لیجاتی ہے آپ کے کلام نفیس سے یہ چند سخن ہین جو سواد رشحون مین لائے جاتے ہین۔

رشحہ ۱ حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ آپ کے ہم عصر تھے اور دونون کے درمیان مراسلت ہوا کرتی کہتے ہین حضرت شیخ نے آپ کی خدمت مین ایک درویش بھیجکر تین مسئلے پوچھے اور ہر ایک کا جواب پایا۔ مسئلہ اول ہم تم آنے جانے والون کی خدمت کرتے ہین اور آپ دسترخوان پر تکلف نہین کرتے اور ہم تکلف کرتے ہین لوگ آپکی تعریف کرتے ہین اور ہماری شکایت اسکا سبب کیا ہے۔ حضرت عزیزان نے جواب دیا کہ خدمت گذار احسان رکھنے والے بہت ہین اور خدمتی احسان ماننے والے کم کوشش کرو کہ خدمتی احسان ماننے والے ہو تاکہ تم سے کوئی گلہ نکرے۔ مسئلہ دوم ہمنے سنا ہے کہ تمہاری تربیت خواجہ خضر علیہ السلام سے ہے یہ کس طرح ہے جواب دیا کہ بندگان حق سبحانہ عاشق ہوئے ہین جنکا خضر عاشق ہے۔ مسئلہ سوم ہم سنتے ہین کہ تم جہر کہتے ہو اسکا کیا حال ہے فرمایا کہ ہم بھی سنتے ہین کہ تم ذکر خفی کرتے ہو پس تمہارا بھی ذکر جہر ہے۔

رشحہ ۲ مولانا سیف الدین نے اُس قصبہ کے بابت جو اُس زمانہ کے اکابر علماء سے تھا حضرت عزیزان سے دریافت کیا کہ تم ذکر جہر کس نیت سے کرتے ہو آپ نے فرمایا کہ سب علماء کا اجماع ہے کہ بحکم حدیث لقنوا موتاکم الشہادۃ ان لا الہ الا اللہ ترجمہ تلقین کرو اپنے موتے کو اس شہادت کے ساتھ کہ کوئی معبود اللہ کے سوا نہین ہے دم واپسین مین ذکر بلند کہنا اور تلقین کرنا جائز ہے اور درویشون کا ہر دم دم واپسین ہے۔

رشحہ ۳ شیخ بدر الدین رامیدانی جو شیخ حسن بلغاری کے بڑے یارون سے ہین انھون نے حضرت عزیزان کی صحبت پائی ہے آپ سے پوچھا کہ ذکر کثیر جسپر ہم منجانب اللہ مامور ہین جیسا کہ حق سبحانہ نے فرمایا ہے واذکروا اللہ ذکرا کثیرا ذکر زبان ہے یا ذکر دل ہے حضرت عزیزان نے فرمایا کہ مبتدی کے لئے ذکر زبان ہے اور منتہی کے لیئے ذکر دل مبتدی ہمیشہ تکلف اور محنت کرتا ہے اور دم توڑتا ہے لیکن منتہی کے دل کو جب ذکر کا اثر پہونچتا ہے تو اُسکے سب جوڑ توڑ اور جوارح و اعضا ذاکر ہو جاتے ہین اور اُس وقت سالک ذکر کثیر کے ساتھ

متوفق اور اس حال میں اُسکے ایک دن کا کام اوروں کے سال بھر کے کام کے برابر ہو جاتا ہی۔

رشحہ[۴] فرماتے تھے کہ اس سخن کے معنی کہ حق سبحانہ ہر ایک رات دن میں تین سو ساٹھ[۳۶۰] نظر رحمت بندہ مومن کے دل پر کرتا ہی یہ ہین کہ دل تین سو ساٹھ[۳۶۰] روزن سب اعضا کی جانب رکھتا ہی اور وہ تین سو ساٹھ رگ ہین اور تین سو ساٹھ متحرک اور ساکن شرائین اور وریدین جو بدن سے ملی ہوئی ہین جب کہ دل ذکر سے متاثر ہوتا ہی اور اُس مرتبہ پر پہونچتا ہی کہ منظور نظر خاص حق سبحانہ کا ہو اور آثار اُس نظر کے دل سے جمیع اعضا میں منقسم ہون تو ہر عضو اپنے موافق طاعت میں مشغول ہوتا ہی اور اُس طاعت کے نور سے جو ہر عضو کرتا ہی فیض کہ نظر رحمت اُسی سے عبارت ہی دل کو پہونچتا ہی۔

رشحہ[۵] آپ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہی فرمایا کہ توڑنا اور جوڑنا یہ مناسب اپنے ہیشیہ توربافی کے جواب دیا۔

رشحہ[۶] آپ سے سوال کیا کہ مسبوق لقضا مسبوقانہ یعنے وہ شخص جسکی نماز فجر اہتمام کرتے ہوئے قضا ہو جایا کرتی ہو کب اُٹھے فرمایا کہ صبح سے پہلے یعنے وقت سے پیشتر چاہیے کہ اُٹھے تاکہ نماز قضا نہو۔

رشحہ[۷] فرمایا ہی کہ آیہ کریمہ توبوا الی اللہ مین اشارت بھی ہی اور بشارت بھی ہی اشارت توبہ کرنے کی طرف ہی اور بشارت ہی اسکے قبول کی اسواسطے کہ اگر قبول نکرتا امر نکرتا امر دلیل قبول کی باوجود دید تقصیر کے ہی۔

رشحہ[۸] فرمایا ہی کہ عمل کرنا چاہیے اور نا کردہ اُسے جاننا اور آپ کو تقصیر کرنے والا دیکھنا اور پھر عمل شروع کرنا۔

رشحہ[۹] فرمایا دو وقت اپنے کو خوب نگاہ رکھو ایک بات کرنے کے وقت اور دوسرے کوئی چیز کھانے کے وقت۔

رشحہ[۱۰] فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت خضر علیہ السلام خواجہ عبدالخالق کے سامنے آئے خواجہ نے جو کی دو روٹی گھر سے لا کر پیش کین خضر علیہ السلام نے نہ کھائین خواجہ نے کہا کہ نوش کیجیے لقمہ حلال ہی کہا ایسا ہی ہی مگر خمیر کرنے والا بے طہارت تھا مین اسکا کھانا روا نہین رکھتا ہون۔

رشحہ[۱۱] فرمایا جو ایک جگہ بیٹھے اور خلق کو خدا کی طرف بلائے چاہیے کہ جانور پالنے والے کے مانند ہو کہ ہر ایک جانور کا پوٹا جانتے اور ہر جانور کی خوراک اُسکے موافق دے مرشد بھی چاہیے کہ طالبان وصادقان کی تربیت اُنکے استعداد کے موافق کرے

رشحہ[۱۲] فرمایا ہی کہ تمام روے زمین مین اگر خواجہ عبدالخالق کے فرزندون سے ایک بھی ہوتا منصور ہرگز دار پر نہ چڑھایا جاتا یعنے اگر خواجہ کے فرزندان معنوی سے ایک بھی زندہ ہوتا حسین منصور کو تربیت کے ساتھ اُس مقام سے آگے بڑھا دیتا

رشحہ[۱۳] فرمایا کہ سالکون کو بڑی ریاضت اور مجاہدہ کرنا چاہیے تاکہ مرتبہ اور مقام کو پہونچین لیکن ان سب سے نزدیکتر راہ ہی کہ جلد مقصود کو پہونچے اور وہ یہ ہی کہ سالک اسمین ساعی ہو کہ اپنے خلق اور خدمت سے کسی صاحب دل کے دل مین جگہ کرے ہرگاہ کہ اس گروہ کا دل نظر حق کا نزول گاہ ہی اسکو بھی اس نظر سے حصہ پہونچے گا۔

رشحہ[۱۴] فرمایا اُس زبان سے دعا کرو جس سے گناہ نکیا ہو تاکہ قبولیت ہو یعنے دوستان خدا کے سامنے تواضع اور نیازمندی کرو تاکہ تمھارے لیے دعا کرین۔

رشحہ[۱۵] ایک روز نے کسی نے حضرت عزیزان کے سامنے پڑھا مصرع عہ عاشقان دردی دخیدکنند ؛ آپ نے

فرمایا کہ سہ عید کنند آسنے کہا اس معنی کی شرح فرمائیے کہا کہ ایک یاد کرو بندہ کے خداوند کے دو یاد کرو وہین ہی پہلے بندہ کو توفیق دے کہ اُسکی یاد کرے اور جب یاد کرے شرف قبول سے مشرف کرے پس توفیق اور یاد کرو اور قبول تین عید ہونگی —

رشحہ ۱۶ ایک دن شیخ فخر الدین نوری نے کہ اکابر زمانہ سے تھے عزیزان سے پوچھا کہ سبب کیا ہے جو روز ازل مین سوال الست بربکم کا ہوا لفظ بلی سے جواب دیا اور روز ابد مین کہ حق سبحانہ لمن الملک الیوم فرمائیگا تو کوئی جواب نہ دیگا آپنے فرمایا کہ ازل کا دن وضع تکالیف شرعیہ کا تھا اور شرع مین سخن ہے لیکن تکلیف شرعی کی رفع کا روز ہے اور عالم حقیقت کی ابتدا اور حقیقت مین سخن نہین ہے لاجرم حضرت حق سبحانہ خود ہی جواب اپنا دیگا للہ الواحد القہار اور جملہ اشعار سے جو حضرت عزیزان کیطرف منسوب ہین یہ ایک قطعہ اور چار رباعی ہین فرمایا **قطعہ** نفس مرغے مقید در دہ و نیست ؞ نگہ دارش کہ خوش مرغیست دمساز ؞ ز پایش بند مگسل تا نپرد ؞ کہ نتوانی گرفتن بعد پرواز **رباعی** با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ؞ وز تو نرمید زحمت آب و گلت ؞ از صحبت وے اگر تبرا نکنی ؞ ہرگز نکند روح عزیزان بحلت ؞ **رباعی** بیچارہ دلم کہ عاشق روے تو بود ؞ تا وقت صبوح دوش در کوے تو بود ؞ چوگان سر زلف تو از حال بحال ؞ می برد خوش و بیچارہ بسے گوے تو بود ؞ **رباعی** چون ذکر بدل رسد دلت درد کند ؞ آن ذکر بود کہ مرد را فرد کند ؞ ہر چند کہ خاصیت آتش دارد ؞ لیکن دو جہان بر دل تو سرد کند ؞ **رباعی** خواہے کہ بحق رسی بیارام ای تن ؞ واندر طلب دوست بیارام ای تن ؞ خواہی کہ ز روح عزیزان یابی ؞ پاے از سر خود ساز و بیارامی تن ؞ ترجمہ قطعہ نفس ہے یک پرندہ قید اندر ؞ نظر مین رکھو اسے ہے مرغ دمساز ؞ مت اسکے پانون سے ڈورے کو تو کھول ؞ کہ ہاتھ آسکے نہ تیرے بعد پرواز ؞ ترجمہ رباعی جسکے لیے بیٹھ کر ہوا جمع نہ دل ؞ اور تجھسے گئی نہ زحمت آب و گل ؞ صحبت سے تو اُسکے گر تبرا نکرے ؞ بخشتی نہ تجھے روح عزیزان یک تل ؞ ترجمہ رباعی بیچارہ میرا دل جو ترا عاشق تھا ؞ کل صبح تلک تیری گلی مین بیٹھا ؞ چوگان تیری زلف کا اُسے لیجاتا ؞ ہر سمت کو لیکن وہ بنا گیند رہا ؞ ترجمہ رباعی جب ذکر کرے تو دل نرا درد کرے ؞ وہ ذکر ہے مرد کو اگر فرد کرے ؞ ہر چند کہ ہے خاصیت نار آسمین ؞ پر دونون جہان دل پہ ترے سرد کرے ؞ ترجمہ رباعی چاہیے کہ ملے تو حق سے محنت کر تن ؞ اور حق کی طلب مین دکھ کو سہن ؞ چاہے تو اگر روح عزیزون سے مدد ؞ پیر پا تو بنا کے آزری ترک تن ؞

از خوارق عادات اور کرامات حضرت عزیزان قدس اللہ سرہ نقل ہے کہ حضرت سید اتا جنکا ذکر خیر خواجہ احمد یسوی قدس سرہما کے سلسلہ مین ہو چکا ہے آپکے ہم عصر تھے اور کبھو کبھو ملاقات ہوتی رہتی اور حضرت سید اتا کو ابتدا مین آپ کے ساتھ یک گونہ کاوش تھی ایک دن حضرت سید سے ایک صورت سوء ادب کی آپ کی نسبت پیدا ہوئی اتفاق سے انھین ایام مین قبچاق کے جنگل سے ایک پرہ ترکون کا چڑھ آیا اور سید اتا کے ایک بیٹے کو قید کر لے گئے سید اتا متنبہ ہوئے اور جانا کہ یہ حادثہ اُس بے ادبی کے سبب پیش آیا معذرت کی اور دعوت کا کھانا تیار کیا اور حضرت عزیزان سے ضیافت کے لیے التجا کی اور بہت کچھ نیاز مندی بجا لائے آپنے سید اتا کی التماس قبول کی اور انکے گھر گئے

اور اس مجلس مین بہت اکابر علما اور مشائخ وقت موجود تھے اور حضرت عزیزان کو اُس دن ایک کیفیت اور وقت نہایت خوش تھا سب نادم نمکدان لایا اور دسترخوان بچھایا آپنے فرمایا کہ علی نمک کو انگشت نہ لگائیگا اور نہ ہاتھ کھانے کیطرف بڑھائیگا جبتک کہ سید آتا کا فرزند اس دسترخوان پر موجود نہوگا تھوڑی دیر خاموش رہے حاضرین سب کے سب اُس کلام کے ظہور کے منتظر ہوئے اس درمیان مین اچانک لڑکا سید آتا کا گھر کے دروازہ سے اندر آیا ایک شور غل مجلس مین اٹھا اور لوگ حیران اور حیرت زدہ ہوگئے پھر کیفیت اُسکے آنے کی اُس سے پوچھی کہا مین اس سے زیادہ نہین جانتا کہ اسوقت ترکون کی قید مین تھا اور مجھے بندیوان کرکے اپنے ملک کو لیے جاتے تھے اب مین دیکھتا ہون کہ تمھارے روبرو حاضر ہون اہل مجلس کو یقین ہوا کہ یہ تصرف حضرت عزیزان کا ہے سب نے آپکے قدمون پر سر رکھا اور بیعت کی ۔ نقل ہے کہ ایک دن خدمت عزیزان کے یہان ایک مہمان عزیز وارد ہوا اور آپ کے گھر مین کھانے کو نہ تھا اس باعث سے بہت متردد ہوئے اور گھر سے باہر آگئے ناگاہ ایک غلام نجان فروش کا (نجان ایک قسم کا آش ہے وہی) جو آپکا مخلص تھا ایک دیگ نجان کی سر پر رکھے ہوئے اس موقع پر آیا اور بڑی نیازمندی کے ساتھ کہا کہ یہ کھانا ملازمان حضور کی نیت سے پخت کرایا ہے امیدوار ہون کہ قبول ہو حضرت عزیزان کو اُس غلام کا کھانا لانا اُسوقت بہت پسند آیا اُسپر مہربانی کی اور مہمان کے سامنے گذرانا پھر غلام کو بلایا اور فرمایا کہ خدمت گذاری تیری نہایت کار عظیم تھا اب جو مراد تیری ہو مجھسے مانگ کہ مقصود حاصل ہے غلام نہایت دانا اور آگاہ تھا کہا مین چاہتا ہون کہ مین آپسا ہوجاؤن. آپنے فرمایا کہ یہ بہت مشکل ہے تجھپر بار گران ہے اور تجھے اس بار کے اٹھانے کی طاقت نہوگی غلام نے نیازمندی کے ساتھ کہا کہ میری مراد یہی ہے اسکے سوا اور کوئی تمنا نہین آپ نے فرمایا ایسا ہی سہی پھر ہاتھ اُسکا پکڑ خلوت خاص مین لیگئے اور بالتفات اسکی طرف متوجہ ہوئے ایک ساعت کے بعد آپ کی صورت اُسپر آگئی اور اسیوقت ظاہر و باطن صورت اور سیرت مین آپ کا مثل ہوگیا اور اس توجہ کے بعد چالیس دن کم وبیش زندہ رہا پھر جوار رحمت حق سبحانہ مین نقل کی رحمۃ اللہ علیہ ۔ کہتے ہین جب حضرت عزیزان نے ولایت بخارا سے باشارت غیبی خوارزم کو جانا چاہا اور شہر کے پھاٹک پر پہونچے توقف کیا اور دو درویش کو خوارزم شاہ کے پاس بھیجا کہ ایک فقیر نوربافت تمھارے شہر کے دروازہ پر آیا ہے اور رہنے کا خواہشمند ہے اگر مصلحت آپکی ہو آوے نہین تو اُلٹا پھر جاوے اور درویشون سے کہا کہ جب رہنے کی اجازت دیتے شاہی مہر سے ایک فرمان لے لینا جب درویشون نے بار پایا اور عرض بھی کیا خوارزم شاہ اور ارکان دولت ہنسے اور کہا یہ لوگ سیدھے سادے اور ناداں ہین بعد ازآن دل لگی اور خوش طبعی کی راہ سے ایک فرمان انکے حسب مدعا لکھ دیا مہر لگا کر انکے حوالہ کیا درویش وہ فرمان حضرت عزیزان کی خدمت مین لائے اور آپنے قدم مبارک شہر مین رکھا اور ایک گوشہ مین بیٹھے اور بطریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم مشغول ہوئے ہر روز صبح کے وقت مزدورون کے مقام پر آتے اور ایک دو مزدور پکڑتے اور گھر لے آتے اور فرماتے کہ پورا وضو کرو اور آج کے دن نماز عصر پڑھکر طہارت سے ہماری صحبت مین رہو اور ذکر کرو پھر اپنی مزدوری لیکر اپنے گھر چلے جاؤ اُن لوگون نے کمال ممنونی ظاہر کی اور عصر کی نماز تک آپ کی خدمت مین رہتے

جب ایکدن اُس طریقہ سے لبسر کرتے آپکی برکت صحبت اور تصرف باطنی سے کچھ ایسا حال اُنکا ہوا کہ پھر آپ کی ملازمت سے جدا اور جدا ہونا امکان نرکھتا تھا آنکہ چند روز بعد اکثر وہان کے باشندے آپکے حلقہ ارادت مین آگئے اور آپکے ارد گرد بڑی کثرت اور اژدحام طالبان ہوگیا آخر درجہ خوارزم شاہکو لوگون نے خبر دی کہ ایک شخص ظاہر ہوا ہے کہ اکثر لوگون نے دست بیعت اُسکو دیے اور اُسکی خدمت مین کھڑے رہتے ہین ایسا نہو کہ اُس سے اور اُسکے مریدون کی کثرت سے ملک مین ایسا خلل پیدا ہو جسکو سکون نہ دے سکین بادشاہ نے اس خبر سے متوہم ہوکر ارادہ کیا کہ اُنھین اپنے ملک سے نکال دے حضرت عزیزان نے اُنھین دو درویش کو مع فرمان بادشاہ کے پاس بھیجا کہ ہم تمھارے شہر مین تمھاری اجازت سے آئے ہین اب اگر اپنی بات کو بدلتے ہو اور اُسکے خلاف حکم دیتے ہو تو ہم شہر سے چلے جائینگے بادشاہ اور ارکان دولت آپ سے بہت شرمندہ ہوئے اور حضرت کی ملازمت مین آئے اور منجملہ محبان مخلص ہوئے کہتے ہین کہ سن شریف حضرت عزیزان کا ایک سو تیس سال سے زیادہ ہوگیا تھا اور آپ کے دو فرزند دونون عالم عامل اور عارف کامل تھے اور ارباب ولایت کے مراتب بلند سے بہرہ تام اُنکو حاصل تھا

خواجہ خورد رحمہ اللہ تعالی

یہ بڑے بیٹے حضرت عزیزان کے ہین خواجہ محمد نام اور اپنے والد بزرگوار کے سامنے اسّی برس کے ہوئے آپ کو اصحاب خواجہ خرد کہتے اور اسی نام سے مشہور تھے اور حضرت عزیزان کو خواجہ بزرگ کہتے تھے

خواجہ ابراہیم رحمہ اللہ تعالی

یہ حضرت عزیزان کے چھوٹے فرزند تھے کہتے ہین جب حضرت عزیزان کا وقت وفات قریب ہوا خواجہ ابراہیم کو ارشاد کی اجازت دی اور دعوت کا امر کیا بعض اصحاب کی خاطر مین گذرا کہ بڑے فرزند کی موجودگی مین جو علوم ظاہر و باطن سے آراستہ ہین خواجہ ابراہیم کو کیا سبب ہے کہ ارشاد خلق کے لیے پسند کیا حضرت عزیزان کو اُس خطرہ پر اشراف ہوا فرمایا کہ خواجہ خرد ہمارے بعد توقف نکریگا اور اسی عرصہ مین ہمسے آملیگا حضرت عزیزان کی وفات پیر کے دن دونون نماز کے درمیان ذیقعدہ کی اٹھائیس تاریخ سنہ سات سو پندرہ مین ہوئی اور بعضے نسخون مین دیکھا ہے کہ سنہ سات سو اکیس مین انتقال ہوا اور واللہ اعلم ہے اور خواجہ خرد کی وفات پیر کے دن چاشت کے وقت ذیحجہ کی سترھوین سنہ سات سو پندرہ مین ہوئی دونون کی وفات مین انیس روز کا فصل ہے حضرت عزیزان کی تاریخ ہے قطعہ سات سو پندرہ تھے ہجرت کے۔ اور ذیقعدہ کی تھی اٹھائیس کہ جنید زمان و شبلی وقت۔ اس جہان سے گئے عزیزانیس۔ حضرت عزیزان کے چار خلیفہ بعد خواجہ فرزند کے تھے سب کے سب محمد نام صاحب کمال اور اہل ذوق و حال بعد آپکے طالبان حق کی دعوت کرتے رہے

خواجہ محمد کلا دوز رحمۃ اللہ تعالے علیہ

یہ حضرت عزیزان کے بڑے اصحاب اور خلفا سے تھے اُنکی قبر بھی خوارزم مین ہے

خواجہ محمد حلاج بلخی رحمہ اللہ

حضرت عزیزان کے اصحاب کمل اور خلفاسے تھے اور آنکی قبر ولایت بلخ مین ہے ۔

خواجہ محمد باوردی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی حضرت کے اصحاب اور خلفار سے تھے اور خوارزم مین مدفون ہین ۔

خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ

آپ بڑے فاضل کامل حضرت عزیزان کے اصحاب سے ہین قریہ سماسی مین پیدا ہوئے کہ رامیتن کے دیہات سے ہین اور ایک شرعی کا ہے اور وہان سے بخارا تین شرعی کی مسافت ہے وہین آپ کا مزار ہے نقل ہے کہ جب حضرت عزیزان کی وفات قریب پہونچی آنکو سب اصحاب سے انتخاب کرکے اپنی خلافت اور نیابت اُنکے سپرد کی اور سب یارون کو متابعت اور ملازمت کا حکم دیا اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کو آپ سے فرزندی کی قبولیت تھی اور آپنے حضرت خواجہ کے پیشتر ولادت جب کوشک ہندوان پر گذر ہوا فرمایا ہے کہ اس زمین سے بوے مرد آتی ہے قریب ہے کہ کوشک ہندوان قصر عارفان ہو جائے پھر دوبارہ گئے تو کہا کہ وہ بو زیادہ ہوگئی ہے غالباً وہ مرد پیدا ہوا اُسوقت تین دن پیدائش کو ہو چکے تھے اور اُنکے دادا نے معاملہ اُنکے سینہ پر رکھا اور حضرت بابا کے پیش نظر لائے آپنے فرمایا کہ وہ ہمارا فرزند ہے اور ہمنے اُسے قبول کیا ہے پھر اصحاب سے کہا یہ وہ مرد ہے کہ ہمنے اُسکی بو سونگھی تھی قریب ہے کہ زمانہ کا مقتدا ہو پھر سید امیر کلال کیطرف جو خواجہ کے خلیفہ ہین مخاطب ہوئے اور کہا میرے فرزند بہاؤ الدین کے حق مین شفقت اور تربیت دریغ نکرنا اور تجھے مین معاف نکرونگا اگر کوتاہی کی امیر سید کھڑے ہوگئے اور ہاتھ سینہ پر رکھا کہ مرد نہون جو تقصیر کرون اور باقی حکایت اور تربیت امیر کی حضرت خواجہ کو حضرت خواجہ کے مقامات مین مفصل مذکور ہے حضرت نے فرمایا ہے کہ خواجہ بابا کا موضع سماسی مین ایک باغیچہ تھا کہ کبھی کبھی اسکے درخت انگور کو اپنے دست مبارک سے تراشا کرتے تھے اور اُس کام مین دیر بہت لگتی اسواسطے جب ایک بیل کو قطع کرتے غلبہ کیفیت سے آری دست مبارک سے گر پڑتی اور بیخود ہو جاتے اور وہ غیبت عرصہ تک رہتی حضرت خواجہ محمد بابا کے چار خلیفہ تھے سب فاضل اور کامل جو آپکے بعد طالبان حق کی دعوت مین مشغول رہے ۔

خواجہ محمد صوفی سوخاری رحمہ اللہ

آپ خواجہ محمد بابا کے خلفاسے ہین سوخار مین قبر ہے جو بخارا سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے ۔

خواجہ محمود سماسی رحمہ اللہ

خواجہ محمد بابا کے فرزند اور خلیفہ ہین ۔

مولانا دانشمند علی رحمہ اللہ

بڑے اصحاب خواجہ محمد بابا اور معزز خلفاسے ہین ۔

سید امیر کلال قدس سرہ

آپ خواجہ محمد بابا کے افضل خلفا سے ہین اور شرف سیادت آپ کو حاصل ہے آپ کا مولد اور مدفن موضع سوخار ہے اور واشکری آپکا شغل تھا اور بخارا کی زبان مین واشکر کو کلال کہتے ہین آپ کے مقامات مین لکھا ہے کہ آپکی والدہ نے فرمایا ہے جب تک امیر کلال میرے پیٹ مین تھے جب کبھی شبہ کا کھانا کھاتی پیٹ مین شدید درد ہوتا جب مکرر یہ بات ہوئی جانا کہ اس فرزند کی وجہ سے ہے تب کھانے مین احتیاط کرنے کی امیدوار رہی جب کہ سید امیر کلال جوانی کی عمر کو پہنچے کشتی لڑا کرتے اور آپ کے گرد ایک ہنگامہ رہا کرتا ایکدن اس معرکہ مین ایک شخص کی خاطر مین گذرا کہ یہ کیا بات ہے جو سید زادہ شریف کشتی لڑے اور زور آزمائی اور بدعتی لوگونکا طریقہ اختیار کرے اس دریا مین اسے نیند سی آگئی اور دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور وہ ایک جا سینہ تک مٹی اور دلدل مین اتر گیا ہے اور کچھ بس نہین چلتا اپنا آپ نکالے کہ امیر ظاہر ہوئے اور دونون اسکے بازو پکڑے اور آسانی کے ساتھ اسے باہر کھینچ لیا جب وہ جاگا امیر نے اس معرکے مین اسکی طرف رخ کرکے کہا کہ ہم زور آزمائی ایسے روز کے لیے کرتے ہین ایک دن خواجہ محمد بابا اکھاڑے کے کنارے سے گذرے تھوڑی دیر آپکے دیکھنے کو کھڑے ہو گئے بعضے ہمراہی اصحاب کے دل مین آیا کہ سبب کیا ہے جو خواجہ ان پہلوانون کی طرف متوجہ ہوئے خواجہ نے اس خطرہ سے واقف ہو کر فرمایا کہ اس اکھاڑے مین ایک مرد ہے کہ بہت سے مرد اسکی صحبت مین درجہ کمال کو پہونچینگے اسپر ہماری نظر ہے ہم چاہتے ہین کہ اسکو شکار کرین اس موقع پر امیر کی نظر آپ کی طرف پڑی اور آپ کے جاذبہ نے امیر کو بیقرار کر دیا جب خواجہ وہان سے آگے بڑھے امیر بیطاقت ہو کر اکھاڑے کو چھوڑ آپ کے پیچھے ہو لیے جب خواجہ نے گھر پہونچے امیر کو لائے اور طریقہ بتلایا اور فرزندی مین قبول کیا اسکے بعد پھر کسی نے امیر کو معرکہ اور بازار مین نہین دیکھا بیس برس خواجہ محمد بابا کی خدمت مین بالالتزام رہے اور ہفتہ مین دو بار پیر اور جمعرات کو سوخاری سے سماسی کو جایا کرتے اور ملازمت خواجہ مین پھر چلے آتے اور فاصلہ وہ شرعی اُنہین تھا اور اس مدت مین بطریق خواجگان اشتغال کرتے رہے اس طرح سے کہ آپکے حال سے کسیکو اطلاع نہوتی یہانتک کہ خواجہ کے تحمل تربیت مین درجہ تکمیل اور ارشاد کو پہونچے اور حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کو نسبت صحبت اور تعلیم ذکر اور آداب سلوک طریقت آپ سے ہے حضرت سید امیر کلال کے چار فرزند اور چار خلیفہ تھے صاحب کمال اور ارباب وقت و حال ہر ایک فرزند کی تربیت ایک ایک خلیفہ کے سپرد کی اور انکا ذکر دوسرے اصحاب امیر اور انکے اصحاب سے لکھا جاتا ہے اور مشہور ہے کہ اصحاب امیر ایک سو چودہ ۱۱۴ شخص تھے انہین سے بعضون کے نام مقامات امیر مین مذکور ہین

امیر برہان رحمۃ اللہ علیہ

یہ پہلے فرزند حضرت سید امیر کلال کے ہین اور بارہا آپ نے فرمایا کہ یہ فرزند میرا برہان ہے اور امیر برہان اجل اصحاب حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ سے ہین اور امیر کی تربیت حضرت خواجہ کے حوالے کی تھی ایک روز حضرت

امیرؒ نے حضرت خواجہ سے کہا کہ جسوقت اُستاد شاگرد کو تربیت کرے ضرور چاہیے کہ اپنی تربیت کا اثر شاگرد مین دیکھے تاکہ اُسے اعتماد ہو کر تربیت اُسکی ٹھکانے سے لگی ہے شاگرد کے کام مین اگر خلل دیکھے تو اُسکی اصلاح کرے تب فرمایا کہ امیر برہان فرزند میرا حاضر ہے اور کسی نے اُسمین تصرف نہین کیا اور نہ تربیت معنوی کی میرے سامنے اُسکی تربیت مین مشغول ہو کہ اُسکا اثر مین دیکھون اور مجھے صفت مذکورہ پر اعتماد ہو حضرت خواجہ مراقبہ مین بیٹھے تھے اور خدمت امیر کیطرف متوجہ ہوئے اور نہایت ادب کی رعایت سے امیر کے امتثال مین متوقف ہوئے حضرت امیر نے فرمایا توقف نکرو حضرت خواجہ فرمانبرداری سے امیر برہان کی طرف متوجہ. اور فوراً اُنکے باطن کیجانب مشغول ہوئے اُسیوقت آثار اُس تصرف کے امیر برہان کے ظاہر و باطن مین پیدا ہوئے اور ایک حال عظیم طاری ہوا اور شکر حقیقی کا اثر ظاہر ہوا امیر برہان صاحب سکر و جذبہ قوی تھے اور طریق اُنکا گوشہ نشینی اور انقطاع از خلق رہا اور ہرگز کسی کے ساتھ اشتغال اور آرام اُنکو نہ تھا اور نہ کسیکو آپ کے احوال و اطوار پر اطلاع ہوتی اور قوت باطن مین اُس مرتبہ کی تھی کہ بعضے اصحاب حضرت خواجہ کے احوال باطنی کو غارت کر کے اُسکو ناچار کر دیتے۔ شیخ نیک روز بخاری نے جو اصحاب حضرت خواجہ سے ہین حکایت کی ہے کہ ہر دفعہ جو کہ مین امیر برہان سے میری ملاقات ہوتی میرے احوال باطنی مجھسے سلب کر لیتے اور مجھے خالی اور پریشان خاطر کر دیتے جب کئی دفعہ یہ بات ہوئی مین نے چاہا کہ حضرت خواجہ سے اپنے دل مین عرض کرون حضرت خواجہ کے پاس اس ارادہ سے مین آیا فرمایا کہ امیر برہان کی شکایت کرنے آئے ہو مین بولا کہ ہان کہا جسوقت کہ وہ تمھاری طرف متوجہ ہو تم میری طرف متوجہ ہو اور کہدو مین نہین ہون آپ ہین اس تعلیم کے بعد جب مین برہان سے ملا اور چاہا کہ اُسیطرح میری طرف مشغول ہون تو مین حضرت خواجہ کی طرف متوجہ ہو گیا اور آپ کی صورت اپنے خیال مین کی اور کہا مین نہین ہون حضرت خواجہ ہین مین نے دیکھا کہ حال امیر غیر ہو گیا اور بیہوش ہو کر گر پڑے پھر کبھی ہرگز تصرف میرے اندر نہین کیا امیر برہان سے منقول ہے کہ فرمایا عید قربان تھی اور خلائق عیدگاہ سے واپس آئی تھی اور بہت لوگ حضرت خواجہ کے ساتھ تھے اور مین سب سے پیچھے جاتا تھا جب مین نے ہجوم اور پیش آمد خلق کی حضرت خواجہ کی طرف دیکھی اپنے دل مین کہا کیا خوب ہے اہل ظہور خواجہ کے امام تھے کہ ظہور احوال اور حضرت کے کاروبار کا تھا اسوقت خلق آپ کو تشویش دیتی ہے جب یہ بات میرے دل مین گذری آپ نے توقف کیا تھے کہ مین جا پہونچا گریبان میرا پکڑا اور تھوڑی جنبش دی ایک بڑی صفت نے میرے باطن مین تصرف کیا کہ اُسکی عظمت اور صولت سے کھڑے رہنے کی طاقت مجھے نہ تھی حضرت خواجہ نے مجھے سنبھالا جب کہ وہ حالت تھی جب مجھے ہوش آیا فرمایا کہ لوگ کیا کہتا ہے وہ حال و کاروبار یہی ہے یا نہین آپ کے قدمون مین گر پڑا اور کہا کاروبار و احوال بیشتر سے بیشتر ہین

امیر حمزہ رحمہ اللہ

یہ دوسرے فرزند امیر کلال کے ہین اور امیر نے اُنکا نام اپنے باپ کے نام پر سید حمزہ رکھا اور ہرگز اُنکو نام سے نہین کہا بلکہ ہمیشہ باپ کہا کرتے اور اُنسے کرامات اور خرق عادات بہت ظاہر ہوئین کہ اُنمین سے بعضے مقامات امیر کلال مین کہ شیخ امیر حمزہ نے تالیف کی مذکور ہین اور امیر حمزہ کا پیشہ شکار تھا اور اُس سے وجہ معاش حاصل کرتے اور امیر نے اُنکی تربیت

مولانا عارف دیک کیرانی کے حوالکی امیر حمزہ نے فرمایا ہی کہ حضرت مولانا عارف نے مجھے کہا کہ اگر ایسا یار چاہتے ہو جو تمھارا بار اُٹھائے بہت دشوار ہی اور اگر ایسا یار چاہتے ہو کہ تم اُسکا بار اُٹھاؤ تمام جہان تمھارا یار ہی اور حضرت امیر حمزہ امیر کلال کی وفات کے بعد قائم مقام اُسنکے ہوئے اور برسون ارشاد کیا وفات اُنکی غرہ شوال شنبہ ہجری آٹھ سو آٹھ مین ہوئی اور اُنکے چار خلیفہ ہوئے ہین جو اُنکے بعد مسند ارشاد پر بیٹھے اور طالبان کو دعوت بحق کی

مولانا حسام الدین شاشی بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ خلیفہ اول امیر حمزہ کے اور فرزند مولانا حمید الدین شاشی کے ہین جو بڑے علماء بخارا سے تھے حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے زمانہ مین اور آنسے ارادت اور اخلاص تمام رکھتے تھے۔ مولانا حسام الدین پہلے شیخ محمد سونجی سے ارادت رکھتے تھے جو شیخ وقت تھے بعد ازآن امیر حمزہ کی خدمت مین جاکر اُنکی صحبت مین تربیت تمام پائی حضرت فرماتے تھے کہ ابتدائے حال مین جب ہم بخارا مین پہونچے مبارک شاہ کے مدرسہ مین گئے مولانا حسام الدین اور مولانا حمید الدین شاشی نے جب ہمین پہچانا بہت التفات کی کہ مشغول تحصیل علوم ہوا اور کہا شیخ خاوند طہور کی ہمارے والد پر بہت عنایت تھی گویا چاہتے تھے کہ اُسکی مکافات کرین اُس مدرسہ مین ایک اچھا حجرہ دیا فرماتے تھے اول بار جو مولانا حسام الدین سے ملاقات مین نے کی اتفاقاً چکمن عودی منقش مین پہنے ہوئے تھا جب آپ نے دیکھا ناپسند کیا اور فرمایا کہ درویش اور ایسے کپڑے پہنے فی الحال مین باہر نکلا اور ایک شخص جو پوستین پہنے تھا اُس سے معاوضہ کر لیا جب اندر گیا فرمایا کہ یہ اچھا ہی۔ فرماتے تھے کہ مولانا حسام الدین کو جمعیت قوی اور استغراق تمام تھا آثار جمعیت آپ سے ظاہر تھے عجب تمکین حال کی تھی اُنکی تمکین خواہ کیسا ہی بے ذوق آدمی ہو اُسکا مبتلا ہو جاتا اور آپ حرارت جمعیت اور غلبہ جذبات کے سبب سے توڑ تے اور پانون لٹکے پانی مین موسم سرما کے اندر رکھتے اور اپنے سینہ کا پیش کھلا رکھتے اور پانی اپنے پر چھڑکا کرتے میرزا الغ بیگ آپ کو عہدہ قضاء بخارا دینا چاہتے تھے اور زبردستی قاضی کیا جس زمانہ مین آپ دار القضا مین بیٹھتے اور مقدمات فیصل کرتے ایک جماعت طالبون کی دو زانو بیٹھتی اور کسب جمعیت کرتی مین اُنکے محکمہ مین حاضر ہوتا اور آپ کے مقابل ایک ملگڑ کی تھی جہان سے مین اُنکو دیکھتا اور وہ مجھے نہین دیکھ پاتے وہان مین بیٹھتا اور اُنکو دیکھا کرتا ہرگز نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین نے غفلت اور فتور نہ پایا اور اخفاء طریقہ اور جمعیت باطن مین بہت ساعی تھے اور اپنی نسبتون کو لباسون سے پوشیدہ کرتے بآسانی ظاہر کوئی چیز آنسے نہوتی بارہا فرمایا کرتے اس کام کا کوئی لباس تعلم اور تعلیم سے بہتر نہین ہی۔ حضرت مخدومی نے نفحات الانس مین حضرت سے نقل کی اور فرمایا کہ یہ فقیر جب بخارا مین پہونچا اور مولانا حسام اور مولانا حمید شاشی کی صحبت سے مشرف ہوا مجھے اضطراب اور اضطرار تھا اور انھون نے فرمایا کہ مراقبہ درحقیقت انتظار ہی اور حقیقت مراقبہ ایسے انتظار سے عبارت ہی۔ نہایت سیر اس انتظار کے حصول سے عبارت ہی۔ ایسے انتظار کی تحقیق کے بعد جسکا ظہور غلبہ سے ہو راہبر اس انتظار کے سوا کوئی نہین ہی شعر منتظرہ لگا کے در پر آنکھ ؛ کر نظر کو در انتظار کیا ؛ اور یہ بھی فرمایا کہ

مولانا حسام الدین اپنے والد مولانا حمید الدین کے سرہانے آگئے اور انکو مرض الموت مین انتقال کی حالت مین دیکھکر انکا تشفی کیا
فرمایا کہ بابا آپ کو کیا ہوتا ہے کہا مجھے وہ چیز چاہیئے ہین جو میرے پاس نہین ہے اور اسکے طریق تحصیل سے مین واقف نہین مجھے
قلب سلیم چاہیئے ہین مولانا حسام الدین نے کہا کہ ایک لحظہ میری طرف متوجہ رہو معلوم ہوگا جب متوجہ ہوئے ایک ساعت
کے بعد مولانا حمید الدین نے اپنے باطن مین اطمینان اور آرام پایا آنکھین کھول دین اور کہا ای فرزند جزاک اللہ خیرا مجھے اپنی تمام
عمر مین اس طریقہ کی ورزش کرنی چاہیئے تھی افسوس کہ عمر ضائع کی اور فرزند صالح کی برکت سے بجمعیت تمام دنیا سے گئے

مولانا کمال الدین میدانی رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ دوسرے خلیفہ امیر حمزہ کے ہین باشندے میدان کے جو ولایت سمرقند مین تھے یہ کوفین کا ایک موضع ہے۔

امیر بزرگ اور امیر خُرد رحمہما اللہ تعالیٰ

یہ تیسرے اور چوتھے خلیفہ امیر حمزہ کے اور فرزندان بزرگوار امیر برہان کے ہین جو بڑے بھائی امیر حمزہ کے تھے رحمہم اللہ۔

بابا شیخ مبارک بخاری رحمۃ اللہ علیہ

یہ امیر حمزہ کے اصحاب کبار سے ہین اور بعضے اصحاب امیر کلال سے کہتے ہین اور مقامات امیر کلال مین جہان کہ بعضے اصحاب
امیر کلال کے نام لکھے ایک شیخ مبارک کا ذکر کیا اور جہان کہ اصحاب امیر حمزہ کا ذکر کیا ہے ایک شیخ مبارک دوسرے کا نام لکھا
لیکن وہ شیخ مبارک جو اصحاب امیر کلال سے ہین رامیتنی ہین اور یہ شیخ مبارک کہ اصحاب امیر حمزہ سے ہین بخاری ہین آپ
بزرگان وقت سے تھے حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ باوجودیکہ حضرت بہاء الدین قدس سرہ کے صحبت دار تھے انکی صحبت
مین بھی جایا کرتے حضرت نے فرمایا ہے کہ خواجہ علاء الدین غجدوانی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا باباشیخ مبارک کی
ملاقات کو اکثر جایا کرتے تھے ایک دن میرا جی چاہا کہ آپ کے ساتھ جاؤن فرمایا کہ تم نہ آؤ کس واسطے کہ تم صحبت باباشیخ مبارک
سے جمعیت حضرت خواجہ بزرگ بہاء الدین قدس سرہ کی طلب کرتے ہو اور وہ نہ پاؤگے پس تم سے اعتقاد ہوتے ہو تمھارا جانا
مناسب نہین ہے مشہور ہے کہ ایک دن باباشیخ مبارک خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کے یہان آگئے تھے حضرت خواجہ نے آخر صحبت
مین اپنے فرزند خواجہ ابونصر کے لیے آنسے فاتحہ کی درخواست کی بابا نے فاتحہ شروع کی اور فاتحہ پڑھنے کے درمیان اُس
گھر سے باہر نکل آئے اور دروازہ باہر فاتحہ تمام کی آپ سے بعد ازآن پوچھا گیا کہ باہر آنے کا سبب کیا تھا فرمایا کہ اُس
موقع پر کہ فاتحہ خواجہ ابونصر کے لیے پڑھنے لگا ملائک آسمان سے اُترے اور اُس مکان مین ہجوم کیا کہ مبارک کو جگہ
نہ رہی بضرورت باہر آنا پڑا۔ واضح ہو کہ حضرت امیر حمزہ کے ان عزیزان کے سوا جنکا ذکر ہوا اور بھی اصحاب تھے جیسے
شیخ عمر سوزن گری بخاری اور شیخ احمد خوارزمی اور مولانا عطاء اللہ سمرقندی اور خواجہ محمود مہی و مولانا حمید الدین
اور مولانا نور الدین اور مولانا سید احمد تنیون کرمینی اور شیخ حسن اور شیخ تاج الدین و شیخ علی خواجہ تنیون نسفی وغیرہ کہ
سب فاضل اور کامل تھے مگر چونکہ انکے احوال سے کچھ مسموع و معلوم نہین ہوا ہر ایک کا علیحدہ ذکر نہین لکھا۔

امیر شاہ رحمہ اللہ

یہ تیسرے فرزند امیر کلال کے ہین اور کسب معاش مین اُنکا طریقہ یہ تھا کہ جنگل سے نمک لاکر بیچا کرتے اور اُس سے گذر کرتے اور دنیا سے بقدر کفاف تصرف فرماتے اُنکا قول تھا کہ ہر گرفت کا جواب دینا پیچھے ہے ہمیشہ بندگان خدا کی خدمت مین مشغول رہتے اور حتے الامکان لوگون کے رفع ضروریات مین اہتمام تمام کرتے اور نگاہداشت دلہا مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھتے اور امیر کلال نے اُنکی تربیت شیخ یادگار کے سپرد کی تھی جو امیر کے خلفا سے ہین۔

امیر عمر رحمۃ اللہ علیہ

یہ چوتھے فرزند امیر کلال کے ہین صاحب کرامات و خرق عادات اکثر اوقات احتساب کے شغل پر قائم رہتے امر معروف اور نہی منکر کرتے اور نہایت غیر متشدد تھے فرمایا کرتے کہ اکابر کا قول ہے جب غصہ کے سر کا سننے کا وقت آلے اس گروہ کے خرمن پر چھوڑ دو اور جب نزد بان سے جلانے کا وقت پہونچے اس گروہ کی دیوار پر رکھ دو اور جس کسیکو گرانا چاہو اس گروہ مین ڈالدو۔ اور حضرت امیر کلال نے اُنکی تربیت شیخ جمال الدین دہستانی کے حوالہ کی تھی کہ حضرت امیر کے خلفا سے ہین اور امیر عمر کی وفات آٹھ سو تین سال ہجری مین ہوئی واضح ہو کہ افضل اور اکمل خلفا اصحاب امیر کلال کے حضرت شیخ بہاءالدین قدس سرہ ہین اور چونکہ ذکر احوال حضرت خواجہ اور اُنکے اصحاب کا طبقہ بعد طبقہ جو طویل الذیل ہے بعد از ذکر سب خلفا حضرت امیر کلال رہ کے آئیگا اور اللہ مالک شاہد ہے

مولانا عارف دیک کرانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ دوسرے خلیفہ حضرت امیر کلال کے خلفاء اربعہ سے ہین پیدائش اور مرنے کا اُنکے مقام موضع دیک کران ہے قصبہ ہزارہ سے جو آب کوہک کے کنارہ واقع ہے اور وہان سے شہر بخارا تک ستائیس میل شرعی ہے اور آپکا مزار گاؤن کے باہر سر راہ ہزارہ کے ہے حضرت امیر کلال علیہ الرحمہ فرمایا کرتے کہ میرے اصحاب مین مثل ان دو شخص خواجہ بہاءالدین اور مولانا عارف کے دوسرا کوئی نہین ہے یہ سب پر سبقت لیگئے ہین اور حضرت خواجہ بہاءالدین قدس سرہ نے زان بعد کو حضرت امیر کلال سے اجازت پائی ہے کہ جہان تو تمہارے دماغ مین پہونچے خواہ ترک ہو یا تازیک طلب کرو اور طلبکاری مین اپنی ہمت کے موافق تقصیر نکرو آپ نے اُس فرمانے کے موافق سات برس مولانا عارف کی صحبت مین بسر کی اور اس مدت مین مولانا عارف کے ساتھ برتاؤ تعظیم اور تقدیم کا رکھا ہے چنانچہ طہارت کے وقت دریا کنارہ مولانا عارف سے بلندی پر طہارت نکرتے اور جن راہون مین ساتھ وہ گئے آپ کے قدم پر قدم نہین رکھا اور متابعت کی صورت سے صحبت کی ہے چونکہ مولانا عارف ملازمت امیر کلال سے حضرت خواجہ پر سبقت رکھتے تھے اور سالہا پیشتر از خدمت خواجہ سے امیر نے اُنکی تربیت کی تھی حضرت خواجہ بہاءالدین قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ جب ہم ذکر نفی مین مشغول ہوئے تو ہم مین کاہلی ظاہر ہوئی اور ہم طالب اصل اُس سر کے ہوئے تیس برس مولانا عارف کے ساتھ اس جستجو اور انکا پوسے مین کھٹے کہ لیکا

سفر حجاز کو جانا ہوا جہان کہین لوگون نے نشان دیا ہم بہت سے گوشون اور زاویون مین پھرے اگر ہم مثل مولانا عارف یا اُسکے جیسے
کے پاتے تو واپس نہ آتے کون ایسا ہی کہ ہزار نوبت اور سر مین آسمان سے گذرا ہوا اور ظاہر و باطن مین وہان مشغول بیٹھا ہو

رشحہ مولانا عارف کے کلام پاک سے ہی کہ جو اپنی تدبیر کی فکر مین ہی سر دست دوزخ کے لیے مہیا ہی اور جو تقدیر کے انتظار
مین ہی سر دست وہ بہشت کے لیے تیار اور موجود ہی۔

رشحہ فرمایا ہی کہ کھانا کھانے کے وقت ہر ایک عضو ایک کام مین مشغول ہی دل کس چیز مین مشغول ہی اصحاب نے کہا کہ ذکر حق سبحانہ مین فرمایا ہی کہ اسوقت ذکر اللہ اور لا الہ الا اللہ نہین ہی بلکہ اس محل مین ذکر سبب سے مسبب کی طرف جانا ہی اور نعمت کو نعمت دینے والے سے دیکھنا۔ مولانا امیر اشرف نے کہ خاص اصحاب مولانا عارف سے تھے نقل کی کہ ایک ایک شخص مولانا عارف کی خدمت مین معاملہ لایا آپ نے قبول نہ کیا اور کہا معاملہ کا لینا اُسکو روا ہی کہ جو کام کہ صاحب معاملہ کا مقصود ہی اُسکی برکت ہمت سے برآمد ہوا اور مجھے وہ ہمت نہین ہی۔ کہتے ہین کہ مولانا عارف کا ایک خویش تھا مولانا درویش اور سکنی نام کہ میر خرد و اکلنوی کے تابعین سے تھا اور ذکر جہر کیا کرتا مولانا عارف اُسکے پاس گئے اور ذکر جہر سے منع کیا وہ نہ مانا مولانا عارف نے کہا اگر تو نہین قبول کرتا بیل تیری کھیتی کا تلف ہوگا اُس بات کی پروا اُسنے کی اُسی رو بیل اُسکی کھیتی کا مر گیا باوجود اسکے مولانا درویش باز نہ آیا اور آستانۂ عزیزان و اکلنوی پر گیا اور واپس آیا دوسرے دن ایک اور بیل کھیتی کا اُسکا مر گیا ان دو علامت کے دیکھنے کے بعد باز رہا اور مولانا عارف کے پاس آیا مولانا نے کہا یہ بیت ہمیشہ یاد کر لو بیت کار نادان کوتہ اندیش ست ✦ یاد گیرد کسی کہ در پیش ست ✦ ترجمہ بیت ✦ کوتہ اندیش کا ہی یہ مقصود ✦ یاد اُسکی کرے جو ہی موجود ✦ منقول ہی کہ ایک روز موضع دیک کران مین ایسا سیلاب عظیم آب کوہک سے آیا تھا کہ وہم اسکا ہوا کہ گانون بہا لیجائیگا لوگ ڈرے اور شور و غل کرنے لگے مولانا عارف باہر آئے اور تیز سیلاب کی راہ مین اپنے کو پانی مین ڈالدیا اور یہ کہا کہ اگر تجھسے ہو سکے تو ہمکو بہا لیجا فورًا وہ سیلاب تھم گیا اور شورش اُسکی فرو ہو گئی منقول ہی کہ اول حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ سفر حجاز سے پھرے مدت تک مرو مین رہا کیے اور ماوراء النہر کے اصحاب جمع اور صحبت پرشکوہ قائم تھی اسی اثنا مین ایک قاصد مولانا عارف کے پاس سے آیا کہ حضرت خواجہ کو پیغام بھیجا ہی کہ بیٹھے ہون تو اٹھیں اور اٹھے ہون تو روانہ ہون کہ وقت ہمارے جانے کا قریب آن پہونچا ہی وصیتین ہمکو کرنی ہین حضرت خواجہ اصحاب کو مرو مین چھوڑ کر جسقدر جلد ہو سکا بخارا کیطرف روانہ ہوئے یہان تک کہ دیک کران مین مولانا عارف کے پاس پہونچے مولانا نے حاضرین سے کہا کہ مجھے آپ سے ایک راز کہنا ہی ہم دونون گھر مین آئین یا تم باہر آؤ حاضرین بولے کہ آپکو ضعف ہی ہم دوسرے گھر مین جاتے ہین اُسوقت مولانا عارف نے خلوت مین حضرت خواجہ سے کہا کہ یہ معلوم ہی کہ ہمارے تمہارے درمیان مین اتحاد کلی تھا اور اب بھی ہی اگرچہ عشقبازیان درمیانی گذر گئی ہون اب آخر وقت ہوا اور اپنے تمہارے اصحاب مین نظر کی اس راہ کی قابلیت اور تربیتی کی صفت خواجہ محمد پارسا مین زیادہ اور لوگون سے دیکھتا ہون

جو فیض مین نے اس راہ مین پائی اور جو مطلب کہ میں نے کسب سے حاصل کیا وہ سب خواجہ پارسا کے وقت پر نثار اور اُنکے سپرد کیا اپنے اصحاب کو اُنکی متابعت کا حکم دیتا ہون تم بھی اُسکے حق مین فروراس معاملہ کے اندر تقصیر نکرنا کہ وہ تمھارے یارون سے ہو اُسکے بعد فرمایا کہ دو دن یا تین دن سے زیادہ نہین رہے ہین اپنے ہاتھ سے دیگ صاف کرو دوزانو بیٹھو اور آپ آگ جلاؤ اور پانی گرم کرو اور مستعد رہو اور تیسرے روز میری وفات سے واپس جاؤ حضرت خواجہ نے بڑی سرگرمی سے مولانا عارف کی تمام تجہیز پوری کین اور آپ کے دفن بعد تین روز بکر مرو کو چلے گئے اور مولانا عارف کے دو خلیفہ تھے جنھون نے مولانا کے بعد بندگان خدا کو ہدایت کی ۔

مولانا امیر اشرف بخاری رحمۃ اللہ علیہ

یہ خلیفہ اول مولانا عارف کے ہین بعد آپ کے آپ کی جگہ بیٹھے طالبان راہ تحقیق سے صحبت رکھی اور خاطر جمعیت قلوب پر تعینات کی ۔

امیر اختیار الدین دیک کرانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ دوسرے خلیفہ مولانا عارف کے ہین اور اُنکے بعد ارشاد مریدان پر مامور تھے ۔

شیخ یادگار کنسردلی رحمتہ اللہ علیہ

خلیفہ سوم امیر کلال کے ہین کن سرون کے باشندے اور وہ ولایت بخارا کا ایک موضع شہر سے چھ میل پر ہے اور امیر نے اپنے تیسرے فرزند کو جنکا نام امیر شاہ ہے اُنکے حوالہ کیا تھا اور اُنکے ذریعہ سے درجات عالی کو پہونچے ۔

شیخ جمال الدین دہقانی رح

یہ چوتھے خلیفہ امیر کلال کے ہین اور فرمایا امیر مربی امیر عمر کا ہوا ہے جو فرزند چہارم امیر کے ہین اور امیر عمر نے اُنکے ساتھ تربیت مین مقامات عالیہ اس گروہ کے پائے ۔

شیخ محمد خلیفہ رحمت اللہ علیہ

آپ امیر کلال کے اجل اصحاب سے ہین امیر موصوف کے آخر مقامات مین ہے کہ جب آپ نے دنیا سے رحلت کی سب اصحاب شیخ محمد خلیفہ کی ڈیوڑھی پر آئے کہ آج کے دن حضرت کے بجائے آپ ہین اور آپ کے پاس یہ نعمت ہو چاہیے کہ طالبون کی ہدایت فرمایئے شیخ محمد نے کہا یہ نعمت جو مجھے چاہتے ہو امیر حمزہ فرزند حضرت امیر کلال کے پاس ہے بس شیخ محمد سب لوگون کے ساتھ گئے اور امیر حمزہ علیہ الرحمۃ کی خدمت اور ملازمت اختیار کی ۔

امیر کلان واشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے اصحاب امیر کلال سے ہین موضع واشی کے جو مضافات بخارا سے اور چھ میل کی مسافت پر شہر سے ہے امیر کلال کے بعد مریدون کی تربیت اور طالبون کی تعلیم کرتے رہے اور خواجہ علاؤ الدین غجدوانی علیہ الرحمۃ نے حضرت

خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہونے سے پہلے انسے ذکر اخذ کیا ہے حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین غجدوانی نے کہا مین سولہ برس کا تھا کہ امیر کلان واشی کی ملازمت مین پہونچا اور آپ نے مجھے ذکر خفی کے طریقہ سے مشغول کیا اور بہت مبالغہ کیا کہ اس طریقہ کو ایسا مخفی رکھو کہ تمھارے ہمنشین کو بھی خبر نہو اور اگر جانو کہ لوگ اس سے مطلع ہوتے ہین ایک مسند بناؤ اسپر تکیہ لگا کر مشغول ہو چند روز اسطرح پر مین مشغول ہوا اور بڑی ریاضت کی اور ضعف کے آثار بیری صورت مین ظاہر ہوگئے ایک روز والدہ نے مجھسے کہا کہ تجھے بیماری او ضعف باطنی ہے مجھسے چھپاتا ہے مین نے کہا مین بیمار نہین ہوں انھون نے چھاتیاں اپنی کھولین اور کہا اگر تو اپنی ناتوانی کا سبب نہ بتلائیگا تو جو شیر کہ اس پستان سے تو نے پیا ہے تجھے نہ بخشونگی ضرورتاً ماجرا تفصیل وار مین نے انسے کہا اور جو طریق مین نے سیکھا تھا عرض کیا والدہ نے فوراً وہ طریقہ لیا اور بطریق نفی و اثبات کے مشغول ہوئین مین اس بات کے اظہار سے بہت گرانی مین پڑا اور شدت اضطراب سے امیر کلان کی خدمت مین گیا اور قصہ والدہ کا بیان کیا فرمایا ہمنے تیری والدہ کو بھی اجازت دی کہ اس راہ سے مشغول رہے چند عرصہ تک والدہ بھی مشغول رہین ایک روز بھائی میرا جنگل گیا تھا والدہ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ دیگچہ خوب دھو اور پانی سے بھر اور گرم کر مین نے ایسا ہی کیا پھر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کین اور مجھے سامنے بٹھلایا اور فرمایا طریقہ سے مشغول ہو اور آپ بھی مشغول ہوئین ایکساعت کے بعد جان بحق تسلیم کی

شیخ شمس الدین کلال رحمۃ اللہ علیہ

بڑے اصحاب امیر کلال سے ہین سفر مبارک حجاز کا کیا ہے اور وہ راستہ قرشی سے پیدل چلا اور مشائخ وقت کے ساتھ مذاق سے صحبت رکھی اور ماوراء النہر مین اسی نے انکے طریق مراقبہ کو لا کر پھیلایا ابتدا مین حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ سے کاوش تھی مگر آخر مین دور ہو گیا تھا جیسا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے مقامات مین تفصیلیہ مفصل ہے۔

مولانا علاء الدین کن سروی رحمۃ اللہ تعالیٰ

یہ امیر کلال کے بڑے کار کردہ اصحاب سے ہین اور حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے مقامات مین انکا نام مذکور ہے واضح رہے کہ امیر کلال علیہ الرحمہ کے ان عزیزون کے سوا جو مذکور ہوئے اور بھی اصحاب ہین جیسے خواجہ شیخ دارزونی اور مولانا جلال الدین کشی اور مولانا بہاء الدین طوایسی و شیخ بدر الدین میدانی و مولانا سلیمان و شیخ آ دونون کرمینی اور خواجہ محمد و انکبنی رحمہم اللہ سب کے سب عامل عالم عارف کامل مگر انکے احوال و اقوال سے کچھ ساعت کو نہین پہونچا ناچار ہر ایک کا علیحدہ ذکر نہین ہوا۔

مولانا بہاء الدین قشلاقی رحمۃ اللہ علیہ

یہ اپنے زمانہ کے مقتدا ہوئے ہین عالم علوم ظاہر اور باطن کے اور صاحب آیات و کرامات قشلاق خواجہ مبارک قرشوی مین پیدا ہوئے جو مضافات بخارا سے ہے اور بخارا شہر سے چھتیس ۳۶ میل کا فاصلہ ہے حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے

اُستاد حدیث اور شیخ صحبت اور مولانا عارف دیک کرانی کے باپ تھے خدمت مولانا عارف انکے مرید تھے قبل اسکے کا کمال
کی صحبت مین پہونچین مولانا امیر اشرف وامیر اختیار الدین سے جو مولانا عارف کے خلفا سے ہین منقول ہو کہ ایک دن
حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ ابتداء حال مین ولایت نسف مین قشلاق خواجہ مبارک کی بخدمت مولانا بہاء الدین قشلاقی
علیہ الرحمہ پہونچے حضرت مولانا نے فرمایا تجھ ایسے مرغ کا یار عارف دیک کرانی ہو حضرت خواجہ نے فرمایا کہ عنقریب انکی
صحبت میسر ہوتی ہو اور شوق اُنکی ملاقات کا غالب ہوا اور اُسوقت مولانا عارف اپنے گانؤن مین تھے اور اتفاقاً اسی
موقع پر ایک گروہ اصحاب کے ساتھ روٹی پکاتے تھے مولانا بہاء الدین نے حضرت خواجہ سے کہا اگر تمھین عارف
کی چاہت ہو اُسے پکارو وہ ضرور آئینگے اور باہر آئے اور پیادہ جاتے تھے اور تین بار عارف آواز دی مولانا
عارف نے اُس دوپہری مین روٹی پونی چھوڑ دی اور یارون سے کہا تم گھر جاؤ کہ مجھے مولانا بہاء الدین بلاتے ہین بہت
جلد روانہ ہوئے اور اُس دوپہری مین بیشتر اس سے کہ چولھے پر سے ہانڈی اتارین بعد ازانکہ آش تیار ہوچکے تھے اُس
صحبت مین قشلاق پہونچ گئے اور دیک، کران اور قشلاق مین ساٹھ میل کا فاصلہ ہو اور پہلی ملاقات مولانا خواجہ اور
مولانا عارف کی اُسی صحبت مین ہوئی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا بہاء الدین قشلاقی علیہ الرحمہ بزرگ تھے اور حضرت
خواجہ بہاء الدین قدس سرہ شروع ارادت مین آپکے فائز صحبت ہوئے مولانا نے فرمایا کہ ہمارا ایک درویش ہو کہ اور جنگل
کی لکڑیان لاتا ہو اُس سے لو حضرت خواجہ باہر آئے اور اُس درویش کو دیکھا کہ سوکھے کانٹون کا گٹھا اپنی ننگی پیٹھ پر لادے
ہوئے گئے ایسے مولانا کے مطبخ مین لایا اور قاعدہ اُسکا یہ تھا کہ ننگی پیٹھ پر کانٹون کا پشتارہ لاتا تھا اور یہ جو مولانا نے
حضرت خواجہ کو اُسکی ملاقات کے لیے کہا اُس سے غرض تنبیہ اور آگاہی آپکے کمال اخلاص پر تھی جو وہ مولانا
کی خدمت مین کرتا تھا اس حکایت کے بعد حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ لوگ ایسی خدمتین اخلاص کے
ساتھ کیا کرتے تھے اور غیبتی اور نیاز پیش کرتے تھے تو ضرور دولتہاے عظیم کو پہونچتے تھے کہ اُس سے زیادہ کوئی دولت
متصور نہین ہو اگر تم ایسی خدمتین نہین بجا لاسکتے تو ہاے جان ٹھوکہ ایسے لوگ بھی ہوئے ہین۔

خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند قدس اللہ تعالی سرہ العزیز

آپکی ولادت محرم ۷۱۸ھ سات سو اٹھارہ سنہ مین ہوئی ہو جو سید امیر کلال خلیفہ علی رامیتنی علیہ الرحمہ مین اُس قول کے موافق کہ وفات حضرت عزیزان ۷۲۱ھ سات سو
اکیس مین ہوئی جو آپکا مولد اور مدفن قصر عارفان ہو جو شہر بخارا سے تین میل پر ہو عہد طفولیت سے آثار ولایت اور انوار کرامت آپکے لبشرۂ
مبارک سے روشن تھے حضرت خواجہ کی والدہ سے منقول ہو کہ فرمایا ہو میرا بیٹا چار سال کا تھا تب کہا کہ یہ لاسنے سینگ کی
گاے ہمارے بچھڑے کی پیشانی دیگی چند مہینے بعد ویسا ہی بچھڑا دیا اور حضرت خواجہ کو لڑکائی مین فرزندی کی نظر قبول حضرت
خواجہ محمد بابا سماسی سے تھی اور بظاہر آداب طریقت کی تعلیم میر کلال سے چنانچہ خواجہ محمد بابا کے ذکر مین اُسکا اشارہ ہوا ہو
مگر درحقیقت آپ اویسی تھے اور حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی کی روحانیت سے تربیت پائی ہو جیسا کہ اُس واقعہ سے جو

جو ابتدا مین دیکھا ہے معلوم ہوتا ہے اور مقامات مین اُسکی تفصیل مذکور ہے۔ واضح ہو کہ سلسلہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین بان
خواجہ محمود انجیر فغنوی سے امیر کلال کے وقت تک رحمہا اللہ ذکر خفیہ کو ذکر علانیہ کے ساتھ ایک جماعت نے کہا ہے اور اُنکو
سلسلہ شریفہ مین علانیہ خوانان کہتے ہین جب کہ زمانہ حضرت بہاء الدین قدس سرہ کے ظہور کا پہونچا اس وجہ سے کہ حضرت
خواجہ عبد الخالق قدس سرہ سے عزیمت کے ساتھ امور بعمل ہوئے ہین ذکر خفیہ اختیار کیا اور ذکر علانیہ سے پرہیز کیا
اور جب کہ اصحاب امیر کلال نے مجلس مین ذکر جہر کا آغاز کیا حضرت خواجہ اُٹھ گئے اور اُس حلقہ سے باہر چلے گئے اور اصحاب
کی خاطر پر یہ بات بہت گران معلوم ہوئی لیکن حضرت خواجہ نے اُسکی پروا کچھ نہین کی اور اس جماعت کے رفع ثقل کے
درپے نہین ہوئے الا امیر کلال کی خدمت اور ملازمت مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھتے۔ اور ہمیشہ سر تسلیم آستانہ ارادت
و متابعت پر رکھے رہے اور امیر یوماً فیوماً حضرت خواجہ کی طرف مزید التفات کرتے تھے یہان تک کہ ایک دن ایک جماعت
اصحاب امیر نے خلوت مین بوجہ غیرت جو اُنکو تھی حضرت خواجہ کے باب مین خوض کی اور بعضے صفات اور احوال اُسکے
نقصان اور قصور کی صورت مین ظاہر کیے اور امیر نے اُس خلوت مین کچھ نفرمایا یہان تک کہ ایک دفعہ سب چھوٹے اور
بڑے اصحاب قریب پانسو کے سوخاری مین عمارت مسجد اور جماعت خانہ اور دیگر مکانات کے لیے جمع ہوئے تھے اور
ہر شخص ایک کام مین مشغول تھا جب مٹی کا کام تمام ہوا اور سب اصحاب امیر کے سامنے حاضر ہوئے اُس مجمع مین امیر
نے غمازون کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ تم میرے فرزند بہاء الدین کے حق مین گمان بد کرتے ہو اور غلطی پر ہو کہ اُسکے
بعض احوال کو قصور پر محمول کرتے ہو تمنے اُسے نہین پہچانا ہمیشہ نظر خاص حق سبحانہ کی اُسکے شامل حال ہے اور بندگان
حق سبحانہ کے تابع نظر حق سبحانہ کی ہے اُسکی طرف مزید التفات کرنے مین مجھے اختیار نہین ہے پس حضرت خواجہ کو جو اینٹین بنانے
مین مشغول تھے بلایا اور اُس مجلس مین اُنکی طرف متوجہ ہو کر کہا فرزند بہاء الدین خواجہ محمد بابا کے حکم کو تمھارے حق
مین بجا لایا کہا تھا کہ جسقدر تربیت تیرے حق مین ہم بجا لائے تو فرزند بہاء الدین کے حق مین بجا لانا اور کوتاہی نکرنا ایسا ہی
مین نے کیا اور اپنے سینہ کی طرف اشارت کیا اور کہا تمھارے لیے پستان خشک کین اور تمھاری روحانیت کا پرند
بشریت کے انڈے سے باہر نکل آیا مگر مرغ ہمت تمھارا بلند پرواز واقع ہوا ہے اب اجازت ہے جہان بو تمھارے دماغ مین
پہونچے ترک اور تاجیک سے طلب کرو اور طلبگاری مین اپنی ہمت کے موافق تقصیر نکرو۔ حضرت خواجہ نے فرمایا ہے کہ حضرت
امیر کی زبان سے یہ کلمہ نکلا وہی ہمارے مبتلا ہونے کا سبب ہوا اسواسطے کہ اگر اُسی متابعت کی صورت ہم ہوتے بلا سے
دور اور سلامت سے قریب ہوتے بعد اُس کلام کے حضرت خواجہ سات برس مولانا عارف کے ساتھ رہے پھر قثم شیخ
اور خلیل اتا کی خدمت مین پہونچے اور بارہ سال خلیل اتا کے ساتھ رہے اور دو بار سفر حجاز کیا اور دوسری دفعہ حضرت
خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کو ہمراہ لیگئے اور جب خراسان آئے حضرت خواجہ محمد پارسا کو سب یارون سمیت بادیہ کی
راہ سے نیشاپور کیطرف بھیجا اور آپ ہرات آئے خاص اسلیے کہ حضرت مولانا زین الدین ابوبکر تایبادی سے ملاقات

کرین اور تین روز اُنسے صحبت رکھی اور پھر حجاز کو گئے اور نیشاپور مین اپنے اصحاب سے ملے اور بعد از مراجعت چند روز مرو مین ٹھہرے پھر بخارا آگئے اور آخر زندگی تک وہین رہے اور آپ کے احوال مفصل مقامات مین لکھے ہین اور حضرت امیر کلال علیہ الرحمہ نے اپنے مرض اخیر مین اصحاب کو حضرت خواجہ کی متابعت کا اشارہ فرمایا ہے اُس موقع پر اصحاب نے حضرت امیر سے سوال کیا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نے ذکر جہر مین آپ کی پیروی نہین کی انہون نے فرمایا کہ جو عمل اُنپر گذرا ہے ہین بنا بر حکمت الٰہی ہے اُنکا اختیار اُسمین نہین ہے بس یہ مصرع پڑھا مصرع اے ہمہ توسن کیم چنانکہ تو داری * خلفاء خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کا قول ہے اگر تجھے بغیر تیری خواہش کے باہر لائے ہین تو معذور ہے اور اگر تو آپ نکلا ہے تو ملزم

حضرت خواجہ کی وفات کی کیفیت اور تاریخ اُنکے انتقال کی قدس اللہ تعالیٰ سرہ

مولانا محمد مسکین علیہ الرحمہ نے جو بزرگان وقت سے تھے فرمایا ہے کہ شیخ نور الدین خلوتی بخارا مین فوت ہوئے تھے اور حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ تعزیت کی مجلس مین موجود تھے اور اصحاب تعزیت نے آوازین بلند کی تھین اور نالے نعرہ اور فریاد ناپسندیدہ کرتے تھے حاضرین کو اُس سے کراہیت ہوئی اور روکا اور ہر ایک شخص ایک بات کہتا تھا اُسوقت حضرت نے فرمایا جب میرا وقت آخر آئے مین فقرا کو مرنا سکھاؤنگا مولانا محمد مسکین نے فرمایا کہ وہ بات ہمیشہ میرے ذہن مین رہی تا وقتیکہ حضرت خواجہ بیمار ہوئے اور اُس بیماری اخیر مین کاروان سرا گئے اور مرض کی مدت بھر کاروان سرا کے حجرہ مین رہے اور خاص اصحاب آپ کی خدمت کرتے تھے اور آپ ہر ایک کی نسبت شفقت اور التفات خاص فرماتے تھے اور پچھلے دم مین دونون دست مبارک دعا کے لیے اُٹھائے اور بہت دیر تک اسیطرح رہے پھر دونون ہاتھ اپنے روے مبارک پر پھیرے اور دنیا سے رخصت ہوئے۔ حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین غجدوانی فرماتے تھے کہ مین حضرت خواجہ کے آخری مرض مین حاضر تھا اور آپ حالت نزع مین تھے اُنکے سامنے مین آیا جب مجھے دیکھا فرمایا کہ علاء دسترخوان لا اور رکھانا رکھا اور آپ ہمیشہ علا کہا کرتے اور آپ کے فرمانے کے مطابق تعمیل کی اور دو تین لقمہ کھائے اور اُسوقت کھانا کھانا اُنکا دسترخوان کو لپیٹا پھر آنکھ کھولی دیکھا کہ مین نے دسترخوان اُٹھا دیا ہے فرمایا کہ علاء دسترخوان لا اور رکھا کھا چند لقمہ اور مین نے کھائے اور دسترخوان اُٹھایا پھر دیکھا کہ مین نے دسترخوان اُٹھا ڈالا ہے فرمایا کہ دسترخوان لا اور رکھا رکھا کہ کھانا خوب کھانا چاہیے اور کام اچھی طرح کرنا چاہیے چار بار تک اسیطرح فرمایا اُسوقت ایک جماعت اصحاب کے دل مین تھا کہ دیکھیے حضرت خواجہ کسکو ارشاد کی اجازت دیتے ہین اور فقرا کی تربیت کسکو سپرد کرتے ہین حضرت خواجہ کو معلوم ہو گیا فرمایا کہ اُسوقت مین کیون مجھے تشویش دیتے ہو یہ امر میرے اختیار مین نہین ہے جسوقت کہ حق تعالیٰ اُس حالت سے تمکو مشرف کرے وہ حالت حاکم ہے تمسے کہیگی خواجہ علاء الدین کہ حضرت خواجہ کے خدام سے تھے اُنھون نے فرمایا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے آخری مرض مین مجھے قبر کھودنے کا حکم دیا جہان آپکا روضہ ہے اُسکے پورا کرنے کے بعد مین آپکے پاس آیا اور میرے دل مین خطرہ گذرا کہ آپ کے بعد امر ارشاد کا اشارہ کسکو ہوگا ایک سر اُٹھایا اور فرمایا

کہ سخن وہی ہے جو راہ حجاز میں کہا ہے جس کسیکو ہماری آرزو ہو خواجہ محمد پارسا میں نظر کرے اس کلام کے بعد دوسرے دن رحمت حق سے جا
کی جوار میں گئے حضرت خواجہ علاء الدین عجدوانی عطار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ میں حضرت خواجہ کے انتقال کے وقت سورہ یس
پڑھتا تھا جب آدھے سورہ پر پہونچا انوار ظاہر ہونے شروع ہوئے ہم لوگ کلمہ میں مشغول ہوئے ذرا ان بعد حضرت خواجہ کی
سانس منقطع ہوئی سن شریف حضرت کا تہتر برس کا تھا چوہترویں سال وفات کی انتقال آپکا دوشنبہ کی رات تیسری
تاریخ ربیع الاول ۷۹۱ھ سات سو اکانوے میں ہوا ہے لوگوں نے حضرت خواجہ کی تاریخ وفات یہ کہی ہے قطعہ

رفت شاہ نقشبند خواجۂ دنیا و دین + آنکہ بودی شاہراہ دین و دولت نقش + مسکن و ماوای وجود او قصر عارفان + قصر عرفان زین سبب آمد حساب نقش
بادشاہ نقشبند اے خواجۂ دنیا و دین + چل بسے دنیا سے جنکی راہ تھی دین متین + مسکن و ماوا تھا انکا چونکہ قصر عارفان + قصر عرفان سے لیے تاریخ رحلت اہل یقین

واضح ہو کہ آپکے افضل اور اکمل خلفا و اصحاب سے حضرت خواجہ علاء الدین عطار اور خواجہ محمد پارسا قدس سرہما تھے مگر اُنکے
اصحاب و خدام حد سے زیادہ تھے اور اس کتاب میں اُنھیں کا ذکر ہوگا جنسے حضرت نے آپکی باتیں نقل کی ہیں یا جنھوں نے آپکو
دیکھا ہے اور ہر چند خواجہ علاء الدین عطار سب اصحاب پر مقدم ہیں اور خلیفہ برحق اور قائم مقام مطلق اور تقدیم کے لیے اولے
ہیں مگر ذکر آپکا خواجہ محمد کے سب یاروں کے بعد آئیگا اسواسطے کہ ذکر خواجہ عطار اور آنکے خلفا اور اصحاب کا طویل الذیل ہے قدس اللہ ارواحہم

خواجہ محمد پارسا قدس اللہ تعالی سرہ

آپ خلیفہ دوم حضرت خواجہ کے ہیں اور بڑے عالم اور پرہیزگار اور یادگار خاندان خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے ہیں
اوائل زمانہ میں کہ حضرت خواجہ محمد پارسا نے ملازمت حضرت خواجہ کی کی ایک روز اثناء ریاضت اور مجاہدات میں حضرت
خواجہ کی ڈیوڑھی پر آئے تھے اور باہر منتظر کھڑے رہے اتفاقاً ایک لونڈی حضرت خواجہ کی باہر سے گھر میں آئی حضرت خواجہ
نے اُس سے پوچھا کہ باہر کون ہے اُسنے کہا ایک جوان پارسا ہے جو دروازہ پر منتظر کھڑا ہے حضرت خواجہ باہر آئے اور خواجہ محمد
کو دیکھا کہا تم پارسا ہو اُس دن سے کہ یہ لفظ آپکی زبان مبارک پر گذرا مشہور ہوگیا اور خواجہ محمد اس لقب سے مشہور
ہوگئے خواجہ محمد قدس سرہ دوسری بار خواجہ بہاء الدین قدس سرہ حج کو گئے ہیں ہمراہ تھے فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بزرگ نے
ایام حج میں ایک مخلص کو مراقبہ کا حکم دیا اور خیال میں اپنی صورت کے نگاہ رکھنے کا بھی امر کیا اور فرمایا کہ طریقہ اسکا جذبہ
ہے اور صفت اُسکی جمال اور جلال کے درمیان ہے اور ذکر کی تلقین بھی فرمائی اور کیفیتوں کو اُسکے علم پر حوالہ کیا اور اُس مخلص کو
ہمیشہ حکم دیا کرتے کہ صفت لطف کے ساتھ تمسک اور اعتصام کرو اور فضل کی دید اور جزاء عمل سے قطع نظر کرو اور یہ کہ قول اور فعل
سے جو گذرے اُسکو دریائے نیستی میں پھینک دیا اور سررشتہ دید مقصود کو خوب نگاہ رکھنا چاہیے اور نیز حضرت خواجہ نے اُس
مخلص کے حق میں فرمایا ہے کہ وہ مراد ہے اور کبھی مراد کے ساتھ بصفت مریدی اُسکی تربیت کے لیے معاملہ کرتے اور اوائل میں کہ
اُس مخلص کو امر سخن کا کیا ایک دن راستہ میں وہ مخلص آپ کے سامنے جاتا تھا آپ نے اُسمیں نظر کی اور اصحاب کی طرف
متوجہ ہوکر فرمایا کہ اسکے حاضرین مجلس سے ہر ایک شخص حسب حال خود اُس سے سخن سماعت کریگا اور بعض محل میں اُس مخلص کو

بخشش کی نظر سے نفس عطا کیا تاکہ جس کسی سے کہے تاثیر کرے اور جو کچھ کہے وہ ہوا اور دوسرے محل پر فرمایا کہ جو کچھ کہتا ہوں وہی حق سبحانہ کرتا ہے میں کہتا ہوں کہ وہ نہیں کہتا اور ایک محل پر اُس مخلص کو صفت شیخی کی بنظر عنایت کرامت فرمائی اور سلطنتِ شیخ ایک سیاہ غلام زر خرید ہو سے علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا ہے کہ حق سبحانہ کی درگاہ میں درجہ محبوبی رکھتا تھا مشہور ہے کہ برخ بنی اسرائیل میں ایک تھا کہ جیسے اویس قرنی اس امت میں تھے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ ایک گروہ جو بزرگان سلف سے ایسے تھے کہ بے واسطہ زبان امور حقیقیہ کو ایک دوسرے کے پاس بیٹھنے سے معلوم کر لیتے انکو برخیان کے نام سے کہتے اور جو کہ وہ اس صفت پر بعد از ظہور دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم تھے انکو اویسیان کے نام سے پکارتے ہیں اور نیز حضرت خواجہ پارسا قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ راہ حجاز میں حضرت خواجہ بزرگ نے وصیتیں فرمائیں اور اُس اثنا میں اُس مخلص کو اصحاب کے سامنے مخاطب کیا جو حق اور امانت کہ خاندان خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے مجھے پہونچا ہے اور جو کچھ اس راہ میں کسب و حصول کیا اُس امانت کو مجھے تمہارے سپرد کیا جسطرح کہ برادر دینی مولانا عارف علیہ الرحمہ نے سپرد کیا اُسکو قبول کرنا چاہیے اور اُس امانت کو مخلوق حق سبحانہ تک پہونچانا لازم ہے اُس مخلص نے نیازمندی کی اور قبول کیا جب سفر حجاز سے مراجعت کی علی الاعلان اصحاب کے روبرو اُس مخلص پر نظر محبت کی اور مکرر کہا کہ جو ہم رکھتے تھے اُسکو تم بالکل لے گئے اور اُس دن سے اُس مخلص پر ہر روز نظر التفات زیادہ فرماتے تھے اور دوسرے فرمایا ہے کہ جو کچھ مولانا عارف نے اُسکے حق میں کہا وہی ہم بھی کہتے ہیں اور اُسی پر قائم ہیں لیکن ظہور اُسکا ہمارے اختیار میں نہیں ہے الا آخر حیات میں فرماتے نسبت معنی اور باطنی جسکی طرف ہمنے اشارہ کیا ہے قطعی ظہور کر گئی مگر ایک بڑا بھاری پتھر سر راہ ہے وہ اُٹھے ۔ حضرت خواجہ پارسا قدس سرہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ نے آخر زندگی میں غائبانہ اُس مخلص کے حق میں فرمایا ہے کہ ہم اُس سے ہرگز رنجیدہ نہیں ہوئے ہر ایک سے سبب رنجش پیدا ہوا ہے کہ مصلحتاً چند روز اپنے باطن کو اُس سے ہٹا لیا اب ہمارا باطن اُسکے ساتھ بالکل صاف ہے اور میں اُسی قول پر ہوں کہ جو اُسکے حق میں براہ حجاز اصحاب کے سامنے کہا ہے اور اسوقت بھی اگر موجود ہوتا یا وہ پیشتر سے اُسکے حق میں کہتا اور بہت نظر شفقت کا اظہار فرمایا اور بہت یاد کیا شکر ہے اللہ تعالی کا اس سبب سے ہیں امیدہائے شاخ در شاخ اور ہمارا مقصود ما اگر گستاخ فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ نے آخر آخر غائبانہ سب کے سامنے اُس مخلص کے حق میں فرمایا ہے کہ ہمارے وجود سے مقصود اُسکا ظہور ہے اُسے دونوں طریق جذبہ اور سلوک میں تربیت کیا ہے اگر وہ مشغول اور متوجہ ہو ایک عالم اُس سے روشن ہو حضرت فرماتے تھے کہ یہ نقل سطور سے بھی ہمنے سنی ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ نے خواجہ محمد پارسا کے حق میں قدس سرہما فرمایا ہے کہ مقصود ہمارے وجود سے ظہور محمد ہے فرماتے تھے کہ یہ عبارت الہام پر مشتمل ہے حضرت محمد پارسا قدس سرہ نے حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے مرض اخیر میں بہت حاضری کی ہے صبح شام خدمت میں پہونچتے ایک دن نہایت مہربانی کی اور فرمایا کہ تمہیں اسقدر ملازمت کی حاجت نہیں ہے ایک دن حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کی اولاد سے بعضے محلہ خواجہ کفشیر میں سمرقند کے حضرت کی خدمت میں آئے تھے آپنے اُنپر بہت التفات کیا اور اُنکی تعظیم و توقیر میں افزائش کی

اثناے صحبت مین کہا کہ ایک عزیز نے حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کو خواب مین دیکھا جب کہ انتقال ہو چکا تھا آپ سے پوچھا کہ کیا عمل کرون تاکہ نجات ملے فرمایا اُس عمل مین مشغول ہو چاہیے کہ دم آخری مین مشغول ہونا چاہیے یعنے جسطرح کہ نفس اخیر مین ہمہ تن حق سبحانہ کی طرف حاضر اور آگاہ ہونا چاہیے ہمیشہ اُسی طرح رہو ازان بعد فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ جد بزرگوار تمھارے اس طرح کے ہوئے ہین کہ ایک دن حضرت بہاء الدین قدس سرہ باغ مزار کے لب حوض آئے اور دیکھا کہ آپ پانی مین پانون رکھے ہوئے مراقبہ مین مشغول ہین اور آپ سے غائب حضرت خواجہ نے اُسیوقت تہ بند باندھا اور پانی مین اتر کر اپنے روے مبارک کو اُنکی پشت پا پر رکھا اور کہا الٰہی بحرمت اس پانون کے بہاء الدین پر رحمت کر حضرت نے اس بات کے پیچھے فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ اُس عمل کے سوا جو نفس آخری مین کرنا چاہیے کیا عمل کیا کرتے تھے کہ اس درجہ کو پہونچے ہین۔

من خوارق عاداتہ قدس سرہ اگرچہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کا مرتبہ اس سے بڑھکر ہے کہ خرق عادت کے ساتھ اُنکی تعریف کرین یا اُنکی کرامات ظاہر کرین لیکن ہرگاہ دو تین نقل اس سلسلہ شریف کی اُن لوگون سے سنے مین آئی تھین اُسکے لکھنے مین گستاخی کی۔ بعض مخدوم فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ آپنے آثار تصرفات کو ہمیشہ واجبی طور سے پوشیدہ کرتے رہے اور اُسکے اخفا مین کماحقہ ساعی رہے لیکن جب ضرورت ایکبار کسیقدر اظہار کیا ہے باین وجہ کہ اُسکے اخفا سے ایک طرح کی اہانت آپ کے مشائخ سلسلہ سند کی ہوتی تھی اور بسبیل اجمال اس واقعہ کی صورت یہ ہے کہ قدوۃ المحدثین شیخ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ مرزا الغ بیگ کے زمانہ مین سمرقند آئے تھے اور ماوراء النہر کے محدثون کی تصحیح اور تحقیق سند کے اندر مشغول تھے بعض اہل حسد اور غرض نے آپ سے عرض کی کہ حضرت خواجہ محمد پارسا بخارا مین بہت سی حدیثین نقل کرتے ہین اور اُنکی سند کی صحت معلوم نہین ہے اگر آپ تحقیق فرمائین تو بعید نہین شیخ اُسکی تحقیق کے درپے ہوئے اور میرزا الغ بیگ کو اسپر لائے کہ ایک قاصد بخارا مین بھیجا اور حضرت خواجہ سے آنے کی درخواست کی تب شیخ نے خواجہ عصام الدین جو شیخ الاسلام سمرقند تھے اور تمام بڑے دانشمندون کا ایک مجمع اکٹھا کیا اور ایک مجلس عالی ترتیب دی اور حضرت خواجہ وہان آئے شیخ نے اُس مجلس مین آپ سے التماس کی تو ایک حدیث اپنے اسناد سے روایت کی شیخ نے فرمایا کہ اس حدیث کی صحت مین کچھ کلام نہین ہے مگر یہ اسناد میرے نزدیک ثابت نہین اُس کلام سے حاسد لوگ خوش ہوئے اور باہمدگر اشارہ آنکھ سے کرنے لگے حضرت خواجہ نے وہی حدیث دوسرے اسناد کے طریق سے بیان کی شیخ نے اُن اسناد مین بھی وہی بات کہی حضرت خواجہ سمجھ گئے کہ جو اسناد وہ بیان کرینگے مسموع نہوگی تھوڑی دیر مراقب ہوئے اور سکوت کیا بعد ازان شیخ کی طرف رخ کرکے کہا کہ آپ فلان سند کو اہل حدیث کے کتب سے مسلم رکھتے ہین اور اُسکے اسناد کو معتبر شمار کرتے ہین شیخ نے فرمایا کہ ہان اُسکے تمام اسناد معتبر اور معتمد ہین اور اسمین کسیکو متقنان فن حدیث سے شبہ اور وسواس نہین ہے اگر تمھاری

حدیث کے اسناد اُس مسند سے ہوں ہین کلام اسمین نہین ہے پس حضرت خواجہ نے خواجہ عصام الدین کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ آپکے
کتب خانہ مین فلان طاق کے اندر فلان اور فلان کتاب کے نیچے یہ مسند جسکا مین نے نام لیا اُسکی یہ قطع اور اُسکی جلد
ایسی رکھی ہے اور اُس مسند مین اسقدر اوراق کے بعد فلان صفحہ مین یہ حدیث اور یہ اسناد کہ مین نے بیان کین تفصیل وار
مذکور اور مسطور ہین عنایت کر کے ایک شاگرد کو اپنے خدام سے بھیجیے تاکہ اُسکو جلد حاضر کرے خواجہ عصام الدین تردد رکھتے
اسمین کہ یہ مسند وہان ہے یا نہین اور مجلس اس سخن سے نہایت درجہ متعجب اور متحیر متامل اور متفکر ہوئے اسلیے کہ سب جانتے
تھے کہ حضرت خواجہ ہرگز خواجہ عصام الدین کے کتب خانہ مین نہین گئے پس خواجہ نے اپنے خاص ملازمان سے کسیکو بڑی
عجلت کے ساتھ بھیجا کہ اُن نشانون کو ملاحظہ کر کے اگر ہے تو لے آئے وہ شخص گیا اور مسند کو اُسی صفت سے کہ نشان دیا تھا پایا
اور مجلس مین لایا اور وہ حدیث اُسی صفحہ مین کہ اشارہ کیا تھا مع اُس طریق اسناد کے بے تفاوت مسطور تھی ایک
شور اہل مجلس سے بلند ہوا اور شیخ مع تمام اہل مجلس حیرت زدہ ہو گئے اور خواجہ عصام الدین کو اوروں سے زیادہ تحیر اور تعجب تھا
اسواسطے کہ وہ اسکا یقین بھی نرکھتے تھے کہ یہ مسند انکے کتب خانہ مین ہے جب یہ قصہ مرزا الغ بیگ کے سامنے عرض ہوا وہ بھی
حضرت خواجہ کے بلانے سے شرمندہ اور منفعل ہوا اور یہ تصرف کہ حضرت خواجہ سے اس مجلس مین واقع ہوا اُنکی مزید شہرت
کا سبب ہوا اور اُس زمانہ کے اکابر اور اعیان کو آپ سے اور بھی عقیدہ پیدا ہوا۔ مولانا عبد الرحیم نیستانی رحمہ اللہ کہ
ملازم حضرت خواجہ اور برادر رضاعی اور ہمسبق خواجہ برہان الدین ابو نصر قدس سرہ کے تھے انھون نے فرمایا کہ اُس زمانہ
مین کہ مرزا خلیل پسر میر محمد جہانگیر کہ فرزند امیر تیمور کے ہین سمرقند مین بادشاہ تھے اور مرزا شاہرخ خراسان مین رہتے تھے
حضرت خواجہ کبھو کبھو مسلمانون کے کامون کے خاطر رقعہ میرزا شاہرخ کو لکھا کرتے مرزا خلیل کو بُرا معلوم ہوا آخر کار اہل
حسد کی چغل خوری سے برہم اور متغیر ہوا چنانچہ ایک آدمی بخارا مین آپ کے پاس بھیجا کہ آپ براہ عنایت جانب دشت
تشریف لیجائین امید ہے کہ وہانکے لوگ آپ کی برکت قدم سے مشرف باسلام ہون حضرت خواجہ نے فرمایا بہت اچھی بات
ہے اول مزارات کی زیارت کرین پھر روانہ ہون اور اسیوقت گھوڑا طلب کیا مولانا عبد الرحیم نے کہا کہ مین آپکے گھوڑے کو
زین لگا کر سامنے لایا فی الفور آپ سوار ہوئے اور ہم ایک گروہ خدام کے ساتھ چلے پہلے قصر عارفان کو حضرت خواجہ
بزرگ قدس اللہ سرہ کے مزار پر گئے جب مزار پر سے باہر آئے آپکے بشرہ مبارک سے آثار ہیبت اور عظمت کے نمایان
تھے وہان سے سوخار گئے اور تھوڑی دیر سید امیر کلال کی قبر پر توقف کیا جب آپکے مزار سے واپس آئے گھوڑے کو
ایک کوڑا مار کر ایک ٹیلے کے اوپر ہانکا اور جانب خراسان رخ کر کے یہ بیت پڑھی بیت ہمہ را زیر و زبر کن
نہ زبر مان و نہ زیر + تا بدانند کہ امروز درین میدان کیست ترجمہ سب کو کر زیروزبر چھوڑ نہ زیر اور زبر +
تاکہ سب جانین کہ میدان مین بھی ہے آج کوئی + اور وہان سے پھر بخارا مین آئے اُسیدم ایک نشان میرزا شاہرخ کا
میرزا خلیل کے لیے پہونچا مضمون یہ کہ ہم ابھی پہونچتے ہین چاہیے کہ میدان جنگ قرار دے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ابھی

نشان کو مسجد جامع مین بر سر منبر پڑھین پھر سمرقند مین میرزا خلیل کے پاس بھیجا اور میرزا شاہرخ اُس نشان کے پیچھے پہونچا اور میرزا خلیل کو قتل کر ڈالا نفحات الانس مین مذکور ہی کہ حضرت خواجہ کے مریدون سے ایک شخص نے نقل کی ہو کہ جب حضرت خواجہ اخیر دفعہ سفر حجاز کا قصد کرتے تھے تو رخصت کے وقت مین نے کہا خواجہ آپ سے گئے فرمایا کہ ہم گئے اور ہم گئے اسکی وجہ یہ تھی کہ اُس سفر مین وفات پائی خواجہ ابو نصر قدس سرہ سفر حجاز مین اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھے فرماتے تھے کہ جس وقت میرے والد نے انتقال کیا آپ کے سرہانے حاضر نہ تھا جب حاضر ہوا انکا روے مبارک کھولا تاکہ دیکھون آنکھین کھولین اور مسکرائے میرا قلق اور اضطراب زیادہ ہوا پائنتی آیا اور اپنے چہرہ کو اُنکے پانوٗن پر رکھا آپ نے پانوٗن کھینچ لیے واضح ہو کہ حضرت خواجہ محمد پارسا دو بار سفر مبارک مین گئے ہین پہلی دفعہ حضرت خواجہ بزرگ کے ساتھ تھے اور وہ دوسرا سفر حضرت خواجہ بزرگ کا تھا اور دوسری دفعہ ماہ محرم الحرام ۸۲۲ھ آٹھ سو بائیس تھے کہ طواف بیت اللہ الحرام اور زیارت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیت سے گئے اور بخارا سے باہر آئے اور راہ نسف سے صغانیان ترمذ اور بلخ و ہرات کیطرف بقصد زیارت مزارات متبرکہ روانہ ہوئے اور سب سادات مشائخ اور علما نے آپکے مقدم شریف کو مغتنم جانا اور بڑے اعزاز و اکرام سے ملاقات کی اور جب نیشاپور پہونچے حرارت ہوا اور خوف راہ کا یاروں کو ہوا اور سفر الجلاراادون مین سستی آئی مولانا جلال الدین رومی کا دیوان فال کے لیے کھولا یہ تین نکلین ابیات رویدای عاشقان حق باقبال المحق ؛ روان شید بھجین مرسوی برج مسعود مبارک بادتان این ؛ بتوفیق ان الیہ ؛ بہر شہرے بہر جائی سر دتی کہ پیوند ؛ اور نیشاپور سے گیارھوین جمادی الآخر اس سال کو حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور جس وقت مکہ معظمہ مین صحت اور عافیت کے ساتھ پہونچے اور حج کے ارکان ادا کیے آپ کو ایک مرض لاحق ہوا چنانچہ طواف وداع عماری مین کیا اور وہان سے مدینہ کی راہ لی اور اشارت اور بشارت پائی تئیسوین تاریخ بدھ کے دن مدینہ پہونچے اور حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم سے نوازشین پائین اور جمعرات کو رحمت حق سے جا ملے مولانا شمس الدین محمد فناری رومی اور اہل مدینہ و قافلہ نے جنازہ کی نماز پڑھی اور شب جمعہ کو اُس منزل مبارک مین نزول کیا اور قبہ شریفہ امیر المومنین عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوار مین دفن ہوئے اور حضرت شیخ زین الدین الخوافی قدس سرہ مصر سے سنگ سفید ترشوا کر لائے اور لوح قبر بنائی اور اُسکے سبب تمام قبور سے ممتاز ہو مشہور ہی کہ سن شریف تہتر سال کم و بیش تھا اور بعضے افاضل نے آپ کی تاریخ وفات مین کہا ہو قطعہ

محمد اما قطب الامام فانسرہ | من کان یسمع قول الحق من فیہ
اذا سالت لتاریخ فوتہ منا | فقال فصل الخطاب اشارۃ فیہ

خواجہ ابو نصر پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنہ ۸۶۵ھ

یہ صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد پارسا کے ہین اور لقب شریف آپ کا حافظ الدین برہان الدین ہو حضرت مخدوم نفحات الانس مین لائے ہین کہ حضرت خواجہ ابو نصر نے پایہ علوم شریعت اور رسوم طریقت کو اپنے والد بزرگوار تک پہونچایا تھا اور نفی وجود اور ترشیح موجود مین آپ سے بڑھ گئے تھے اور اپنے حال کے اخفا مین ایسے تھے کہ ہرگز آنسے ظاہر نہین ہوتا تھا

کہ ایک دن بھی اس راہ مین قدم رکھا ہو اور اس گروہ کے علوم بلکہ تمام علوم سے کچھ بھی جانتے ہون اگر کوئی اُنسے سوال کرتا فرماتے کہ کتاب مین دیکھونگا جب کتاب کھولتے اُسی جگہ مشکل آتا جہان وہ مسئلہ ہوتا ایک دو ورق اودھر یا اِدھر بس اس سے زیادہ نہین - ایک معمر پیر عزیز پیر خلفا مشہور جو خدام آستانہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ سے تھے اور حضرت کے ساتھ بہت رہے اور برسون خواجہ ابو نصر کی خدمت مین بسر کی اور اس خانوادہ بزرگ سے نسبت رکھتے تھے ہرات مین آئے ایک دن فرماتے تھے کہ مخدوم زادہ خواجہ ابو نصر حافظ الدین سے مین نے سنا ہو کہ فرمایا مین نے اپنے والد بزرگوار سے یہ بیت سنی ہو **بیت** نکوئی ورز و خرسندی گزین باش و نکو ظن + کہ درین چار چیز آمد کلید شادمانیہا ترجمہ بھلائی اور خوشی کو لے بھلا دیکھ اور بھلا ظن کر + کہ ان چارون مین ہو کُنجی خوشی اور شادمانی کی + ایک دن ہرات کی جامع مسجد مین طلبہ کی جماعت کے ساتھ پیر خلفا کے گرد اگرد ہم بیٹھے تھے اور وہ سیرت خواجگان علی الخصوص حضرت خواجہ پارسا اور خواجہ ابو نصر قدس سرہما سے کچھ تذکرہ کر رہے تھے اسی اثنا مین کو ٹھے پر چڑھ کے اذان ظہر کی کہی بعضے سامعین مبادا قطع سخن کر کے تازہ وضو کرنیکے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے وہ بولے کہ حضرت خواجہ پارسا قدس سرہ سے میں سنا ہوا ہی **بیت** نماز را بحقیقت قضا بود لیکن + زمان صحبت ما را قضا نخواہد بود + ترجمہ نماز کی بحقیقت قضا ہو لیکن بس + قضا نہو گی ہمارے زمان صحبت کی + حضرت خواجہ ابو نصر کی وفات ۸۶۵ھ سنہ آٹھسو پینسٹھ مین ہوئی اور اُنکی تاریخ وفات یہ قطعہ

خواجہ اعظم ابو نصر آنکہ شد	تکیہ گاہش مسند دار البقا	سر او چون با خدا پیوستہ بود	زین سبب تاریخ شد سرّ خدا ۸۶۵

خواجہ محمد فغاتری رحمتہ اللہ تعالے علیہ

آپ جملہ مقبولان و منظوران حضرت خواجہ بزرگ سے تھے اُنکا مولد فغاتری ہو جو ایک بڑا قصبہ سمرقند اور بخارا کے درمیان اور بخارا کے مضافات سے ہو حضرت فرماتے تھے کہ مولانا محمد ایک جوان بہت باجمال تھے کہ حضرت خواجہ بزرگ نے آسکو صید کیا تھا اور نظر عنایت و شفقت سے قبول فرمایا اور آسنے حضرت خواجہ بزرگ کے حکم سے بعد آپ کے وصال کے ملازمت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کی بہت کی فرماتے تھے کہ مین نے اُنکی ملازمت کی ہو حضرت خواجہ بزرگ کی برکت نظر اور حضرت خواجہ محمد پارسا کے اثر صحبت سے نسبت جمعیت حاصل کی تھی وہ کہتے تھے کہ بہت بار ایسا ہوتا کہ حضرت خواجہ محمد پارسا عشا کی نماز کے بعد مسجد سے باہر نکلتے اور مسجد کے دروازہ پر سینہ مبارک کو عصا لگاتے اور کھڑے ہوتے اور اصحاب سے دو تین بات کرتے بعد ازان سکوت فرماتے اور سکوت مین آپ سے غائب ہو جاتے اور وہ غیبت دیر تک رہتی اور آپ اُسی طرح عصا پر سہارا کیے رہتے اُسوقت تک کہ موذن صبح کی اذان دیتا پھر مسجد مین آتے حضرت فرماتے تھے کہ اس قسم کی مشغولیان خواجگان سلسلہ قدس اللہ ارواحہم سے عجیب غریب نہین ہین یہ حالت دوام مشغول سے آسان ہو جاتی ہو اور کلفت عمل کی اُسکے باعث دور ہو جاتی ہو واللہ اعلم

خواجہ مسافر خوارزمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ تعالیٰ کے ملازمان مجلس سے تھے آپ کے انتقال کے بعد آنحضرت کے اشارہ سے ملازمت حضرت خواجہ محمد پارسا میں رہے حضرت نے انکو دیکھا ہے اور انکی صحبت میں رہے فرماتے تھے کہ پہلے مرتبہ جو میں ہرات کی طرف گیا راہ میں خواجہ مسافر کے ساتھی ہوا اور وہ دراصل خوارزم کے تھے اور سن رسیدہ ہوگئے تھے نوے برس کی عمر کے شاید ہوں بہت سے بزرگ درویشوں کی صحبت پائے تھے اور اس کام کا مشرب انکا تھا وہ کہتے تھے کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کی صحبت مجھے ہوئی اور انکی خدمت میں پہنچی لیکن سماع کیطرف مجھے بہت میل تھا ایک روز آپ کے اصحاب کے ساتھ میں نے اتفاق کیا کہ قوال اور دف والی اور نی نواز جمع کریں اور حضرت خواجہ کی مجلس میں مشغول ہوں دیکھیں کیا فرماتے ہیں ایسا ہی کیا گانے بجانے والے ہم لائے اور حضرت خواجہ اس مجلس میں بیٹھے اور کچھ نہ منع کیا اور آخر میں فرمایا کہ ہم یہ کام نہیں کرتے اور نہ ہم انکار کرتے ہیں اور حضرت خواجہ مسافر سے نقل فرماتے تھے کہ وہ کہتے تھے ایک دن حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ عمارت بنواتے تھے اور تمام اصحاب آپ کے چھوٹے سے لیکر بڑے تک جو موجود تھے بڑے اہتمام سے مٹی گارے کے کام میں مصروف تھے اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ اسدن گلزار میں تھے جب آفتاب سر پر آیا اور ہوا بہت گرم ہوئی حضرت خواجہ نے اصحاب کو اجازت دی کہ آرام کریں ہر ایک نے ہاتھ پاؤں دھوئے اور سب سایہ میں گئے اور سونے لگے اور حضرت خواجہ محمد پارسا بھی گلزار کے کنارہ گارے میں پاؤں بھرے دھوپ کے اندر سو گئے اس عرصہ میں حضرت خواجہ آئے اور سب یاروں پر گذر کیا جب خواجہ محمد پارسا کے پاس آئے اور انکو اس کیفیت سے سوتے دیکھا روئے مبارک انکے پاؤں پر ملکر فرمایا کہ خداوندا بحرمت اس قدم کے بہاء الدین پر رحمت کر

مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے اصحاب حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے ہیں اور عالم ظاہر اور باطن کے اصل میں چرخ کی ولایت غزنین سے ہیں اور قبر مبارک آپ کی ہلفتو میں جو حصار کے دیہات سے ہے آپ نے فرمایا ہے کہ قبل از انکہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کی ارادت حاصل کروں حضرت سے صحبت اور اخلاص تمام مجھے تھا اور جب کہ بخارا کے اکابر علماء سے فتویٰ کی اجازت پائی ارادہ کیا کہ اصلی وطن کو واپس جاؤں ایک دن مجھے اتفاق ملاقات کا آپ سے ہوا بہت سی تواضع اور تضرع کی کہ میرا خیال رکھیں فرمایا کہ اس وقت جو وطن کا قصد کیا ہمارے پاس آئے ہو میں نے کہا خدمت کا دوستدار ہوں فرمایا کیا سبب میں نے کہا یہ کہ بزرگ ہوا و سب خلائق کے مقبول ہو فرمایا کہ دلیل اس سے بہتر چاہیے شاید کہ یہ قبول شیطانی ہو میں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے کہ جب کبھی حق سبحانہ ایک بندہ کو اپنی دوستی میں قبول کرتا ہے اسکی دوستی اپنے بندوں کے قلوب میں ڈالتا ہے آپ مسکرائے اور فرمایا کہ میں عزیزان نہیں ہوں اس بات آپ کی میرا حال دوسرا ہو گیا اس جہت سے کہ ایک مہینہ پیشتر میں نے خواب دیکھا تھا کہ مجھسے کہتے ہیں مرید عزیزان ہو میں وہ

خواب بھول گیا تھا جب آپنے یہ سخن فرمایا تو مجھے وہ خواب یاد آیا حضرت خواجہ سے عرض کی کہ خاطر شریف میری طرف رکھیے فرمایا
ایک شخص نے حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان سے خاطر مطلب کی تھی فرمایا خاطر مین غیر نہین رہتا کوئی چیز ہمارے
پاس چھوڑ جاؤ کہ جب اُسے دیکھوں تم یاد آؤ پھر فرمایا کہ تمھارے پاس کوئی چیز نہین ہو کہ ہمارے پاس چھوڑو ایک کلاہ مبارک
اپنی مجھے دی کہ اِسے رکھ چھوڑو جب اس کلاہ کو دیکھو گے مجھے یاد کروگے اور جب یاد کروگے مجھے پاؤ گے اور فرمایا کہ اس سفر مین
ضرور مولانا تاج الدین دشت کولکی سے ملاقات کرنا کہ وہ اولیاء اللہ سے ہین میرے دل مین آیا کہ ارادہ میرا بلخ کا ہے اور اس
راہ سے وطن جاتا ہون بلخ کہان اور دشت کولک کہان اسکے بعد مین بلخ کو گیا اتفاقاً ایک ضرورت پیش آئی اور
ایسی صورت ہوئی کہ بلخ سے دشت کولک کو جانا پڑا اور حضرت خواجہ کا اشارہ مجھے یاد آیا تعجب ہوا اور مولانا تاج الدین
کی صحبت مین آیا اور مولانا کی ملاقات کے بعد رابطہ حضرت خواجہ کی محبت کا قوی ہوا اور ایک ایسا سبب ہوا
کہ مین نے پھر بخارا مین آپ کی ملازمت مین مراجعت کی اور یہ خواہش پیدا ہوئی کہ ارادت حضرت خواجہ کی کرون بخارا
مین ایک مجذوب تھا جس سے مجھے بہت عقیدہ تھا سر راہ بیٹھا دیکھا اُس سے مین نے کہا مین جاؤن کہا جلد جاؤ اور سامنے
آگے بہت سے خطوط زمین پر کھینچے اپنے دل مین کہا کہ ان خطوط کو شمار کرون اگر فرد ہون تو اس خواہش کی حقیقت
پر دلیل ہوگی کہ ہر آئینہ اللہ فرد ہے اور فرد کو دوست رکھتا ہے جب شمار کیے فرد نکلے پورے یقین پر مین حضرت خواجہ
کے پاس گیا اور ارادت کی اور مجھے وقوف عددی تلقین کیا اور فرمایا جب تک ہو سکے عدد فرد کی رعایت کرنا اشارہ
ان خطوط کی طرف کیا کہ مین نے اپنی دلیل بنائی تھی اور نیز حضرت مولانا یعقوب قدس سرہ نے اپنی بعض تصنیفات
مین لکھا ہے کہ جب عنایت بیغایت حق سبحانہ سے خواہش طلب اس فقیر مین پیدا ہوئی فضل الٰہی کے عصا کش نے
حضرت خواجہ بہاء الدین قدس اللہ سرہ کی صحبت مین کھینچا بخارا مین آپکی ملازمت کرتا تھا اور آپ کے کرم عام سے
التفات پاتا تھا حتی کہ ہدایت الٰہی سے یقین حاصل ہوا کہ آپ خواص اولیا سے ہین اور کامل مکمل بعد از اشارات غیبی
اور واقعات کثیرہ کے کلام اللہ سے فال مین نے لی اور یہ آیت نکلی کہ اولٰئک الذین ہدیہم اللہ فبہداہم اقتدہ اور آخر
روز فتح آباد مین کہ اس فقیر کا مسکن تھا متوجہ مزار شیخ سیف الدین باخرزی رحمہ اللہ بیٹھا تھا کہ اچانک قبول الٰہی کا
قاصد پہونچا اور باطن مین بیقراری پیدا ہوئی حضرت خواجہ کا ارادہ کیا جب قصر عارفان مین پہونچا جہان آپ کا
گھر تھا حضرت خواجہ کو سر راہ منتظر دیکھا بڑی خوبی سے ملاقات کی بعد از نماز صحبت رکھی اور آپ کی ہیبت
غالب ہوئی تھی اور بولنے کی طاقت نہ رہی اس اثنا مین فرمایا کہ حدیث مین ہے العلم علمان علم القلب فذلک علم نافع علم
الانبیاء والمرسلین وعلم اللسان فذلک حجۃ اللہ علی ابن آدم امید ہے کہ علم باطن سے بہرہ تجھے پہونچے اور فرمایا کہ اذا جالستم اہل الصدق
فاجلسوا ہم بالصدق فانہم جواسیس القلوب یدخلون فی قلوبکم وینظرون الی ہممکم اور ہم مامور ہین کسیکو ہم قبول نہین کرتے
رات دیکھین کیا اشارہ ہوتا ہے سے تجھے قبول کرے ہم بھی قبول کرینگے اور وہ شب میرے اوپر ایسی صعب گذری کہ اپنی عمر بھر ایسی

شب مین نے نہین بسر کی تھی کہ بیاد ارد کا دروازہ کھلے ہوئے تو تھے جب آپکے ساتھ صبح کی نماز مین نے پڑھی فرمایا کہ مبارک ہو
کہ قبولیت کا اشارہ ہوا ہم کسیکو کم قبول کرتے ہین اور اگر قبول ہم کرتے ہین تو دیر مین قبول کرتے ہین کہ کوئی کیونکر آوے اور
وقت کیونکر ہو بعد ازان سلسلہ اپنے مشایخ کا حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ تک بھی بیان کیا اور مجھے وقوف
عددی کے ساتھ مشغول کیا اور فرمایا کہ شروع علم لدنی کا یہ سبق ہی کہ حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت خواجہ بزرگ قدس
سرہ کو پہونچا بعد ازان چند بار اور آپ کی ملازمت مین بیٹھا یہان تک کہ مجھے بخارا سے اجازت سفر کی ہوئی فرمایا کہ جو کچھ ہمسے
تجھے پہونچا ہی بندگان خدا کو پہونچا تاکہ سعادت کا سبب ہو حضرت فرماتے تھے کہ مولانا یعقوب علیہ الرحمۃ نے کہا کہ حضرت
خواجہ بزرگ نے مجھے حکم دیا کہ خواجہ علاء الدین عطار کے مصاحب ہو حضرت خواجہ کی وفات کے بعد چند روز مین بدخشان
رہا اور حضرت خواجہ علاء الدین چغانیان مین مقیم تھے مجھے خط لکھا کہ وصیت حضرت خواجہ کی ایسی تھی کہ ہم دونون
باہم رہین اب کیا صلاح ہی جب خط کے مضمون سے خبر ہوئی مین چغانیان آیا اور انکی خدمت مین رہا یہان تک کہ
خواجہ نے وفات پائی تین روز کے بعد مین نے سفر کیا اور بلخشتو کیطرف آیا حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ اوائل احوال
مین چند روز جامع مسجد ہرات مین اور چند روز ملک مصر مین تحصیل علوم مین مشغول رہے حضرت فرماتے تھے کہ مولانا
یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ چند روز کہ ہرات مین رہا خواجہ عبد اللہ انصاری کے خانقاہ سے جو بازار ملک مین ہی کھانا کھاتا
تھا اس سبب سے کہ اُسکی وجہ مین وسعت ہی اور اصل وقف مین بھی احتیاط کی ہی اور حضرت فرماتے تھے کہ مدرسہ غیاثیہ کے
وقف سے بھی کھانا چاہیے اسواسطے کہ اُسکی اوقاف مین بھی احتیاط مرعی رکھی ہی اور صالح پرہیزگار وہان رہتے ہین
اور اُسکی اوقاف سے پرہیز نہین کیا اور حضرت مولانا یعقوب قدس سرہ سے نقل کرتے تھے کہ وہ فرماتے تھے کہ
شہر ہرات مین موقوفات آسکے سے تین جگہ کے سوا کوئی چیز نہین کھا سکتے خانقاہ خواجہ عبد اللہ انصاری قدس سرہ
مین اور خانقاہ ملک مین اور مدرسہ غیاثیہ مین دوسری جگہ کہ وقف مین تردد نہو نہین ہی اسیواسطے اکابر اور امرا انہو
قدس اللہ ارواحہم نے اپنے مریدون کو سفر ہرات سے منع کیا ہی اسواسطے کہ حلال وہان کم ہی جب سالک حرام مین پڑجاے
رجع القہقری عاد المیسوم الی طبعہ طبیعت کیطرف اُلٹا پھرتا ہی اور راہ راست کے چلنے سے منحرف ہوتا ہی اور نیز حضرت فرماتے
تھے کہ حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ شیخ زین الدین خوافی رحمۃ اللہ کے ساتھ مصر مین ہم سبق تھے اور مولانا شہاب الدین
سیرامی رحمۃ اللہ کی کہ علماء کبیر زمانہ سے تھے شاگردی کرتے تھے اور باہم صحبتی رکھتے تھے ایکدن مولانا یعقوب علیہ الرحمۃ نے
مجھسے پوچھا کہ تو خراسان مین رہا ہی کہتے ہین کہ شیخ زین الدین خوافی مریدون کے خواب کی تعبیر کرتے ہین اور اس سے بہت
بڑا اعتبار حاصل کرتے ہین مین نے کہا ہان واقعی ہی مولانا نے دست مبارک مٹھی مین کیا اور باتون کے بعد آنکو غیبت ہوئی انکا قاعدہ
یہ تھا کہ بار بار آنجا غائب ہوتے تھے اور اس غیبت مین انکا سر مبارک آگے کو جھکا چنانچہ تین تار موے سفید کے انگلیون کے بیچ مین رکھدیے اور
ساعت بعد سر اُٹھایا اور یہ بیت پڑھی بیت چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

مولانا ناصر الدین عبید اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ قدس سرہ

اگرچہ اس حیثیت سے کہ حضرت کو نسبت ارادت مولانا یعقوب علیہ الرحمۃ سے ثابت تھی مناسب تھا کہ حضرت کا ذکر مولانا کے بعد ہوتا لیکن ہر گاہ آپ کا احوال اول سے آخر تک انواع حکایات و روایات پر صفات آبا و اجداد اور اقربا اور اولاد حضرت اور بدایت احوال و اطوار اور صحبت مشایخ کبار اور معارف و لطائف سے کہ مجالس میں حضرت سے بواسطہ مسموع ہوئے اور شرح تصرفات اور خوارق عادات کہ آپ سے ظہور میں آئے اور ذکر تاریخ وفات اور کیفیت انتقال دار الآخرۃ پر مشتمل تھا اسواسطے بعد از اختتام اس مقالہ کے جسمین ذکر سلسلہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم ہو شرح احوال حضرت کہ اس کتاب سے مقصود ہے تین مقصد اور خاتمہ مین لکھا جائیگا جیسا کہ اس رسالہ کے دیباچہ مین فہرست اُسکی تحریر ہوئی ہو۔

خواجہ علاء الدین غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بزرگ اجلہ اصحاب حضرت خواجہ بزرگ سے ہین آپکا مولد موضع غجدوان ہو اور آپکا مزار خیل مزرہ مین جو ایک موضع شہر بخارا سے دکھن کیطرف عیدگاہ کے قریب ہو اور اُسکے کنارہ ایک ٹیلا ہو اور آپ اُس ٹیلے کے نیچے مدفون ہین آپ سولہ برس کے سن مین امیر کلان کی صحبت مین رہتے جو امیر کلال کے بڑے اصحاب سے تھے قدس سرہ تھا اور اُنھون نے ذکر کی تعلیم پائی چنانچہ پہلے امیر کلال کے ذکر مین آچکا ہو حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین نے وقت شباب مین بھی حضرت خواجہ بزرگ کی شرف ملازمت او قبول پایا ہو اور آخر بیان تک آپ کی خدمت اور ملازمت سے ہین بعد نقل حضرت خواجہ حضرتین نے اشارہ سے بطریق اتم نسبت خواجہ محمد پارسا اور خواجہ برہان ابو نصر قدس اللہ ارواحہما کے مصاحب رہے ہین اور ان بزرگواروں نے انکی صحبت کو غنیمت جانا ہو حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین علیہ الرحمۃ کو استغراق تمام تھا نہایت شیرین کلام تھے ایسا ہوتا کہ بات کہتے کہتے آپ سے غایب ہو جاتے اور فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین کے موافق مشغول اور کام کا حریص مین نے کم دیکھا ہو چونکہ مشغولی بہت تھی گویا کہ عین نسبت ہوگئے تھے جسوقت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ سرہ نے سفر حجاز کو گئے ہین چاہا تھا کہ خواجہ علاء الدین کو ساتھ لیجاوین اور اُس وقت مین آپ بڑی عمر کے ہوگئے تھے اور کم و بیش نوے برس کو پہونچے تھے اور آثار ضعف اور پیری بہت ظاہر ہوگئے تھے اکابر سمرقند سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت خواجہ سے مین نے درخواست کی کہ خواجہ علاء الدین بہت پیر ضعیف ہوگئے ہین اور اُنسے خدمت نہین ہوتی اگر اس سفر سے معذور انکو رکھیے تو سزاوار ہو حضرت نے فرمایا کہ ہمارا کام اُنسے نہین ہو بجز اسکے کہ جب انکو ہم دیکھتے ہین نسبت عزیزان سے یاد آتی ہو اور یہ مدد اور تقویت بخشی تمام ہمارے لیے ہو حضرت خواجہ علاء الدین فرماتے تھے کہ جب سے مین اپنے تئین جانتا ہون اتنی دیر کہ ایک چٹیا چونچ مین پانی رکھے مجھے غفلت نہین ہوئی نہ سوتے نہ جاگتے حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین کو نہایت استغراق تھا جسوقت

مین بخارا پہونچا دہ نوے برس کے تھے ملازمت اُنکی مین کرتا تھا ایک دن قصر عارفان مین حضرت خواجہ بزرگ قدس
اللہ سرہ کی زیارت کی نیت سے پیادہ پا گیا اور واپس آدھی دور آگیا تھا کہ خواجہ علاء الدین ملے اور فرمایا مجھے خیال تھا
کہ شب کو آپ وہان رہینگے اسلیے ہم بھی اُنکی ہمراہی مین دوبارہ مزار پر آئے عشا کی نماز پڑھنے کے بعد فرمایا کہ ایک
مرد نیازمند ہو جانا چاہیے کہ شب بیداری کرو اور نہ سو جاؤ اور عشا کے بعد صبح تک بیٹھے اس طرح سے کہ ایک پانون سے دوسرا
پانون نہ بدلا حضرت فرماتے تھے کہ ایسی نشست بآرام بے جمعیت تمام ممکن نہین ہے بے کمال جمعیت کے قوت بشری وفا نہین کرتی
کہ کوئی کبرسن مین ایسا بیٹھے اور فرمایا کہ شیخ مزار ایک مرد فقیر تھا دو پیالے دلیہ کے لایا اور بڑا پیالہ خواجہ کے سامنے لایا آپ
سب نوش کر گئے اور سونے کے وقت سے صبح تک بیٹھے رہے کہ باہر آتے اور وضو کرنے کی احتیاج نہوئی حضرت فرماتے
تھے کہ اس وجہ سے کہ مین پیادہ مزار پر آیا اور آدھی راہ سے پھر پلٹ کر حضرت خواجہ کے ساتھ واپس گیا نہایت تکان ہو گئی
تھی لیکن موافقت کی ضرورت سے بیٹھا پڑا آدھی رات کے بعد بیٹھنے کی طاقت نرہی بہتر جانا کہ مین اٹھون اور آپکی
خدمت کرون جب خدمت شروع کی خواجہ نے فرمایا ایک بار اٹھلتے ہو مین نے کہا بیٹھنے کی طاقت نہین رہی مین نے
جانا کہ سبکبار ہون اور آرام پاؤن حضرت فرماتے تھے کہ سمرقند مین میری آنکھ درد کرنے لگی چالیس روز رہا ملول ہو گیا
نکلنے کا ارادہ کیا ہر چند مولانا سعد الدین نے منع کیا مگر مین نے نمانا اور بخارا کی طرف چلا خواجہ علاء الدین غجدوانی کی ملاقات
کی بہت تمنا تھی اسواسطے کہ اوصاف انکے بہت سنے تھے اور ابتلک انکے دیدار مبارک نہ دیکھے تھے جب بخارا پہونچا انکی دن
باہر نکلا ایک مسجد دیکھی اُسکے اندر گیا ایک پیر روشن کو وہان بیٹھے دیکھا میرے باطن کو اُسکی صحبت کے لیے کشش زبردست
ہوئی آگے بڑھا مجھے خوب دریافت کیا تین روز تک متصل مین جاتا تھا تیسرے روز فرمایا کہ تین روز ہوئے کہ آتے ہو اور ہمسے
صحبت رکھتے ہو مقصود کیا ہے اگر اسلیے آتے ہو کہ شیخی اور کرامات دیکھو تو جو چاہتے ہو یہان نہین ہے اور اگر ہماری صحبت کا تمہارے
اوپر اثر پڑتا ہے اور اپنے مین تفاوت پاتے ہو پھر تم مبارک ہو یا فرمایا کہ تجھے مبارک ہو بعد از آن یہ رباعی جو حضرت عزیزان کیطرف
منسوب ہے پڑھی رباعی با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت + وز تو نرمید زحمت آب و گلت + زنہار ز صحبتش گریزان میباش + ورنہ
نکند روح عزیزان بحلت + اور یہ پیر خواجہ علاء الدین غجدوانی تھے قدس سرہ اور بھی حضرت فرماتے تھے کہ ابتدائے حال مین مجھے
عجب اضطراب تھا جب تک خواجہ علاء الدین علیہ الرحمۃ کی صحبت مین نہین پہونچا آرام نپایا حضرت فرماتے تھے
کہ اوائل ارادت مین عزیزون کی صحبت مین بہت جاتا تھا بعضے ایک طریقہ سے مشغول کرتے تھے کہ نسبت حضور اور
جمعیت جلد ظاہر ہوتی ہے جب آثار اُس حضور کے ظہور مین آتے دوسرے امر مین مشغول کرتے اور اُس جمعیت کا اثر جاتا تھا
اور تفرقہ پیدا کرتا اسلیے مین نے بہت سرگردانی اُٹھائی اور اسکا سبب مجھے معلوم نہوتا تھا آخر معلوم ہوا کہ مقصود
انکا یہ تھا کہ یہ طریقہ بہت کمیاب اور عزیز ہے جلد معلوم نہوگا اور جمعیت بآسانی میسر نہوگی جس وقت بخارا مین خواجہ
علاء الدین سے ملا انکی صحبت بزرگ سے وہ تفرقہ دور ہوئے اور طریق روشن ہوا اور پھر بھی حضرت نے

فرمایا کہ پہلے میرا یہ عقیدہ تھا کہ حصول مقصود ایک عزیز کامل کے التفات سے وابستہ ہے ایک نظر اور التفات مین کامل کی میسر ہو جائیگا جب خواجہ علاء الدین کی خدمت مین پہونچا فرمایا تجھے ہمین معلوم ہوا ہے چاہیئے کہ اسمین مشغول ہووے اور اہتمام کو بڑا دخل ہے جو چیز بلاکوشش اور اہتمام کے حاصل ہوتی ہے اسکو بقا اور دوام نہین ہے اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ ایک دن خواجہ علاء الدین سے ملاقات اور اختلاط رہا ایک دن کمال تصرف اور برکات بہا بہشت به... حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کیا کیا اور آخرین کہا صحبت عزیزان وقت بھی غنیمت ہے اگرچہ سلف کے مرتبہ کے نہو ان او فرمایا کہ حضرت خواجہ بزرگ فرماتے تھے کہ بزرگون کا قول ہے گربۂ زندہ بہ از شیر مردہ۔ اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ خواجہ علاء الدین علیہ الرحمۃ کی وفات مین خواجہ ابو نصر پارسا علیہ الرحمۃ نے وعظ کہا ہے اور اُس اثنا مین کہا کہ خواجہ علاء الدین علیہ الرحمۃ ہمارے ہمسایہ تھے اور ہم اُنکے سایۂ عنایت اور برکت و ہمت مین امن اور آسودگی کے ساتھ رہتے تھے اسوقت وہ جوار رحمت حق سبحانہ سے جا ملے اب محل اسکا ہے کہ ہم خائف رہین۔ مولانا بدر الدین میدانی نام ایک عزیز جو خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے مرید تھے اور بخارا کے نواح میدان مین رہتے تھے انھون نے حکایت کی کہ جب خواجہ علاء الدین علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ قدس سرہ کو اجازت دی خواجہ علاء الدین سے مین نے کہا کہ آپ نے حضرت خواجہ کو جلد اجازت دیدی فرمایا کہ خواجہ عبید اللہ ہمارے پاس کامل آیا اور ہمارے پاس سے کامل گیا مولانا بدر الدین ہمیشہ بخارا سے حضرت کی ملازمت مین سمرقند آیا کرتے اور بعضے اصحاب سے کہا کہ جب حضرت خدمت خواجہ علاء الدین سے جدا ہوئے اور چلے گئے خواجہ نے فرمایا سبحان اللہ یہ نہ خواجہ عبید اللہ ہے بلکہ یہ خواجہ بہاء الدین ہین کہ دوسری بار دنیا مین ہزار کمال زیادہ کے ساتھ آئے۔

شیخ سراج کلال پرسی رحمۃ اللہ علیہ

اُنکا مولد پرس ہے جو قصبہ وابکنی کا موضع اور چار شرعی کے قریب شہر بخارا سے ہے ابتدا امیر حمزہ فرزند امیر کلال کے مرید تھے مگر آخر کو اصحاب حضرت خواجہ بزرگ مین داخل ہوئے جب ملازم امیر حمزہ کے تھے بڑی ریاضت اور مجاہدے کیے ایکبار اُس درمیان مین غلبت ہوئی کہ تین شبانہ روز آپ سے بیخبر رہے امیر حمزہ کو اُس حال سے خبر کی فرمایا کہ جاؤ اُسکے کان مین کہدو کہ امیر حمزہ کہتا ہے کہ جہان پہونچے ہو وہان سے آ لوٹے پھر آؤ جب یہ بات اُسکے کان مین کہی ایک لحظہ بعد اسمین حس و حرکت پیدا ہوئی اور ہوش مین آئے حضرت نے شروع مین اُسکو دیکھا ہے اور اُنسے صحبت رکھی فرماتے تھے کہ مین بائیسوین سال مین تھا کہ سمرقند سے بخارا کا ارادہ کیا اور راہ مین شیخ سراج الدین پرسی کے گانون مین پہونچا چاہا کہ اُنکے پاس جاؤن مگر جی نہ چاہا اجازت مانگی آپ نے فرمایا کہ اس باغ مین آؤ اور سیر کرو اور ایسا جانو کہ خراسان اور عراق اور سب مقام سیر کر آئے مین نے سر جھکا لیا چونکہ رہنے کی دل مین نہ تھی بخارا کی اجازت چاہی اور دو تین دن کہ شیخ سراج الدین کے پاس مین رہا اُنکے احوال کو دیکھا کرتا دن کو پیشہ کلالی مین مشغول رہتے اور شب کو بہت بیٹھے جسطرح کہ بیٹھے

دوسرے پانوکو نہین بدلتے اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ مولانا سراج الدین ہروی سمرقند مین آگئے تھے اور مدرسہ مرزا الغ بیگ مین مدرس ہوئے وہ کہتے تھے کہ مین نے شیخ سراج الدین پرسی کو دیکھا ہے باوجودیکہ علم کم تھا انکی مجلس اور انکی باتون مین اسقدر نمک اور حلاوت دیکھی کہ اکثر دانشمندون اور درویشون مین نہین تھی اور مولانا سراج الدین ہروی نے بہت درویش دیکھے تھے اور اس طبقہ کی ملازمت بہت کی کتاب نفاحص خواجہ ضیاء الدین علیہ الرحمۃ سے پڑھی تھی اور اس وجہ سے کہ شیخ سراج الدین سے ملاقات تھی اور انکے کلام مین حلاوت اور مجلس مین لطافت تو خانوادہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے انکو بہت عقیدہ تھا حضرت فرماتے تھے شیخ سراج الدین پرسی اس سلسلہ سے تھے جب کوئی انکی صحبت کا ارادہ کرتا اسیوقت گھر مین جھاڑو دیکھتے یا جھاڑو انکے ہاتھ مین ہوتی تھی انسے مین نے اسکا بھید پوچھا تو کہا جن سے مجھے ایک قسبت ہے کہ جب مہمان آنے والا ہوتا ہے وہ پیشتر خبر کردیتا ہے اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ شیخ سراج الدین پرسی کہتے تھے کہ ایک دن شیخ ابو الحسن عشقی کے اصحاب کی جماعت سے میری ملاقات ہوئی انھون نے یہ تصور کیا کہ شاید اسکی خواہش مجھے ہے کہ انھین اپنا مرید کرون کہنے لگے اے شیخ اب بہت وقت اپنا ضائع مت کرو کہ ہم شیخ ابو الحسن کی محبت اور تصرف سے یہان تک بھرے ہوئے ہین اور اشارہ اپنے گلو کی طرف کیا دوسرے کی کسی چیز کو ہمارے اندر گنجائش نہین ہے تم سے کب ممکن ہے کہ اپنے تئین گنجائش دو ہمین غیرت نے اسپر رکھا کہ انکے باطن مین تصرف کیا گیا کہ سب نے گریبان چاک کر ڈالے اور زمین مین لوٹنا شروع کیا اور دیر تک بیہوش پڑے رہے پھر ایسا تصرف کرنا چاہیے تھا کہ اپنے ہوش مین آوین جب وہ ہوشیار ہوئے نہایت ارادت اور نیاز کے راستہ پر آگئے مین نے کہا کچھ مضائقہ نہین ہے ہم اور تمھارے شیخ ابو الحسن ایک ناودان سے پانی پیتے ہین ۔ بعضے عزیزون سے ایسا سنا ہے کہ حضرت مولانا سعد الدین قدس اللہ سرہ ابتدائے احوال مین شیخ سراج الدین سے بہت صحبت رکھتے تھے اور وہ طریقہ ذکر لا الہ الا اللہ کا جو انکے رسالہ مین مذکور ہے شیخ سراج الدین رحمہ اللہ سے سیکھا ہے یعنے الف لا کا ایک سر کو ناف سے اعتبار کرتے ہین اور کرسی لا کو پستان راست پر اور الف کے ایک سر کو قلب صنوبری پر اور آلہ کو متصل کرسی کے جو پستان راست پر واقع ہے اور الا اللہ محمد رسول اللہ کو متصل قلب صنوبری کے اعتبار کرتے ہین اور اس شکل کو اس کیفیت سے نگاہ رکھتے ہین اور ذکر مین طریقہ مقررہ کے ساتھ مشغول ہوتے ہین۔

مولانا سیف الدین مناری رحمۃ اللہ تعالی علیہ

یہ قصبہ منار کے ہین جو ولایت فرکت کا ایک گانون ہے اور وہ قصبہ آباد ہے سمرقند اور تاشکند کے درمیان اور بارہ میل تاشکند سے دور ہے یہ مولانا بڑے اصحاب خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ سے ہین اور علم ظاہر و باطن کے عالم ۔ واضح ہو کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی ملازمت مین چار مولانا سیف الدین تھے ایک محبوب ایک مقبول ایک مقہور ایک مردود اور ہر ایک کے احوال سے تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہے ۔ انہین سے مولانا سیف الدین

کہ محبوب قلوب تھے وہ مولانا سیف الدین مناری ہین حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کو اُنکی طرف توجہ خاطر اور التفات بہت تھا اور جب تلک حضرت خواجہ حیات تھے مولانا آپ کی ملازمت مین رہے اور آپکے بعد آپہی کی اشارت سے حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کی خدمت اور ملازمت مین گذران کی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا سیف الدین مناری علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ کی ملازمت سے پیشتر درس و تدریس علوم متداولہ مین مشغول تمام تھا اور مولانا حمید الدین شاشی والد شریف مولانا حسام الدین کی جو امیر حمزہ کے خلفا سے تھے اور ذکر اُنکا ہوچکا ہی شاگردی کرتے سے اور جب حضرت خواجہ قدس سرہ کا شرف قبول پایا علوم رسمی کے مطالعہ سے مُنھہ پھیرا فرماتے تھے مولانا حمید الدین کے مرض الموت مین اُنکے سرھانے مین حاضر تھا مولانا حمید الدین کو اضطراب عظیم تھا مین نے کہا مخدوم یہ کیا قلق اور اضطراب ہی وہ علوم کہ ہمین ہمیشہ آپکے ترک تحصیل پر ملامت کرتے تھے اور طعنہ دیتے تھے کیا ہوئے مولانا حمید الدین نے فرمایا کہ ہم سے دل مانگتے ہین اور احوال دل اور ہمارے پاس وہ نہین ہین اسواسطے اضطراب ہی حضرت نے فرمایا کہ صحت مزاج کے حال مین حضور دل کا ملکہ ہوا ہوگا بیماری کے وقت کہ سب قواے دماغی اور طبیعی ضعیف ہو گئے ہین اور تنزل پڑگئے کسب جمعیت اور حضور دل بہت ہی دشوار اور سخت مشکل ہی اور سر اُسکا کہ اہل اللہ بیمارون کے سرھانے آتے ہین یہ ہی کہ اُنکی صحبت شریف کے ذریعہ سے ایک بوجھ بیماری سے اٹھتا ہی اور کسیقدر علائق اُسکے کم ہو جاتے ہین اور نیز حضرت فرماتے تھے کہ جن لوگون کے اس طریق مین کلام بلند تھے دنیا سے جانے کے وقت اُنکو بہت عاجز ہم دیکھتے تھے اور نہایت درماندہ پاتے تھے سب معارف اور حقائق اُسوقت برطرف تھے جو امر کہ اُسکا حصول تکلف اور عمل سے ہی بیماری اور ہجوم اعراض و امراض اور ضعف مین کیونکر میسر ہو بالخصوص جسوقت کہ روح بدن سے مفارقت کرے سخت ترین شدائد و محن ہی اسواسطے کہ اُس محل مین تکلف اور تعمل کی طاقت نہین ہی اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا رکن الدین خوافی کے انتقال کے وقت شیخ بہاء الدین عمر و مولانا سعد الدین کاشغری کے ہمراہ مین حاضر تھا اور مولانا خواجہ کہ مولانا رکن الدین کے مریدون سے تھے اور ایک غلام کہ اُنکا خادم تھا حاضر اور کوئی دوسرا نہ تھا مولانا رکن الدین جو امام غزالی کی تحقیقات نظر مین نہین لاتے تھے اُس وقت مین سوا بیان اعتقاد اور اجراء کلمہ توحید کے اور کچھ اُنکو کام نہ تھا تمام دنیا کے کام اور بیان فضل و کمال ہیچ ہو گئے تھے دوم مولانا سیف الدین کہ حضرت خواجہ بزرگ کے مقبول تھے وہ مولانا سیف الدین خوش خوان بخاری تھے اور اُنکی حاضری کا سبب حضرت خواجہ قدس سرہ مین یہ تھا کہ ایک وقت بخارا سے تجارت کے طور پر خوارزم گئے وہان حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کی صحبت مین پہونچے اور آپ کی مجلس مین اُنپر بڑا اثر پڑا جب بخارا مین واپس آئے حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی ملازمت مین حاضر ہوئے اور آپ کی قبولیت کی سعادت پائی اور آپ سے طریقہ حاصل کیا اور بڑی جد و جہد سے مشغول رہے اور تمامتر ہمت سے نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم کی طرف متوجہ ہوئے اور دوستان

قدیم کا اختلاط اور یاران ندیم کی انبساط ترک کی او تیسرے مولانا سیف الدین جو مقہور حضرت خواجہ کے ہوئے مولانا
سیف الدین بالاخانہ مین اور وہ نامی علماء بخارا سے تھے اور یہ مولانا سیف الدین بالاخانہ اور خواجہ حسام الدین
یوسف کہ حضرت خواجہ محمد پارسا کے چچا تھے دونون مصاحب رات دن مولانا سیف الدین خوش خوان کے تھے
جب مولانا سیف الدین خوارزم سے واپس آئے اور طریقہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کا اختیار کیا تو بالکل قدیم
یارون سے ملنا چھوڑ دیا ایک دن خواجہ حسام الدین یوسف اور مولانا سیف الدین بالاخانہ بالاتفاق مولانا سیف الدین
خوش خوان کے گھر آئے اور انسے خلوت مین کہا کہ ہم یاران قدیم ایک دوسرے کے تھے اور ایک دوسرے کی
صحبت سے صبر نہ تھا اور حقوق صحبت ہمارے درمیان مین ثابت ہین اگر نسیم سعادت تمہارے دماغ مین پہونچی ہے
تو صحبت اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہمکو بھی اُس سے آگاہ کرو شاید کہ ہم بھی اُس سعادت سے مشرف ہون بعد از مبالغہ
اور اصرار تمام کہا کہ اس ولایت مین اس صورت اور اس کیفیت کے ایک عزیز ہین اور حضرت خواجہ قدس سرہ کی
طرف اشارہ کیا کہ انکی صحبت شریف مین آثار سعادت اور انوار ہدایت بہت ہین مولانا سیف الدین بالاخانہ نے
کہا ہان ایسے ہی ہے ایک روز وہ میرے سامنے آنکلے اور نئی پوستین پہنے تھے میرے دل مین گذرا چاہیے کہ آپ یہ پوستین مجھے دیدین
فی الفور مجھے دیدی اور مین انکی حقیقت پر گواہی دیتا ہون ـ پس مولانا سیف الدین خوش خوان سے کہا اٹھو اور
ہمین انکی خدمت مین لیچلو تب تینون حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی صحبت مین آئے اور خواجہ حسام الدین
یوسف اور مولانا سیف الدین بالاخانہ نیز آپ کے طریقہ اور قبول نسبت کے شرف کو فائز ہوئے لیکن انجام کار مولانا
سیف الدین بالاخانہ سے ایک ترک ادب ہوا تھا کہ حضرت خواجہ کے موجب کراہت اور غبار خاطر مبارک ہوا اور سوجہ
سے آپ کے شرف صحبت سے محروم اور مہجور اور مقہور ہوگئے ہین اور انکی مہجوری اور مقہوری کا باعث یہ ہوا
کہ ایک روز حضرت خواجہ بخارا کے ایک کوچہ مین جاتے تھے اور مولانا سیف الدین بالاخانہ آپکی ملازمت مین
تھے ناگاہ شیخ محمد حلاج سامنے سے ظاہر ہوئے اور وہ حضرت خواجہ کے زمانہ مین ایک شیخ معتبر تھے اور بہت
لوگ اُسکے مرید تھے اور حضرت خواجہ کے منکرون سے تھا جب وہ نزدیک پہونچا حضرت خواجہ نے باقتضاے
کرم اور مروت کے اُسکی طرف توجہ کی اور اُسکے گذرنے کے وقت پانچ چھ قدم مشایعت بھی کی تھی اور مولانا
سیف الدین نے اُسپر اکتفا نہ کی اور اپنے تئین درمیان لایا اور چند قدم زیادہ مشایعت کی حضرت خواجہ کو اُس
بے ادبی سے جو اس سے ظہور مین آئی بڑی غیرت آئی اور نہایت متغیر ہوئے اسکے بعد جو مولانا سیف الدین
پلٹ کر آپ تک پہونچے فرمایا کہ حلاج کی تو نے مشایعت کی اور اس بے ادبی سے اپنے تئین برباد کر دیا اور
بخارا کو خراب اور ایک عالم کو تو نے ویران کیا حضرت خواجہ کے تغیر اور قہر و غضب کے بعد انھین چند روز
مین مولانا سیف الدین بالاخانہ نے وفات کی اور تمغاج کہ اورنگ سے آیا اور بخارا کا محاصرہ کیا اور بہت آدمی

قتل ہوئے اور وہ نواح بہت ویران ہوگئے بعضے مخدوم حضرت سے نقل کرتے تھے کہ فرمایا ہی شیخ محمد حلاج کے سات
خلیفہ تھے اول انہین کا شیخ اختیار اور آخری انہین کا شیخ سعدی پرسی تھا شیخ اختیار نے اوائل مین حضرت خواجہ بزرگ قدس
سرہ کی بہت ملازمت کی ہی اور ارادت اور اخلاص اُسکو بہت تھا اور اچنبھے کی بات یہ ہی کہ حضرت خواجہ کی صحبت پاکر آخر کو
ترک ملازمت حضرت کی اور شیخ محمد حلاج کی صحبت کیطرف رخ کیا اور اُسکا مرید ہوکر تمام و کمال طریقہ حضرت خواجگان قدس اللہ
ارواحہم کا بیان کرتا اور اُنکی نسبت شریفہ کی تقویت کرتا۔ اور حضرت بھی فرمایا کرتے کہ مین نے برادر طریقت شیخ اختیار کو
دیکھا ہی ایک بوڑھا باقندہ تھا شیخ حاجی نام اور وہ بھی ایک خلفاء شیخ محمد حلاج سے تھا اور مرو مین سکونت رکھتا تھا کبھی بازار
کو سوت اور مصالح کام اپنے کے لیے جاتا اُس کام کے سوا جسکے لیے وہ جاتا نہین جانتا اپنی نسبت سے آگاہ تھا اور اُسکے
غیر سے غافل ہرگز داہنے اور بائین التفات نکرتا اور ہمیشہ قدم پر نظر رکھتا۔ اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ شیخ پرسی
کہ خلیفہ آخرین شیخ محمد حلاج کا تھا اوائل حال مین حضرت خواجہ بزرگ کا منظور اور مقبول تھا لیکن آخر مین ایسی
صورت واقع ہوئی کہ وہ بھی چلا گیا اور شیخ محمد حلاج کا مرید ہوگیا اور مین نے اُسے دیکھا نہایت بوڑھا ہوگیا تھا شروع
مین جب حضرت خواجہ بزرگ کے پاس تھا کم سن تھا اور آپ نے اُسکو ملازم والدہ یا اپنی والدہ کلان کا کہ بہت معمر اور مسن
تھین کیا ہی اور حضرت خواجہ کا ایک باغ تھا زردآلو کی فصل مین باغ کے اندر جاکر چاہا کہ زردآلو لے باغبان نے روکا
شیخ سعدی نے کہا ای باغبان تو بڑا ناسمجھ آدمی ہی حضرت خواجہ خدا کو ہمسے دریغ نہین رکھتے تو زردآلو دریغ رکھتا ہی
جب یہ بات حضرت خواجہ تک پہونچی اُسکا بہت استحسان کیا اور آپکی نظر عنایت شیخ سعدی کی طرف زیادہ ہوئی لیکن
آخر مین عجیب ایک صورت واقع ہوئی کہ شیخ سعدی نے حضرت خواجہ سے حج کرنے کی اجازت چاہی اور یہ
حضرت خواجہ اور اصحاب کے نزدیک پسند نہ آئی ہرچند منع کیا باز نرہا اور جب سفر حجاز سے واپس آیا حضرت خواجہ
سے التفات نہ پایا شیخ محمد حلاج کے پاس گیا اور اُسکا مرید ہوگیا۔ چوتھے مولانا سیف الدین جو آخر کو مردود ہوگیا مولانا
سیف الدین خوارزمی ہی کہ شروع احوال مین حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے محبان و مخلصان سے تھا الا آخر کو
ایک عجیب و غریب صورت ظاہر ہوئی کہ شرف صحبت اور خدمت حضرت خواجہ سے محروم و مہجور ہوگیا اور آپکے دل
مبارک سے گر گیا بعض مخدوم نے حضرت سے نقل کی ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ سبب اُسکی مردودی اور دور افتادگی
کا یہ ہی کہ وہ کبھی کبھی تجارت کا کام کیا کرتا اور بخل امساک سے خالی نہ تھا ایک روز حضرت خواجہ کی دعوت مع اصحاب کی
اور اپنے مکان پر لیگیا اور حضرت خواجہ اور اُنکے اصحاب کا داب یہ رہا ہی کہ ہر ایک طعام کے بعد شیرینی یا میوہ حاضر
کیا کرتے اور جسے کھانے کے بعد شیرینی یا میوہ نہوتا اُس طعام کو ناقص کہتے تھے اور فرمایا کرتے کہ یہ طعام بے دُم ہوا
اتفاقاً حضرت مولانا سیف الدین اُس روز کھانا کھلانے کے بعد کچھ شیرینی یا میوہ نہ لائے حضرت نے بر سبیل
خوش طبعی اور انبساط کے فرمایا کہ مولانا سیف الدین کھانا تمہارا بارے بے دُم ہوا اُسکو اس بات سے کلفت معلوم

ہوئی اور حضرت خواجہ اُسکے پاس گئے فرمایا کہ اگر تمہین بارہ ہزار دینار سرمایہ روزگار ہو تو کیا ہو اور اُسکی جاگیر خاطر ہمیشہ رہا کہ اگر سرمایہ میرا بارہ ہزار دینار ہو جاوے تو خوب ہے بعد ازآن حضرت خواجہ نے خاطر شریف اُسکی طرف سے ہٹائی اور اُسکو آپکی صحبت مین اقبال نرہا اور آپ کی مجلس شریف کا انجذاب جاتا رہا اور حرص تمام مال دنیاوی کے جمع کرنے مین اُسکے باطن کے اندر جاگزین ہوئی کہ طلب دنیا مین بے آرام ہوگیا اور حضرت کیخدمت اور ملازمت ترک کردی اور ہمہ تن تجارت کی طرف متوجہ ہوا ایک دن مرو اور ماچان کی راہ مین ایک کاروان کے ساتھ ایک سبزہ زار نہایت سبز و خرم کے کنارے پہونچا اور وہان کاروان اُترا ہوا تھا اور اُسنے خوشی اور سرور کی وجہ سے سبزہ پر لوٹ کر کہا کہ بے شیخی بھی کیا اچھی چیز ہے حضرت فرماتے تھے کہ مولانا سیف الدین خوارزمی نہایت بے لطف آدمی تھا کہ ایسی صحبت کی دوری اور مہجوری سے اُسپر اثر اور الم نہین ہوا اور یہ بھی حضرت نے فرمایا ہے کہ ایک دوسرا شخص ملازمان حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ سے ادب اور خدمت کے ترک کے باعث مردود ہوا وہ مولانا سیف الدین مناری کا بھانجا مولانا شمس الدین فرکتی ہے مولانا سیف الدین کے دو بھانجے تھے ایک مولانا محمد کہ جوان عالم اور متقی اور گوشہ نشین تھا اور حضرت خواجہ کے مقبولان سے ہے اور آپ کے ظل عنایت اور تربیت مین مشغولی تمام رکھتا تھا اور دوسرا مولانا شمس الدین کہ ایک جوان طالب علم تھا اور حضرت خواجہ کی خدمت اور ملازمت مین بسر کرتا تھا ایکبارگی اُس سے اہمال اور سستی خدمت مین ظاہر ہوئی کہ اُسکی شامت سے نظر مبارک سے گر گیا اور پھر فلاح اور بہتری نہ دیکھی اور وہ اسطرح ہوا ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ کے یہان مہمان عزیز اُترے تھے اور آب روان درکار تھا مولانا شمس الدین کو فرمایا کہ جلد جا کا ور آب روان کو بند کرو اُسنے کوتاہی اور کسل و سستی اختیار کی بہت دیر کے بعد آپ کے سامنے آکر کہا کہ ضعف کے سبب جو میرے اوپر چھا گیا پانی نہ لاسکا حضرت خواجہ قدس سرہ کو اُس توقف اور تقصیر سے کہ اُس سے ظہور مین آئی کراہیت عظیم ہوئی فرمایا کہ مولانا شمس الدین اگر تو اپنا گلا کاٹتا اور خون اپنا اُس ندی مین بہاتا تیرے لیے اس سے بہتر ہوتا جو تو بیغم لایا اُس فروگذاشت کے بعد اُسکو دماغی مرض لاحق ہوا حضرت خواجہ کی ملازمت سے نکل کر فرکت مین اپنے ماموں نیچ لا سیف الدین مناری کے پاس گیا اور اپنا حال عرض کیا حضرت مولانا نے فرمایا کہ خواجہ علاء الدین عطار کی خدمت مین جا اور استدعا کر شاید کہ آپ تیرے اوپر رحم کرکے تیری سفارش کرین اور امید ہے کہ اُنکی برکت شمولی سے حضرت خواجہ تیرا قصور معاف کرین مولانا شمس الدین فرکتی اپنے ماموں کے فرمانے کے موافق عمل نکرکے بخارا مین گیا خواجہ محمد پارسا کے حضور مین اپنا عرض حال کیا آپ نے فرمایا کہ یہ کام ہمارے بس کا نہین ہے خواجہ علاء الدین کی خدمت مین جاؤ وہ پھر فرکت مین آیا مولانا سیف الدین نے کہا کہ مین نے تجھے خواجہ علاء الدین کی خدمت مین بھیجا تھا تو دوسری جگہ کسواسطے گیا تیری گرہ وہین کھلیگی مولانا شمس الدین پھر بخارا مین آیا اور خواجہ محمد پارسا کی خدمت مین حاضر ہوا آپ نے پھر خواجہ علاء الدین کا حوالہ کیا اس مرتبہ جو فرکت مین آیا پھر اپنے ماموں کے پاس نگیا بعد ازآن ایسا

مبہوت اور بے بانسیا ہوا کہ کوئی معلوم اسکی خاطر مین نرہا تا بحدیکہ نام اپنے فرزندون کا نہ جانتا تھا اور اس مولانا شمس الدین کو خواجہ عماد الملک سے بہت دوستی تھی جو حضرت کے اقربا سے تھے اور ذکر انکا آیگا خواجہ کا نام نہین جانتے انکو اتا کہا کرتے حضرت اس حکایت کی نقل کے بعد فرماتے تھے کہ اولیا کی خاطر کا حفظ اور انکے احکام کا انقیاد اور انکی اشارت کا انتقال سب طالب اور صادقون پر واجب ہے اور انکے امر کی تقدیم تمام مراد اور مقاصد پر نہایت لازم ہے۔ حضرت مولانا عبد العزیز بخاری علیہ الرحمہ کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے ملازمان وخدام سے تھے فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ اور انکے اصحاب کے طالب صحبت کو چاہیے کہ تین ادب نگاہ رکھے اول یہ کہ ہرچند کام مقبول کہ انکے نزدیک اس سے ظاہر ہو چاہیے کہ ہزار دو ہزار بار بے پرستی سے نیست تر ہو جاوے اور اپنی ذات سے زیادہ کوشش خدمت مین چاہیے دوم یہ کہ ہرچند عمل اس سے ایسا صادر ہو کہ انکے رد کا محل ہو چاہیے کہ نا امید نہو اور خوب دل کو اپنے قبضہ اور قابو مین رکھے تاکہ متردد نہو اور کہی دوسری طرف نہ جاوے تیسرے جو مراد اور علم کہ فرماوین جلد بسر گرمی اسپر قیام کرے تاکہ کامیاب ہو در شب نصیب رہے

خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ تعالی سرہ

آپکا نام محمد بن محمد بخاری ہے اصل مین خوارزم سے ہین خواجہ محمد کے تین بیٹے تھے خواجہ شہاب الدین اور خواجہ مبارک اور خواجہ علاء الدین جب خواجہ محمد نے وفات پائی خواجہ علاء الدین نے باپ کے ورثہ سے کوئی چیز نہین قبول کی تھی اور مجردانہ مدارس بخارا سے ایک مدرسہ مین تحصیل علوم کی جب خواہش طریق حق کی انکی خاطر سے سرزد ہوئی تو حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور علوم رسمی کے مطالعہ سے توجہ پھیرا حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے آپ کو مشرف بنظر قبول کیا اور طریقہ تلقین کیا اور عمل باطنی مین مشغول کیا مقامات مین مذکور ہے کہ حضرت خواجہ اوائل حال مین خواجہ علاء الدین کو مجلسون مین اپنے پاس بٹھلاتے اور دمبدم انکی طرف متوجہ ہوتے حضرت خواجہ کے بعض محرم نے اس بات کا سوال کیا فرمایا کہ اسے مین اپنے پاس بٹھلاتا ہون تاکہ بھیڑیا اسکو نکھائے اسکے نفس کا بھیڑیا اسکی گھات مین ہے ہر لحظہ اسکے حال کی جستجو کرتا ہون چاہتا ہون کہ ایک مظہر ہو جاوے مولانا علاء الدین نے فرمایا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی ابتداء ملازمت مین شیخ محمد دراہنین نے مجھسے سوال کیا کہ دل تیرے نزدیک کس کیفیت سے ہے مین نے کہا اسکی کیفیت مجھے معلوم نہین کہتے کہ دل میرے نزدیک ماہ سہ روزہ کے مثل ہے بعد ازان مین نے تعریف اور تمثیل اسکے دل کی نسبت حضرت خواجہ کے سامنے عرض کی فرمایا وہ درویش اپنے حال کی نسبت بیان کرتا ہے اور حضرت خواجہ اس محل مین کھڑے تھے اپنے قدم مبارک کو میرے قدم پر رکھا مجھے بڑی کیفیت پیدا ہوئی کہ سب موجودات کو اپنے اندر مشاہدہ کرتا تھا جب اس حال سے باہر آیا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ نسبت یہ ہے نہ وہ پس دل کے حال کو تو کب ادراک کر سکتا ہے دل کی بزرگی بیان مین نہین آتی اور سر اس حدیث کا کہ لایسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن عمواسض اور باریک باتون سے ہے جو شخص دل کو پہچانے سو پہچانے حضرت خواجہ اپنے ایام حیات مین بہت سے

طالبون کی تربیت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے حوالہ کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ علاء الدین نے بہت بار ہمارے اوپر کا
سبک کر دیا ہے لاجرم انوار ولایت اور اسکے آثار تمام و کمال اُنسے ظہور مین آتے ہین اور آنکے صحبت اور حسن تربیت سے بہت
طالب بعد اور نقصان سے قرب اور کمال کو پہونچے ہین اور مرتبہ تکمیل کا کمال پایا ہے منقول ہے کہ بخارا مین ایک جماعت علما کے
درمیان رویت اور عدم رویت حق مین بحث واقع ہوئی اور جس جماعت کو خواجہ علاء الدین سے پورا عقیدہ تھا انکے
ساتھ آپ کی ملازمت مین آئے اور بحث کو عرض کیا اور کہا آپ حکم ہین ہمارے درمیان حکم فرمائیے حضرت خواجہ نے منکر
رویت کو جو مذہب معتزلہ کیطرف مائل تھے کہا تم تین روز متواتر ہمارے سامنے آؤ اور صحبت مین طہارت کامل سے
بیٹھو اور چپ رہو تاکہ اسکے بعد ہم حکم کرین یہ لوگ تین روز برابر حضرت خواجہ علاء الدین کی خدمت مین آیا کیے اور
چپ رہے آخر روز سوم انکی ایسی کیفیت ہوئی کہ بیخود ہوگئے اور زمین پر بہت لوٹے اور ہوش مین آکر اٹھے اور کان
پکڑکے نہایت نیازمندی کی کہ ہم ایمان لائے اس پر کہ رویت حق ہے اور ازان بعد حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ
کی ملازمت اپنے اوپر واجب کی اور آپ کے آستانہ کے ملازم ہوگئے کہتے ہین اس مجلس مین بعضے اصحاب خواجہ نے
یہ بیت پڑھی تھی ع کور سے آنکہ گوید بندہ بحق کی رسد برکف ہر یکے بنہ شمع صفا کہ ہمچنین ۔ ترجمہ
کوری ہے اسکی جو کہے بندہ خدا کو پہونچے کب ۔ ہاتھ پہ رکھ ہر ایک کے شمع صفا کہ اسطرح ۔ حضرت خواجہ محمد پارسا
قدس سرہ کے خط مبارک سے دیکھا گیا کہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ مرض اخیر مین فرماتے تھے کہ حق سبحانہ
کی عنایت سے اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی نظر سے اگر ہم چاہین تمام عالم مقصود حقیقی کو پہونچ جائین بیت
گرنہ لوٹتے دل اور زبان راز ۔ قفل دنیا تمام دیتا کھول حضرت فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا
قدس سرہ کو توجہ اور مراقبہ مین غیبت بہت ہوتی تھی اور حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کو شعور اور وقوف
تمام ہوتا اور اس صفت شعور اور صحو کو غیبت اور سکر سے اتم اور اکمل بیان کیا ہے ۔ اور یہ بھی حضرت نے فرمایا ہے کہ
بعد از وفات حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے سب اصحاب نے خواجہ علاء الدین سے بیعت کی ہے اسوجہ سے
کہ انکی شان بلند تھی حتے کہ خواجہ محمد پارسا قدس اللہ ارواحہم نے بھی ۔

من نفائس انفاسہ الشریفۃ قدس اللہ سرہ مخفی نرہے کہ بعضے کلمات قدسی حضرت خواجہ علاء الدین
قدس سرہ کے جو صحبت کی مجالس مین فرماتے تھے حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے قلم بند کیے ہین اور چاہتے
تھے کہ حضرت خواجہ بزرگ کے مقامات سے ملا دین لیکن میسر نہوا انمین سے بعضے یہ ہین کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس
سرہ کے خط مبارک سے نقل ہوئی تیمناً اور تبرکاً ستائیس رشحون مین اس مجموعہ کے اندر لکھے جاتے ہین ۔
رشحہ ۱ فرماتے تھے کہ ریاضت سے مقصود تعلقات جسمانی کا نفی کلی اور دور کرنا ہے اور توجہ کلی بہ عالم ارواح اور عالم
حقیقت کا ہے ۔ مقصود سلوک سے یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار اور کسب سے اُن تعلقات سے جو مانع راہ ہین گذرے

اور ہر ایک تعلق کو اپنے اوپر ظاہر کرے جس سے کہ گذر جاے علامت اسکی ہو کہ وہ تعلق مانع نہین ہو اور غالب نہین آیا اور جس کسی مین ٹھہرے او سفاظر اُنھین لبتے۔ سکیے جانے کہ وہ مانع راہ ہو اُسکے قطع کی تدبیر کرے ہمارے حضرت خواجہ اعتنا نہ نیا کپڑا پہنتے اول کہتے کہ یہ فلانے کا ہو اور مثل مستعار پہنتے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ تعلق بمرشد اگرچہ حقیقت مین غیر ہو اور آخر مین نفی کرنا چاہیے لیکن ابتدا مین سبب وصول ہو اور اسکے ماسوا کے تعلق کو نفی کرنا لازم ہو کہ وجود اور اسکی رضا طلب کرنی چاہیے اور محل مین آسکے ماسوا کو نفی کرے جب جمیع ملمین نفی [illegible]

رشحہ فرماتے تھے کہ بڑے مشائخ قدس اللہ تعالی ارواحہم نے کہا ہو کہ توفیق سعی کے ساتھ ہو اسیطرح روحانیت مرشد کی طالب کے لیے طالب کی سعی کے موافق ہو کہ جو مقتدا کے امر سے ہو یہ بات بغیر سعی کے بقا نہین پاتی اسواسطے کہ مقتدا کی توجہ طالب کے ساتھ چند روز سے زیادہ تر ہی ظاہر ہو کہ مقتدا غیر کے ساتھ کب تک متوجہ رہ سکتا ہو یہ لطیفہ الہی تھا کہ مولانا داود کو نے جو قدیم اصحاب حضرت خواجہ بزرگ سے تھے علیہ الرحمہ شروع ہی سے مجھے سعی کا حکم کیا اور توفیق رفیق ہوئی حتی کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی صحبت مین تمام اوقات سعی کے ساتھ صرف ہوئی اور اصحاب کسیکو مین کم جانتا تھا کہ پورا ایک دن سعی کے ساتھ بسر کرتا ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کبھی ایسا ہوتا ہو کہ سعی اور توجہ کے درمیان ایک حال طالع ہوتا ہو اور طالب اُسے دیکھتا ہو مگر نہین جانتا کہ کیا دیکھتا ہو اور کس چیز سے دیکھتا ہو اپنے مین نظر کرتا ہو اپنے کو کم دیکھتا ہو تو حیرت مین ہوتا ہو اور پھر وہ حال حجاب مین ہو جاتا ہو اور طلوع اُسکا مایہ حدیث نفس ہو جاتا ہو چاہیے کہ اُس حال مین مقصود اپنا دیکھے اور اُس حجاب ہونے پر راضی ہو اسواسطے کہ مراد محبوب ہو اور مقتضا اُسکی عزت کا ہو کہ توجہ کے ساتھ اُسکی قید مین نہو اسواسطے کہ مصرعہ دام بشر لائق این صید نیست۔ حتے کہ وہ پھر طلوع کرے یہان تک کہ حال قوی ہو جاے اور بقا پاوے اور پھر جد وجہد مین لگے دو تین دن سے زیادہ زحمت نہین ہو اسکے بعد سعی ملکہ ہو جائیگی۔ اس حد تک کہ طالب اپنے اختیار سے فنا اور فناء فنا کو پہونچتا ہو۔

رشحہ فرمایا ہو کہ جب ملک اور ملکوت طالب پر پوشیدہ ہوا اور فراموش ہو جاوے فنا ہوا اور جب ہستی سالک سالک پر بھی پوشیدہ ہو جاوے فناء فنا ہو فلانے نے اس بات مین امتحان کیا ہیبت اُسپر غالب ہوئی زاری کی تب ہیبت اُس سے دور ہوئی اس گروہ کا امتحان جائز نہین رکھا ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ جب طالب مرشد کے حکم اور اُسکی مدد سے اپنے تئین ہر ایک چیز سے خالی کرے جو محبت مرشد سے مانع ہوتی ہو طالب کے دل مین مرشد متمکن ہو جاتا ہو پس اُس سے قابل فیض الہی اور احوال غیر متناہی کا مورد ہو جاتا ہو درحقیقت فیض الہی مین کوتاہی اور کمی نہین ہو طالب کی طرف سے قصور ہو جب طالب کے موانع کو دور کو یا مرآئینہ حال اُسپر طلوع کرے بواسطہ روحانیت مرشد کے کہ وہ حال محل حیرت ہو اور کسی وجہ سے ادراک اُس وجود اور قلب

حقیقت کا نہین کرسکتا رب زدنی تحیرا ایک حکمت اختیار کے آدمیون مین بہت ہے چونکہ موانع طبیعت کے اصل ہوگئے ہین تو قوت اختیار اور جہد بسیار سے اُن موانع کا رفع کرنا چاہیے فرشتے اگرچہ طاعت پر پیدا کیے گئے ہین اور مخالفت سے معصوم قصداً اور فعلاً ہین مگر خوف اور خشیت مین ہین اعتبار تمام اختیار کے واسطے ہی سعادت مین اور شقاوت مین ترقی مین تنزل مین

رشحہ فرماتے تھے کہ طالب اپنی ناچاری اور عجز کو مرشد کے آگے ہمیشہ مطالعہ کرے اور یقین کرے کہ مقصود حقیقی کا وصول میسر نہین ہوتا الا مرشد کی طرف سے اور اُسکے استرضا کے ذریعہ سے اور ہمیشہ طریقے اور دروازے اپنے اوپر بند دیکھے اور اپنے ظاہر و باطن کو بالکل اُسکے فدا کرے اور مرشد کامل کی علامت یہ ہے کہ طالب ہرچند عالم اور عارف ہو اور جو کچھ جانتا اور کرسکتا ہے وہ سلوک مین کوشش کرے اور بعد اسکے حضور یا غیبت مین مرشد کی روحانیت کی طرف توجہ کرے وہ کوششین اُسکی بالکل محو ہو جائینگی اور اپنے کام کی فروبستگی اور بیچارگی اصلی کو قبل اسکے کہ توجہ بمرشد کرے خوب دیکھے اور دریافت کرے اور بالتحقیق دیکھے اور خواہ کتنے ہی منازل قطع کرے وہ تمام بمقابلہ مطالعہ کمال مرشد اور اُسکی روحانیت کی قوت سیر کے کہ طیران سے بعد جذبات الٰہی مبدل ہوگئی ہے نہایت قلیل پائیگا حتے کہ اُسکے سالہا سال کی سیر مرشد کی ایک ساعت کو نہین پہونچ سکتی۔

رشحہ فرماتے تھے کہ امید اسکے سوا نہین ہے کہ علے الدوام ہر لحظہ اپنے افعال کا قصور دیکھے اور قصور کے بار مین در آوے اور شکستگی اور درماندگی سے ملاحظہ کرم اور الطاف کا کرے اور محض لطف و عنایت کی طرف پناہ اور التجا لیجاوے اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے اس صفت کا امر فرمایا ہے کہ مجھے ہمیشہ اس صفت مین رکھتے ہین۔

رشحہ فرماتے تھے کہ طالب کو چاہیے ہمیشہ غیبت اور حضور اور ظاہر و باطن مین رضاے مرشد کی طلب مین کوشش کرے اور صرف عنایت الٰہی سے محل اُسکی نظر رضا کا پاتا ہے اُس محل نظر رضا کا پانا اور شناخت کرنا اور اُسکے موافق عمل کرنا جیسا کہ محل نظر رضا کا واقع ہوا اور وہ نظر رضا بقا پاوے نہایت دشوار ہے مگر آسان ہے جبکہ توفیق حق سبحانہ رفیق ہو کہ ہر [illegible] وہ آسان ہے اُس شخص کو جسکو اللہ عز و جل آسان کردے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ طالب پر یہ واجب ہے کہ تمام امور دینی اور دنیوی کلی اور جزوی مین بے اختیار نسبت مرشد ہو اور مرشد کو لازم ہے کہ اُسکے احوال کی جستجو کرے اور وقت کے صلاح کی نسبت اُسکو ہر کام مین حکم دے اور اُسکے امور کو آپ مقرر کرے تاکہ مرشد کے اختیار سے اُسمین شروع کرے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ اہل علم کی جانب کو رعایت کرنا اور اپنے حال کو پوشیدہ رکھنا چاہیے و اہل طریق [illegible] بہ نسبت اُسکے حال کے سخن کہنا چاہیے اور صاحب دولتون کی رعایت خاطر اور پرہیز اُسکے آزار سے کرنا [illegible] گروہ کے ساتھ درونی ہونا کام کو دشوار کرتا ہے اسکے درونی کام باریک تر ہین اُنکے ساتھ خلطہ اور دوستی کرنا [illegible] فائدہ بخشتا ہے اور مزید احوال کا سبب ہے کہ اُس مخالطت کے باعث آداب صحبت کو اُنکے زیادہ بجا لاتین اور [illegible]

کرین ورنہ زیادہ خطرکا سبب ہوجاتا ہی مصرع بے ادب را بار رفتے وباادب بودن خطا ست ✤ خطاے ادب کیا ہی
ظہور ہستی اپنی کا ادب کے ساتھ دیکھنا۔

رشحہ ۱۱۱ فرماتے ہین کہ افضل اور اکمل احوال نسبت مین تفویض کے اندر کوشش کرنا ہی تمام انبیا اور اولیا آخر تک اسی قاعدہ پر قائم رہے ہین بندہ کو چاہیے کہ ہمیشہ احوال ظاہری و باطنی کی نسبت ہر لحظہ باطن مین کسب تفویض مین رہے ہر قسم کا اختیار کہ اُس سے سرزد ہوتا ہی بسبب تفویض کے ذریعہ سے اسکو محو اپنے سے کرتا ہی اور جانتا اور پہچانتا ہی کہ حق سبحانہ کا اختیار اُسکے لیے بہتر ہی اُسکے اختیار سے جو اپنے واسطے ہو اور یہ بھی طالب کے ذمہ ہی کہ مرشد کی نسبت مدام حضور و غیبت مین بہ نسبت احوال باطنی اسی تفویض کے کسب مین رہے۔

رشحہ ۱۱۲ فرماتے تھے کہ صفت بیماری کے دیکھنے سے مقصود ظہور صفت تضرع اور زاری کا ہی اور توبہ اور رجوع بحق سبحانہ وتعالی اور اُس دید کی صحت کی نشانی یہ ہی کہ میل اُسکا مناجات کی طرف ہو نہ خرابات کی طرف فالہمہا فجورہا وتقوٰیہا اس مین حکمت یہ ہی کہ جو میل رضا دیکھے تو شکر کرے اور اُسپر چلتا رہے اور اگر عدم رضا کی طرف جھکا دیکھے تضرع اور زاری کرے اور حق سبحانہ کیطرف رجوع کرے اور بے نیازی کی صفت سے ڈرے۔

رشحہ ۱۱۳ فرماتے تھے کہ سابق کی عنایت ازلی کو دیکھنا چاہیے اور اُس عنایت بے علت کی امیدواری اور طلب سے ایکدم غافل نہونا چاہیے اور بے نیازی سے بچے رہنا اور حق سبحانہ کے اندک کو بزرگ سمجھے اور استغناے حقیقی کے ظہور سے ڈرتا رہے
رشحہ ۱۱۴ فرماتے تھے کہ ولایت وہان ثابت ہوتی ہی جہان اُسکو اُسپر چھوڑین اگر قصور گذرے تو بازخواست ہو۔ اسی لیے کہا ہی الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون فرماتے تھے کہ ان لوگون کو ظہور طبیعت کا خوف نہین ہی بموجب اسکے الفانی لایرد الی اوصافہ یعنے شخص فانی اپنے اوصاف کی طرف اُلٹا نہین پھیرا جاتا۔

رشحہ ۱۱۵ فرماتے تھے کہ باطن مین اللہ کے ساتھ متمسک اور قرار گرفتہ رہنا چاہیے اور ظاہر مین معتصم بحبل اللہ یعنے کلام اللہ ان دو صفت کا جامع ہونا کمال ہی بیت جمع صورت باچنین معنی ژرف ✤ نیست ممکن جز ز سلطان شگرف ترجمہ
ایسی صورت ایسے ہی معنی ژرف ✤ وہ ہی پاوے ہو جو سلطان شگرف ✤۔

رشحہ ۱۱۶ فرماتے تھے کہ بڑے مشائخ قدس اللہ تعالی ارواحہم کے مزارون سے زائرین کو اسیقدر فیض ملسکتا ہی کہ اُس بزرگ کی صفت کو پہچانا ہی اور اُسی صفت مین توجہ کی اور اُسی صفت مین در آیا اگرچہ مشاہد مقدسہ مین قرب ظاہری کے بہت کچھ آثار و اخبار ہین لیکن درحقیقت ارواح مقدسہ کی توجہ کو ظاہری قید مانع ہو آتم نہین حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم صلوا علی حیثما کنتم درود بھیجو میرے اوپر جہان کہین تم ہو دلیل اس کلام کی ہی اور اہل قبور کی مثالی صورتون کا دیکھنا اسکے مقابل کم معتبر ہی کہ اُنکی صفت کو اُس توجہ اور زیارت مین پہچانے اسکے سوا خواجہ بزرگ قدس سرہ فرماتے تھے حق سبحانہ کا مجاور ہونا خلق اللہ کی مجاورت سے اولیٰ ہی اور بہت اکثر آپ کی زبان پر گذرتی تھی

بیت تو تا کے گور مردان را پرستی + بگرد کار مردان گرد ورسی ترجمہ طواف گور مردان یار کب تک طواف کار مردان ہو ربائی + اکابر دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشاہد کی زیارت سے مقصود توجہ بحق سبحانہٗ ہونی چاہیے اور روح اُس برگزیدہ حق کو وسیلہ کمال توجہ کا کرنا جس طرح خلق اللہ کے ساتھ تواضع کی حالت مین جو بظاہر تواضع با خلق ہو حقیقت مین حق سبحانہ کے ساتھ ہو اسواسطے کہ تواضع با خلق تب ہی پسندیدہ ہو کہ خدا کے واسطے ہو عزوجل اس وجہ سے کہ اُنکو آثار قدرت حکمت کا مظہر دیکھے ورنہ وہ صنعت ہو گی نہ تواضع ـــ

رشحہ فرماتے تھے کہ طریقہ مراقبہ کا طریق نفی اور اثبات سے اعلیٰ ہو اور جذبہ سے قریب تر ہو ـ طریق مراقبہ سے مرتبہ وزارت اور تصرف کو ملک و ملکوت مین پہونچ سکتے ہین اور خطرات سے آگاہی ہوتی ہو اور بخشش کی نظر سے دیکھنا اور کسی کے باطن کو روشن کرنا مراقبہ سے دوام سے ہو اور دوام جمعیت خاطر اور دوام قبول قلوب کا ملکہ اُس سے حاصل ہو اور اس معنی کو جمع اور قبول کہتے ہین ـ اور فرماتے تھے کہ آغاز مین جب خوارزم جاتا ہوا اصحاب سے ہر ایک کے ساتھ اشتغال بباطن کیا جاتا تھا اپنے اختیار سے اپنے باطن کی آزمایش کے لیے کہ آیا اُس صفت کو بقا ہو یا نہین اُس شغل نے بڑا فائدہ کیا اور وہ ملکہ باقی رہا ـ

رشحہ فرماتے تھے کہ خاموشی چاہیے کہ تین صفت سے خالی نہو یا خطرون کی نگاہداشت یا ذکر دل کا مطالعہ کہ گویا ہوا ہو یا احوال کا مشاہدہ جو دل پر گذرتے ہین ـ

رشحہ فرماتے تھے کہ خطرات مانع نہین بچنا اُنسے دشوار ہو اختیار طبعی جسکی نفی مین بیس برس ہم رہے اچانک خطرہ اُسکی نسبت گذرا اگر ٹھہرا نہین خطرات کو روکنا سخت کام ہو اور بعضے اسپر ہین کہ خطرات کا اعتبار نہین مگر چھوڑنا بچنا چاہیے کہ مستقر ہو جاے اسواسطے کہ استقرار اُسکا مجاری فیض مین سد راہ ہوتا ہو لہذا احوال باطنی کی ہمیشہ تجسس کرتے رہنا لازم ہو اور سانس کے مارنے سے اپنے تئین خالی کرنا امر مرشد سے حضور و غیبت مین ظاہرا اُن خطرات کے نفی کے لیے ہو جو باطن مین متمکن ہو گئے ہین اور سبب یہ ہو کہ ہر معنی ایک صورت کے لباس مین ہوتا ہو ہر وقت اپنے تئین خطرات مانع سے جو متمکن ہو گئے ہین خالی کرنا چاہیے ـ

رشحہ فرماتے تھے کہ اگر حیات باقی ہو انشاء اللہ عزوجل پہلا طریقہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کا از سر نو زندہ جاری کرنا چاہیے کہ تربیت کے لیے ہر ایک خطرہ پر مواخذہ کرنا اچھا ہوتا ہو اور آخر حیات مین اظہار ملال کرتے تھے اُس اشتغال سے جو تربیت خلق مین رہا اسواسطے کہ جو کچھ اُنکو پہونچتا ہو اُسکی رعایت نہین کرتے ـ

رشحہ حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ سے بارہا نقل کرتے تھے کہ عبادت کے دس حصہ مین نو حصہ اُنمین کے طلب حلال ہو فرماتے تھے کہ کسب کی صورتون مین سے کسانی اور باغبانی اس زمانہ مین بنسبت تجارت کے نزدیک تر ہو ـــ

رشحہ ۲۲ فرماتے تھے کہ اہل اللہ کے ساتھ مدام صحبت رکھنا عقل معاد کی ترقی کا سبب ہے۔

رشحہ ۲۳ فرماتے تھے کہ صحبت سنت موکدہ ہے ہر روز یا دوسرے روز اس گروہ سے صحبت رکھنی چاہیے اور حفاظت اُنکے آداب کی کرنی لازم ہے اور جو ظاہری بُعد واقع ہو ہر مہینے یا دوسرے مہینے اپنے ظاہری اور باطنی احوال سے مکتوبات کی عبارت اور اشارت سے اطلاع دینی چاہیے اور اپنے تئین اُنکی طرف توجہ سے مشغول ہونا تا غیبت کلی واقع ہو۔

رشحہ ۲۴ حضرت خواجہ علاءالدین قدس سرہ کی صحبت مین لوگون نے کہا کہ مطلوب نہایت باعظمت ہے اُسکے طلب کی ہمکو زبان نہین وہ طلب بھی آپ کی عنایت سے ہے فرمایا تا نیز زبان قابلیت کی وجہ سے ہے حاصل کرتے ہین اور کھو دیتے ہین اور نہین پہچانتے اور نہین جانتے کہ کہان سے ہے۔

رشحہ ۲۵ فرماتے تھے کہ مین ضامن اسکا ہوتا ہون کہ جو اس طریق کی تقلید کرے البتہ تحقیق کو پہونچیگا اور فرمایا حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے مجھے اپنی تقلید کا امر کیا اور جس چیز مین اُنکی پیروی کی اور اب کرتا ہون ہر آئینہ اثر اور نتیجہ اُسکا بالتحقیق مشاہدہ کرتا ہون۔

رشحہ ۲۶ فرماتے تھے کہ اس گروہ کو مقام تلوین کے سوا نہین شناخت کرسکتے اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ اُنکو مقام تمکین مین نہین پہچان سکتے تھے کسی نے اُنکو حالت تمکین مین پایا اور تقلید اعمال کی سے بہرہ رہا بلکہ زندیقی کے بڑے خطرہ مین گرا مگر یہ کہ عنایت نہایت الٰہی اُسے اپنے تئین آپ دکھلاتی ہین۔ ختم ہوا کلام آپکا قدس سرہ۔ مخفی نرہے کہ تلوین مشائخ طریقت قدس اللہ ارواحہم کی اس سے عبارت ہے کہ سالک کا دل اُن احوال مین جو اُسپر گذرتے ہین پھرتا اور گھومتا رہے۔ اور بعضون نے کہا کہ دل کا کشف واحتجاب مین گردش کرتا ہے اس سبب سے کہ صفات نفس کبھو غائب اور کبھو ظاہر ہوتے ہین اور البتہ سالک کو اس مقام مین شناخت کرسکتے ہین باینجہت کہ احوال اُسکے صفات متقابلہ ہین جیسے قبض اور بسط و سکر وصحو وغیرہ رنگ بدلتے رہتے ہین اور تمکین اُنکی اصطلاح مین اس سے عبارت ہے کہ ہمیشہ کشف حقیقت کا اُنکو ہوتا ہے باینوجہ کہ دل اُنکا موطن قرب مین مطمئن ہے اور البتہ اس مقام مین سالک کو نہین پہچان سکتے اسواسطے کہ صاحب تمکین مرتبہ علم سعتہ کو پہونچ گیا ہے اور کھانے پینے اور خرید وفروخت اور سونے اور جاگنے اور تمام صفات بشری مین مثل اہل ظاہر ہوگیا ہے اور اہل تمکین کی تقلید امور طبعی اور ترک ریاضت اور مجاہدات مین باعث خطر زندیقی کا ہے جیسا کہ حضرت خواجہ علاءالدین قدس سرہ نے فرمایا ہے لیکن جب کہ تلوین کو اس معنی مین لین جو اصطلاحی قطب الموحدین غوث المحققین شیخ محی الدین بن العربی کا ہے اور اُنکے مقلدین کا قدس اللہ ارواحہم تو اصحاب تلوین کی معرفت صاحب تمکین کی شناخت سے مشکل تر ہے اسواسطے کہ حضرت شیخ قدس سرہ اپنے اصطلاحات مین لائے ہین کہ اکثر مشائخ کے نزدیک تلوین ایک مقام ناقص ہے لیکن ہمارے نزدیک سب مقامات سے افضل اور اکمل ہے اور بندہ کا اسمین وہی حال ہے جو حق تعالیٰ نے اپنی شان مین فرمایا ہے کل یوم ہو فی شان ترجمہ ہر روز وہ ایک شان مین ہے۔ اور تمکین ہمارے نزدیک تلوین مین

متلون اور مستقر ہوتا ہی ۔ حضرت اُستاذی مولانا رضی الدین عبد الغفور علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ قدس سرہ نے جو فرمایا ہی کہ تلوین ہمارے نزدیک کامل ترین مقامات ہی وہ نہین ہی کہ ہر وقت سالک ایک تجلی منجملہ تجلیات بے نہایت سے مشرف ہو یا ہر دم اسکو ایک ادراک ادراکات بعید و غایت سے معلوم ہو بلکہ مراد یہ ہی کہ حقیقت آدمی کی بے رنگ اصل کے مطابق ہو جاوے کہ عبارت ذات بحت بے کیف وکم سے ہی پس جہان کہ کل یوم ہو فی شان واقع ہی وہان بھی ہر وقت اُسکی حقیقت سے ایک رنگ نکلتا ہی اور اُسے اپنا تابع کرتا او نسبت اُسکی حقیقت کے سب رنگون سے برابر ہو جاتی ہی بلکہ ہر لحظہ کسی نہ کسی ایک رنگ پر شیونات الٰہی سے عمل کرتا ہی اور در حقیقت خود بے رنگ ہو جیسا کہ کہا ہی بیت منم کہ رنگ من و سنگ من معین نیست ز قبہ قرابم و نی قبہ قزل زغب بسارق + اور شک نہین کہ ایسے شخص کا شناخت کرنا جو سب رنگ بدلے اور سب رنگون سے اُسکی نسبت برابر ہو در حقیقت خود بے رنگ ہو مشکل ہوگا صاحب تمکین کی شناخت سے جو ہمیشہ ایک مرتبہ مین مقیم اور ایک رنگ پر ثابت ہی اور مستقیم واللہ اعلم

حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے مرض اور وفات کا بیان

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کے خط مبارک سے دیکھا گیا ہی کہ حضرت نے آخری مرض مین اصحاب کو فرمایا ہی کہ نسبت تفرقہ ظاہر کے جو میرے اوپر گذرتا ہی اپنے حال کو اُسپر قیاس نکرو حضور ظاہری اور باطنی کی رعایت کرو ہر چند پریشان ہو اور فرمایا کہ دوست عزیز گئے اور جاتے ہین اور تحقیق وہ عالم بہتر اس عالم سے ہی سبزہ زار نظر آیا ایک نے کہا کیا اچھا سبزہ ہی فرمایا خاک بھی اچھی ہی اس عالم کی کچھ رغبت نہین رہی اسکے سوا کہ دوست آوین اور مجھے بنیاد دین شکستہ ہون اور پلٹ جائین ۔ اور اسی مرض مین صحاب سے فرمایا ہی کہ رسم و عادت کو چھوڑ دو اور جو خلقت کی رسم ہی اُسکے خلاف کرو اور ایک دوسرے کے موافق رہو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت رسوم و عادات بشری کے دور کرنے کے لیے ہی ہر ایک دوسرے کے مقابل ہو اور دوسرے کا اثبات کرو اور سب کامون مین عزیمت کے ساتھ عمل کرو اور حتے الامکان عزیمت سے نپھرو صحبت سنت موکدہ ہی اس سنت پر ہمیشہ رہو خصوصاً اور عموماً اور کبھی ترک صحبت نکرو اور جو باتین کہی گئین اُنپر اگر مستقیم ہو ایک نفس کی استقامت تمھارے کو ایسی حاصلات ہوگی کہ میری تمام عمر کی حاصلات ہی اور احوال تمھارے ترقی پر ہونگے اور اگر ان وصایا کو چھوڑ دوگے تو پریشان ہوگے ۔ اور اس عرصہ مین کلمہ توحید کو چلا کر کہنا شروع کیا اور آخر عمر مین اصحاب کے روبرو میری نسبت فرمایا کہ بائیس برس سے زیادہ ہوئے کہ میرے اُسکے درمیان دوستی للہ فی اللہ ہی تحقیق وہ نہ بدلیگی اور میرے خلافیا میرے حق مین فرمایا کہ مین اس سے راضی ہون جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھے ۔ اور ایک شب میرے اور اُنکے ایک بات ہوئی تھی اور آپ نے مجھے باطن کی نسبت سے مشرف کیا تھا اور اتحاد مین بات کہی اور وہ بات قاب قوسین او ادنیٰ کے مناسب تھی چلتے وقت وہ رات یاد کی اور کہا میرے اور اُسکے درمیان ایک شب ایک بات ہوئی ہی اور وہ جانتا ہی اور کوئی اُس بات کو نہین جانتا اور اسی اثنا

تاکید رضا کے لیے یاد کیا اور فرمایا کہ اگر صورت کسی عتاب کی تھی اُسکا باعث نسبت اور شوق تھا اور آخری مرض مین
مجھے بہت یاد کیا خلاصہ یہ کہ آپ کی خاطر مبارک کو میری طرف پورا التفات تھا اور مجھے جو امیدواری ہے اس بات
سے ہے اور آخری مرض مین آپ کی باتین رضا و وبہ محبت و شوق مین رہین اور کبھو نصیحت اور حکمت اور دعائے
خیر خلق مین تھین اُنھین سے ہے آپ کی زبان پر گذرین یہ بیت ہے **نظم** ما نیستانیم و عشقت آتش ست + منتظر کان آتش
اندر نے رسد + ترجمہ - ہم نیستان اور ترا عشق آگ ہے ، دیکھتے ہین نے مین کب آتش لگے + اور مرض کی شدت مین بار بار
فرماتے تھے کہ مین خدمت مین ظاہر باطن کا پہلوان رہا ہون ہل من مزید ہل من مزید لیتے ہے اور کچھ زیادہ ہے اور کچھ زیادہ
کثرت سے کہتے تھے اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کو موجود دیکھتے تھے اور اُنکے ساتھ باتین کہین اور سنی ہین اور اپنی
بے اختیاری جانے اور رہنے مین بیان کی ہے میرے جانے اور رہنے مین دو فریق ہوئے ہو ایک بات پر رہو کہ مین بھی
اسیر ہون اور مرض سے دس پندرہ دن پیشتر جانا اختیار کیا ہے اور تاکید فرمائی کہ اس اختیار سے نہ پھرونگا اور سبب
اُنکی شکستگی کا سخت درد سر اور درد کمر تھا اور آپ کے دم ٹوٹنے کا وقت شروع روز دوشنبہ دوسری ماہ رجب
سنہ ہجری تھا اور دار القرار کو سفر کرنا نماز عشا کے بعد چار شنبہ کی شب بیسوین رجب واقع ہوئی اور روضہ شریف
آپکا موضع تو چغانیان مین ہے - اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ تعالے سرہ نے لکھا کہ ایک درویش نے منجملہ محبان
و درویشان حضرت خواجہ قدس سرہ کے چالیس روز کے قریب بعد وفات آپ کے شب شنبہ اٹھائیسوین شعبان
کو سال مذکور سے حضرت خواجہ کو واقعہ مین دیکھا فرمایا جو کچھ مین عنایت فرمایا بالاتر اُس سے ہے جو اعتقاد محبان کا ہے اور
فرمایا جو کچھ تھا تم مین چھوڑ آیا ہون ایک سوزن آپ کے سامنے پڑی تھی اُٹھالی دکھری کی اور فرمایا اس بات کا خطرہ اُس
شخص پر ہے جو اس سوزن کے سرے پر سیدھا کھڑا ہو اور کسی طرف کو نہ جھکے سا اور یہ بھی حضرت خواجہ نے لکھا ہے
کہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس اللہ سرہ شروع شعبان سنہ سات سو بچانوے مین سات برس قبل از وفات چغانیان سے بخارا
کو چلے اس نیت سے کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ کی زیارت کرین اور اٹھارہ دن کے بعد پہونچے اور اوائل
شوال مین مراجعت کی عید الفطر کی شب کو بخارا مین تھے ایک نے آپ کے درویشون سے اُس رات واقعہ مین دیکھا
کہ ایک نہایت بڑی بارگاہ ہے اور حضرت خواجہ علاء الدین حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ تعالی سرہما کے ساتھ اُس بارگاہ کے پاس ہین پھر
معلوم ہوا کہ وہ بارگاہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے حضرت خواجہ بزرگ اُس بارگاہ مین حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کو گئے اور بعد ایک عرصہ کے باہر آئے بہت بشاش و لبشاش تھے اور فرمایا کہ مجھے یہ مرتبہ عطا
کیا کہ جو شخص میری قبر سے ستر فرسنگ کے اندر ہر طرف سے ہو اُسکی مین شفاعت باذن الٰہی کرون اور علاء الدین کو چالیس
فرسنگ کے اندر کے لیے جو اُسکی قبر سے ہو مرتبہ شفاعت دیا اور میرے محبان و تابعان سے ادنے درجہ والے کو اُسکی
قبر سے ایک فرسنگ کے اندر کا مرتبہ شفاعت دیا -

خواجہ حسن عطار رحمۃ اللہ علیہ

آپ داماد حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین قدس اللہ سرہ کے اور فرزند بزرگوار حضرت خواجہ علاء الدین عطار کے اور آپکے ثمرۂ شجر ولایت کے ہین اور صغر سن مین منظور نظر عنایت حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے ہوئے تھے مشہور ہے کہ ایک روز خواجہ حسن لڑکون کی جماعت کے ساتھ باغ مزار مین کھیلتے تھے اور ایک گوسالہ پر سوار ہوئے تھے اور لڑکے آسکے پاس دوڑتے تھے اسی درمیان حضرت خواجہ بزرگ وہان پہونچے اور انکو لڑکون کے ساتھ اس صورت سے دیکھا فرمایا کہ قریب ہے کہ یہ لڑکا سوار ہو اور شاہان باشوکت اسکی رکاب مین پیادہ دوڑین اور یہ صورت ہوئی کہ جب خواجہ حسن خراسان مین آئے او باغ زاغان مین میرزا شاہرخ سے ملاقات کی مرزا نے ایک خچر بطور ہدیہ اور تحفہ کے پیش کش کیا اور نہایت خلوص سے جو مرزا کو آپ کے ساتھ تھا چاہا کہ خود آنکو سوار کرائین مرزا آگے آیا اور ایک ہاتھ مین رکاب خچر کی لی اور دوسرے ہاتھ سے اسکی باگ پکڑی اور آپ کو سوار کرایا اس موقع مین خچر نے سرکشی کی اور میرزا اسکی باگ پکڑے ہوئے چند قدم آپ کی رکاب کے ساتھ دوڑے اسکے بعد خچر ٹھہرا آپ اترے اور میرزا کی طرف رخ کرکے نیازمندی اور تواضع کی اور حکایت ایام طفلی کی اور سوار ہونا گوسالہ پر اور وعدہ حضرت خواجہ کا آپ کے لئے کہ شاہان ذی شوکت میری رکاب مین دوڑینگے میرزا سے نقل کی اور خچر کی سرکشی کا بھید ظاہر ہوا اس حکایت کا سننا اور اس صورت کا دیکھنا حاضرین کی زیادت الیقین کا حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی نسبت ہوا حضرت مخدوم نفحات الانس مین لائے ہین کہ حضرت خواجہ حسن بڑا جذبہ رکھتے تھے اور صفت جذبہ کے ساتھ جسوقت کہ چاہا ہے تصرف کیا ہے اور اسکو مقام حضور اور شعور سے اس عالم مین کیفیت بیخودی اور بے شعوری کے ساتھ پہونچایا ہے اور غیبت و فنا کا ذوق کہ بعضے اہل سلوک کو شاذ و نادر بڑے مجاہدہ کے بعد میسر ہوتا ہے چکھایا ہے اور ماوراء النہر اور خراسان مین کیفیت انکے تصرف کی طالبان و بر ایران مین مشہور رہی جو شخص آپ کے مصافحہ سے مشرف ہوتا گر پڑتا اور دولت غیب اور بیخودی کی حاصل ہوتی ایسا سنا ہے کہ ایک دن صبحکو گھر سے باہر نکلے اور ایک کیفیت غالب رکھتے تھے جسکی نظر آپکے اوپر پڑ گئی کیفیت بیخودی اسے حاصل ہوئی اور بیخود گر پڑا آپکے درویشون سے ایک شخص سفر مبارک کی عزیمت سے ہرات پہونچا آثار جذبہ و بیخودی و حیرت کے اس سے ظاہر تھے کبھی جو بازار دن مین ہو کر نکلتا ایسا معلوم ہوتا کہ اسکو امر باطنی پکڑے ہوئے ہے اور خلق کی آمد و رفت اور انکی گفتگو سے اسکو خبر نہین ہے ایک عزیز اسی سلسلہ کا تھا کہ مین آنکی خدمت مین جایا کرتا فرماتے تھے کہ اس درویش کا کام صرف یہ تھا کہ صورت خواجہ حسن کا مراقبہ کرتا اور اسے نگاہ رکھتا اس نگاہداشت کی برکت سے آپ کی صفت جذبہ نے اسمین سرایت کی ہے حضرت خواجہ حسن نے ایک شخص کے التماس سے جو آپکا ہر وقت سے تھا اور آپ کی نسبت کمال اخلاص اسکو تھا طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین ایک مختصر کتاب لکھی ہے اور اسمین سے بعض بیان جو برسم تیمن و تبرک لکھے جاتے ہین —

رشحہ جاننا چاہیے کہ طائفہ علائیہ کا طریق سلوک تمام مشائخ کے اطوار سے بالاتر ہے قدس اللہ ارواحہم اور قریب ترراستہ مطلب اعلیٰ کیطرف ہے کہ وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے اسواسطے کہ وہ اُٹھانا پردہ تعینات کا چہرۂ ذات احدیت سے ہے جو سب مین سرایت کیے ہوئے ہے اور وہ پردہ برداری محویت اور فنا در وحدت سے ہے یہانتک کہ اُسکے جلال کی روشنی تابان ہو اور اُسکے ماسوا کو جلا دے ۔ اور درحقیقت مشائخ دیگر کی نہایت سیر اُنکی ہدایت طریقہ ہے کسواسطے کہ اول اُنکی آمد حد فنا مین ہے اور سلوک اُنکا بعد از جذبہ ہے یعنے تفصیل توحید جمل کہ آدم وعالم کی پیدائیش سے یہی مقصود ہے ۔ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفون ترجمہ نہین پیدا کیا مین نے جنات اور انسان کو مگر اسلیے کہ میری عبادت یعنے میری شناخت کرین جب چاہین کہ اس نسبت شریف کے ساتھ مشغول ہون تو اول چاہیے کہ اُس شخص کی صورت جس سے یہ نسبت لی ہے خاطر مین لاوین تاکہ وہ نسبت بیخودی پیدا ہو پھر اُس بیخودی کا ساتھی ہو کر اُس صورت اور خیال سے کہ روح مطلق کا آئینہ ہے نقطۂ قلبی کی طرف متوجہ ہون اور اپنے تئین اُس بیخودی کے حوالہ کرین اور جسقدر اُس نسبت کی قوت زیادہ ہوگی شعور اُسکا اس عالم سے کم ہوتا جایگا اسی کو عدم اور غیبت کہتے ہین اور اسی سبب سے کہا ہے بیت نیستی کا جو کر سکے تو وصل + کام مردون کا کر سکے تو اصل + اور جب اس بیخودی کو پہونچ جاے کہ وجود غیر کا شعور اصلا نرہے فنا اُسکو کہتے ہین حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ فرماتے ہین بیت سپاس آن عدمی را کہ ہست ما برود زذوق این عدم آمد جہان جان بوجود ہر کجا عدم آمد وجود گم گردد + زہی عدم کہ چو آمد وجود از و افزود ترجمہ عدم جو لیگیا ہستی ہماری اسکا شکر + اسی عدم سے کہ جسکے ہے جہان جان میں وجود جہان کہین عدم آیا وجود ہوا بس گم + عجب عدم کہ بڑھا اسکے باعث اپنا وجود + آور حال عدم کی ترقی اور اس نسبت کی افزونی اور ظہور صفت بیخودی کے مقدمہ مین حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے فرمایا ہے مصرع مراان وخود را بان بیخودی دہ اگر خطرہ تشویش دے تو حضرت مرشد کے خیال کے حاضر کرنے سے امید ہے کہ دفع ہو ورنہ چاہیے کہ تین بار سانس کو قوت سے چھوڑین جس طرح کہ دماغ سے کسی چیز کو نکالتے ہین اُسکے بعد بطریق مذکور مشغول ہون اور اگر خطرہ ایسا ہی بار بار آوے تو چاہیے کہ تخلیہ بطریق مذکور کر کے تین بار کہے استغفر اللہ جمیع ما ذکرہ اللہ قولاً وفعلاً وخاطراً وسامعاً وناظراً لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور دل کو زبان کے موافق کرے اور دل مین یا فعال کے ذکر سے مشغول ہو اور وسوسون کے دفع کا بڑا قاعدہ ہے اس نسبت کی مہارت اسطرح کرنی چاہیے کہ کسی طرح اس نسبت سے خالی نہو اور ایک دم کو غافل نہو پھر اُسی طریق سے کام کرے اور ہمیشہ حاضر رہکر گوشہ چشم دل کو اُس نسبت پر رکھے بازار مین اور آمد رفت و خرید فروخت کھانے اور سونے مین اُسوقت تک کہ یہ صفت ملکہ ہو جاے اور جب کبھی چاہے کہ کسی مہم مین مشغول ہو تو نہایت زاری سے اپنے حضرت جامع مین یہ دعا پڑھے کہ اللہم کن وجہتی فی کل وجہۃ ومقصدی فی کل قصد وغایتی فی کل سعی وملجای وملاذی فی کل شدۃ وہم ووکیلی فی کل امر وتولنی تولی محبۃ وعنایۃ فی کل حال حضرت خواجہ حسن قدس سرہ ۔

جیسا کہ طریقہ سلسلہ خواجگان کا ہے قدس اللہ ارواحہم بار بیماران اپنے اوپر لیتے تھے اور جس سفر مبارک حجاز کے ارادہ سے شیراز مین آئے ہین ایک شخص کو وہان کے اکابر سے جو آپ کے ساتھ اخلاص تمام اسکو تھا ایک مرض لاحق ہوا حضرت خواجہ اسکی زیر باری مین ہوئے تھے اور وہ تندرست ہوگیا اور خواجہ بیمار ہوئے اور اُسی مرض مین رحلت کی اور آپکا انتقال شب دوشنبہ شہر ذیحجہ سنہ آٹھ سو چھبیس مین ہوا اور آپ کی نعش مبارک شیراز سے ولایت چغانیان مین جہان مدفن آپ کے والد کا ہے لیگئے ہین اور آپ کا فرزند بزرگوار حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی دختر سے تھا خواجہ یوسف عطار علیہ الرحمہ کہ اُنکے شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہ کے مابین خط کتابت رہی ہے۔ حضرت نے فرمایا ہے کہ ایک دن شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہ کی مجلس مین ذکر ہوتا تھا کہ بعضے بزرگان طریقت قدس اللہ ارواحہم نے ذکر کے وقت حبس نفس کا حکم دیا اور اُسکو ذکر کا شرط کیا ہے حضرت شیخ نے فرمایا کہ حبس نفس جوکہ ہنود کا طریق ہے اس طریق کی جو کچھ شرط ہے حصر نفس ہے نہ حبس نفس۔ یہ بات خواجہ یوسف علیہ الرحمہ تک پہونچی کہ شیخ بہاء الدین عمر نے اُس طریق کو خارج کیا ہے حضرت شیخ کو لکھا کہ ایسا سنا گیا ہے کہ آپنے حبس نفس کے طریق کی نفی کی ہے اور فرمایا ہے کہ کسی نے مشائخ طریق قدس اللہ ارواحہم سے اسکا حکم نہین دیا حالانکہ یہ ثابت ہوا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ نے اور اُنکے خلفا قدس اللہ ارواحہم نے طریقہ ذکر مین حبس نفس کا ارشاد کیا ہے کیا بات ہے کہ آپ نے اُسکی نفی کی۔ حضرت بہاء الدین عمر قدس سرہ نے خواجہ یوسف علیہ الرحمہ کے جواب مین ایسا فرمایا ہے کہ ہمارا مقصود اس بات سے نفی اُنکے طور کی نہ تھی اور جواب مین اجمال اور الہام فرمایا ہے۔

شیخ عبد الرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ خواجہ حسن کے بڑے اصحاب اور خلفا سے ہین ورزش نسبت مین اُنکا طریق رابطہ رہا ہے ایک دن حضرت قاسم تبریزی قدس سرہ کی ملازمت مین آئے حضرت سید نے اُنسے کہا وہی نسبت اور طریقہ تمہارا خوب ہے اور اُسکی ورزش طریق رابطہ کو پسند فرمایا۔ حضرت نے ایک دن اُس مجلس مین کہ بہت آدمی تھے فرمایا کہ ابتدا مین ہمکو اتفاق صحبت کا ایک شیخ کے ساتھ ہوا فرمایا کہ ہم اُسکا نام نہین لیتے اور اُس مجلس مین لحاظ کے سبب نام اُسکا ظاہر نکیا لیکن خارجاً معلوم ہوا کہ وہ شیخ عبد الرزاق تھے اور چاہتے تھے کہ میری نسبت تصرف ظاہر کرے اور دست بیعت چاہے صحبت بہت عالی تھی اور بہت آدمی بزرگ موجود تھے مین نے اپنے کو اپنی نسبت پر مقرر کیا اور اپنی نسبت کو خوب مضبوطی سے نگاہ رکھا وہ اس بات کو پا گیا اور زیادہ تصرف کے درپے ہوا اور دونون آنکھین میرے اوپر جما دین اور سراپا میری طرف متوجہ ہوا اور چاہا کہ میرے اوپر بار ڈالے مین نے سبقت کی اور میرے شانہ پر اور دست مبارک بائین شانہ پر رکھا ایک بار تھا اُسکے حوالے کیا اور چونکہ ارادہ اُسکی تصرف کا دور کرنا دل مین تھا پیش لیگیا اور توجہ اُسکے کچھ اثر نہوا بار اُسکے اوپر پڑا ایسا متاثر ہوا کہ پسینا اُسکی پیشانی پر آگیا شرمندہ ہوا مین بھی شرمندہ ہوا

کہ پیرا اور عزیز تھا آخر کو مین نے اُسکے حوالہ کیا تا کہ جو تصرف وہ چاہے کرے وہ اس بات پر حاضر ہوا پھر تصرف سے ڈرتا ہوا
یا انہیں کام نکر سکا مجھے شرم آئی کہ تو یا نہ قبول ہو مین اُسی وقت اُٹھی اور باہر چلا آیا

مولانا حسام الدین پارسا بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار کے خلفا سے ہین اور آغاز احوال مین حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کی صحبت مین مشرف بشرف قبول تھے لیکن حضرت خواجہ نے اُسکی تربیت خواجہ علاء الدین کے حوالے کی اور وہ آپ کی ملازمت مین درجۂ تکمیل و اکمل کو پہونچے آپ مین کمال پرہیزگاری اور تقوے اور رعایت آداب شریعت تھی اور اپنے احوال و اوقات کی محافظت مین اہتمام تمام رکھتے تھے حضرت فرماتے تھے کہ جب ہرات سے مین مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ کی صحبت کے ارادہ سے چلا بلخ مین آپ سے ملاقات ہوئی بہت خواہش کی کہ طریقہ خواجگان بیان کرین اور آنسے طریقہ لون ہرگاہ کہ مولانا یعقوب کی ملازمت کی نیت تھی مین نے قبول نکیا بہت مبالغہ کیا خاطر اُسطرف نگئی آخر فرمایا مجھے اسقدر مجال دو کہ اس طریق خاص کا بیان کرون شاید کہ کسی وقت تمھاری خاطر کہ بعضے کو اس طریق سے تربیت کرو اور ممکن ہو کہ لوگ تمسے اس طریق کی خواہش کرین نیز تمھین معلوم رہے اسکے بعد وہ طریق بیان کیا اور فرمایا کہ بہت آدمیون کی استعداد و استعداد کی ہوتی ہو کہ اس نسبت پر تھوڑے عرصہ مین اسقدر جمعیت حاصل ہوجاتی ہو کہ بہت مدت مین اس نسبت بغیر حاصل نہین ہوتی اور اس طریق کا جاننا تمکو ضرور ہوگا اتفاقاً جب تاشکند مین پہونچا ایک جماعت آئی اور اسی طریق خاص کی خواہش کی معلوم ہوا کہ مولانا حسام الدین اسیوجہ سے وہ تمام اصرار فرماتے تھے اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ مولانا حسام الدین کے اوقات شیخ بہاء الدین عمر بلکہ شیخ زین الدین خوافی کے اوقات سے باوجود کثرت اوراد و اذکار اُنکے زیادہ مستحکم تھے کمال سعی اور اہتمام رعایت اوقات اور احوال کی حفاظت مین کرتے تھے صبح سے عصر کے وقت تک سوائے وقت قیلولہ کے تجویز کی تھی کہ لوگ آپ کی ملازمت مین آمد و رفت کرین اور نماز عصر کے بعد سے صبح تک کوئی شخص اُنکے پاس نہ جانا اُنکے اوقات بہت مضبوط اور محفوظ تھے نماز تہجد اور اشراق و چاشت اور تمام سنتون کو لازم رکھتے تھے اور یہ عبادات اور تمام آداب شریعت خاطر جمعی کے ساتھ اُنکو حاصل تھے اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا حسام الدین کہتے ہین ہرچند جمعیت خاطر ہو لیکن وقت طعام بسم اللہ کہنا منافی نہین اور چاہیے کہ ترک نہو۔ اور حضرت سے سنا ہو کہ فرماتے تھے مولانا حسام الدین سے مین نے پوچھا کہ ابتداے کار مین طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے اندر ذکر کا ارشاد کسواسطے کیا ہو آپ نے جواب دیا کہ اس مقام پر ذکر درجات کی بلندی کے سبب ہو

مولانا ابو سعید رحمہ اللہ

یہ خواجہ علاء الدین عطار کے اصحاب عظام سے ہین حضرت خواجہ کے انتقال کے بعد خواجہ حسن کی خدمت اور صحبت مین رہے حضرت فرماتے تھے کہ سید قاسم تبریزی قدس سرہ کی نظر ہمیشہ مبدء پر تھی اور معنی توحید کا اثر غلبہ تھا جو حادثہ اور عارضے اس عالم کے پیدا ہوتے حضرت سید آپ کو مشرب توحید کے موافق اُسپر چھوڑ دیتے اور اُسکے مقتضا پر معاملہ اس سخن کی تقریب سے فرمایا کہ جس عرصہ مین حضرت خواجہ حسن عطار قدس سرہ خراسان مین آئے تھے اور ہرات مین حضرت سید قاسم قدس سرہ کے لنگر مین گئے اور اُنسے ملاقات کی اور حضرت مولانا ابوسعید بھی خواجہ حسن کی ملازمت مین تھے جب حضرت سید کی صحبت مین بیٹھے مولانا ابوسعید کی خاطر مین آیا کہ حضرت سید کے باطن مین تصرف کرین اور اس مقام مین ہوکر مستعد اس کام پر ہوئے حضرت سید واقف ہوئے کہ مولانا ابوسعید کا داعیہ تصرف ہے اور انکا کہ اہل توحید کا مشرب وسیع ہے اپنے تئین حضرت مولانا ابوسعید کے واسطے چھوڑ دیا اور اُنکے تصرف پر راضی ہوئے حضرت مولانا نے پورا تصرف کیا ہے اسطرح سے کہ حضرت سید کو ایک ذہول اور غفلت ہوگئی اور ایک ساعت خوب اپنے سے غائب رہے افاقہ کے بعد سر اُٹھایا اور حضرت مولانا ابوسعید سے کہا بارک اللہ بارک اللہ کرم آپنے کیا اور عنایت فرمائی حضرت خواجہ حسن اور مولانا ابوسعید دونون اُس صورت سے شرمندہ اور منفعل ہوئے ہین اور جب باہر آئے خواجہ حسن نے مولانا ابوسعید کو اُس بے ادبی پر ملامت کی ہے

خواجہ عبد اللہ امامی اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے اصحاب حضرت خواجہ علاء الدین سے ہین قدس سرہ فرمایا کہ اول بار جو مین حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کی صحبت مین پہونچا یہ بیت پڑھی مثنوی رو رو گم شو وصال اینست و بس + تو مباش اصلا کمال اینست و بس ترجمہ جا گم اسمین ہو کہ ہی یہ ہی وصال + تو نہ اصلا کہ ہی یہ ہی کمال + آپ نے ایک بڑے سادات کے التماس سے طریقۂ خواجگان مین رسالہ مختصر نہایت مفید لکھا ہے کہ اسمین سے بعض معنی یہ ہین جو تبرکاً لکھے جاتے ہین رشحہ طائفہ علائیہ کی توجہ کا طریقہ اور اُنکی نسبت باطنی کی پرورش کا ایسا ہے کہ جب چاہین کہ اُسکے ساتھ اشتغال کرین پہلے اس شخص کی صورت جس سے یہ نسبت پائی ہے خیال مین لائین یہان تک کہ حرارت کا اور اُنکی کیفیت معہودہ کا اثر پیدا ہوا اور اُسکے بعد اس خیال کو نفی نکرین بلکہ اُسے نگاہ رکھین اور آنکھ کان اور سب قوے کے ساتھ متوجہ بقلب ہون کہ وہ حقیقت جامعہ انسانی ہے اور مجموعہ کائنات کا علوی و سفلی اُسکا مفصل ہے ہرچند وہ حلول سے اجسام مین منزہ اور مبرا ہی لیکن ہرگاہ اُسکے اور اس قطعۂ لحم صنوبری کے درمیان نسبت ہے تو اس صنوبری کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور چشم و فکر و خیال اور جمیع قوے کو اُسپر جھکا دینا لازم ہے اور اُسکا حاضر ہونا چاہیے اور دل کے دروازہ پر بیٹھنا اور ہمکو شک نہین کہ اس حالت مین کیفیت غلبیت اور بیخودی کی منھ دکھلانا شروع کریگی اُس کیفیت کو ایک راستہ فرض کر لینا چاہیے اور اُسکے پیچھے پیچھے جانا اور جو فکر پیش آوے اپنے قلب کی حقیقت کی توجہ سے

اُسکی نفی کرنی چاہیے اور اُس جزوی کے ساتھ مشغول نہونا اور اُس جگہ مین بالکل گر پڑنی جب تلک وہ نفی نہو التجا
اُس شخص کی صورت سے کرنی چاہیے اور اُسکو نگاہ رکھنا اور جسوقت وہ نسبت پھر پیدا ہو اُسوقت خود وہ صورت
نفی ہوجاتی ہی مگر چاہیے کہ شخص متوجہ اُسکو نفی نکرے اور اگر بالفرض وہ صورت وسوسہ کی دور نہو چند بار اسم متعال
کے ساتھ بسبب معنی دل مین مشغول ہو کہ البتہ دفع ہوگی اور اگر اُس سے بھی دفع نہو چند بار تامل لا الہ الا اللہ مین کرے
اس طریق سے کہ لا موجود الا اللہ تصور کرے اور وہ وسوسہ جو تشویش دیتا ہی خواہ کسی قسم کا ہو چونکہ ایک موجود ہی
موجودات ذہنی سے بالتحقیق اُسکو حق سبحانہ کے ساتھ قائم دیکھے بلکہ عین حق جانے اسواسطے کہ باطل بھی بعضے
ظہورات حق سے ہی اور شک نہین کہ اس تامل مین ذوق آوے اور نسبت عزیزان کو قوت حاصل ہو اور اُسوقت
اُس فکر کو بھی نفی کرے اور حقیقت بیخودی کی طرف متوجہ ہووے اور اُسکے پیچھے جائے اور اگر لا الہ الا اللہ کے دل مین کہنے
سے بھی حضور پیدا ہوے چند بار جہر سے کہے اور اللہ کو مد دے اور بڑھا کے اور دل مین اُتار جاے اور اُسقدر
مشغول ہو کہ بہت ملول نہو جائے اور جب دیکھے کہ ملول ہوگا ترک کرے اور جانے کہ جب تک غلبیت اور بیخودی
اور نسبت عزیزان ترقی مین ہو حقائق اشیا مین فکر کرنا اور جزئیات مین دھیان لگانا عین کفر ہی مصرع
باخودی کفر و بیخودی دین است ترجمہ باخودی کفر بیخودی دین ہی + بلکہ اسما و صفات حق سبحانہ مین بھی اُسوقت
فکر نکرنا چاہیے اور اگر پہونچے بھی تو اُسکو نفی کرنا چاہیے اُن طریقون سے جو مذکور ہوے اگر کوئی کہے کہ اس صورت مین
نفی حق لازم آتی ہی ہم جواب دیتے ہین کہ حق کو حق کے لیے نفی کرسکتے ہین جیسا کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے فرمایا
ہی پس اگر فکر حق معرفت مین ہو ہرچند نفی اُسکی کرو چاہیے زیادہ ہو اسواسطے کہ حق کسی کی نفی سے منتفی نہین ہوتا ورنہ باطل
ہوا اور نیز اس طائفہ علیہ کی روحانیت کا مطلب توجہ بہ نیستی ہی کہ وادی حیرت کی سرحد ہی اور انوار ذات کی تجلی کا
مقام ہی اور وہان وجود نہین رہتا اور اسما و صفات مین فکر بیشک اس مرتبہ سے ادنی ہی اور چاہیے کہ بازار مین
اور گفتگو مین اور کھانے اور پہننے اور سب حالات مین اپنی اُس حقیقت جامعہ کو نصب العین کرے اور اُسکو تمام
جانے اور جزوی صورتون کے ساتھ اپنے حضرت جامعہ سے غافل نہو بلکہ سب چیزون کو اُسکے ساتھ قائم جانے
اور کوشش کرے کہ اُسکو تمام کلی اور جزی چیزون مین مشاہدہ کرے تاکہ اُس جگہ پہونچے کہ اپنے تئین سب مین
دیکھے اور تمام اشیا کو اپنے جمال باکمال کا آئینہ سمجھے بلکہ سب کو اپنے اجزا جانے مصرع نیک و بد سب جزو ہین مین روشن کُل
اور بات کہتے وقت بھی چاہیے کہ اس مشاہدہ سے بیخبر نہو بلکہ گوشہ چشم دل اُسکی طرف ہو اگرچہ ظاہر مین دوسری
چیزون مین مشغول ہو بیت از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش + اینچنین زیبا روش کم می بود اندر جہان ترجمہ
اندرون سے آشنا باہر سے بیگانہ کی شکل + اس طرح اچھی روش ہوتی ہی کم دنیا مین بس + اور ہرچند صحبت زیادہ نسبت
قوی تر ہوتی ہی جب اُس مرتبہ کو پہونچے کہ دل اور زبان مین فرق نکرسکے اور خلق اُسکے حجاب حق سے اور حق اُسکا

حجاب خلق سے ہوا اُسوقت ممکن ہی کہ صفت جذبہ سے اور اشخاص مین تصرف کیے اور اجازت ارشاد اور دعوت خلق بحق
کی اُس شخص کو ہو جو اس مرتبہ کو پہونچے اور چاہیے کہ اپنے تئین غصہ کرنے سے نگاہ رکھے کہ غصہ ہونا باطن کو نور معنی سے
خالی کرتا ہی اور اگر غصہ واقع ہو یا قصور ہو جاے کہ کدورت سخت طاری ہوا اور سر رشتہ نسبت کم یا ضعیف ہو جاے
تو غسل کر ڈالے اور اگر قوت مزاج وفا کرے تو ٹھنڈے پانی سے کہ بہت صفائی دیتا ہی ورنہ گرم پانی سے اور
کپڑے بدلے اور خالی جگہ مین دو رکعت ادا کرے اور چندبار سانس زور سے کھینچے اور اپنے تئین خالی کرے اور پھر
اُسی طریق سے متوجہ ہوا اور ظاہر مین بھی اپنے حضرت جامعہ کے سامنے تضرع و زاری کرے اور بالکل اُسکی طرف
متوجہ ہوا اور جانے کہ یہ حقیقت جامعہ تمام ذات و صفات حق کی مظہر ہی نہ یہ کہ حق سبحانہ نے اُسمین حلول کیا ہو بلکہ ایسی
ہی کہ جیسی صورت آئینہ مین ہو پس یہ عاجزی اور نیازمندی حق سبحانہ کے سامنے ہو گی

شیخ عمر باتریدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کے اصحاب سے ہین اور آپ مقبول کمال ایپ کے تھے حضرت نے
انکو دیکھا ہی اُنسے نقل فرماتے تھے کہ شیخ عمر کہتے تھے مشائخ عراق نے مشائخ خراسان کو خط بھیجا کہ
ہمارے جو احوال و مواجید مین اُنکے معانی کی تعبیر ان الفاظ سے کی ہی تحقیق مین کیا کلام ہی اور چند الفاظ کہ اہل مجاہدہ و مکاشفہ
کے اصطلاحی ہین لکھ بھیجے خراسان کے مشائخ نے یہ صورت ماوراء النہر کے مشائخ سے عرض کی اور اُنھون نے
مشائخ ترک سے پوچھا مشائخ ترک نے فرمایا ہم یہ نہین جانتے ہمارا جواب ہی کہ پارچہ بخشی بزتیمان و پارچہ بغدادی
بزتیمان یعنے سب خوب ہین ہم بُرے ہین سب گیہوان ہین ہم بھوسہ ہین یعنے اصل کام اس طریق مین نقصان و نفی وجود ہی

مولانا احمد مسکہ رحمہ اللہ

یہ منجملہ اصحاب حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے ہین اور آپ کے ملازم اور خدام آستانہ سے حضرت نے
فرمایا کہ ایک دن مولانا احمد مسکہ نے اوائل احوال مین حضرت خواجہ سے اجازت مانگی کہ بدخشان مین اپنے عزیز و
اقارب کے ملنے کے لیے جاوے اور بدخشان سے پلٹنے کے وقت راستہ مین ایک جگہ پہونچے کہ ایک غول صحرائی
لوگونکی لڑکیون کا پانی مین اُترکر نہا رہا تھا مولانا احمد کو وسوسہ اُنکے دیکھنے کا ہوا اور یہ دغدغہ اُسپر غالب ہوا
اور اُسکو بیقرار کر دیا اُسکی خاطر مین آیا کہ ایکبار دیکھ لون اور اس تشویش سے خلاص ہون آگے جا کر ایک لحظہ
اُنکو دیکھا اور پھر آیا اور جب حضرت خواجہ کی صحبت سے مشرف ہوا اتفاقاً ایک مجمع کثیر اور مجلس بزرگ منعقد ہوئی
تھی حضرت خواجہ بر سر جماعت مولانا احمد کیطرف متوجہ ہوئے کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین محاسبہ ہی اس
زمانہ سے کہ ہمارے سامنے سے گئے اور واپس آئے اس مدت مین جو کچھ تمھارے اوپر گذرا اُسکو بسبیل اجمال
بیان کرو مولانا احمد بیان کر چلے اور بہت کچھ کہا جب نظارۂ دختران کے قصہ پر پہونچے تو اُسکو بیان نہ کر سکے حضرت

خواجہ نے فرمایا کہ کچھ باقی رہا ہے جو تمنے نہین کہا البتہ کہنا چاہیے چارہ نہین ہے اور اگر تم نہ کہوگے ہم کہدینگے اور تمکو رسوا کرینگے مولانا احمد نہایت مضطرب ہوگئے اور کوئی علاج بجز افشا اُس راز کے ندیکھا آخر الامر نہایت شرمندگی سے تمام تر قصہ بیان کیا حضرت خواجہ نے مولانا احمد سے منہ پھیرا اور فرمایا کہ جوان گرم رو کو دیکھو مولانا احمد کہتے تھے کہ مین اُس مجلس مین دہشت اور خجالت سے ایسا ہوگیا کہ نشان میری ہستی سے باقی نہ رہا تمام وجود میرا گویا کہ جان آتش مین سے نکل گئی اور بالکل اپنے سے مین خالی ہوگیا

درویش احمد سمرقندی رحمہ اللہ

کنیت اُسکی ابو الیاس ہے اور لقب جمال الدین اور نام اُسکا احمد بن جلال الدین محمد سمرقندی الکرجی درویش احمد ظاہر مین مرید شیخ زید الدین الخوافی قدس سرہ کا ہے اور حضرت نے اُسکے لیے اجازت نامہ لکھا ہے اور اُسکے آخر مین اپنا نام مبارک اور تاریخ کتاب ایسی لکھی ہے کتب ہذہ الاحرف العبد الفقیر الے الکریم الوافی زین الخوافی ثبتہ اللہ علے قوانین اہل الطریقۃ واوصلہ الے ذروۃ مقامات الکمل من ارباب الحقیقۃ تذکرۃ للولد الاعز الیار احمد السمرقندی فتح اللہ علیہ ابواب الحقائق وعرفہ التمییز بین الدرجات والدقائق فے رجب سنۃ احدی عشرین وثمانمائۃ فی بعض نواحی ہرات صینت عن الآفات لیکن حسب حقیقت مشرب اہل توحید وجود اُسپر غالب تھا اور خاندان خواجگان سلسلہ نقشبندیہ قدس اللہ ارواحہم سے تولا اور محبت کرتا تھا اور سفر خراسان وعراق اور حجاز اور ماوراء النہر سے پیشتر حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کی صحبت مین اکثر حاضر ہوتا رہا اور حضرت کی مجلس شریف کی برکات سے بہرہ مند بخظ تمام ہوا اور بعد از مفارقت صوری اور مہاجرت ضروری کے ہمیشہ آپ کی صحبت اور خدمت کے جاتے رہنے پر اظہار حسرت اور ندامت کرتا رہا جیسا کہ اُن خطوط مین جو اُسکو لکھے یہ مضمون واضح ہے اور انحضین مکتوبات سے یہ مکتوب خط مبارک درویش احمد سے شہادت کے واسطے نقل ہوا اور ہو بہو ہوا الجامع ایزد سبحانہ وتعالی مشرقیان ومغربیان گیتی را الفرجہ بعزا وملالہ غرہ مصفا آن نور دیدہ مردم عالم کہ مردم دیدہ خواص آدم ستہ نتیجہ مظہر انوار سبحانی ولطیفہ مہبط آثار رحمانی پرتو شعاع خلق ارواح شبنم ہوا سے اربعین صباح المستبدع سلالتہ من الخمر العظیم المستوزج فصالتہ من اروقیہ الکریم نور ریاض التحقیق قطرہ حیاض التوفیق عنوان صحائف الطریقۃ لمعان لوائح الحقیقۃ شہاب فلک الدرایۃ ودری سماء الولایۃ دائرۃ نقطۃ الالباب نقطۃ دائرۃ الاقطاب سکینۃ قلوب العاشقین علاء الحق والملۃ والدین شمس الاسلام والمسلمین المخصوص بالطاف رب العالمین مخدوم کہ زجاجہ دل محبان بفروغ زیت وجود او نور علے نور ست وخطبہ مدبلت لسان صدق فے الآخرین بموسعہ اذکار او مذکور البسہ اللہ لباس المجد والجلال واسکنہ مقاعد الاعدال براہ سعادت جاودانی ومربع اقبال نامتناہی ارزانی دارد وہو المجیب لمن دعاہ وانا درسے علے القبول والاعطا

نظم خدای عز وجل نور این سعادت را + چو آفتاب بر ایوان آسمان دارد + صحیفة تحیتی ارق من نسیم الاسحار +
ووثیقة محمدة ابهج من شمیم الازهار + اسے اقصے غایات العبودیة ومدی نهایات العبودة ازین خفیض نیاز بدان
ذروه معارج نماز رسند معالی واعزاز ست تبلیغ می افتد شعر الا یا نسیم الریح ان زرت ارضهم فتحمل سلام اهل الخیام سلامی + وعرضه
بیدپیداران آستان کرم نیم کرد لی ودر روحانی وعروه وثقی دینی ودنیاوی کز نبی [illegible] محمد مام جبل متین آسمانی است آن دودمان
آفتاب اضاءت که شمع هدایت سرای جهان در ظلمات ظلمانی ست بیت بقاء هم عصمة الدنیا و عنهم بکشف
ستار منصة الایام منسدل + مسکین غریب شکسته تنها بنده مخلص و محب متخصص که غریق بحار فراق و حریق نوائر اشتیاق
است امید که کمینه نعلین بردار آن عتبه است بچهره تمنی زمین آن درگاه که نمونه جنة عدن بها است ببساید و با سپین مژه گوهر بار
و دامن [illegible] خاک آن سرکوی دولت که موقف سبابات بختیاران و مطاف کرامت نیک بختان است
می روبد و بلب حسرت حاشیه آن بساط مبارک که بوسه گاه لب [illegible] اهل الله است می بوسد و بقبول عند و مفارقت
وانقطاع از خدمت انبیا و اولیا صلوات الرحمن علیهم و قدس الله اسرارهم تشفیع می آورد که درین مدت تقصیر علی الدوام
جوامع همت و مجامع نهمت بر آن مقصور بوده است که بهر چه زود تر خویشتن را در آن صف نعال جای ساخته آید
لیکن چون تبدل احوال و مقدورات و آجال بیاب موانع و نقاب [illegible] این بیچاره می کشیده است
و زنجیر تقدیر به سلسله مشیت در زندان حرمان و هجران [illegible] جز صبر و تسلیم روی نموده است بیت
کسی ترجوانی [illegible] ادم نمی تواند زد + که نقشبند حوادث ورای چون و چرا است + ما کل ما یتمنی المرء یدرکه + تجری
الریاح بما لا تشتهی السفن + روز و شب یاد مه آن شیمن صباح وآن جبین برواح گاه و بیگاه آتشین می بسته ام
که همیار الحال [illegible] میداده که این چه مقدور ست که وقت [illegible] این شکسته [illegible] که بعد از آن که آفتاب سعادت [illegible]
خونت سایه [illegible] بر سر این محروم انداخت [illegible] سائبان اهل الحق [illegible] بوده [illegible] که مطلع آثار
انوار خورشید حق ومشرح البصار انظار حقیقت است الذی تقصد الیه القاصدون والصادقون ونیها الاولون والآخرون
روزگار مطالعه آیات بینات الٰهی نموده و شواهد اعجاز و دلائل اعجاز نامتناهی مشاهده کرد و براهین ساطعه منتج [illegible] که
ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر از حجب غیب و استار لاریب نظاره کرد ناگاه دست نامرادی رقم
مباینت بر لوح آن ملازمت کشید و کارگذاران این خیمه آبگون که فراشان کارخانه ابداع ان کن فیکون اند رخت این
گدای بر راحله فراق بر بستند و از آن مرکز عز و اقبال که محل اعلای کلمة الحق است در اکناف آفاق و اطراف اقطار
پریشان کردند بیت وان کنت لا ارضی بوصل منقطع + فما انا راض بالتوالی فی خیالها + بیت یارب چه عهد بود که عهد وصال تو
در گلشن امید نسیم شمال بود + آسوده بود دل زفراق و بسوخت جان + هر دم ز دوست تازه نوید جمال بود + گیتی چنان
ربود زما عهد آن وصال + گفتی مگر در آئینه جان خیال بود + امید از کون کون و مکان و مقدور کن مکان آنست که بیاب

دیگر خاک آن درگاہ کہ کحل الجواہر اہل دید است بزودی در دیدہ ستمدیدہ کشیدہ آید و اکنون کہ میدان حیات تنگ شدہ ہادی
رحیل مقرعہ تحویل خواہد جنبانید و آفتاب جان روی بمغرب ابد خواہد آورد و مرغ آتشی از دامگاہ نفسے پرواز خواہد کرد و ہما ئر
ہمایون عرشی این قفس چار در فرشی را پدرود خواہد نمود و بنا کہ ہست و بود و خواہد دست تولا .. دامن عاطفت آنحضرت
زدہ آید و ہو سیدان آن پای کہ تاج سروران است کار آن سرای ساختہ آید انشاء اللہ العزیز بیت
سر رشتہ بدست تست من دست آموز + چون سوی خودم کشی بسر بازم بیت چنین کہ من ز فراقت اسیر و رام
گرم تو دست نگیری کجا توان برخاست + علیہ اعتمادی فی ہذہ الامنیۃ وعلیہ التوکل وبہ استعین آری اگر نماز در
اول تحریم و تکبیر دل حاضر باشد در آخر تسلیم جان ناظر غیبتہا و غفلتہا کہ در میانہ رود آنرا بکرم عمیم بعفو بر بسیکبند آن طاعت
شکستہ بستہ را درمی پذیرند کرم از آن بیشتر نتواند بود و رحمت از آن فزون تر صورت نتواند بست شفقت بر فرو ماندگان
از آن وافر تر تصور نتواند کرد انشاء اللہ این چند رقم کہ رقعۂ نیاز است و بعرق تشویر و قلم دہشت بر بیاض خجالت ثبت افتاد
در آن حضرت معلی یابد و فتراک قبول این فرو ماندہ را دست آویزی تو نامزد شود بیت جارت سلیمان یوم العرض قبرۃ
یاسیتے برجل جراد کان فی فیہا + ترنمت بلطیف القول واعتذرت + ان الہدایا علے مقدار مہدیہا + بہدیہ رد ملکی انکار
کہ پاے ملخی تحفہ بمور سوی تخت سلیمان آرد حالیا روئے نیاز بر آستانہ بے نیاز می مالد و زار زار بدرد دل می نالد باشد کہ
بحکم العود احمد ازین سوی دری بگشاید و از آن جناب اشارتے آید کہ عود • احمد • اعود اسے وصالے عود و ادرع
باز اگر ترا نیاز میانم داشت + بیت شود میسر آیا دریجہان انیم + کہ باز با تو دمی شاد مانہ بنشینیم + بگوش دل سخن
نکتہ شاہی تو بشنوم + بچشم جان رخ راحت فزای تو بینیم + اگرچہ در خور تو نیستم قبولم کن + اگر بدیم و گر نیک چون کنم اینیم +
خدام آنحضرت و ملازمان آنجناب یالیتنی کنت معہم فافوز فوزا عظیما علے الخصوص خواجہ نیک بخت مقبول آنحضرت خواجہ
کافور سلمہ اللہ با جمیع اہل بیت از مخلصان دعا و تحیت قبول فرمایند و آرزومندی زیادہ از آن دانند کہ بتحریر بیان آن
توان کرد بیت و توجع الایام کو پس فراقنا + لانبعث الاآفاق شعب الذوائب + فی غرۂ محرم سنۃ اثنی وعشرین و
وثمانمائۃ تسوید این ارقام ناتمام بتطویل انجامید و سیاقت این نیاز نامہ بحکم کثرت شد ولیکن غمزدگان فراق و ماتم رسیدگان
اشتیاق را معذور باید داشت بیت زچندان آرزومندم کہ وصفش در بیان آید + وگر صد نامہ بنویسیم حکایت بیش از آن آید
ہموارہ سدۂ عالیہ مقصد ارباب سعادت باد بمنہ وینہ حضرت فرماتے تھے کہ شیخ زین الدین الخوافی علیہ الرحمۃ
نے اوائل میں درویش احمد سمرقندی کے ساتھ بڑا اہتمام رکھتے اور اُسکے کام چلانے میں خاطر متوجہ کرتے اور اُسکو
جامع مسجد کے ہرات ایک حجرہ میں واعظی پر مقرر کیا تھا اور ہر ہفتہ عشرہ شہر میں مشہور تھے اور اُسکی مجلس میں آتے اور
اہل شہر کو اُسکے وعظ سننے کی ترغیب فرماتے اور اُسکی مجلس کی جمعیت میں بڑا اہتمام رکھتے اور لوگوں کو امر کرتے کہ
اُسکے ہاتھوں پر بیعت کریں چند روز کے بعد درویش احمد سے بہت رنجیدہ ہوئے اور اُسکی تکفیر کی اور لوگوں کو

اُسکی مجلس سے نفرت دلاتے اور بہت منع کرتے اور بالکل اُس سے دل ہٹا لیا اور اُنکے رنج خاطر کا سبب یہ تھا کہ درویش احمد برسر منبر حضرت سید قاسم قدس سرہ کے ابیات بہت پڑھا کرتے اور آخر مجلس مین بھی فرماتے تا کہ قوال اشعار سید قاسم کے گاتے تھے اور ہر چند حضرت شیخ اُسکو روکتے باز نہ آتا اور اس جہت سے درویش سے وہ نہایت رنجیدہ خاطر ہوگئے تھے یہان تک کہ درویش کی مجلس وعظ مین سات آٹھ آدمی سے زیادہ نرہے حضرت نے فرمایا کہ یہ رنجش اور غضب حضرت شیخ کے بعد ازان ہوئی ہو کہ مین ہرات سے جانب حصار و بلغنو کے حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ کی ملازمت کو گیا تھا اور تین مہینے اُس سفر مین رہا جب ہرات مین پھر آیا درویش کی صورت حال اور حضرت شیخ کا غضب اور کیفیت اُسکے وعظ کی اس نہج پر کہ واقع ہوئی تھی مین نے سُنی مجھے بہت ملال ہوا اور اُسوقت مجھے درویش سے چندان آشنائی نہ تھی ایک دن ملک دروازہ سے شہر مین آتا تھا درویش پل پر وان پہ سامنے آیا اور گھوڑے سے اُترا اور کہا آپ کی صحبت کی نیت سے مین اپنے گھر سے نکلا ہون چاہتا ہون کہ آپ کے حجرہ مین آؤن اور درد دل جو ہے عرض کرون اور اُسوقت حجرہ کی کنجی حضرت مولانا سعد الدین کاشغری کے پاس تھی دل مین کہا شاید کہ حضرت مولانا ملجائین تب درویش کے ساتھ اپنے حجرہ کیطرف جو مدرسہ غیاثیہ مین تھا روانہ ہوا اور اُسنے گھوڑا اپنے گھر بھیجدیا اور راستہ مین حضرت مولانا سعد الدین ملے ہم سب حجرہ مین آگئے اور جب بیٹھے بات کرنے سے پہلے درویش نے رونا شروع کیا پھر اظہار ملال کی شکایت کرکے تمام قصہ بیان کیا کہ مجھے ایسی اور ایسی ایذا پہونچائی اور میری مجلس وعظ مین کوئی نرہا اور اثنا رکلام مین بھی بہت رویا پھر کہا مین اپنے کام مین نہایت حیران تھا ایک عزیز نے مجھسے کہا کہ تیرے کام کی کشود اگر ہے تو فلان شخص سے ممکن ہے اس امر عظیم کی سربراہی دوسرے کے ہاتھ سے نہوگی اور اُس دوست نے مجھے آپ کے لیے امر کیا ہے اب مین نے اپنا دست نیاز آپ کے دامن عنایت مین دیا ہے حضرت نے فرمایا کہ قصہ درویش کی سماعت اور اُسکی گریہ وزاری سے مین نے اپنے دل سے مہر اسنج معلوم کیا اور سیر دل اپنا چلا مین نے دیکھا کہ خاطر بے اختیار درویش کی طرف متوجہ ہوئی اور اُسطرف مشغول ہوئی مین نے کہا مضائقہ نہین ہے تم فلانی مسجد مین آؤ اور وعظ کہو ہمارے دل مین آیا ہے کہ البتہ تمھاری مجلس کو جمعیت اور کثرت پہلے سے زیادہ ہوگی درویش خوش ہو کر اُٹھا اور اُس مسجد مین کہ اشارہ ہوا تھا وعظ کہنا شروع کی بعد از چند روز لوگون نے اسقدر ہجوم کیا کہ وہانسے مسجد وسیع مین جانا پڑا اُسی جہت سے تین چار مسجد مین گئے بعد ازان اجتماع اور غوغا اُسدرجہ کو پہونچا کہ خواہ نخواہ مسجد جامع مین جانا پڑا جامع مسجد مین خلق کا انبوہ اسقدر ہوا کہ ہر مجلس مین چند نوبت درویش کہتا تھا اُسکو بخشیے کہ نزدیک تر بیٹھو ہر چند آدمی ایک دوسرے سے ملکر بیٹھتے تھے درویش کی آواز مجلس کے کنارہ تک نہین پہونچتی تھی اس غوغا اور ازدحام کی خبر حضرت شیخ زین الدین خوافی کے کان مین پہونچی ہر چند اُنھون نے مقابلہ مین کوشش کی پیش رفت نہوئی اور مجلس درویش کی کثرت زیادہ ہوئی اور لوگون مین مشہور ہوا کہ ایک تاشکندی جوان نے شیخ زین الدین خوافی سے معارضہ کیا اور بازی لیگیا اسکے بعد شہر ہرات مین ہم مشہور ہوگئے کہ شیخ کے

مریدجہان ہمکو دیکھتے باہم کہتے کہ انھون نے درویش احمد کی مدد کی اور اُسکی مجلس کو رواج دیا فرماتے تھے کہ اول مقابلہ کہ جوانی مین ہمنے کیا شیخ زین الدین خوافی سے کیا اور غالب آئے اور فرماتے تھے کہ طفولیت سے پھر میرا طریقہ اسطرح رہا ہو کہ کوئی لڑائی اور عناد مین غالب میرے اوپر نہین ہوا جسنے مجھسے جنگ کی اُسکا کام نہوا اور فرماتے تھے کہ میرزا سلطان ابوسعید کہتے تھے کہ خواب مین مین نے دیکھا تھا کہ اولیا کی ایک جماعت نے مجھسے کہا کہ خواجہ عبید مین شیر کی قوت ہو اُس سے لڑائی اور عداوت نہین کر سکتے جس طرف وہ ہو اور جو اُسکا دل چاہے وہی ہوتا ہو فرمایا کہ تیغ خواب دیکھا تھا صغر سن سے جانتا ہون کہ جسنے مجھسے لڑائی کی مغلوب ہوا اور اُسکی نہین کچھ چلی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے خادمون اور ملازمون سے کسیکو لڑائی کی مجال نہین ہو البتہ وہ غالب ہین حضرت درویش احمد کی وعظ کے بہت معتقد تھے فرمایا کرتے کہ درویش احمد کے وعظ کیطرف میری خاطر بہت مائل تھی بہت اچھی باتین کہا کرتا اُسکی مجلس وعظ مین شیخ ابوحفص حداد و شیخ ابوعثمان حیری ہوتے چاہیئے تھے اور کبھی فرماتے کہ اُسکی مجلس مین شیخ ابوالقاسم جنید اور شیخ ابوبکر شبلی حاضر ہوتے تو سزاوار تھا کہ اُسکے حقائق بلند کو سنتے ایک دن اپنی مجلس وعظ مین سخنان بلند اور باریک کہتے تھے ایسا پایا کہ بعضے منکران مجلس کہتے ہین کہ ایسی باتین کسلیے کہنی چاہیین جو کوئی نہ سمجھے فی الفور کہنے لگے کہ اس سبب سے کہ تو لیت ہوا اور اس گروہ کے سخن عالی کو تو نہ سمجھے کہان سے معلوم ہوا کہ مجلس کے سب حاضرین ایسے ہی ہین شاید کہ اس مجلس مین ایسے لوگ ہون کہ یہ سخن اُنکی نسبت گذرتے ہون سب کو اپنے مثل کم سمجھ اور لیت نجاننا چاہیے اور حضرت یہ بھی فرماتے تھے کہ درویش احمد بر سر منبر نہایت اونچی باتین کہہ رہے تھے اور نفاقی لوگ طعن و انکار سے زبان کھولتے تھے اور اُنکی طرف سے جواب معتقدون کا یہ تھا کہ یہ سخن اُنکے بے اختیار آتے ہین اور بعضے اہل مجلس کی استعداد کے موافق کہے جاتے ہین اُنکا کوئی اختیار اور گناہ نہین ہو اور حضرت یہ بھی فرماتے تھے کہ ایکدن مین اُسکی مجلس مین حاضر تھا آپسے ایک سخن نہایت درجہ بلند اور لطیف ظاہر ہوا اور وہ اس سخن پر تفاخر کرتے تھے اور اپنی استعداد سے پیدا ہوئے جانتے اہل مجلس پر بہت احسان رکھا اور کہا مین ہی ہون کہ میرے واسطے سے حقائق غیبی اور معارف لاریبی تمھارے کان مین پڑتے ہین اور تحقیق اُنکی قدر نہین اور اُسکے شکر سے عہدہ برآ نہین ہوتے اور اس مضمون کو دوبار کہا اور حد سے زیادہ احسان رکھا اور اس باب مین بہت ہی مبالغہ کیا مجھے بہت ناپسند آیا مین نے کہا کیونکر ثابت ہوا کہ یہ سخن تیری حقیقت سے پیدا ہوا ہو کیونکہ مین اُسپر حمل کرتا کہ اس مجلس مین شاید بعضے ہون کہ اُنکی استعداد مبداء فیاض سے ان باتون کا جذب کرتی ہو اگر اہل مجلس کی قابلیات اور استعدادات نہون تم کچھ نہین کہہ سکتے میرے گرد جب یہ تھا مین نے اُسکے گریبان مین اپنا سر کر لیا اور انگوٹھے اپنے کانون مین دے رکھے اور حبس نفس کر لیا اور کہدیا کہ میری بات نہین سنتا دیکھون کسطرح تو معارف کہیگا فوراً حضر یعنے مبتدا اور عاجز ہو گیا اور سخن کا راستہ اُسپر مسدود ہو گیا ہر چند کوشش کی کہ بات کہے میسر نہ آئی جانا کہ یہ بندش کہان سے ہو منبر پر ہی سے کہنا شروع کیا کہ یہ کیا بات ہو

ایک فقیر پر راہ سخن کو بند کردیا اور سامعین کو محروم کرنا آخر چارہ ندیکھا منبر سے اُتر آیا اور مین نے اپنے کو لوگون مین اُسکی
نظر سے چھپا دیا اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ درویش احمد بہت دلیر تھا اپنی وعظ مین کہتا تھا کہ ایک دانشمند اور عالم
جلدی سے نماز ادا کرتا ہے اور تحمل اُسے نہین کہ امام سلام پھیرے جلد مسجد سے نکلتا ہے جامہ ہائے صوف پہنتا ہے دربار علیکہ اور
فیروزشاہ مین گئے سگ دنیا کے مانند پھر کہا استغفر اللہ استغفر اللہ اگر قیامت کے دن حق سبحانہ سوال کرے کہ جو گناہ کہ سگ نفس
سے نافرمانی اور گناہ نہین ہوا اُسکے نام کا ایسے نافرمان گردہ پر کسواسطے اطلاق کیا کیا جواب دیگا بلکہ سگ سگان مثل علیکہ
و فیروزشاہ کے جو درندگی مین قوت رکھتے ہین اس جماعت کو یہ قوت نہین ہے جو کچھ اُنھون نے درندگی سے پیدا کیا
ہے اور جو مردار اُنھون نے جمع کیا اُسپر یہ لوگ اکٹھے ہوئے ہین اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ ایک دن درویش احمد
اپنی وعظ مین فرماتے تھے کہ بعد ازین چند روز وعظ نہ کہونگا اسواسطے کہ وعظ علی الدوام دو قسم کی ہے کہ لوگ کہ سکتے ہین
ایک یہ ہے کہ بسبب متابعت شریعت بالکل آپ سے رستگاری پائی ہو اور نفس کے آثار و دواعی سے اُسمین کچھ باقی
نہین رہا نہ رعونت اور نہ حظ نفس اور طلب نفع باعث نہو بلکہ حقانیت محض اور شفقت بر مردم باعث ہو دوم وہ
شخص کہ اُسکو آخرت اور حق سبحانہ سے کچھ غرض نہو اور اُس عالم کے اسباب مہیا کرنے کی فکر نرکھتا ہو بلکہ اُسکا نتیجہ
خلق کیجانب ہو اور دنیا کے حظوظ کا پورا کرنا اور رعونت نفس ہو اور حظ اسکا ہو سو مین قسم اول سے نہین اسواسطے کہ آثار
نفس کی بقایا میرے اندر بہت ہین اور مین معترف ہون کہ میری طبعی خواہشین تمام و کمال دور نہین ہوئین اور دوسری
قسم سے بھی نہین ہون اسواسطے کہ امور آخرت کا ملاحظہ اور اُس عالم کے تہیہ اسباب کا غم مجھے بہت ہے پس چند روز وعظ
مین نے کہی چند روز اور نہین کہتا ہون۔

رشحہ درویش احمد علیہ الرحمۃ کے خط مبارک سے دیکھا گیا ہے کہ مجموعہ مین لکھا ہے کنت فی القدس متوجہا الی حضرۃ القدس
سمعت منہ جل طہرہ یقول جننت لی قلت کیف الجنت یا رب قال جل و علا بخلو شرک عن غیری والتوجہ بالکلیۃ الی
وسمعت فی درویش آباد فی الیقظۃ کلاما روحانیا بکلام روحانی یقول این خود کہ گوئی من ذات شریفم نیست از عبارت
آن فہم کردہ شد کہ یعنے بعضے میگویند کہ وجود مقید عین وجود مطلق است یعنے وجود مخلوق عین وجود خالق است چنین
نیست تعالے اللہ عن ذلک علوا کبیرا الحمد للہ کہ بمشاہدہ معلوم ہوا کہ وجود خالق منزہ ہے اسسے کہ عین
وجود موجودات کا ہو اور اُس روز بعد از حلقہ اور ذکر کے مشاہدہ کیا گیا کہ ایک نور ہے پھیلا ہوا اور تمام کائنات اُس
نور علی کے پرتو مین مثل ایک ذرہ کے ہے یہ واقعہ وہ ہے کہ جس طرح ایک ذرہ نے شمس وجود کے نور سے نمود پائی ہو اور اُسسے
ظہور پایا بعینہ نسبت تمام موجودات کی آفتاب حقیقی سے ایسی ہی ہے اس حیثیت سے کہ شمس حقیقی کے نور سے ظاہر
ہوگئے اور اُسی کے ساتھ قائم ہین اور اس فقیر کو عروج اور تجرید کرامت کی اور وہ عروج ذات حق مین تھا سبحانہ
تعالی اور اُس تجرید اور معراج مین فرق ذات حق اور ذات اس فقیر مین وہ تھا کہ ذات حق کو نہایت نہ تھی اور

ذات اس فقیر کو منتہا تھی آیت ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم نے اسی مقام سے خبر دی ہے اس بزرگ نے اپنے مشاہدہ مین جو کہا ہے لیس بینی وبینہ فرق الا ان تقدمت بالعبودیۃ اور شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری قدس اللہ تعالیٰ روحہ کو خواب مین دیکھا گیا کہ فرمایا ہمارے اور تیرے درمیان پدر و فرزندی ہے جیسا کہ مائی اور تو فی درمیان مین ہے اور حضرت درویش احمد نے ان باتون کے اخیر مین یہ ابیات لکھے تھے **اشعار** عشقم کہ درد و کون مکانم پدید نیست ✚ عنقای مغربم کہ نشانم پدید نیست ✚ ز ابرو و غمزہ ہر دو جہان صید کردہ ام ✚ منگر بدان کہ تیر و کمانم پدید نیست ✚ چون آفتاب در رخ ہر ذرہ ظاہرم ✚ از غایت ظہور عیانم پدید نیست ✚ گویم بہر زبان و بہر گوش بشنوم ✚ وین طرفہ تر کہ گوش و زبانم پدید نیست ✚

سید شریف جرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ جملہ منظوران و مقبولان حضرت خواجہ علاء الدین عطار سے مین قدس اللہ تعالیٰ سرہ حضرت مخدوم قدس سرہ نفحات الانس مین لاتے ہین کہ اس فقیر نے بعض عزیزون سے سنا ہے کہ قدوۃ العلماء المحققین و اسوۃ الکبراء المدققین صاحب تصانیف فائقہ و تحقیقات رائقہ سید شریف جرجانی رحمہ اللہ کہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار کے سالک اصحاب مین منسلک ہوئے ہین اور آپ کے خدام و ملازمان سے نیاز اور اخلاص رکھتے ہین انھون نے بار ہا کہا ہے کہ جب تک مین شیخ زین الدین علی کلان کی صحبت مین نہین پہونچا جو مشائخ شیراز سے ہین رفض سے خلاص نہوا اور جب تک مین حضرت علاء الدین عطار سے نہ ملا خدا کو نہ پہچانا۔ حضرت نے فرمایا ہے کہ میرے ماموں خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ مین مدرسہ ایلچی تیمور مین رہتا تھا حضرت سید شریف بھی وہان رہتے تھے سردی کے موسم مین صبح ہی پاؤن مین کفش پہنے حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کی ملازمت مین اولاد صاحب ہدایہ کے مدرسہ مین آتے تھے مجھے بھی ساتھ لاتے بہت دیر ہم بیٹھے رہتے تب فرصت اور اجازت اندر جانے کی ہوتی صبح نہار کے وقت ملازمان حضرت خواجہ تکلف سے کھانے مثل کیچ اور برنج اور دیگر تکلفات تیار کرتے مولانا بہاء الدین اندجانی جو علماء متقی سے تھے کبھی کبھی اس مجلس شریف مین آتے تھے ایکبار صبح کو یہ کھانے لائے انکی خاطر مین گذرا کہ سحر کو درویش لوگونکا یہ تکلف کس قسم کا ہے اور کیا ضرور ہے کہ اسقدر تکلف کرین حضرت خواجہ کو انکی ضمیر پر اشراف ہوا فرمایا کہ مولانا بہاء الدین کھانا نوش کرو اگر حلال ہوگا تو ضرر نکریگا۔ اور حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ نے حضرت سید شریف کو مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمۃ کی صحبت کا حکم فرمایا ہے اور حضرت سید حضرت خواجہ کے فرمانے کے موافق حضرت مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمہ کی ملازمت بہت کرتے رہے۔ حضرت فرماتے تھے کہ حضرت مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جب حضرت سید شریف حضرت خواجہ علاء الدین کی صحبت مین آئے اور حضرت خواجہ نے انکو قبول فرمایا انھون نے حضرت خواجہ سے التماس کی کہ مجھے کسکی صحبت کا اصحاب سے حکم ہو کہ اُسکی صحبت سے مجھے الفت ان مجالس کی حاصل ہو اور اہل اس نسبت سے مناسبت پیدا ہو حضرت خواجہ نے انکو میری صحبت کا حوالہ کیا اور حضرت سید بعد فراغ درس آتے اور ہمارے سامنے بیٹھتے اور سکوت کرتے ایک روز بیٹھے ہوئے تھے اور ہم

ہین تھے اچانک بیخودی اور بے طاقتی اُنسے ظاہر ہوئی چنانچہ عمامہ اُنکے سر سے گر پڑا ہم آگئے اور عمامہ اُنکے سر پر رکھا جب اپنے حال مین آئے اُس بیخودی کا سبب مین نے پوچھا کہا بہت عمر گذری کہ مجھے یہی آرزو تھی کہ ایک ساعت میری لوح مدرکہ نقوش علمی سے پاک ہو اور ایک وقت اپنی معلومات کے اندیشہ سے خلاص ہو نی سو وقت اس صحبت کی برکت سے وہ بات حاصل ہوئی اُسکی لذت کے ذوق وافر سے مجھے یہ بیخودی ہوئی اور مجھسے یہ بے ادبی صادر ہوئی حضرت سید شریف علیہ الرحمہ نے اوقات مفارقت ومحرومی ملازمت حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ مین خطوط اور رقعہ حضرت کی خدمت مین بھیجے ہین اور اُنمین سے یہ مکتوب ہین کہ تیمناً اور تبرکاً لکھے جاتے ہین۔

مکتوب اول حضرت حق سبحانہ وتقدس سایہ ارشاد پناہی بندگی حضرت قطب الاقطاب محرم حظیرۂ قدس ہین الارباب سلطان المحققین وبرہان المدققین واقف الاسرار وقدوۃ الاخیار مرشد الخلائق وموضح الطرائق ظل اللہ علی العالمین وملجاء الطلاب والمسترشدین اعلی اللہ سبحانہ امرہ وشانہ را بر سر کافۂ انام الی یوم القیام ممدود ومبسوط داراد این ضراعت از مقام معلوم مرفوع گردانیدہ وتبین التفات خاطر عاطر کیمیا خاصیت آن درگاہ مستظہر بودہ ومی باشد رجاء واثق است کہ سعادت پابوس وشرف ملازمت عتبہ علیہ براحسن احوال میسر گردد دیگر احوال ظاہر وباطن موجب حمد وثنا ست واعتصام کلی بکرم عزیزان است وتمسک بعروہ وثقی نسبت ایشان والحمد للہ علے ذلک مخدوم زادگان علی الاطلاق علے الخصوص والخلوص نادر الآفاق کریم الشمائل والاخلاق تاج الملۃ والدین خواجہ حسن احسن اللہ احوالنا بلقائہ خدمات قبول فرمایند ملازمان سدہ علیا ومبارزان میدان بقا لبعد الفنا مولانا صلاح الدنیا والدین ومولانا کمال الدین ابو سعید باسائر اخوان صفا دعوات مشتاقانہ تامل نمایند والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وتحیاتہ۔

مکتوب دوم قطعہ ومن عجب انی احن الیم + واسأل عن اخبارہم وہم معی + تشتاقہم عینی وہم فی سوادہا + ویطلبہم قلبی وہم بین اضلعی + شعر ای صورت توصورت الطاف الٰہی + درصورت تو معنی حق نامتناہی + خاک کستانہ بوسیدہ این بیت را تکرار میکند کہ بیت ولوان لی فی کل منبت شعرۃ + لساناً یبث الشکر کنت مقصرا + الطاف اعطاف بندگی مخدوم مخدوم زادہ احسن اللہ احوالنا ہمین صحبت مشاہدہ میرود انموذج اعتنا والطاف خاطر فیاض آن حضرت میداند وہر لحظہ امیدواری در زیادت ست حق سبحانہ وتعالی سایۂ ارشاد پناہی را بر سر کافۂ انام مستدام دارد مخدوم زادگان علے الخصوص خواجہ تاج الملۃ والدین خواجہ حسن وملازمان عتبہ علیہ علی الخصوص مولانا صلاح الملۃ والدین ومولانا کمال الدین ابو سعید مع سائر الابرار والاخیار بدعوات مخصوص اند والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولانا نظام الدین خاموش رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ افضل اور اکمل اصحاب حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے ہین اور آپ کے ذکر کو پیچھے لانے کا سبب یہی ہے کہ جو خواجہ بزرگ اور خواجہ علاء الدین قدس سرہما کے ذکر مین بیان ہوا خدمت مولانا نظام الدین نے حضرت

خواجہ بزرگ کو ایام تحصیل میں ایک عالم کی صحبت میں نواح بخارا کے اندر دیکھا تھا بعد ازان حضرت خواجہ علاء الدین
کی صحبت میں داخل ہوئے ہیں حضرت فرماتے تھے کہ خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کہتے تھے کہ قبل اسکے کہ میں حضرت
خواجہ علاء الدین کی ملازمت کرون اور آپ کی خدمت سے مشرف ہوں مجاہدہ اور ریاضت میری بہت تھی اور آثار
ریاضت و خوارق عادات اکثر دیکھے جاتے تھے چنانچہ کبھی بعضی مسجدوں میں پہونچتا کہ مقفل ہوتین اور میں چاہتا
کہ اندر جاؤں قفل کو اشارہ کرتا اور کھل جاتا اور اسکے مثل بہت سی چیزین ظاہر ہوتین جب سننے میں آیا کہ حضرت خواجہ
علاء الدین سمرقند میں تشریف لائے ہیں خواہش ہوئی کہ انکی ملازمت میں پہونچوں جس وقت انکے مکان پر گیا
اول مولانا ابوسعید سے ملاقات ہوئی انھوں نے فرمایا مولانا بہت پاکیزہ ہو وقت اسکا آیا کہ اس پاکیزگی اور زہد سے
درگذرو مجھے اس بات سے کراہیت ہوئی اور میری خاطر میں گرانی آئی جب حضرت خواجہ کے روبرو ہوا انھوں نے
بھی وہی بات فرمائی کہ مولانا بہت پاکیزہ ہو وقت اسکا آیا کہ اس پاکیزگی اور زہد سے درگذرو لیکن مجھے حضرت خواجہ کی
بات سے کوئی کراہیت اور گرانی نہوئی بلکہ جو کراہیت کہ حاصل ہوئی تھی دور ہوگئی میں جان گیا کہ انکا مطلب کیا ہے
اور حق سبحانہ کی توفیق سے انکی خدمت میں آیا بعضے اکابر سے منقول ہو کہ کہا ہو ایک روز حضرت مولانا نظام الدین
کی خدمت میں بیٹھا تھا ایک کنیز ملیحہ کہ آپ کی مملوکہ تھی ہمارے سامنے کسی کام کے لیے آئی خاطر میں گذرا کہ آیا
حضرت مولانا اس کنیز میں مالکیت کے طور سے کوئی تصرف کرتے ہیں یا نہیں فی الحال آپ نے فرمایا کہ اپنے دل کو
اس قسم کی چیزوں سے آلودہ نکرنا چاہیے اہل اللہ پالیتے ہیں کہ ہر ایک خاطر میں کیا گذرتا ہو حق سبحانہ ہزار بار بہتر اہل کشف
جانتا ہو واللہ چالیس سال ہوئے کہ مجھے احتلام نہیں ہوا ہو سبب یہ کہ ایک روز جماعت ارواحانیان میرے پاس
نازل ہوئین اور کہا تجھے رعایت اپنی لازم ہو کہ احتلام نہو اسواسطے کہ تجھے اُس کے باعث رجعت قہقری اور تراجع
ہوتا ہو اس جہت سے چالیس سال ہوئے کہ رعایت اس بات کی ہو اور سترہ برس سے مجھے حاجت غسل نہیں ہوئی
حالانکہ بی بی والا تھا —

ذکر حضرت مولانا کی لطافت اور صفائی باطن کا رحمہ اللہ حضرت فرماتے تھے کہ حضرت مولانا نظام الدین
علیہ الرحمۃ کی لطافت حد کمال پر تھی اور لوگوں کے احوال و اوصاف و اخلاق سے بہت جلد اثر پذیر ہوتا تھا
اور دعوے بیرنگی کرتے تھے اور سچ ایسا ہی تھا کہ کوئی چیز اپنی نہیں جانتے تھے جو کچھ اوقات و احوال واقع ہوتے
کہدیتے تھے یہ فلان کی نسبت ہو اور وہ فلان کی صفت اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت مولانا فرماتے
تھے خانوادہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا ایک طریقہ جو انھوں نے مقرر کیا ہو یہ ہو کہ جو شخص آتا ہو وہ پہلے ہی
جان لیتے ہیں کہ اُسکے آنے کے بعد کیا خاطر میں آیا جو کچھ خاطر میں پیدا ہوا وہ وصف اور نعت اُس شخص کی ہو چونکہ انکا
دل کمال صفائی کے سبب خالی اسواسے ہو جو کچھ ظاہر ہوتا ہو انکی طرف منسوب نہیں ہو جو کچھ ظاہر ہوا اگر ایمان اسلام

تعلق رکھے نماز روزہ اور تحصیل علوم دینی اس طریق سے تعبیر کرتے ہین کہ نسبت مسلمانی و دیانت و نسبت علمی ظاہر ہوئی اور اگر محبت اور عشق ظاہر ہوتا ہی کہتے ہین کہ نسبت جذبہ ظاہر ہوئی اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ حضرت مولانا نظام الدین تاشکند مین ہمارے یہان مہمان تھے اور ہم اُنکے قدوم کو غنیمت جانکر ہمیشہ اُنکی خدمت مین رہتے تھے ایک روز اُنکے سامنے ہم بیٹھے تھے اچانک فرمایا آہ آہ نسبت گرانی ظاہر ہوئی غالبًا فلان شخص آتا ہی اور ایک امیر بدشناس کا نام لیا سبحان اللہ ولا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنے لگے تھوڑی دیر بعد وہ شخص آیا خدمت مولانا نے فرمایا اُٹھو یہ آسکے تمھاری نسبت تم سے پہلے آئی تھی اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ حضرت مولانا نظام الدین نوے سال کے ہوچکے تھے اور آخر حیات مین آنکھ کو جو انکی نسبت مین تھے یا اُن لوگونکا طور اُنکے نزدیک پسندیدہ نہ تھا اگر دور سے دیکھتے تو کہتے فلان شخص آتا ہی اور بار لاتا ہی اور اُسکے بار کا ثقل مجھے خراب کریگا جاؤ اور اُس سے معذرت کرو اور واپس کرو۔ ایکبار مین اُنکی صحبت مین بیٹھا تھا کہ ایک شخص شیخ سراج نام جو شاش مین رہتا تھا آیا اور بیٹھا اور حضرت مولانا کی نظر جو اُسپر پڑی ریاضت کی نشانی اُسکے بشرہ مین معلوم کی انفعل پسند آئی الحمد للہ بہت کہی اور خوشی ظاہر کی لیکن مین اس شیخ سراج کو پہچانتا تھا وہ ایک د تھا نہایت خود پسند اور اولیا کا منکر اگرچہ بظاہر ریاضت کرتا تھا مگر اپنے سوا کسی دوسرے کو نہین پسند کرتا تھا بعضے کہتے تھے کہ بزرگان دین کو گالیان بھی دیتا تھا خدمت مولانا الحمد للہ کہتے تھے اور مین کہتا تھا کہ ابھی معلوم ہوجائیگا کہ یکایک حضرت مولانا مضطرب ہوگئے فرمایا کہ [illegible] جلد اُسکو اپنی مجلس سے نکالدیا۔ اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ ایکدن حضرت مولانا کے پیٹ مین درد ہوا بہت درد اور دکھ ظاہر ہوا آخر تلاش کی تو اُنکے بیٹے نے آش آرد اور سیب کچھ پکے کھائے تھے اور اُسکے پیٹ مین درد ہوا تھا اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ ایکبار کوئی آیا کہ مولانا نظام الدین کو ایک مرض لاحق ہوا ہی اور اسوقت شاش کے مکان ہمارے مین مہمان تھے عجلت سے اُنکے پاس مین گیا دیکھا کہ آگ جلائی ہی اور بہت سے کپڑے اُنکو اوڑھائے ہین اور کئی آدمی اُنکو دبائے ہوئے ہین اور خدمت مولانا کو جنبش عظیم ہی اور کانپ رہے ہین اور دانتون سے دانت بج رہے تھے جیسا کہ تپ لرزہ مین ہوتا ہی اور اُس جنبش کو سکون نہ تھا اور مین یہ حال دیکھکر نہایت متحیر ایک ساعت مین بیٹھا دفعتًا ایک شخص آپ کے اصحاب سے جو آپ کے ساتھ نہایت ربط رکھتا تھا اور کسیوقت بجلی پیا لیگیا تھا باہر سے آیا تر کپڑون کے ساتھ کہ ٹھنڈھی ہوا کے وقت بجلی کی نہر مین گر پڑا تھا اور بہت سردی کھائی تھی اور لرزتا لرزتا تھا خدمت مولانا نے اُسے دیکھا اور چلائے کہ مجھے چھوڑ دو اُسے گرم کرو کہ یہ اُسکا حال ہی جو مین دکھاتا ہون اُسکی صفت حال ہی کہ مجھ مین سرایت کر گئی جب تر کپڑے اُسکے اُتارے اور دوسرے کپڑے اُسے پہنائے اور اُسکو گرم کیا کسیقدر اُنکی جنبش کو سکون ہوا اور اپنے حال پر آئے اور اُنکے کچھ تشویش نہ تھی حضرت سے سنا ہی کہ فرماتے تھے ایک روز مولانا کے سامنے مین بیٹھا تھا آپ کے ہاتھ مین ایک کتاب تھی اچانک بوجہ گریہ عظیم آپ پر مستولی ہوا فرمایا آہ مجھے کیا ہوا ہی شاید کہ امتدادا پڑا حضرت نے کہا خدمت مولانا سے بات عجیب تھی چاہیے تھا کہ دریافت کرتے وہ نسبت مجلس کے مبتدی کی تھی کہ انعکاس کیا

طریق پر اُنسے ظاہر ہوئے حضرت خواجہ کلان رحمہ اللہ فرزند بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ کے اپنے والد شریف سے نقل کرتے تھے کہ اُنھون نے فرمایا کہ ایک روز مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ کے پاؤن کی انگلی مین آبلہ پڑگیا تھا اور زخم ہوگیا ایک خادم سے کہا کہ مرہم تیار کر کہ اس زخم پر رکھون وہ مرہم لایا اور اُنکے پاؤن کی انگلی پر رکھا ایک ساعت بعد فرمایا کہ دماغ کو وہ تشویش پیدا ہوگیی جو لوگون کو بھنگ پینے سے ہوتی ہے شاید اس مرہم مین کوئی جزو اُسکا تونے ملا دیا خادم نے کہا ہان فرمایا بس اُسکی کیفیت کا اثر ہے کہ میرے دماغ مین سرایت کر گیا ہے فوراً اُسے دور پھینکا اور اس قسم کی حکایات مولانا سے بہت منقول ہین کہ اُن سب کا ذکر مفصل کرنا موجب طول ہونا چار اس مجموعہ مین اسی قدر پر اختصار کیا۔

ذکر آپ کے بعضے قوتہائے باطن کا رحمہ اللہ حضرت مخدوم قدس سرہ نفحات الانس مین لائے ہین کہ جناب مخدومی خواجہ عبید اللہ ادام اللہ تعالے بقاہ ہم سے فرمایا کہ مولانا نظام الدین نے کہا کہ ایک بزرگ سمرقند کا بیمار ہوا جو ہمارے ساتھ اخلاص محبت و ارادت وافر رکھتا تھا اور قریب مرگ ہوگیا اُسکے فرزندون اور متعلقون نے بہت نیازمندی کی مین مشغول ہوا دیکھا کہ اُسکا امکان بقاء حیات نہین ہے مگر اپنے ضمان مین اُسے لیلیا صحت ہوگئی چند روز بعد ہماری نسبت ایک تہمت لگی جو ہماری اہانت اور ذلت کی باعث ہوئی اُس شخص کے مقدور مین تھا کہ اس باب مین سعی کرسے اور اُسے دفع کرے مگر اپنے کو اُسنے روکا اور اُسپر آمادہ نہوا خاطر ہماری کو اُس سے کوفت ہوئی اُسے اپنی ضمان سے نکالدیا گرا اور مرا واضح ہو کہ وہ بزرگ سمرقند کا جسنے مولانا کے بارہ مین دعای کی خواجہ عصام الدین شیخ الاسلام سمرقند کا تھا اور وہ تہمت اور اہانت کہ حضرت مولانا کو پہونچی آپ کے فرزند کے سبب تھی کہ دعا اور عزیمت خوانی اور تسخیر جن کے ساتھ منسوب تھا اس جہت سے بیگ [illegible] نظر مین آتا جاتا تھا اور اہل غرض سے ایک جماعت نے اُسکو بعضے اہل حرم کی نسبت سے نسبت کی اور تہمت اُسپر رکھی اور تھوڑا سا وہ حال میرزا الغ بیگ کے کان تک پہونچا یا حضرت مولانا کا فرزند فرار ہوگیا اور اثر شامت اُس شقاوت اور تہمت کا خدمت مولانا مین بھی سرایت کر گیا میرزا الغ بیگ کو غیرت آئی اور نہایت غضب سے خدمت مولانا کو طلب کیا قاصدون نے ننگے سر گھوڑے پر اُٹھا سوار کیا اور میرزا الغ بیگ کے پاس لیگئے اور آپ باغ میدان مین بیٹھے ہوئے اور سر آگے جھکائے ہوئے مراقبہ مین تھے کہ میرزا الغ بیگ آپ کے سامنے سے گذرا یہ نہین اُٹھے [illegible] میرزا نے آپ کو بلایا اور غصہ کی باتین کرنی شروع کین مولانا نظام الدین نے فرمایا کہ ان سب باتون کا جواب ایک کلمہ ہے جو کہتا ہون مین مسلمان ہون اگر یقین ہو خوب ورنہ جو تیری خاطر چاہے حکم دے میرزا پر اُس سخن کا اثر پڑا فی الحال اُٹھا اور کہا آپکو چھوڑ دو حضرت فرماتے تھے کہ اس بے ادبی کے بعد میرزا الغ بیگ کو شکست اور تشویش بہت پہونچی اور اسی بابت مین عبد اللطیف میرزا پسر اُسکا آیا اور اُسے قتل کیا اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا نظام الدین بہت باقوت تھے

ایک شخص کی بدی آپ کے سامنے لوگون نے کی تھی آپ متاثر اور متغیر ہوئے ایک خط دیوار پر کھینچا وہ شخص اسیوقت
مر گیا مولانا محمد روجی کہ اکمل اصحاب حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ سے تھے اُنھون نے نقل کی کہ حضرت
مولانا ہمارے فرماتے تھے کہ ایک دن مین خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کے سامنے بیٹھا تھا اور مولانا سعد الدین
نور جو دانشمند ان صاحب تقریر سے اور مولانا کے مخلص تھے اُنھون نے آپ کے سامنے ایک طالب علم کی بہت
شکایت کی کہ خدمت مولانا کی نسبت بے ادبی غیبت اور تہمت اور خباثت واہانت آمیز کی اور اسقدر کیا
کہ حضرت مولانا متغیر ہوئے اتفاقاً اسی اثنا مین وہ طالب علم خبیث منکر دور سے ظاہر ہوا مولانا سعد الدین نے اُسکو حضرت
مولانا کو بتایا کہ یہی خبیث منکر ہے کہ جاتا ہے اور وہ بے ادبانہ آپ کے سامنے سے گذرا خدمت مولانا پر غضب مستولی
ہوا ایک لکڑی سے قبر کی صورت دیوار پر کھینچ دی وہ خبیث فی الفور گرا اور بیہوش ہوا اور حضرت مولانا
گھر مین چلے گئے اور لوگ اُسکے پاس گئے کہ دیکھین کیا حال ہوا مردہ تھا۔ حضرت فرماتے تھے کہ حضرت مولانا
ایکبار پانی کے برہے کے کنارے پر بیٹھے ہوئے وضو کرتے تھے اور کسی نے کسان کے پانی کو کھولا تھا وہ دہقان
جلدی سے آیا حضرت مولانا کو اُس برہے پر بیٹھا دیکھا سمجھا کہ پانی اسی شخص سے کھل گیا ہے اور پیچھے سے تیز دوڑ کر
آیا اور بے ملاحظہ ہاتھ آپ پر مارا اور آپ کو سر کے بل اوندھا پانی مین گرا دیا جب آپ پانی مین گرے سر آپکا
پانی مین گھس گیا وہ دہقان فی الفور پانی کے کنارے پر گرا اور مر گیا اور ایک معتقد آپ کا تھا اُسنے ایکبار کہا مین
چاہتا ہون کہ آپ کے لیے ایک باغ تیار کرون ایک مدت بعد آیا کہ آپ اپنے باغ کو نہین دیکھتے اور آپ کو اُس
باغ مین لایا ایک چاردیواری تھی کہ اُسکے آدھے مین آپ کے لیے باغ بنایا تھا اور اُسمین کچھ اہتمام نہین کیا تھا
اور دوسرے آدھے کو جو اپنے لیے بنایا تھا خوب آباد کیا تھا جب مولانا وہان آئے نصف باغ کہ اُس شخص کے
تعلق تھا مولانا کی نظر مین بہت معلوم ہوا یکایک آپ کے اندرون سے ایک آواز نکلی کہ ہمیں اور یہ آواز ہرگز منقطع
نہین ہوتی تھی بیچینی جو کسکے لیے بوئے ہین وہ شخص گرا اور مر گیا حضرت حکایت کرتے تھے کہ بعد ازان کہ حضرت خواجہ
علاء الدین قدس سرہ نے خدمت سید شریف کو قبول کیا اور آپ حسب اشارت حضرت خواجہ [illegible]
سے بہت صحبت رکھتے تھے چنانچہ پیشتر بیان ہو چکا ہے بعضے اہل غرض نے حضرت خواجہ سے عرض کی کہ مولانا
نظام الدین کو داعیہ شیخی اور بزرگی کا ہے اور اس باب مین بہت سی باتین کہین کہ سبب غبار خاطر شریف حضرت
خواجہ کا ہوا اور خدمت مولانا بہت بارین ہوئے اور جب دو تین بار عجیب جدائی واقع ہوئی اور آپ کی تحقیق خاطر
نہایت درجہ کو پہونچی مولانا کو طلب کیا اور چاہا کہ ایک نوع کا تصرف کرین اُسوقت آپ چغانیان مین اور مولانا
سمرقند مین تھے جب حضرت خواجہ کا حکم پہونچا مولانا بے توقف روانہ ہوئے اور خدمت سید شریف بھی اُنکی ہمراہ آئے
گئے تھے خدمت مولانا دراز گوش پر سوار تھے اور خدمت سید شریف ایک اشتر پر ناگاہ اشتر سید کا راہ مین جو گرا

عارضہ ہوا ایسا کہ مطلقاً امکان سواری نرہا اور راہ مین بیکار ہوگیا خدمت مولانا نے سید کو درازگوش پر اپنے بٹھایا
اور آپ اسوجہ سے کہ کم زور جثہ کے تھے اُس اشتر بیمار پر سوار ہوئے وہ اشتر فی الحال روان ہوا جب سید نے یہ کرامات
مولانا سے دیکھی اشتر کو بطریق نیازمندی پیشکش کیا اور مولانا بدستور اشتر پر سوار چغانیان مین آئے بعض اصحاب نے
اس صورت کو بھی حضرت خواجہ تک پہونچا دیا کہ یہ دلیل دوسری اس بات پر ہے کہ مولانا کو داعیہ شیخی اور بزرگی کا ہے
یہ ہے کہ آپ اشتر پہ سوار ہوئے اور سید کو درازگوش پر بٹھلایا اور اُسکو مرید اپنا کیا تا آنکہ راہ مین اشتر بطریق معاملہ
آنکے پیشکش کیا یہ مجموعہ حضرت خواجہ کے لیے بڑے ثقل کا سبب ہوا جب مولانا اور سید حضرت خواجہ کی ملازمت
مین پہونچے اور مجلس مین بیٹھے سب اصحاب کہتے تھے یہ وہ دن ہے کہ جو کچھ حضرت خواجہ نے مولانا نظام الدین کو دیا ہے لینگے
اتفاقاً اُسدن تو چاشت تھی اور صحبت کو طول ہوا جب آفتاب بلند ہوا سب آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت خواجہ اور مولانا
دونون دھوپ مین مراقبہ اور توجہ کی صورت پر مقابل بیٹھے ہوئے تھے اور وہ مراقبہ عصر تک رہا حضرت مولانا نظام الدین
فرماتے تھے کہ مین نے اُس مراقبہ مین اپنے کو مثل کبوتر پایا اور حضرت خواجہ کو مثل شاہباز کہ میرے پیچھے پرواز کرتا تھا جہان مین جاتا وہ میرے پیچھے
تھے آخر مضطر ہو کے اپنا ہ بحضرت رسالت لیگیا صلی اللہ علیہ وسلم پھر ایک اُسوقت بارگاہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئی اور مجھے آغوش
عنایت اور حمایت مین لیلیا اور مین انوار لانہایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین محو ہوگیا حضرت خواجہ جب یہان
پہونچے انھیں مجال تصرف نرہی حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خواجہ کو خطاب پہونچا کہ نظام الدین ہمارا
ہے اُس سے کسیکو کام نہین حضرت خواجہ نے سر اٹھایا اور بڑی کیفیت سے اٹھے اور گھر چلے گئے اُس غیرت سے متوحش
دو تین بیمار ہوگئے اور کسی نے اُسکا سبب نجانا اُس کے بعد حضرت خواجہ خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس سرہ کے مزار پر گئے
اور خدمت مولانا نظام الدین کو بھی اشارہ کیا کہ ساتھ رہو خدمت مولانا حضرت خواجہ کے فرمانے کے موافق حضرت
خواجہ محمد کے مزار کو گئے اور حضرت خواجہ نے سواری آنکو ندی کہ سوار ہوان باوجودیکہ حضرت مولانا پیر وضعیف تھے
پیدل حضرت خواجہ کے پیچھے کہ ترمذ کو جاتے تھے اور بڑی محنت سے ترمذ پہونچے جب حضرت خواجہ مزار پر پہونچے مزار کو
خالی پایا بعد از جستجو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ محمد کی روح پر فتوح مولانا نظام الدین کی پیشوائی کو گئی ہے اور روضہ
خالی چھوڑا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ حق سبحانہ کو جسکی نسبت عنایت ہو ہم کیا کر سکتے ہین اُسکے بعد مولانا نظام الدین پر بہت مہربانی
کی اور وہ کدورت بالکل دور ہوگئی۔ اور یہ بھی حضرت نے حکایت کی ہے کہ حضرت مولانا نظام الدین ولایت شاش مین آئے
تھے اور ہمارے یہان مہمان رہے اور ہم اکثر اوقات اُنکی خدمت مین بسر کرتے ایک روز ہم اُنکی صحبت مین بیٹھے تھے لالہ
زادہ فرکتی چند کھال بکرے کی دباغت کی ہوئی برسم نیازمندی آپ کی خدمت مین لاکے بھیجنے قصد کیا کہ آپ کے لیے
پوستین سلوا لینگے جب کہ پوستین دوزون کے سامنے لیگئے اُنسے معلوم ہوا کہ گریبان کو پوست اور چاہیے اُسکی تلاش
کرنے لگے ہوا سرد تھی مولانا زادہ نے آپ کے سامنے بطریق دل لگی کے کہا کہ خواجہ پوستین کی تیاری مین دیر کرتے ہین

یہ بات کہتے تھے کہ مولانا کے باطن مین نہایت تغیر ہوا اور فرمایا کہ اہمال ہی بارے اہمال کسیکو نسبت سے خارج کرتا ہی
پھر بات کرنے لگے کہ جس زمانے مین ہم سمرقند مین تھے خواجہ عصام الدین کو سخت مرض ہوا اور مرنے کے قریب ہوگئے
بال بچے اُسکے ہمارے پاس آئے بہت گڑگڑائے کہ خواجہ کی بالین پر ہم جائین ہم گئے اور دیکھا کہ خواجہ داروی
مین ہی اُسکا بار اُٹھانے مین اہمال کیا اُسکے لڑکون نے حد سے زیادہ عاجزی کی اور مبالغہ کیا اور ہمکو پناہ گردانا خاطر
اُسپر جاکرا اور اپنے کو ثابت کر خواجہ کو اپنے ضمان حیات مین لیلیا اور اپنی نسبت مین اُسکو لیا خواجہ کو صحت ہوگئی چند عرصہ
بعد ایک بڑا واقعہ ہمارے سامنے آیا کہ ہاتھ اور گردن ہماری باندھ کر سر برہنہ بازارون مین گشت دیکر میرزا الغ بیگ کے
سامنے لیگئے اور خواجہ عصام الدین اُسوقت شیخ الاسلام سمرقند کا تھا اور اُسکی طاقت مین تھا کہ ہماری میرزا سے سفارش
کرے اور مدد پہونچائے اُسکی خودداری اور اہمال سے ہمین غصہ اور غیرت آئی ہمنے اپنی نشان سے نکالدیا جب نسبت سے
خارج ہوا فوراً گرا اور مرگیا بعد تقریر اس حکایت کے فقیر کیطرف متوجہ ہوئے اور کہا خواجہ آگاہ ہو کہ تم بھی نسبت سے نکلے
یہ بات جو ایک ثقل عظیم اپنے اندر مین نے دیکھا چنانچہ اُنکی مجلس سے بجلیہ اُٹھ آیا اور چونکہ مین آپ کا مرید تھا
شیخ خاوند طہور اور شیخ عمر باغستانی کے مزار کو گیا قدس سرہما اور اُنکی قبر کے نزدیک بیٹھا اور باطن مین اپنا
عرض حال کیا اور اُنسے مدد چاہی اُس نشست اور توجہ مین ایسا معلوم ہوا کہ اُن عزیزون کی مدد روحانیت سے رابطہ
صوری اور معنوی کے وہ بار جو حضرت مولانا نے فقیر کیطرف متوجہ کیا تھا اُنھین پر پڑا اور مجھسے وہ ثقل دور ہوا مین اُٹھا اور
خدمت مولانا کو چلا جون ہی آپ کے سامنے پہونچا دیکھا کہ مولانا بدستور بیٹھے ہین اور مولانا زادہ فرکتی اور ایک
جماعت اصحاب کے ساتھ صحبت گرم ہے اور کوئی تشویش نہین ہے مین بھی بیٹھ گیا تھا اور متحیر ہوا کہ تحقیق معلوم
ہوا تھا کہ وہ بار مولانا کی طرف گیا سبب کیا ہے کہ اُسکا اثر ظاہر نہوا اسی سوچ مین تھا کہ یکبارگی مولانا چلائے کہ اُٹھو
اُٹھو بار گرا اور مجھے پکڑا ہمین اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ بستر مرض پر گرے اور اُسی مرض مین دنیا سے گئے حضرت نے اُسی
عارضہ مین مولانا قاسم علیہ الرحمۃ کو جو حضرت کے بڑے اصحاب سے تھے خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کی بیماری
کے لیے تعینات کیا تھا خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ مولانا نظام الدین اس مرض مین بہت روتے تھے
اور کہتے تھے کہ خواجہ نے ہمکو بوڑھا پایا اور جو کچھ اس مدت العمر مین ہمنے پیدا کیا تھا ہمسے لیلیا اور ہمکو آخر کار مفلس کردیا
باوجودیکہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ نے جو قوت اور کمال تصرف کی تھی اُس سے ہرچند سعی کی کہ اس فقیر کی نسبت
مین تصرف کرین لیکن نہ کرسکے۔ مخفی نرہے کہ لفظ نسبت اور رابطہ بارہا ذکر مین جو خواجگان قدس اللہ ارواحہم کی
عبارات و اشارات مین بہت آتے ہین سو کبھی نسبت کہتے ہین اور اُس سے طریقہ اور کیفیت مخصوصہ اور مقصود اس
گروہ عالی کی مراد لیتے ہین اور کبھی صفت غالب اور ملکہ نفس کشی ارادہ کرتے ہین اور کبھی بار کہتے ہین اور گرانی نسبت
چاہتے ہین جیسا کہین کہ فلان بار لاتا ہے یا فلان نے ہمکو بار مین کیا جب کسی سے ملاقات کرین کہ اُنکے طریقہ سے مناسبت

نرکھتا ہو اور اصلی نسبت سے متاثر ہوتے ہین ہرچند وہ شخص اہل سلوک یا اہل علم وتقوے سے ہو اسواسطے کہ نسبت
ان عزیزون کی سب نسبتون سے اوپر ہے اور جو چیز اُسکے سوا ہے انکا بار خاطر ہے اور کبھی لفظ بار کا کہتے ہین اور اُس سے
کوئی مرض یا عارضہ ارادہ کرتے ہین جیسا کہ کہین فلانے نے فلانے کا بار اُٹھایا ہے یا فلان نے بار فلان پر ڈالا مراد رفع مرض
یا حوالہ مرض ہوتا ہے اور واضح ہو کہ رفع مرض اور حوالہ مرض طبقہ خواجگان کے ساتھ مخصوص ہے قدس اللہ ارواحہم والد
اس فقیر کے علیہ الرحمۃ فقیر سے کہتے تھے کہ تو شب جمعہ اکیسوین جمادی الاولی سنہ ۸۶۷ آٹھ سو سڑسٹھ ہجری مین پیدا ہوا اور اس جمعہ
کی صبح کو ایک پیر بزرگوار خاندان حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ سرہ سے سفر حجاز کی نیت سے سبزوار مین ماوراء النہر
سے وارد ہوئے اور چند روز ہمارے گھر ٹھہرے اور ہم اُس صبح کو جمعہ کی مجھے ہاتھون پر لیکر اُنکے سامنے لیگئے مجھے اُنھون
نے لیا اور داہنے کان مین اذان اور بائین مین اقامت کہی اور میری پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا یہ لڑکا ہمارا ہے اور انھین
روز بعد مجھے پسلی کا عارضہ ہوا اور لڑکون کی وہ مہلک بیماری ہے ہم ڈرے جب وہ مرض زیادہ ہوا دوسری بار مجھے
اُنکے سامنے ہم لیگئے اور مرض میرا بیان کیا فرمایا کچھ خوف نہین اور پھر میرے تئین اٹھا لیا اور اپنی گود مین رکھا اور سر سے
پانوون تک میرے اوپر ہاتھ پھیرا اور کہا اس سے بہت کام ہین تم خاطر جمع رکھو اُسکے بعد پھر اثر اُس مرض کا مجھ پر ظاہر نہوا
اور جب اُس دیار کے طالبان و مستعدان نے اُس عزیز کے حال سے تھوڑی اطلاع پائی صحبت اُسکی غنیمت
جانکر خدمت مین آئے ایک دن آپ نے فقیر سے پوچھا کہ فلان جوان اس شہر کے بزرگ زادون سے کہ ہمارے
ساتھ زیادہ التفات رکھتا ہے چند روز ہوئے کہ نظر نہین آتا کیا اسکا سبب ہے مین نے کہا کہ ایک ہفتہ سے دانتون کے
درد عظیم مین پڑا ہے اور اُسکا منھ ایک طرف سے ورم کر آیا فرمایا کہ وہ جوان سعادتمند ہے چلو اُسکی عیادت کرین آپکے ساتھ
اُس سید زادہ کے سرھانے ہم گئے دیکھا کہ منھ پر ورم بستر پر پڑا ہے اور نہایت درد سے بخار مین روتا ہے بعد از پرسش
تھوڑی دیر خاموش رہے اور ایسا معلوم ہوا کہ اُسکے مرض کی طرف متوجہ ہوئے ایک ساعت کے بعد سر اُٹھایا وہ
درد آپ کے دانتون مین آگیا تھا اور اُسی طرف آپ کے منھ پر ورم ہوگیا درد دندان اور حرارت اور منھ پر ورم لیے
اُٹھے اور اُس جوان نے صحت کامل پائی اور گھر کے دروازے تک آپ کے ساتھ آیا اور آپ دو ہفتہ درد دندان مین
مبتلا رہے حضرت فرماتے تھے کہ جو کچھ اکابر خاندان سے خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے منقول ہے کہ بار مردم مین آتے
ہین دو صورت سے ایک ہوتی ہے ایک یہ کہ جسوقت آشنا سے عزیز کو مرض اور ملال یا گناہ کی گرفتاری عارض ہو
یہ حضرات وضو کرتے اور نماز پڑھتے اور تضرع وزاری کرتے ہین اور حضرت حق سبحانہ سے درخواست کرتے ہین
کہ اُسے اس عارضہ سے پاک صاف کرے اور دوسری صورت یہ ہے کہ صاحب مرض یا معصیت اپنے تئین جانتے
ہین اور اُسکے بجاے اپنے کو اثبات کرتے ہین اور بعد از طہارت و نیاز تمام کے تضرع وزاری کرتے ہین اور صدق و
اخلاص توبہ و انابت کے ساتھ رجوع کرتے ہین اور اُسقدر خاطر مشغول کرتے اور ہمت مصروف کرتے ہین کہ

اُسکو بالکل اُس گرفتاری سے خلاصی میسر ہوتی ہے اور فرماتے تھے کہ ایک وقت جو یار اور عزیز بیمار ہے اُسکو ہمت سے مدد کرنا
بہت خوب ہے مدد دو قسم کی ہوتی ہے ایک یہ ہے کہ ہمت تمام کمال مصروف ہو کہ مرض دور ہو جاوے اور دوسری یہ ہے کہ نزع
کے وقت خاطر کو پراگندگی بہت ہوتی ہے اور بآسانی خاطر جمع نہیں ہوتی ہمت سے مدد کرین کہ خطرات پراگندہ دور ہوں
تاکہ جو اصلی مقصود ہے نصیب العین ہو۔

حضرت مولانا سعدین کاشغری قدس اللہ سرہٗ

آپ ابتداء حال مین اشتغال تحصیل علوم کا رکھتے تھے اور کتب متداولہ تحصیل کی تھین اور ظاہری جمعیت بھی اُنکو
تھی جب اس طریق کا شوق کیا ترک اور تجرید کر کے مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کی صحبت مین داخل ہوئے حضرت
خواجہ کلان ولد عزیز حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے فرماتے تھے کہ ہمارے والد کہتے تھے کہ قریب سترھوین سال
مین تھا کہ والد مجھے اپنے ساتھ سفر مین لیگئے اور آپ ہمیشہ تجارت مین مشغول رہتے تھے اور اطراف و جوانب مین کسب
معاش کے لیے آمد رفت رکھتے تھے اور جس سفر مین مجھے لیگئے تھے ایک لڑکا نہایت صاحب جمال بھی بجوبی ساتھ تھا مجھے اُس سے
محبت کا تعلق ہو گیا ایک شب کاروانسرا کے گھر مین باہم تھے ہم پہلو سوئے جب شمع گل ہوئی اور لوگ سو گئے میرے جی مین
آیا کہ اُسکا ہاتھ پکڑون اور اپنی آنکھ اُس پر ملون ابھی ہاتھ نہین بڑھایا تھا کہ مین نے دیکھا گھر کا ایک گوشہ شق ہوا اور
ایک مرد باہیبت شمع روشن ہاتھ مین اُس شگاف سے باہر آیا اور ہماری طرف گھور کر دیکھا اور جلد گذر گیا اور دوسرا
گوشہ اُس گھر کا شق ہوا اور اُس شگاف سے باہر نکل گیا اور غائب ہو گیا حال میرا متغیر اور مین متنبہ ہوا اور وہ تعلق نہ رہا
اور یہ بھی حضرت خواجہ کلان نے نقل کی کہ والد ہمارے بارہ برس کے تھے کہ اپنے باپ کے ساتھ سفر مین گئے تھے اتفاقاً
کاروانسرا کے دروازے پر بیٹھے اور سوداگرون کا ایک گروہ اُسکے قریب باہم محاسبہ اور مناقشہ کرتے تھے اور انکی گفتگو
دوپہر تک طول ہوا آخر والد پر گریہ ستولی ہوا اور بے اختیار روئے اسقدر کہ وہ جماعت اپنی گفتگو سے باز رہکر انکی طرف
متوجہ ہوئی اور پوچھا کہ تمکو کیا ہوا کہ بے وجہ روتے ہو فرمایا کہ صبح سے اسوقت تک مین موجود ہون کہ تمکو خدا اپنے سے
کچھ یاد نہ آئی ازبسکہ تمھارے اوپر مجھے رحم آیا بے اختیار رو دیا۔ جب آپ کو تحصیل علوم کے بعد اس طریق کا ذوق پیدا
ہوا تو خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کی ملازمت مین آگئے اور برسون اُنکی خدمت اور ملازمت مین رہے اور
چند سال بعد انکی اجازت سے مبارک سفر کا ارادہ کر کے خراسان مین آئے اور ہرات کے مقام مشائخ وقت کی صحبت مین
پہونچے جیسے حضرت سید قاسم تبریزی اور مولانا ابو یزید پورانی اور شیخ زین الدین خوافی اور شیخ بہاء الدین
عمر قدس اللہ ارواحہم اور حضرت سید قاسم قدس سرہ کے حق مین فرماتے تھے کہ یہ گرداب معانی عالم ہین اسوقت
مین تمام حقائق ادیان انکے پاس جمع ہین اور مولانا ابو یزید پورانی قدس سرہ کے حق مین کہتے تھے کہ اُسکو خدا سے
کوئی کام نہین ہے جو کام کہ ہے خدا کو اُسکے ساتھ ہے اور شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہ کے حق مین فرماتے تھے آئینہ انکا

ذات کے مقابل پڑا ہو ذات کے سوا کوئی چیز اُسکے شہود مین نہین ہو اور حضرت زین الدین کو کمال تشرع کے ساتھ تعریف کرتے تھے خدمت مولانا علاء الدین کہ آپ کے اصحاب کبار سے تھے کہتے تھے کہ ہمارے حضرت مخدوم مولانا سعد الدین فرماتے تھے کہ اول اول کہ مین ہرات آیا ایک شب واقعہ مین ایسا دیکھا کہ بڑا مجمع تھا تمام اولیاء ہرات موجود تھے مجھے اُس مجلس مین لائے اور سب حاضرین پر مقدم بٹھلایا الا دو شخص ایک شیخ ابو عبد اللہ طاقی اور دوم خواجہ عبد اللہ انصاری کی انتہی کلامہ اور مولانا علاء الدین کے سوا دوسرے سے مسموع ہوا کہ حضرت مولانا سعد الدین رح نے فرمایا کہ جب اس واقعہ سے مین باہر آیا اثر غرور کا اپنے اندر پایا مین اُٹھا اور اُس آدھی رات کو ہر طرف جاتا تھا اور اُس رعونت کے دفع کے لیے علاج کی جستجو کرتا تھا اچانک ایک بچھو نے بڑی شدت سے ایک ڈنک میرے پانون مین ایسا مارا کہ صبح تک مین چلاتا رہا اور اُس درد و محنت مین اُس رعونت سے خلاص پائی ۔ حضرت مخدوم قدس سرہ نفحات الانس مین لائے ہین کہ ہمارے حضرت مولانا کہتے تھے کہ بعد از چند سال جو حضرت مولانا نظام الدین قدس سرہ کی ملازمت مین گذرے مجھے خواہش ہوئی کہ زیارت حرمین شریفین کی کرون زادہما اللہ تشریفاً و تکریماً ایکے مین نے اجازت چاہی فرمایا کہ ہر چند دیکھتا ہون تجھے امسال حاجیون کے قافلے مین نہین پاتا ہون اور پہلے اس سے بہت واقعات مین نے دیکھے تھے کہ آنسے مجھے وہم تھا اور آپ نے کہا کہ مت خوف کر جب تو جاتا ہو اُن واقعات کو شیخ زین الدین کی خدمت مین عرض کر کہ مرد متشرع اور جادہ سنت پر ثابت ہو اور مراد آپ کی خدمت شیخ زین الدین خوافی تھے رحمۃ اللہ تعالے کہ اسوقت خراسان مین بمقام ارشاد اور شیخی کے متعین تھے جب مین خراسان پہونچا جیسا کہ حضرت مولانا نظام الدین نے کہا تھا حج کو میرا جانا ملتوی ہوا اُسکے بہت برس بعد میسر ہوا اور جب مین شیخ زین الدین کی خدمت مین پہونچا اور وہ واقعات بیان کیے آپ نے کہا کہ ہم سے بیعت کر لو اور ہماری قید ارادت مین آؤ مین نے کہا ایک بزرگ جیسے مین نے یہ طریقہ لیا ہو ابھی قید حیات مین ہین آپ امین ہین اگر آپ چاہتے ہین کہ اس گروہ کی طریقت مین ایسا جائز ہو تو ایسا کرون آپ نے کہا استخارہ کرو مین نے کہا مجھے اپنے استخارہ پر اعتماد نہین ہو آپ استخارہ کرین کہا تو استخارہ کر مین بھی استخارہ کرتا ہون جب رات ہوئی مین نے استخارہ کیا تو دیکھا کہ ایک گروہ خواجگان زیارت گاہ ہرات مین کہ حضرت شیخ اسوقت وہان تھے آئے اور درختون کو اکھیڑتے تھے اور دیوارون کو گراتے تھے اور قہر و غضب کے آثار آپ مین ظاہر تھے مین سمجھا کہ اشارہ منع کا ہو کہ دوسرے طریق کے اندر داخل ہون مین نے نخیت ہو پانون پھیلائے اور آرام سے سو رہا جب صبح کو شیخ کی مجلس مین آیا بغیر اس بات کے کہ مین اپنا واقعہ بیان کرون کہا طریق ایک ہو اور سب ایک کی طرف پھرتے ہین اپنے اُسی طریق مین مشغول رہو اگر کوئی واقعہ یا کوئی مشکل پیش آوے تو ہمسے کہنا جسقدر ہمسے ہو سکیگا ہم تمھاری مدد کرینگے حضرت مخدوم قدس سرہ نے نفحات الانس مین اس سے زیادہ نہین بیان کیا اور حضرت

شیخ نے استخارہ کا اشارہ نہین کیا قدس سرہ لیکن بعضے بزرگون سے ایسا سنا گیا کہ حضرت شیخ نے وعدہ کے موافق استخارہ کے لیے شب کو توجہ کی ایک درخت بہت بلند دیکھا کہ آسکی ڈالیان بہت ہین حضرت شیخ نے چاہا کہ ایک ٹہنی ڈال اُس درخت سے توڑ لین اور الگ کرین ہرچند سعی کی اور زور کیا وہ شاخ ہاتھ نہ لگی جب صبح کو حضرت مولانا سے ملاقات کی فرمایا کہ طریق ایک ہی تم اپنے آسی طریق سے مشغول رہو۔ حضرت مولانا شمس الدین روحی علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ ہمارے حضرت مولانا نے فرمایا جب مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ کی خدمت سے سفر حجاز کی اجازت چاہی کہا کہ مین نے قافلہ کو بادیہ مین دیکھا اور تو اُنمین نہین تھا مین خاموش ہو رہا اور چند روز بعد مین نے پھر اجازت چاہی کہا کہ جاؤ لیکن ہماری وصیت قبول کرو ہر گزوہ کام نکرنا جو ہمنے کیا اور ہم پشیمان ہوئے اور یہ شرمندگی قیامت تک لیجاؤنگا جسوقت کہ قہر آلہی کا نشان تجھسے ظاہر ہو اُس قوت قہریہ کو استعمال نکرنا جیسا کہ ہمنے کیا خواجہ عصام الدین اور بعضے منکر اور نا اہل لوگون سے اور یہ قصہ مولانا نظام الدین کے ذکر مین جہان اُنکی باطنی قوتون کا بیان ہوا ہی مفصل لکھا گیا اور حضرت مولانا سعد الدین نے فرمایا کہ مین نے یہ وصیت اُنسے قبول کی اور چند روز بعد مجھے ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ جسکی آنکھ میرے اوپر جاتی گر پڑتا اور فی الفور بیہوش ہو جاتا اور جو میرے پاس آتا وہ مرجاتا اور مین اُس کیفیت کے ظہور کرتے ہی گھر کے گوشہ مین داخل ہوا اور چودہ۱۴ رات دن باہر نہین آیا اور جو کوئی دور سے نظر آتا اور میری ملاقات چاہتا مین ہاتھ سے اشارہ کرتا اور روک دیتا اور اپنے پاس آنے ندیتا اُس وقت تک کہ وہ حالت اور کیفیت اٹھ گئی۔

از فوائد انفاس او قدس اللہ سرہ حضرت کے اجل اصحاب سے ایک نے بعض کلمات قدسی آپ کے جمع کیے ہین تھوڑے اُنھین سے تسولہ رشحہ کے اندر لکھے جاتے ہین۔

رشحہ۱ فرمایا ہی کہ جو کام فرض کرو اُس سے مشغول بحق ہونا آسان تر ہی اسواسطے کہ جو چیز ہی اول اُسکو ڈھونڈھتے ہین اُسکے بعد پاتے ہین اور حق سبحانہ کو اول پاتے ہین اور پھر ڈھونڈھتے ہین اگر نہ پاتے تو کب خواہش کرتے مصرع تا تو نہ بینی جمال عشق نہ گیرد کمال ۔ ترجمہ دیکھے نہ تو گر جمال عشق نہ پاوے کمال ۔ یہ سخن جو حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ نے فرمایا اُسکے یہ معنی ہین کہ اول حق تعالی بندہ کے باطن پر صفت ارادی کے ساتھ جسکو تجلی ارادی کہتے ہین ظہور کرتا ہی اُسکی وجہ اسکے بعد حق سبحانہ کا طالب ہوتا ہی پس اس صورت مین یافت مقدم طلب ہوتی ہی اور دوسرا مصرع اسی بیت کا یہ ہی مصرع ۔ مثنوی وصف حال راست نیاید شنید ترجمہ سنتا ہی تو وصف حال راست نہوگی شنید

رشحہ۲ فرمایا ہی کہ کوئی شخص جو ایک کو دوست رکھے یہی چاہتا ہی کہ سب کوئی اُسے چاہین اگرچہ غیرت محبت اُسکی مقتضی ہی کہ محبوب کو مخفی رکھے مگر غایت محبت سے اُسکی سعی مین ہی کہ کوئی اُسکا منکر نہو وہ نہین جانتا کہ کیا تدبیر اور کیا حیلہ کرے کہ سب اُسکے طالب اور معتقد ہون جس طرح بنے اور جس صفت سے ممکن ہو محبوب کی تعریف کرے تاکہ اُسکے طالب ہون ۔

رشحہ فرمایا ہی کہ جسوقت کسی حال کے سبب بال تیرے بدن پر متغیر اور متاثر ہون اُس حال کے نیچے جانا چاہیے

رشحہ فرمایا ہی کہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ بندہ اور حق سبحانہ کے درمیان مین پردہ بھی عالم کی صورتونکا دل مین منقش ہوتا ہی اور منقش ہونا پراگندہ صحبت اھیر اور دید رنگ واشکال گوناگون سے زیادہ ہوتا اور دل مین گھر بناتا ہی بڑی محنت اور مشقت سے اُسکو دور کرنا چاہیے اور دوسری کتابون کے مطالعہ اور رسمی باتون کے کہنے سننے اور متفرق کلمات سے وہ نقوش زیادہ ہوتے ہین اور اچھی صورتون کے دیکھنے اور ساز اور نغمات خوش کرنیوالیکے سننے سے وہ نقش جنبش اور تموج مین آتے ہین اور ہرگاہ یہ سب چیزین حق سبحانہ کی دوری اور غفلت کے اسباب ہین انکا نفی کرنا واجب ہی پس چاہیے کہ اُن چیزون سے جو خیال کو ترقی دین قطعا پرہیز اور صاف دل سے جناب حق سبحانہ کے جناب مین توجہ کرے اللہ تعالی کا طریق اسپر جاری ہی کہ یہ مقصود بلا محنت و مشقت اور ترک لذات شہوات حسی کے حاصل نہین ہوتا جو راحت کہ چاہتے ہین آخرت مین ہی دو تین روز اس سرای فانی مین رنج اٹھا پھر ہمیشہ آسایش کو پہنچ کہ اس عالم کو اس عالم سے کوئی نسبت نہین ہی گویا ایک لق ودق بیابان مین خشخاش کا ایک دانہ گر پڑا ہی۔

رشحہ بہار کی فصل تھی اور آپ کے اصحاب سے ایک صاحب نے بعضے رسالے لکھے خواہش تھی کہ جبتک تمام ہون تو سیر کرے اس اثنا مین آپکی ملازمت کی یہ رباعی مشہور تھی کہ رباعی بایار بگلزار شدم رہگذرے + بر گل نظرے فگندم از بیخبری + دلدار بطعنہ گفت شرمت بادا + رخسار من اینجا و تو در گل نگری + پھر فرمایا کہ اگر سیر کو تو جاتا ہی اور سیر سے لطف حاصل کرتا ہی حق سبحانہ سے تو غافل ہی اور اگر تجھے حظ نہین ہی تو کس طرح جاتا ہی اور بہت سے رسالے لکھتا ہی اگر تو عمل کرنا چاہتا ہی تو ایک سخن بہت ہی کہ خدا کے ساتھ مشغول رہ اور اگر تو عمل نہین کیا چاہتا کسلیے تو لکھتا ہی اور فرمایا ہی کہ ایک نہین اور ہزار آسانی یہ سخن سب جگہ کام دیتا ہی جو چیز غیر حق ہی نہین کی اور فرصت پائی ۔

رشحہ فرمایا ہی کہ حضرت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ خاموشی مفید تر کلام سے ہی اسواسطے کہ سخن سے حدیث نفس پیدا ہوتی ہی اور فیض الٰہی ہرگز منقطع نہین مانع اُسکے اُس فیض کے دریافت حدیث نفس ہی اولیاء اللہ کی صحبت کے ذریعا سے دل کو حدیث النفس سے بچانا چاہیے اسواسطے کہ ان حضرات کا ایک گروہ ہی کہ اس حدیث کو کان سے سنتے ہین اور اُنکے وقت کو تشویش دیتا ہی جو شخص ایک کتاب کے دیکھنے مین مشغول ہی اگر ایک آدمی کوئی سخن کہے اُسکے وقت مین تشویش دیتا ہی بلکہ ایک مکھی اگر ورق پر آن بیٹھتی تو مشوش ہوتا ہی وہ جماعت کہ علی الدوام توجہ اور مشغولی جناب حق سبحانہ مین رکھتی ہین ضرور حدیث نفس اُنکو تشویش مین ڈالتی ہی اور نہین چھوڑتی کہ مشغولی کرین ایک شخص جو روتا ہوا لڑکا اُسکے پاس ہی اور رونا اُسکا تشویش وقت کا باعث ہی کہتے ہین کہ پستان اُسکے منہ مین دے کہ خاموش ہو کوئی ہونا چاہیے کہ پستان ذکر دل کے منہ مین دے تاکہ شیر معنوی پینا شروع کرے اور ذکر کرنے مین

آوے اور خیالات اور حدیث نفس سے خلاص ہو پھر بعض کے حال کی نسبت ذکر کرنا بھی حدیث نفس ہے۔

رشحہ ایک دن اصحاب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ یارو جان لو کہ حق سبحانہ اس عظمت اور بزرگی کے ساتھ تمسے بہت نزدیک ہی اور اس اعتقاد پر قائم رہو کہ یہ بات ہر چند تمکو معلوم نہو لیکن ہمیشہ خلا وملا مین باادب رہنا چاہیے جب تنہا گھر مین ہو تب بھی پانْون نہ پھیلاؤ اور پاخانہ مین شرمندہ اور سر جھکا کے اور آنکھ بند کیے بیٹھو ظاہر اور باطن مین خدا کے ساتھ سیدھے رہو جب ان آداب پر قائم ہو یہ بات تمکو رفتہ رفتہ معلوم ہوگی چاہیے کہ ہمیشہ اپنے کو آداب ظاہری اور باطنی کے ساتھ آراستہ رکھو آداب ظاہر وہ ہی کہ شریعت کے امر ونہی کے ساتھ قیام کرو اور مدام باوضو رہو استغفار پڑھو اور بات کم کہو اور سب امور مین حاجتمند اپنے کو جانو اور سلف صالح کے آثار کا تتبع کرو اور آداب باطن بہت دشوار ہین ضرور تر ان آداب سے یہ ہی کہ دل کو اعتبار کے خطرون سے نگاہ رکھو خیر اور شر دونون برابر ہین اس بارہ مین کہ حق سبحانہ کے لیے موجب حجاب ہین۔

رشحہ فرمایا ہی کہ حق سبحانہ نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو مراقبہ کا طریقہ تعلیم کیا ہی جہان کہ فرمایا ہی ماتکون فی شان وماتتلوا منہ من قرآن ولاتعملون من عمل الاکنا علیکم شہودا اذ تفیضون فیہ اصل مسئلہ یہ ہی کہ حق سبحانہ نے فرمایا ہی اور حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کو تعلیم کیا ہی خلاصہ اسکا یہ ہی کہ جناب حق سبحانہ مین مشغول رہو حق سبحانہ بندہ پر سب چیزون سے نزدیک تر ہی اور نزدیک تر کہنے سے بھی نزدیک تر ہی اسواسطے کہ حال قرب مین عبارت نہین سماتی جب کہ قرب کو عبارت مین لاوین بُعد ہو جاتا ہی قرب یہ نہین ہی کہ تم کہو ہم اُس سے نزدیک ہین یا اُس سے عبارت کر سکین قرب وہ ہی کہ تو اُسمین گم ہو جاوے اور غیر اپنے کو اُسمین تو گم کرے اور تجھے نہ معلوم ہو کہ تو کہان تھا اور کہان سے تو آیا اور مطلق اُسے تو عبارت نکر سکے۔ کسی بزرگ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ فلان شیخ قرب سے بات کہتا ہی بزرگ نے اُس سے کہا کہ جب تو اُس بزرگ کے پاس جاوے کہیو کہ اس جا جو ہم ہین قرب بعد ہی قرب عبارت تیرے ہونے سے ہی وہان عبارت کو گنجائش کہان ہے۔

رشحہ فرمایا ہی کہ ہر نفس مین ایک گنج گذرتا ہی واقف ہونا چاہیے حق سبحانہ حاضر اور ناظر ہی چاہیے کہ حق سبحانہ سے شرم رکھے اور اُس سے بے خبر نرہے حق سبحانہ نے ملامت اور سرزنش کی ہی ماجعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ ایک آدمی کے اندر دو دل نہین ہین کہ ایک کو دنیا مین اور ایک کو حق سبحانہ مین مشغول رکھے آدمی کے اندر ایک دل ہی اگر دنیا مین مشغول رکھے حق سبحانہ سے بے بہرہ رہے اور جو حق سبحانہ مین مشغول رکھے اُسکے دل سے ایک روزن حق سبحانہ کی طرف کھل جاتا ہی اور اُس روزن سے فیض الٰہی کا آفتاب چمکنا شروع کرتا ہی آفتاب جو طلوع کرتا ہی پورب سے پچھم تک جو ذرہ ہی اُسکے نور سے بہرہ پاتا ہی اور نور اُسکا سب پر چمکتا ہی اگر ایسا گھر ہو کہ اُسمین روزن نہو تو بیشک اُس نور سے بے بہرہ رہیگا پس اگر دل حاضر ہی تو اُسکا حضور اُس روزن کے موافق ہی اُس راستے

نور فیض وجود اُسے پہونچیگا اور جو غافل ہو وہ فور اُس سے آگے گذر جائیگا بیت دوست بہ لحظہ در تو نظر میکند
چون تو اندر غافلی از تو گذر میکند ترجمہ دوست ہر ایک لحظہ مین تجکو نظر کرتا ہی جب کہ تو غافل ہی یار تجسے گذر جاتا ہی

رشحہ ۱۰ فرمایا ہی کہ طاعات بہشت مین جانیکے سبب ہین اور طاعت مین ادب کرنا حق سبحانہ کے قرب کا سبب ہی مشائخ کامل قدس اللہ ارواحہم اسپر ہین کہ ابتدا مین چاہیے کہ اپنے باطن کو صاف کرے اور تصفیہ اور تزکیہ تحصیل ہو تاکہ دوام مراقبہ حاصل ہو ورنہ جو کچھ اعمال صالح سے کرتا ہی پانی خاک مین ملاتا ہی مصرع ہر چہ گیرد علتی علت شود ترجمہ علتی جو چیز لے علت وہ ہو ایک جولاہہ کے شاگرد سے کم نہونا چاہیے کہ ایک مدت چاہیے کہ تاگا جوڑنا سیکھے دوسرے کام ابھی کہان ہین طالب کو چاہیے کہ جد و کد سے کوشش کرے تاکہ خطرون کے دور کرنے مین استاد ہو اور جانے کہ کس طرح نفی کرنی چاہیے اور ابتدا مین چاہیے کہ کسی چیز مین مشغول نہو مگر نفی خطرات مین جو لوگ کہ رسالے مطالعہ کرتے ہین اور وہان سے باتین انتخاب کرتے ہین کچھ فائدہ نہین یہ سب بیکاریان ہین راہ حق سبحانہ کی اور کام اُسکا جاننا اور کرنا ہی نہ کہنا اور سننا اگر کوئی بادشاہ بغداد کے سامنے بیٹھا ہو اور بادشاہ کے حضور مین ہمیشہ ہو سکتا ہو اور بادشاہ نے ایک خط شام کو بھیجا ہو اُس خط سے غیر حاضر لوگ فائدہ اُٹھاینگے نہایت درجہ کا جاہل بے عقل اور غافل ہوگا جو حضور بادشاہ سے باختیار خود دور جائے اور اُس خط کے پڑھنے کو بغداد سے شام کی طرف روانہ ہو۔

رشحہ ۱۱ فرمایا ہی کہ جو کوئی ایک جگہ ہی وہ سب جگہ ہی اور جو سب جگہ ہی وہ کسی جگہ نہین۔

رشحہ ۱۲ فرمایا ہی کہ پرہیز دواسے بہتر ہی جو کوئی بیکھائی اقسام و انواع کی بیماریان اُسے ہوتی ہین دفع مرض کے لیے دوا کھائے تب صحت پائے جب صحت پائے پھر پیٹ بھر کھانا شروع کیا پھر دوا کھائی وہ اچھا ہوا اسی طرح چند مرتبہ اعادہ کیا انجام کو وہ دوا اُسے ضرر کلی پہونچائے اسی طرح جس کسی نے گناہ کیا اور پھر توبہ کی پھر گناہ کیا پھر توبہ کی اور پھر گناہ کیا یہ توبہ کہ اُسے گناہ سے بالکل باز نرکھے اور اُسمین اثر عظیم نکرے مثل گناہ دیگر ہی یہی وجہ ہی کہ اہل اللہ نے پرہیز کلی اختیار کیا اور سب ترک کیا اور حق سبحانہ سے مشغول ہوئے کہ ایسا نہو مرض غفلت مین موت آجائے۔

رشحہ ۱۳ فرمایا ہی کہ حضرت جنید قدس سرہ نے کہا ہی کہ مراقبہ مین اُستاد میرے ایک بلی تھے ایکبار مین نے ایک بلی دیکھی کہ ایک چوہے کے سوراخ کے سرے پر بیٹھی اور ایسی متوجہ اُسپر ہوئی کہ بال اُسکے اعضا حرکت نہین کرتے تھے تعجب سے اُسکو مین دیکھ رہا تھا دفعتًہ میرے سر مین ندا کی کہ ای کم ہمت مین تیرے مقصود مین ایک موش سے کم نہین ہون تو میری طلب مین بلی سے کمتر نہو اُسدن سے مین اندر مراقبہ کے گرا بیت دانی کہ مرا یار چہ گفتہ است امروز + جز با کسے در منگر و دیدہ مدوز + ترجمہ یار نے کیا آج مجھے ہی کہا کیا جانے تو + جز ہمارے غیر کو مت دیکھنا گرا نے تو +

رشحہ ۱۴ فرمایا ہمیشہ یاد حق سبحانہ مین رہو اُس حد تک کہ اپنے سے غائب ہو جاؤ حق سبحانہ سب سے لطیف تر ہی جس کسیکو لطافت زیادہ ہی حق سبحانہ سے مشغولی کے لیے سزاوار زیادہ ہی۔ جولاہا اور موچی دونو اُس شخص سے لطیف تر ہین جو حمام مین کوڑا

بھرتا ہو ایسے شخص کشتی نہین ہوتی پھر بزاز ایسے لطیف تر ہو اُسکے تحمل نہین ہو کہ جولاہگری اور موزہ دوزی کرے ملا لوگ بزاز دن سے لطیف تر ہین بزازی نہین کر سکتے پھر وہ جماعت لہ جناب حق سبحانہ مین مشغول ہین سب سے لطیف ترہین اُنکو یہ دل ودماغ نہین ہو کہ غیر حق سبحانہ کے ساتھ مشغول ہون اگر رکوع کرین تو اُنکو خوش نہین آتا کہ اُس سے اُٹھین اور سجدہ مین جاوین پسند نہین آتا کہ سر اُٹھاوین یہ گروہ سب سے لطیف ترہین اسکا تحمل اُنکو نہین کہ ایک پلک مارنے مین بجز حق سبحانہ سے مشغول ہون انبیا اُنکے حال پر غبطہ کرتے ہین کہ اس سبب سے کہ انکے درجہ اور کمالات انبیا کے درجہ اور کمالات سے زیادہ ہین لیکن اُنکو ایک شرف حال ہو کہ ہمیشہ حضرت حق کے قرب مین ہین اور حق تعالے نے اُنکو نظر خلق سے پوشیدہ رکھا ہو اور ہمیشہ کے لیے اُنھین اپنے مین مشغول کیا بادشاہ امور ممالک اپنے ایک مقرب کے سپرد کرتا ہو اور وہ بادشاہ کے حکم سے ممالک مین تصرف کرتا ہو اور دوسرا آفتابہ بردار ہو کہ بادشاہ کو وضو کراتا ہو اور ہمیشہ بادشاہ کے سامنے ہو اگرچہ ممالک مین تصرف کرنے والا بادشاہ کے نزدیک مقرب تر اور برگزیدہ تر اور درجہ اُسکا بلند تر ہو اور البتہ اگر قابلیت اُسکی بڑھکر نہوتی ممالک مین متصرف نہوتا لیکن آفتابہ بردار کو یہ شرف ہو کہ مدام قرب بادشاہ مین ہو اور خدمت خاص اُسکی کرتا ہو اور دوسرے کے ساتھ مشغول نہین ہو ورنہ وہ کہان اور مملکت مین متصرف کہان جو متصرف ممالک کا ہو بوجہ قرب دوام اور خدمت بادشاہ کے آفتابہ بردار پر رشک رکھتا ہو۔

رشحہ[۱۱] حضرت مولوی رومی قدس سرہ کے اس بیت کے معنی مین فرمایا ہو **بیت** اے دیدہ عجائب با نگر عجیب انیست این معشوق بر عاشق بے دوسے دیا وسے نہ کہ اگر کوئی ہزار سال پرواز کرے بیوسے نہ دیاوسے نہ۔ کے معنے بناوسے پس کیونکر قرب حق سبحانہ تعالے کو پا سکتا ہو لیکن اگر سعی کرے اور حد سے زیادہ مشغول ہو حق سبحانہ اسقدر ادراک اور یقین اُسکو عطا فرماتا ہو کہ اس معنی کو دریافت کرتا ہو کہ حق سبحانہ بغیر اُسکے نہین رہا اور اُسنے غفلت کی اہل اللہ کو وہ یقین حاصل ہوتا ہو کہ بود وجود حق سبحانہ مین کسیطرح کا شک اور تردد نہین رہتا جس طرح سے کسیکو اپنے بود وجود مین شک نہین ہر چند کپڑے پہنے اور آنکھین بند کرے اپنے وجود کو گم نہین کرتا اور نہین بھولتا اور شک مین نہین گرتا۔

رشحہ[۱۲] فرمایا ہو کہ جب ذکر حرف اور آواز عربی وفارسی کے لباس سے معرا ہوا اور تمام جہات سے اُسوقت شجریت کے مقام کو پہونچتا ہو اور سب اوقات اُس سے طالب ثمر کھا سکتا ہے تُؤتِی اُکُلَہَا کُلَّ حِین ذکر دانہ کی مثال ہو کہ معرفت کا درخت اُس سے پیدا ہوتا ہو جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا ہو مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ جس طرح درخت دانہ سے پیدا ہوتا ہو توحید خالص کہ لباس حرف وصوت سے عربی فارسی کے اور شکل ورنگ اور کیف وکم اور جمیع جہات سے مجرد اور معرا ہو مضمون کلمہ سے ظاہر ہوتی ہو۔

خوارق عادات آپ کے قدس سرہ حضرت مولانا علاء الدین کہ بڑے اصحاب حضرت مولانا سعد الدین

سے تھے اور ذکر انکا آنحضرت فرماتے تھے کہ میں بیمار تھا حضرت مولانا میری عیادت کو آئے صفہ کے کنارے بیٹھے اور لحظہ بھر مراقبہ کیا اور سر مبارک لٹکا دیا اور اس صفہ کی چھت میں سر مبارک کے اوپر ایک کھڑکی تھی یکایک ایک چوہے نے اس دریچہ کے کنارے سے تھوڑی سی خاک چھنکائی اور آپ کی گردن اور گریبان پر گری سر اٹھایا اور اوپر کو دیکھا اور پھر مراقب میں گئے اس چوہے نے تھوڑی اور خاک گرائی پھر آپ نے دیکھا اسیطرح تین بار یہ صورت ہوئی چوتھی بار دیکھا اور غضب ہو کر کہا ای بے ادب چوہے تب اٹھے اور باہر گئے اور میں اپنے بچھونے پر بیٹھا تھا اور اس صورت سے بہت شرمندہ تھا تھوڑی دیر میں دیکھا کہ اس دریچہ میں ایک بلی آئی اور گھات میں بیٹھی اچانک چوہے نے تھوڑی خاک ڈالی وہ بلی جھپٹی اور اپنے پنجے سے چوہے کو اس سوراخ سے باہر نکالا اور مار ڈالا اور تھوڑا اسمیں سے کھایا اور میں گنتی کرتا رہا اس بلی نے اس روز اٹھارہ چوہے اس سوراخ سے باہر نکالے چبائے اور چھوڑ دیے اور چلی گئی

مولانا علی بیر برادر مولانا علاء الدین نے کہ وہ بھی حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے مخلصان خاص سے تھے نقل کی ہے کہ بزازی کی دوکان میں رکھتا تھا ایک دن ایک پیادہ تحصیل کنندہ ایک دوانیہ کی چٹھی لایا اور سختی اور جہالت شروع کی اور اسوقت مجھے اسکے روپیہ دینے کی مقدرت نہ تھی متحیر ہوا کہ کیا کرون اسیکے قریب حضرت مولانا آئے جب وہ تشدد اس سے دیکھا تو اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا تجھ داد زبان اپنی نگاہ رکھ جونہیں آپکا ہاتھ اسکے شانہ پر پہونچا بیہوش ہو گیا اور زمین پر لوٹنے لگا اور دیر تک اسی حال میں پڑا رہا اور آپ میری دکان کے دروازہ پر بیٹھے رہے جب اپنی اصلی حالت پر آیا بڑی عاجزی کے ساتھ اٹھا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا اور منھ آپکے پشت پاے پر رکھا اور اس نوکری سے توبہ کی اور اس طریق کیطرف متوجہ ہوا۔ اور اسنے نقل کی ہے کہ لڑکوں کی ماں حمل سے تھی اور چار مہینے حمل پر ہوئے تھے ان ایام میں قصد اسقاط حمل اسنے کیا اور بچہ جاتا رہا اور وہ قریب مرگ ہو گئی اور حال اسکا متغیر ہوا میں گھبرا کر آپ کے پاس دوڑتا آیا دیکھا کہ بہت سے علماء صلحا آپ کے پاس جمع ہیں اور آگے جانے اور بات کرنے کی طاقت نہیں حیران ہوا اور کوئی چارہ نہ جانا جب آپکی نظر میرے اوپر پڑی اسیوقت اٹھے اور گھر کی طرف روانہ ہوئے اور اصحاب کی ایک جماعت آپ کے پیچھے آتی تھی اس درمیان میں مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا اس ظالمہ سے کہدے کہ ایکبار پہلے فلان تاریخ کو تونے یہ حرکت کی تھی اور تجھے میں نے معاف کیا تھا اس دفعہ بھی معاف کرتے ہیں اگر بار دیگر یہ ظلم تجھ سے صادر ہوگا تو اپنی سزا پاویگی جب میں ہوکر آیا تھا پھر اسیوقت گھر میں پہونچا دیکھا کہ اسکی حالت اچھی ہو گئی اور اس مرض سے نشان باقی نہ تھا اور قصہ اس سے میں نے نقل کیا رو دی اور کہا سچ فرمایا ہے اس تاریخ ایکبار قصد کیا تھا اور مرنے سے بچی پھر خدا سے قول قرار کیا کہ پھر ایسا قصد نکرونگی ۔ حضرت مولانا علاء الدین نے کہا کہ اسوقت کہ میں حضرت مولانا کی خدمت میں تھا ایک دن قاصد ولایت قہستان سے آیا اور ماں باپ کا خط لایا کہ تجھے بڑی تاکید سے بلایا تھا کہ شادی

بیاد کرین اس صورت سے مین بہت ملول ہوا کہ مبادا حضرت کی ملازمت سے علیحدہ ہوون اپنے دل مین کہا کہ جب آپ خط کے مضمون سے اطلاع پاوینگے ہر آئینہ مجھے محفوظ رکھینگے اور مجھے قہستان نجانے دینگے چپکے آپ کے سامنے مین گیا ابھی خط کا مضمون عرض نہ کیا تھا کہ فرمایا ہرگاہ اصرار کے ساتھ بلایا ہے تو جانا چاہیے مین متحیر ہوا اور بغیر گئے چارہ نہ دیکھا جب کہ ماں باپ کی خدمت مین پہونچا اسی ہفتہ مین میرا نکاح کر دیا اور آٹھ برس مین وہان رہا لیکن اس مدت مین ہمیشہ آپ کی خدمت کی طرف متوجہ رہا اور باطن شریف سے فائدہ حاصل کرتا رہا اور اس شہر مین ایک ظالم [illegible] تھا کہ مال و اخراجات کی توجہ مین بہت زیادتی میرے اوپر کرتا تھا اور ظلم و بیداد حد سے زیادہ کرتا تھا اور مین نہین جانتا تھا کہ کس طرح اسکے ظلم کو دور کرون آخر حضرت مولانا کی طرف بباطن متوجہ ہوا اور استغاثہ کیا ایک شب خواب مین آپ کو دیکھا کہ تیر و کمان ہاتھ مین ہے اچانک وہ ظالم مقابل آیا آپ نے تیر کمان مین رکھا اور کھینچا اور اسکی طرف پھینکا جب مین جاگا اپنے آپ کہا کہ دیکھیے کیا بلا اس کمبخت پر آئیگی دوسرے دن مین اسکے پاس گیا اور کہا تیار رہ کہ بڑی بلا تجھپر آئیگی ہنسا اور ٹھٹھا مارا اور بیہودہ باتین کہین تین روز بعد آدھا بدن اسکا فالج سے رہگیا اور پھر نہ اٹھا۔ اور یہ بھی حضرت مولانا نے فرمایا کہ جن ایام مین مین قہستان مین تھا ایک بار میرے پھوڑا اٹھا تھا ایک دن اونچے درخت پر بیتی توڑ رہا تھا اور اس کام کے درمیان نسبت رابطہ کی ورزش کر رہا تھا یکایک شاخ جسپر میرا پاؤن تھا ٹوٹ گئی اور مین درخت کے اوپر سے علیحدہ ہوا دیکھا کہ حضرت مولانا ہمارے ظاہر ہوکے اور ہوا سے مجھے لپک لیا اور صحیح سالم مجھے زمین پر رکھدیا اس طرح کہ میرے کسی عضو مین چوٹ نہ لگی یہ بات مین چھپائے رکھتا تھا اور جب آپ کی ملازمت سے مشرف ہوا چاہا کہ قصہ اس حال ظالم کے اوپر فالج اور درخت سے اپنے گرنے کا کہون قبل میرے کہنے کے فرمایا کہ ظالمون کا گرنا اور ہے اور مظلومون کا گرنا اور ہے۔ اور یہ بھی حضرت مولانا فرماتے تھے کہ ابتداے حال مین جب حضرت مولانا نے مجھے ہرات مین ذکر دل کی تعلیم کی فرمایا کہ میرے سامنے چند ذکر کہو مین نے شروع کیا اور دل کو ذکر مین مشغول کیا فرمایا کہ ایسے ذکر نکر اور دل کو ذکر مین حرکت مت دے بلکہ مفہوم ذکر کو دل پر محمول کر اسوقت تک کہ دل مفہوم ذکر سے اثر پاکر خود متحرک ہو پھر کام کو اسپر چھوڑ دے اور جس وقت کہ آپنے میرے دل کی حرکت سے خبر دی مجھے عقیدہ نہ تھا کہ تمام روے زمین مین کوئی ایسا شخص ہوگا کہ آدمی کے باطن اور خلق کے احوال دل سے آگاہ ہو کہ مین تعجب مین اور حیرت مین پڑا اور ذکر سے باز رہا اسی کے قریب فرمایا کہ تو کیا حیران ہو رہا ہے خدا کی قسم بلخ مین میرا ایک بقال مرید ہے غار یا چال کے پیچھے کھڑا ہوا اور مین یہان اسکے دل کو اس سے بہتر جانتا ہوں اس بات کے سننے سے مجھے بڑی کیفیت پیدا ہوئی پھر آپکا دامن مضبوط پکڑا۔ خدمت مولانا محمد رحمہ سے کہ حضرت مخدومی مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی کے چھوٹے بھائی تھے منقول ہے کہ فرماتے تھے مین ابتداء حال مین کیمیا کے شغل کا فریفتہ تھا اور اکثر اوقات اسمین صرف کرتا اور بہت تجربہ حاصل کیا تھا اور قریب قریب کام کے نشان مین نے دیکھے تھے مگر

جو حق تھا ظاہر ہوتا تھا اور مین اُسکے شغل اور ترک کے درمیان متردد ہوتا اور اس وجہ سے نہایت شکستہ دل و پریشان حال
تھا ایکدن اس پریشانی اور سرگردانی مین بازار گیا اور جب چار دیواری کے قریب پہنچا اور لوگون کے ازدحام
مین آگیا یکایک کسی نے پیچھے سے آکر میرے گلے مین ہاتھ ڈالدیا پھر کر دیکھا تو حضرت مولانا علاء الدین تھے مین ٹھہرا
اور نیازمندی کی آپ نے فرمایا کہ ہو داور بیت کیمیا ئے ترا کنم تعلیم + کہ در اکسیر و در صناعت نیست +
رو قناعت گزین کہ در عالم + کیمیائی بہ از قناعت نیست + ترجمہ تجھکو اک کیمیا کرون تعلیم + نہ وہ اکسیر اور صناعت مین +
جا قناعت کر کہ عالم مین + کیمیا کیا جو ہے قناعت مین + یہ قطعہ پڑھا اور تشریف لیگئے آپ کے جانے پر ارادہ اُس شغل کا
بالکل میرے دل سے جاتا رہا اور خاطر اُس وسوسہ سے خلاص ہوئی اور یقین ہوا کہ وہ ایک تصرف تھا کہ محض براہ شفقت
آپ سے میری نسبت صادر ہوا حضرت مولانا علاء الدین فرماتے تھے کہ اوائل حال مین جو حضرت مولانا کی صحبت
اختیار کی اور آپ نے علوم رسمی کی تحصیل چھوڑدینے کا اشارہ کیا تمام سبق کہ فن ہیئت اور منطق اور کلام مین تھے
بالکل چھوڑدیئے مگر میر سید اصیل الدین محدث علیہ الرحمہ کے آگے جو کتاب حدیث پڑھتا تھا اور قریب الاختتام تھی
اپنے پاس رکھی کہ حدیث کا پڑھنا مانع نہوگا خیر وہ کتاب تمام کرلون صبح ہفتہ کا دن تھا کہ حدیث کا جزو اٹھایا اور شہر
سے محلہ چل کزی کو جہان حضرت سید رہتے تھے چلا جب دروازہ ملک سے قدم باہر رکھا پایا کہ میرے پانؤن مین ایک
لوہے کی بھاری بیڑی پیدا ہوئی اسقدر کہ قدم مشکل سے اٹھتا تھا اس حالت سے مین بہت حیرت اور دہشت
مین پڑا اور لوگون کی طرف دیکھتا تھا کہ وہ کیا کہتے ہین دیکھا کہ کوئی شخص اس بات سے آگاہ نہ تھا بڑی مشقت کے
ساتھ چل رہا ہون سے گذرا اس اثنا مین دیکھا کہ پگڑی میری سر سے کوئی اٹھا لیگیا اور ننگا سر رہ گیا وحشت اور حیرت
میری اور زیادہ ہوئی ایک دو قدم اور رکھے جامہ فرجی میرے شانہ سے اُتار لیا اسی طرح کہ تین قدم پیچھے یکے بعد دیگرے
میرے بدن سے اُترجاتی تھی حتے کہ پگڑی فرجی بند قبا اور پیراہن سب گئے گذرے ہوگئے اور مین ایک پاجامہ سے رہگیا
اور وہ بھاری بیڑی میرے پانؤن مین تھی اور جوتے سینے والون کے بازار تک مین پہونچا تھا اپنے دل مین کہا اگر
ایک قدم اور آگے تو رکھتا ہے تو پاجامہ بھی جاتا ہے اور پھر تو ذلیل ہوگا فی الفور وہان سے اُلٹا پھرا پیراہن میرا ملا اور
میرے بدن مین آگیا اور جس جگہ جو چیز مجھسے گم ہوئی تھی جب میرا قدم وہان پہونچتا تھا وہ چیز بھی اپنی جگہ آتی تھی
جب آستانہ دروازے سے شہر مین قدم رکھا دیکھا کہ وہ بھاری زنجیر میرے پانؤن سے نکل گئی اور غائب ہوگئی
فوراً مطالعہ سے لفور بدل آپ کی ملازمت مین پہونچا دیکھا کہ مسجد جامع کے اندر مراقبہ مین مشغول ہین بیٹھ
گیا اور بیٹھا اچانک سر مبارک اٹھایا اور میری طرف متوجہ ہوکر مسکرائے آپ کے تبسم سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک
تصرف تھا جو آپکی طرف سے واقع ہوا تھا۔ اور یہ بھی حضرت مولوی فرماتے تھے کہ ایک دن مجھے قبض عظیم طاری ہوا
اور سخت حزن نے گھیرا ایسا کہ مین بے اختیار ہوا اٹھا اور حضرت مولانا کے دولت سرا پر حاضر آیا اور آپ کی

ملازمت

طرف متوجہ ہوکر بدل و درخواست وزاری کرنے لگا کہ عنایت فرمائیے اور مجھے اس اندوہ الم سے خلاصی دیجئے اسی حال
مین آپ باہر آئے اور آثار بسط اور کشادگی کے آپ سے ظاہر تھے مسکراتے ہوئے آگے اور داہنے ہاتھ سے میرا
گریبان پکڑکے دبایا اور پھر انگشت شہادت کا سرا میری گردن کے کنارے رکھا اُسیوقت میرے باطن مین سرور
اور میرے دل مین خوشی اور حضوری حاصل ہوئی اور میرے سینہ مین انشراح پیدا ہوا کہ چار مہینے تک علی الاتصال
دل میرا پھول کیطرح شگفتہ ہوتا تھا اور قہقہہ کے ساتھ مین ہنستا تھا اور آثار اُسکے میرے بشرے پر ظاہر تھے
اس طرح کہ ہونٹھ میرے ہنسی سے بند نہوتے تھے اور خدمت مولوی نے فرمایا کہ ایک شب اہل رسم وعادت کی
ایک جماعت کے ساتھ اتفاق رقص وسماع کا ہوا جب صبح آپ کی خدمت مین آیا ایک گروہ اکابر کا وہان موجود
تھا آپ نے نظر غضب سے میری طرف دیکھا فی الفور پایا کہ ایک بار عظیم میرے اوپر گرا جاتا کہ ایک بڑا پہاڑ لائے
اور میرے شانہ پر رکھدیا ہو اسقدر مین جھکا کہ ناک میری زمین کے قریب پہونچی اور جی گھٹنے لگا اور عذاب
مین پڑا اور پیشانی سے پسینا ٹپ ٹپ گرنے لگا اور خوف تھا کہ رابطۂ حیات قطع ہو مولانا شہاب الدین احمد بیرجندی
علیہ الرحمہ کہ علما تبحر اور آپ کے اصحاب اجل سے تھے اور اسکے بعد ذکر اُنکا آئیگا اُنھون نے جب میری عاجزی
اور لاچاری دیکھی آپ سے میری سفارش کے لیے تواضع اور نیازمندی کی آپ نے ایک ساعت بعد
مولانا شہاب الدین احمد کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مرد سیرابی اوجھڑی ناپاک کو ایسا پاک کرتا ہے اور سکھاتا
ہے کہ اچھے آدمی اسکے کھانے کی رغبت کرتے ہین ہم بھی بعضے نفوس کی پاکی مین اُس سے کم نہین ہین یہ کہکر بایان
ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھا اور داہنا ہاتھ ملا فی الفور وہ بار میرے شانہ سے اُترگیا اور وہ گرانی جاتی رہی حضرت استادی
مخدومی حافظا غیاث الدین محدث علیہ الرحمہ کہ بڑے علماء زمانہ اور اعیان ہرات سے تھے اور حضرت سید
قاسم تبریزی قدس سرہ کی نظر کو پہونچے تھے اور شیخ بہاءالدین عمر اور اُنکے والد بزرگوار شیخ نورالدین محمد قدس اللہ
روحہما کی بہت ملازمت کی اور سلطان ابوسعید مرزا کا قرب تمام اسقدر رکھتے تھے کہ کبھی کبھی مرزا کے تخت پر
بیٹھتے اور اُسکو مثنوی سنایا کرتے تھے فرماتے تھے کہ ایک دن بمقام مسجد جامع مین حضرت مولانا سعدالدین
قدس سرہ کی ملازمت مین پہونچا اور اُس مجلس مین بہت سے علما اور فقرا حاضر تھے اور صف نعال مین سب سے
فروتر ایک مرد فقیر قہستانی بیٹھا ہوا تھا اور حضرت سکوت مین تھے اچانک سر اُٹھایا اور اُس مرد قہستانی کو اپنے سامنے بلایا
اور اُسکا ہاتھ پکڑکے میرے ہاتھ مین دیا اور فرمایا کہ اسے تیرے سپرد مین نے کیا اسکی حمایت مین تقصیر نکرنا مین نے قبول
کیا اور مجھے اور کسیکو حاضرین سے اس سفارش کا راز معلوم نہوا مگر چند برس بعد کہ حضرت مولانا وفات کر گئے
تھے اور میرزا سلطان ابوسعید کے زمانہ مین ایک شخص ظاہر ہوا کہ امیرون کی مدد سے لوگون کو تہمت جہودی مین گرفتار
کرتا تھا اور زر کثیر لیتا تھا اتفاقاً اُس مرد قہستانی کو پکڑا چونکہ وہ مال نرکھتا تھا کہ خلاص ہوتا قتل کی تجویز اُسکے

پہونچی تھی تاکہ اور لوگ ڈرین اور اُس پکڑنے والے کا کام پیش جاوے اور بازار اُسکا گرم تر ہو آخر مقدمہ یہانتک پہونچی کہ رسّی اُسکے گلے مین ڈالکر دروازۂ عراق پر لائے تاکہ وہان اُسے دار پر لٹکا دین اس اثنا مین میرزا کے پاس سے مین واپس اپنے گھر کو جاتا تھا دروازہ پر پہونچا اور اژدحام خلائق دیکھا پوچھا کہ یہ کیا ہوتا ہے کہا ایک فقیر کو تہمت چوری مین پکڑا ہے اور چاہتے ہین کہ قتل کرین مین آگے بڑھا جب اُسکی نگاہ میرے اوپر پڑی شور مچایا کہ ای حافظ مین وہ فقیر قہستانی ہون کہ حضرت مولانا سعد الدین نے جامع مسجد مین آپ سے میری سفارش کی اور فرمایا کہ اسکی مدد اور حمایت مین کوتاہی نکرنا اور تمنے قبول کیا اب مدد اور حمایت کا وقت ہے جب تیز نگاہ سے مین نے اسے دیکھا پہچانا اُسیوقت اُسے مین نے رہا کیا اور وہین سے باگ پھیری اور میرزا کی ملازمت مین گیا اور اُس فقیر کا قصہ اور حضرت مولانا کی سفارش عرض کی میرزا نے اُس تہمت کرنے والے کو اُس فقیر کے بجاے سزا دی اور وہ فقیر اور تمام آدمی اُسکے شر سے خلاص ہوئے اور خدمت حافظ نے یہ حکایت بیان کرکے دو بیت مثنوی کی پڑھین مثنوی

از پس صد سال ہر چہ آید برو + پیر می بیند معین مو بمو + گر بمیرد دید او باقی بود + زانکہ دیدش دید خلاقی بود +

خواجہ شمس الدین محمد کوسوی حضرت مولانا سعد الدین رحمہما اللہ سے بہت صحبت رکھتے تھے آپ کے بعض اجل اصحاب نے ایسا بیان کیا کہ ایک دن حضرت خواجہ نے حضرت مولانا سے کہا کہ مجھے دو بڑی مشکل حقائق توحید پیش آئی ہین کہ اُنکے حل کرنے سے عاجز ہون اور کسیکو مین نہین جانتا کہ اُس مشکل کو حل کرے اور اس وجہ سے میری خاطر زیر بار ہے نیت ہے کہ سفر کرون شاید کسیکو دیکھون کہ یہ بار میری خاطر سے اُٹھا لے حضرت مولانا نے فرمایا کہ کل تم صبح ہی اُن مشکلات کے حل کی نیت سے اس طرف آؤ شاید کہ سفر کی حاجت نہ پڑے خدمت خواجہ دوسرے دن آئے جس وقت کہ اُنکی نظر حضرت کے چہرے پر پڑی نعرہ مارا اور بیخود ہوگئے اور عرصہ تک اُس بیخودی مین رہے اور بعد افاقہ کے یہ بیت مثنوی کی پڑھی بیت

ای جمال تو جواب ہر سوال + مشکل از تو حل شدہ بے قیل و قال + پھر سفر کا وسوسہ اُنکی خاطر مبارک سے جاتا رہا

ایک دن ایک محرم نے خلوت مین خدمت خواجہ سے پوچھا کہ آپ کو اُس دن کیا ہوا کہ دیر تک بیہوش پڑے رہے اور اُسکے بعد سفر ترک کیا فرمایا کہ جب میری نظر مولانا سعد الدین کے داہنے ابرو پر پڑی ایک مشکل میری حل ہوئی اور جب نظر میری دوسرے ابرو پر آپ کے پڑی دوسری مشکل حل ہوئی اُسکی لذت اور ذوق سے مین نے فریاد کی اور بیخود گر پڑا۔ نفحات الانس مین مذکور ہے کہ ایک درویش جو آپ کی صحبت مین پہونچتا تھا اُسنے حکایت کی کہ مجھے مجلس وعظ مین کہ درویشون کے معارف بیان ہوتے تھے بہت تغیر ہوتا تھا فریاد اور نعرہ بہت نکالتا اور اُس سے محجوب ہوتا ایک روز یہ حال آپ کے سامنے عرض کیا کہا جب تجھے تغیر ہو مجھے اپنی خاطر مین لانا چاہیے اور اُسوقت کہ آپ سفر حجاز مین گئے تھے مجھے ایک مدرسہ مین کہ وہان ایک بزرگ وعظ کہتے تھے تغیر شروع ہوا آپ کی طرف مین نے توجہ کی دیکھا کہ آپ مدرسہ سے آئے اور میرے سامنے پہونچے اور دونون ہاتھ میرے شانون پر رکھے مین آپ سے باہر ہوا اور بیہوش

گر پڑا جب مجھے افاقہ ہوا مجلس وعظ برخاست ہو چکی تھی اور مجلس کے لوگ چلے گئے تھے اور دھوپ مجھپر آگئی اور وہ روز آخری پنجشنبہ رمضان کا تھا جسکے بعد عید تک دوسرا پنجشنبہ نہ تھا وہ یاد رکھا کہ جب مکہ سے آپ آئین عرض کردن کہ جب آپ مکہ سے تشریف لائے اور آپ کی خدمت سے مشرف ہوا اور ایک جماعت آپ کے سامنے تھی مجھسے نہو سکا کہ آپ سے عرض کردن آپ نے میری طرف رخ کیا اور کہا پنجشنبہ تھا کہ اُسکے بعد عید تک دوسرا پنجشنبہ نہ تھا۔ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی وفات ظہر کے وقت چارشنبہ کے دن ہوئی جمادی الآخر کی ساتوین تاریخ اور سن آٹھسو سات تھے بعض لوگون سے سُنا ہی کہ حضرت مولانا کی تعزیت کے دن خواجہ شمس الدین محمد کوسوی قدس سرہ نے مجلس کی اور وعظ کہا اثناء وعظ مین برسر منبر یہ بیت پڑھی بیت گشت خاک آنکہ شد بروزگار + ہمہ وجود باقی ولبس خاک تودہ شد + حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے دو فرزند بزرگوار تھے ایک خواجہ محمد اکبر معروف بخواجہ کلان کہ حضرت کے اصحاب مین سے تھے اور دوبار ہرات سے حضرت کی ملازمت مین بمقام ماوراء النہر پہونچے پہلی مرتبہ کہ راقم حروف (مصنف رشحات) حضرت کی آستانہ بوسی کے لیے متوجہ ہوا قریہ چل دختران مین خواجہ کلان کی صحبت سے مشرف ہوا اور دوسری دفعہ جو حضرت کی ملازمت مین جاتے تھے جب مجھے دیکھا تعجب سے پوچھا کہ کہان تو جاتا ہی اور کیا ارادہ ہی مین نے مجمل اپنا وسوسہ ظاہر کیا اور بہت خوشی کی اور فرمایا مناسب ہی کہ تو ہمسے جدا نہو تا کہ باہمی موافقت سے یہ راستہ طی کرین مین نے قبول کیا اور آپ اسباب اور متعلقان فقیر کو اپنے پاس لوالائے اور اُس سفر مین شفقت اور عنایت بہت کی جب ہم بخارا پہونچے اکثر اسباب اور باربرداری خادمان و متعلقان کی وہان چھوڑ کر خواجہ کے ساتھ ہمراہی ایک جماعت اصحاب حضرت کے جو بخارا کے مزرعون مین رہتے تھے ولایت قرشی کی طرف چلے اور نسف مین حضرت کی سعادت ملازمت سے بہرہ یاب ہوئے اور مجلسون مین بہت التفات اور الطاف بیشمار حضرت کا خواجہ کلان کی نسبت دیکھا جاتا تھا اور بہت تقلین مصاحبت اور خصوصیت کی کہ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ سے تھین سُنی ہین ایک دن خلوت مین خدمت خواجہ کو طریق نفی و اثبات کا امر فرمایا اور کہا کہ اس طریقہ سے مشغول رہو اور جب ہرات کو مراجعت کرو جو شخص تمھارے واسطے آوے اُسکو بھی اسی طریقہ پر لاؤ اور تعلیم ذکر کرو والد بزرگوار تمھارے مولانا سعد الدین جب ہرات گئے ہین تو اُنکا سلوک ابھی پورا نہین ہوا تھا مگر ہرات مین یارون کو پیدا کیا ہی اور اُنکو کام پر مستعد کیا اور خود بھی بہت مشغولی کی ہی تب کام آگے چلا ہی اور سلوک اُنکا انتہا کو پہونچا اُنکو بھی چاہیے کہ کام پر رہو تا کہ مہم پوری ہو پھر یہ مثنوی پڑھی بیت حاصل آمد کہ یار جمع باش + ہمچو بت گر از حجر یاری تراش + چند روز کے بعد کہ حضرت نے خواجہ کو اجازت دی کہ خراسان کو مراجعت کرین مجھے بھی واپسی اور والدین کی ملازمت کا امر فرمایا مین حضرت کی تعمیل ارشاد کے لیے خواجہ کے ساتھ پھر بخارا آیا اور انھون نے چند روز وہان توقف کیا اور مین اُنکی اجازت سے جلد خراسان کو گیا اور دو ایک مہینے کے بعد وہ بھی ہرات مین آگئے اور ہمیشہ اس ادنے کیطرف

ملتفت تھے اور بہت مہربانی کرتے رہتے یہانتک کہ پندرہ سال بعد فرزندی اور بندگی مین قبول کیا ایک روز حضرت مخدومی مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ نے ایک تقریب سے خواجہ کلان کی صفت اوربا کی طینت مین یہ مصرع پڑھا مصرع خاک او بہتر زخون دیگران + دوسرے فرزند حضرت مولانا قدس سرہ کے خواجہ محمد اصغر مشہور بخواجہ خرد تھے کہ علوم ظاہری اور اخلاق باطنی سے بہرہ کامل انکو تھا اور دونون خواجہ حافظ کلام اللہ اور دقائق تفسیر اور حقائق تاویل سے آگاہ تھے۔ وفات حضرت خواجہ خرد کی ولایت زمین داور مین واقع ہوئی اور ۹۰۶ھ نوسو چھ تھے اور بعض خادم آنکی نعش کو وہان سے ہرات لے آئے اور تحت مزار اپنے والد شریف کے عقب مین مدفون ہین رحمہما اللہ رحمۃً واسعۃً۔

مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی

لقب اصلی آپ کا عمادالدین اور لقب مشہور نورالدین ولادت آپ کی خرجرد جام مین وقت عشا تئیسوین تاریخ ماہ شعبان ۸۱۷ھ آٹھ سو سترہ مین ہوئی جیسا کہ قصیدۂ رشح بال الشرح حال مین کہ آپ کے دقائق احوال پر بالاجمال مشتمل ہے ایسا فرمایا ہے قطعہ بسال ہشت صد و ہفدہ ز ہجرت نبوی + کہ زد ز مکہ بہ یثرب سرادقات جلال + ز اوج قلۂ پرواز گاہ عز قدم + بدین حضیض ہوا بست کردہ ام پر و بال + پوشیدہ نرہے کہ نسبت شریف حضرت مخدوم کا شیخ عالم عامل امام المجتہدین وارث علوم انبیاء و مرسلین امام محمد شیبانی رحمہ اللہ سے ملتا ہے کہ اعظم مجتہدین سے مذہب امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کے تھے اور ایک صاحبین سے ہین اور وہ محمد بن عبداللہ بن طاؤس بن ہرمز شیبانی ہین اور ہرمز ایک بادشاہ بغداد مین تھا اور حضرت عمر بن خطاب کے ہاتھون پر اسلام لایا رضی اللہ تعالے عنہ اور کتاب مستطفی مین ہے کہ امام محمد اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ مین قرابت قریبہ تھی اسواسطے کہ وہ محمد الحسن ابن عبداللہ بن طاؤس بن ہرمز تھے اور وہ ایک بادشاہ تھا جو حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھون پر مسلمان ہوا اور ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن طاؤس بن ہرمز ہین آپ کے والد مولانا نظام الدین دشتی اور جد مولانا شمس الدین محمد دشتی مشاہیر اہل علم و تقوی سے ہوئے ہین محلہ دشت سے منسوب محروسہ اصفہان کے کہ باعث بعض حوادث زمانہ وطن مالوف سے ولایت جام مین آئے اور قضاء و فتوی کے عہدہ پر مقرر تھے اور مان باپ آپ کے امام محمد شیبانی کے فرزندون سے ہین اتفاق کہ مولانا قوام الدین محمد جو فرزندان امام محمد سے تھے ان دنون مین کہ اپنی ولایت سے دیار جام مین آئے ہین انھون نے اپنی دختر مولانا شرف الدین جامی شاہ مفتی فقاہت پناہ سے بیاہ دی اور اس سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئی کہ مولانا شمس الدین محمد دشتی اسکو اپنے نکاح مین لائے اور اس سے مولانا نظام الدین احمد کہ آپ کے والد شریف ہین پیدا ہوئے اور آپ کے آبا جب تک ولایت جام مین ساکن رہے ہین کتاب سجلات اور قبالجات مین عبارت

دشتی لکھتے رہے جب وہان سے اُٹھ آئے لفظ جامی اُسکے بجائے لکھتے رہے جس سال کہ حضرت مخدومی پیدا ہوئے
ہین خاقان مغفور شاہرخ سلطان انار اللہ برہانہ ملک عراق و فارس کی تسخیر پر کامیاب ہوئے ہین ۔

ذکر حضرت مخدومی کی تحصیل علوم کا ابتدا سے حال مین اور آپ کے رجوع کا اہل فضل و کمال سے

جب کہ آپ عہد طفولیت مین اپنے والد شریف کے ساتھ ہرات مین آگئے ہین اور مدرسہ
نظامیہ مین اقامت کی اور مولانا جنید اصولی جو علم عربیت مین ماہر اور اُس فن مین شہرت تمام رکھتے تھے اُنکے
درس مین آئے اور مختصر تلخیص کے مطالعہ پر مائل ہوئے جب اُس درس مین آئے ایک جماعت شرح مفتاح
مطول مین مشغول تھی آپ باوجودیکہ ہنوز حد بلوغ کو نہ پہونچے تھے اپنے مین اُسکے فہم کی استعداد پائی ہے اور
مطول در اُسکے حاشیہ کے مطالعہ مین مصروف ہوئے اُسکے بعد مولانا خواجہ علی سمرقندی کے درس مین آگئے جو بڑے
مدقق روزگار اور اکمل شاگردان حضرت سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ کے تھے ۔ فرماتے تھے کہ وہ طریق مطالعہ
مین بے مثل تھے مگر قریب چالیس دن کے اُس سے مستغنی ہو سکتا تھا بعد ازان مولانا شہاب الدین جاجرمی کے
درس مین پہونچے جو اپنے زمانہ کے افضل مباحثین سے اور سلسلہ شاگردی حضرت مولانا سعد الدین تفتازانی
رحمۃ اللہ مین سے تھے فرماتے تھے کہ چند روز اُسکے درس مین جاتا تھا اُس سے دو سخن مین نے سُنے جو کار آمد ہین
ایک کتاب تلویح مین کہ بعضے اعتراضات مولانا زادہ خطائی کو دفع کرتے تھے پہلے روز جو دو تین روز مقدمہ اُن اعتراضات
کے دفع کے لیے ترتیب کیے اُنکو مین نے باطل کیا اور دوسری مجلس مین بڑے تامل کے بعد صورت جواب کی بیان
کی کہ فی الجملہ وجہ رکھتی تھی اور دوسرا سخن اُسکا فن بیان مین مطول تلخیص سے تھا کہ مناقشہ کرتا تھا اور چند اُس سخن کا
در اصل زیادہ وقع اور اعتبار نہ تھا اور کتاب کے لفظ و عبارت سے تعلق رکھتا تھا مگر اُسکی توجیہ مین استقامت تھی بعد ازان
سمرقند مین قاضی روم کے درس مین جاتے تھے جو محققان عصر سے تھے پہلی ملاقات مین ایک مباحثہ ہوا جس سے
طول ہوا بالآخر قاضی اُنکے سخن مین آیا ۔ مولانا فتح اللہ تبریزی کہ دانشمند تبحر تھا اور میرزا الغ بیگ کے سامنے
صدارت کا مرتبہ رکھتا تھا حکایت کرتا تھا کہ اُس مجلس مین کہ میرزا نے قاضی روم کو سمرقند کے اپنے مدرسہ مین بٹھلایا ۔
اکابر اور افاضل جہان کے اُس مجلس مین حاضر تھے قاضی روم اُس مجلس مین اکثر مستعدان خوش طبع کا کرتا تھا
مولانا عبد الرحمن جامی کی صفت مین ایسا فرمایا کہ جب سے سمرقند کی بنیاد ہے ہرگز اس جامی کی جودت طبع اور قوت
تصرف کے ساتھ کسی نے دریاے آموے سے اس طرف عبور نہین کیا ہے مولانا ابو یوسف سمرقندی جو شاگرد مستقر قاضی
روم تھا اُسنے نقل کی ہے کہ جب حضرت مولانا عبد الرحمن جامی سمرقند مین آئے اتفاقاً ایک تذکرہ کی شرح فریبات
مین کرتے تھے اور گنے چنے تصرفات جو قاضی نے اس کتاب کے حواشی پر لکھے تھے اور سالہا قائم رہے ہر روز ہر
مجلس مین اُن سخنان تقریر سے ایک دو سخن حک و اصلاح مین آتے تھے اور قاضی اُس سے بہت ممنون ہوتا تھا

اور اُن اوقات مین شرح تلخیص عضنی کو کہ اُسکی فکر کا نتیجہ تھا درمیان مین لایا اور آپ اُسمین تصرفات کرتے تھے کہ ہرگز قاضی کی
خاطر مین نہ پہونچے تھے۔ ایک روز ہرات مین مولانا علی قوشجی ترکون کے پیرا یہ و رسم سے ایک عجیب جبہ کمر پر باندھکر
آپ کی مجلس شریف مین آیا اور چند شبہے نہایت مشکل فن ہیأت کے باریک بیتین کیے اور آپ نے فوراً ہر ایک کا جواب
شافی دیا چنانچہ مولانا علی ساکت ہوا اور متحیر رہا اور آپ نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا ہی کہ مولانا تمھارے جبہ مین اس سے
بہتر کوئی چیز نہ تھی مولانا علی نے بعد ازان اپنے شاگردون سے کہا ہی کہ اُس روز سے مجھے معلوم ہوا کہ نفس قدسی اِس عالم
مین موجود ہی۔ بعضے خدم فرماتے تھے کہ یہ قوت اس سبب سے ہی کہ مشغولی بطریق خواجگان قدس اللہ تعالے
ارواحہم مدد بخشش تعقل کی اور قوت بخش قوت مدرکہ کی ہی اور کیفیت اور قوت آپ کے مباحثہ کی اور غلبہ اور استیلا آپکے
ہم سبقون پر بلکہ اُستادون پر ایک امر مشہور اور ثابت ہی۔ آپ کے ایام تعطیل فراغ خاطر اور آسودگی حال سے گذرا
کرتے تھے اور اکثر طبع و بال اور فکرون مین مشغول نہ ہوا کرتی جب کہ درس مین حاضر ہوتے اکثر ہوتا کہ ایک جزو ہم سبقون سے لیا اور ایک لحظہ مطالعہ کیا
جب سبق کے لیے حاضر ہوئے سب پر غالب ہوتے مولانا معین تونی کہتے تھے کہ آپ جب مولانا خواجہ علی کے درس
مین آتے جو شبہہ کہ مستعدون کی طبیعت کے نتائج سے پیشتر ہوتا آپ فوراً اُسکو دفع کرتے اور ہر روز دو تین شبہہ
وارد اور اعتراض خاص اُس مجلس مین اپنے مطالعہ کے آثار سے چھوڑ کر چلے جاتے اور آپ بعضے رسوم علم کے لیے کہ ساع
سے وابستہ ہی اہل زمانہ کی مجالس درس مین حاضر ہوتے تھے ورنہ نفس الامر مین آپ کو کسی کی شاگردی کی احتیاج
نہ تھی بلکہ اُس حلقۂ درس کے مدرس پر غالب آتے ایک روز آپ کے معلّم اور اُستادون کا تذکرہ ہوا آپ نے
فرمایا کہ ہمنے کسی اُستاد کے سامنے ایسا سبق نہین لیا کہ اُنکو ہمارے اوپر غلبہ اور استیلا ہو بلکہ ہم ہمیشہ تکرار
پر بحث مین غالب رہے ہین بعض اوقات ہمارے ساتھ برابری کرتے تھے اور کسی کا حق اُستادی ہمارے ذمہ
ثابت نہین ہی اور ہم درحقیقت اپنے باپ کے شاگرد ہین کہ اُس سے زبان سیکھی ہی۔ ایسا دریافت ہوا ہی کہ آپنے
صرف اور نحو اپنے والد سے پڑھی ہی اور اُسکے بعد علوم عقلی اور معارف یقینی مین کسی سے چندان احتیاج نہین
ہوئی ایک دن آغاز حال مین حضرت مولانا شیخ حسین اور مولانا داؤد اور مولانا معین کہ اصحاب شریک البحث تھے
متفق ہوکر وظیفہ حاصل کرنے کے لیے میرزا شاہرخ کے امرا بزرگ کی ڈیوڑھی مین جاتے تھے کہ آپ کی بھی آستین
پکڑ کے کشان کشان ساتھ لیگئے اور اُس امیر کی ڈیوڑھی پر انتظار کیا ہی بعد از ملاقات جب باہر آئے آپ نے
فرمایا کہ میرا ساتھ تمھارے ساتھ کبھی مقابہ پھر یہ صورت مجھے ممکن نہین ہی اور اُسکے بعد پھر ہرگز کسیکے دروازے پر
اہل جاہ و دنیا سے آمد رفت نہین کی اور ہمیشہ فقر و فاقہ کے گوشہ مین ہمت کا پانوٴن دامن صبر و قناعت
مین لپیٹا ہی یہان تک کہ شیخ نظامی قدس سرہ کے سخن کا مضمون اُنکے حق مین ظاہر ہوا کہ مثنوی
چون بعد جوانی اثر پرتو بہ مد بکس نرفتم از در تو ✽ ہمہ را بدرم فرستادی ✽ من نمی خواستم تو مید ادی ✽

فرمایا کرتے کہ ہم ایام جوانی مین ذلت اور خواری پر راضی نہین تھے جیسا کہ مستعد اور فاضل سمرقند اور ہرات کے پیادہ ہمراہ رکاب قاضی روم اور مولانا خواجہ علی سمرقندی کے جاتے تھے اور ہم اُنکے موافق نہ تھے بلکہ ہرگز شاگردون کی عادت کے موافق اُنکے گھر پر حاضری نہین دیتے اور اسی وجہ سے ہمارے وظیفہ مین نقصان تمام ہوتا تھا۔

ذکر حضرت مخدومی کی صحبت کا حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ مین پہونچنے کا سبب کہ علوم کی تحصیل کر چکے اور علمار رسمی کی آمیزش اور اختلاط کو ترک کر دیا

آپ کو شروع احوال مین ایک کے ساتھ مظاہر حسن وجمال سے گرفتاری دل تھی اُس تعلق سے خاطر مین ایک انحراف پیدا ہوا ہرات سے سمرقند گئے اور وہان فضائل اور کمالات کے حصول مین چند روز مشغول رہے یہان تک کہ ایک شب خاطر آپ کی مفارقت ظاہری اور مزاحمت مہجوری سے مجروح اور دردناک تھی حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ کو واقعہ مین دیکھا اور اُنسے سنا کہ فرماتے ہین جا او ر ایسا یار حاصل کر جو تیرے لیے ناگزیر ہو اور آپ کے اوپر اس واقعہ سے بڑا اثر ہوا اور ایک فکر عظیم خاطر مین پڑی جلد خراسان کی طرف گئے اور حضرت مولانا کے شرف صحبت وقبول کو پایا اور تھوڑے روز مین صحبت شریف حضرت سے آپ کو شوق عظیم اور بیہودگی قوی حاصل ہوئی چنانچہ ایک بزرگ جو اس طریق مین آپ کے رفیق تھے متحیر اور متعجب ہو گئے اور فرمایا کہ طریق خواجگان اُنکو جلد اور اثر کیا حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ جامع مسجد ہرات مین ہر روز نماز کے پہلے اور نماز کے پیچھے یارون کے ساتھ بیٹھا کرتے اور صحبت رکھتے اور حضرت مخدومی کا اُس مقام سے گذر ہوا کرتا ہر دفعہ کہ وہ گذرتے حضرت مولانا سعدالدین فرمایا کرتے کہ اس جوان کو ایک عجب قابلیت ہو ہم اُسکے شیفتہ ہو گئے ہین ہم نہین جانتے کہ اُسے کس حیلہ سے صید کرین پہلے روز کہ آپ حضرت مولانا کی صحبت مین پہونچے گرفتار اُنکے ہو گئے آپ نے فرمایا کہ آج کے دن ایک شہباز ہمارے دام مین پڑا اور اُسی اثنا مین فرمایا ہو کہ حق سبحانہ نے اس جوان جامی کی صحبت سے ہمارے اوپر احسان کیا مولانا شہاب الدین محمد جاجرمی نے آپ کی گرفتاری کے بعد جو حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ کی صحبت مین ہوئی ایسا کہا ہو کہ اس مدت پانسو سال مین ایک مرد صاحب کمال دانشمندون مین خاک خراسان سے سر نکالتا حضرت مولانا سعدالدین کاشغری نے اُسکی راہ ماری مولانا عبدالرحیم کاشغری کہ ہرات کے دانشمند صاحب توقیر تھے ایسا کہتے تھے کہ جب تک خدمت مولانا عبدالرحمن جامی نے ترک مطالعہ نکیا اور طریق صوفیہ کیطرف متوجہ ہوئے ہمین یقین ہوا کہ مطالعہ اور تحصیل علوم رسمی سے بہتر کوئی دوسرا کام بھی ہو اور مرتبہ دانشمندی سے بالاتر بھی کوئی مرتبہ ہوتا ہو۔ آپ نے اس طریق کے ابتدا اور شغل مین حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ

کے امر سے بڑے مجاہدہ اور ریاضتین اختیار کی تھین اور خلق سے نہایت متوحش اور محترز تھے اور تنہائی مین بسر کرتے تھے زان
کر خلق مین آئے ہین بول چال روزمرہ کی آپ کی خاطر سے فراموش ہو گئی تھی اور الفاظ مانوس جاتے رہے اور
آہستہ آہستہ وہ الفاظ آپ کی خاطر مین آئے ہین اور آن اوقات کے آخر مین آپ کو جذبۂ عظیم پیدا ہوا اور ایک
کیفیت زبردست حاصل ہوئی کہ بے خبر جانب کعبہ متوجہ ہوئے ہین اور کوسوں تک پہونچے وہان آپ کو افاقہ
ہوا اور ہوشیار ہوئے اور فکر صحبت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی اور شوق آپ کے دیدار مبارک کا حضرت کے
غالب ہوا بے اختیار وہان سے ارادہ کی باگ پھیری اور مولانا کی ملازمت کو چلے حضرت مولانا کی ملازمت کے
درمیان آپ نے چند روز فصل بہار مین قصبۂ اوبہ کی طرف سیر کی ہو حضرت مولانا نے ایک رقعہ لکھا اور آنکے
پاس بھیجا اور وہ رقعہ یہ ہو کہ حضرت کے خط مبارک سے نقل ہوا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم سلام علیکم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ حق تعالی با خود دارد و بغیر خود نگذارد و توقع از ان برادر و نور بصر برادر مولانا عبد الرحمن جامی آنکہ این فقیر
حقیر عمر ضائع کردہ را از گوشۂ خاطر شریف دور ندارند و اشتیاق غالب دانند نمیدانم کہ چہ نویسم اینہا ہمہ اسم و رسم است
آنچہ مقصود است در عبارت نمی آید شیخ احمد غزالی میگوید کہ تعریف این طائفہ کہ میکنم از جہت احتیاج است مرا محبت
تعلقی کہ مراست و عزت و شرفے کہ ایشان راست نمیدانم کہ چہ گویم مصرع ع رخسار من اینجا و تو بر گل نگری + والسلام
والتحیۃ الفقیر الحقیر سعد کاشغری۔ جب یہ رقعہ آپ کے پاس پہونچا فی الحال اُلٹے پھر گئے اور بعد ازان آپ کی
ملازمت سے علیحدہ نہوئے۔ حضرت مخدومی فرماتے تھے کہ اس طریق کے ابتدا شغل مین انوار ظاہر ہوتے تھے لیکن چونکہ
ہمارے حضرت مولانا نے اشارت کی ہم شغل کیا کرتے اور نفی کرتے یہان تک کہ پوشیدہ ہو جاتا ظہور انوار
کشف و کرامات پر اعتماد نہین ہو کوئی کرامات اس سے بہتر نہین ہو کہ فقیر کو کسی صاحب دولت کی صحبت مین قبول
انتزاع و جذب ہاتھ لگے اور ایک دم اپنے آپ سے خلاص ہو۔ حضرت استادی مولانا رضی الدین عبد الغفور ر
علیہ الرحمۃ والغفران کہتے تھے کہ مین نے آپ سے پوچھا کہ بعض اشخاص پر اس گروہ سے کشف عالم ہوتا ہو اور بعضے
پر مخفی رہتا ہو اسمین کیا بھید ہو فرمایا کہ طریق دو قسم ہو ایک سلسلہ تربیت کا ہو کہ سالک نے جس راہ سے نزول کیا
اُسی راہ عود کرے اور دوسرا طریق وجہ خاص ہو کہ طریقہ ہمارے خواجگان کا ہو قدس اللہ ارواحہم اور اس طریق کے
سالک کا قبلۂ توجہ بجز نفس ذات نہین ہو اور اس طریق مین کشف عوالم ضروری نہین ہو۔ اور خدمت مولانا عبد الغفور
فرماتے تھے کہ آپ کی خاطر مشاہدہ وحدت اور کثرت کی طرف کہ مشاہدہ تفصیلی ہو طریق اجمال سے زیادہ مائل تھی۔
فرماتے تھے کہ ہرگاہ اپنے تئین مرتبہ اجمال مین ہم لیتے ہین مغلوب ہو جاتے ہین ولیکن مولانا ہمارے اجمال سے تفصیل
کی طرف کم جاتے تھے انکی جانب استغراق اس امر مین غالب تھے اور فرماتے تھے کہ سر وحدت اور معنی توحید ایسے غالب
آئے ہین کہ اُسکا دفع اپنے سے ممکن نہین جانتا اور اسمین ہمارا کچھ اختیار نہین ہو کوئی چیز پیش راہ اس سے خاطر مین

نہین آتی اس بات سنے زیادہ پکڑا ہی

ذکر ملاقات حضرت مخدومی کا مشایخ بزرگ سے جو بچپن سے آخر تک ہوئین پوشیدہ

نرہے کہ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے علاوہ اور سب اکابر سے آپ ملے تھے اور ملاقات کی تھی سب کے پہلے
حضرت خواجہ محمد پارسا ہین قدس سرہ کتاب نفحات الانس مین لکھا ہی کہ جب حضرت خواجہ سفر حجاز کے ارادہ سے ولایت
جام سے گذرتے جاتے تھے اور قیاس سے معلوم ہوتا ہی کہ جمادی الاولے کے آخر یا جمادی الآخر کے اول سن آٹھ سو بائیس
مین یہ ہوا ہو والد اس فقیر کے نیاز مند اور مخلصون کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ آپ کی زیارت کے قصد سے باہر
آئے تھے اور میری عمر اُسوقت پانچ برس کی پوری نہین ہوئی تھی ایک نوکر سے کہا کہ مجھے کاندھے پر لیکر آپ کے
محافہ پرانوار کے سامنے لایا آپ نے التفات کی اور ایک سیر مصری کرمانی عنایت فرمائی اور آج کے دن اُسے
ساٹھ برس ہوئے ابتک آپ کی صورت منور کی صفائی میری آنکھون مین اور لذت دیدار مبارک کی میرے
دل مین ہی اور حقیقت یہ ہی کہ جو رابطہ اخلاص و اعتقاد ارادت اور محبت کا کہ اس فقیر کو نسبت بخاندان خواجگان
قدس اللہ ارواحہم واقع ہی آپ ہی کی برکت نظر سے ہوا ہوگا اور مجھے امید ہی کہ اسی رابطہ کے یمن سے انکے زمرہ
محبان و مخلصان مین قیامت کو اُٹھایا جاؤن بمنہ وجودہ دوّم مولانا فخر الدین لورستانی تھے رحمہ اللہ تعالی کہ اہل
مشایخ زمانہ سے تھے نفحات الانس مین لکھا ہی کہ مجھے یاد ہی کہ حضرت مولانا فخر الدین لورستانی رحمہ اللہ عزجرا اور
جام مین کہ اس فقیر کے والد سے متعلق تھے اُترے تھے اور مین اسقدر چھوٹا تھا کہ مجھے اپنے زانو کے آگے بٹھلایا تھا
اور اپنی انگشت مبارک سے مشہور نام جیسے عمر اور علی ہوا پر لکھتے تھے اور مین اسے پڑھتا تھا آپ مسکراتے تھے
اور تعجب فرماتے تھے وہ شفقت اور لطف آپ کا میرے دل مین تخم محبت و ارادت اس گروہ کا ہوا اور اسوقت سے برابر
اور ہی نشو و نما پاتا ہی اور مجھے امید ہی کہ انھین کی محبت مین جیون اور انھین کی محبت مین مرون اور انھین کے محبون کے
زمرہ مین اُٹھایا جاؤن اللھم احینی مسکیناً و امتنی مسکیناً و احشرنی فی زمرۃ المساکین سوّم خواجہ برہان الدین
ابونصر پارسا قدس سرہ آپ کو اتفاق صحبت خواجہ ابونصر کی خدمت مین بہت پڑا ہی۔ نفحات الانس مین لکھا ہی
کہ ایک روز آپ کی مجلس شریف مین ذکر حضرت شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ اور انکی تصنیفات کا
ہوتا تھا اپنے والد بزرگوار خواجہ محمد پارسا سے نقل کی کہ آپ فرمایا کرتے کہ فصوص جان ہی اور فتوحات دل اور یہ
بھی فرمایا کہ جو فصوص کو اچھا جانتا ہی اُسکا داعیہ اور شوق متابعت حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قوی
ہوتا ہی۔ چہارم حضرت شیخ بہاء الدین عمر تھے قدس اللہ روحہ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ کو استغراق اور استہلاک
عظیم تھے اکثر ایسا ہوتا کہ ہوا مین تیز تیز دیکھتے تھے ہر چند ملائکہ مخلوق از انفاس خلائق کو ملاحظہ کرتے تھے جنکا قرار گاہ
ہوا ہی اور فرمایا ہی کہ ایکروز حضرت شیخ مہ مختارہ کی خدمت مین حاضر ہوا تھا اور ایک جماعت شہر سے پہونچی تھی
نام موضع ۱۲

اور آپ کا دستور تھا کہ جو شخص شہر سے آتا اُس سے پوچھتے کہ کیا خبر ہے اُسی قاعدہ پر ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ پوچھا کہ شہر
کی تجھے کیا خبر ہے ہر ایک شخص ایک بات کہتا آخر کو مجھسے پوچھا کہ تجھے کیا خبر شہر کی ہے مین نے کہا کہ مجھے کوئی خبر نہین فرمایا
کہ راہ مین کیا دیکھا کہا مین نے کچھ نہین دیکھا فرمایا کہ جو شخص فقیر کے پاس جائے چاہیے کہ شہر سے خبر لائے اور نہ راہ مین کچھ
دیکھا ہو لیکن یہ بیت پڑھی **بیت** دلارامی کہ داری دل درو بند ✤ دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند ✤ پنجم خواجہ شمس الدین
کوسوی تھے قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ وعظ کہتے تھے اور حضرت مولانا سعد الدین اور مولانا شمس الدین
محمد اسد اور مولانا جلال الدین ابو یزید پورانی اور انکے سوا عزیزان دیگر کہ اُسوقت مین تھے آپ کی مجلس مین
حاضر ہوتے تھے اور معارف اور حقائق کی آپ کی تعریف کرتے خدمت مولانا شرف الدین علی یزدی رحمۃ اللہ
علیہ انکی مجلس وعظ کی ہمین ترغیب دلاتے بعضے عزیزون سے سنا گیا کہ جس روز حضرت مخدومی حضرت خواجہ کوسوی
کی مجلس مین قدس سرہ آئے خواجہ فرماتے کہ آج ہماری مجلس مین ایک شمع روشن کی اور حقائق و معارف
پہلے سے زیادہ آپ کی زبان پر [illegible] حضرت مخدومی نے فرمایا ہے کہ خواجہ کوسوی علیہ الرحمہ حضرت شیخ
محی الدین کی تصنیفات کے معتقد تھے اور توحید کے مسئلہ کو اُنکے موافق بیان کرتے اور آپ سے برسر منبر علماء
حاضر کے سامنے ایسی تقریر کرتے کہ کسی کو مجال انکار کی نہ تھی اور حقائق قرآنی اور حدیث نبوی اور کلمات
مشائخ کے حقائق اور اسرار مین نہایت تیز فہم تھے تھوڑی توجہ مین بہت سے معنی آپ کو القا ہوتے تھے کہ بڑے
تامل کے بعد اورون کی خاطر مین کم پہونچتے وعظ اور مجلس سماع مین آپ کو وجد عظیم ہوتا اور بیحد نعرہ مارتے
اور اُسکا اثر سب اہل مجلس [illegible] اور خدمت خواجہ بعض اوقات لوگون کو اُن صفات کی صورتون مین
دیکھتے جو اُنکے نفوس پر غالب [illegible] کہتے تھے کہ ہمارے اصحاب کبھی کبھی صورت انسانی سے باہر جاتے
ہین مگر جلد پھر اُسکی طرف عود کرتے ہین اور [illegible] ایک آدمی کا نام لیا اور کہتے کہ جس وقت میرے سامنے آتے ہین
سگان چار چشم کی صورت دکھائی دیتے ہین اکثر ہوتا کہ آپ کی صحبت مین کوئی چیز کسی کی خاطر مین گذرتی
آپ اُسکو ظاہر کرتے اس طرح سے کہ اُنکے سوا دوسرا نہ جانتا ہشتم مولانا جلال الدین ابو یزید پورانی رحمہ
اللہ موضع پوران مین اُنکی خدمت کے لیے بہت جایا کرتے نفحات مین لکھا ہے کہ ایکبار اُنکے برابر مین نماز
پڑھ رہا تھا ایسا مغلوب اور فانی اُنکو مین نے پایا کہ گویا اپنی خبر اُنکو کچھ نہ تھی قیام مین جو کھڑے تھے تو کبھی
داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر اور کبھی بایان ہاتھ داہنے ہاتھ مین رکھتے نہم مولانا شمس الدین محمد اسد تھے رحمہ اللہ
کہ آپ اُنسے بہت صحبت رکھتے تھے نفحات مین بھی لکھا ہے کہ ایکبار اُنکے ساتھ مین ایک راستہ پر جاتا تھا
باتون باتون مین یہان تک پہونچے کہ کہنے لگے مجھے اس چند روز مین ایک ایسا امر پیش آیا کہ ہرگز مجھے اپنی نسبت
اُسکا گمان نہوتا تھا اور امید اُسکی نہین رکھتا تھا اور اجمال کے طور پر اشارہ اُسکی طرف کیا اس صورت سے

کہ مین اُس سرجمع کے مقام پر اُسکا تحقق ہوتا تھا بعض عارفون نے کہا ہی کہ جب خداتعالی اپنی ذات سے کسی پر تجلی کرے تو یہ شخص کل ذاتون موجودات کو اور اُنکے افعال و صفات کو ذات و صفات و افعال حق سبحانہ کی شعاعون مین متلاشی اور فانی پائے اور اپنے نفس کی نسبت موجودات کو ایسا پاتا ہی کہ گویا وہ شخص مدبر آن موجودات کا ہی اور یہ موجودات اُسکے ساتھ نسبت اعضا کی رکھتے ہین اور کوئی چیز ان موجودات سے کسی ایک پر نازل نہین ہوتی الا یہ کہ وہ دیکھتا ہی کہ اس شخص پر نازل ہوئی ہی اور اپنی ذات کو ذات حق واحد اور اپنی صفت کو اُسکی صفت اور اپنے فعل کو اُسکا فعل دیکھتا ہی اسوجہ سے کہ وہ عین توحید مین مستہلک اور فانی ہوگیا ہی اور استہلاک عین توحید مین اس بات کو لازم کردیتا ہی کہ جو کچھ اُسکے ساتھ منسوب ہی اپنے ساتھ منسوب پاتا ہی اور موجودات کی نسبت اپنے تئین توحید مین ایسے مقام پر پاتا ہی کہ اس مرتبہ سے بالاتر ہی اور جب کہ بصیرت مشاہدہ جمال ذات قدیم مین منجذب ہوگئی نور عقل جو اشیا مین فارق تھا اور ممکن اور واجب کو ایک دوسرے سے جدا کرتا تھا غلبہ نور ذات قدیم مین پوشیدہ ہوگیا اور قدیم و حادث مین جو تمیز تھی مرتفع ہوگئی اسواسطے کہ حق ظاہر ہونے کے وقت باطل ناچیز اور ناپیدا ہوجاتا ہی اور اس حالت کو اس طائفہ علیہ کی اصطلاح مین جمع کہتے ہین ۔ شتم ہمارے حضرت تھے حضرت کے اور مخدومی کے درمیان ملاقات چار مرتبہ ہوئی ہی دو بار سمرقند مین اور تیسری بار ہرات مین کہ حضرت مرزا ابوسعید سلطان کے زمانہ مین ماوراءالنہر سے خراسان مین تشریف لائے تھے اور چوتھی مرتبہ مرو مین کہ جب حضرت حسب درخواست میرزا سلطان ابوسعید کے مرو مین آئے تھے اور حضرت مخدوم بھی ہرات سے حضرت کی ملاقات کے لیے مرو گئے آپکے خط مبارک سے دیکھا گیا لکھا تھا کہ نواحی مرو مین خدمت خواجہ عبیداللہ دام اللہ ظلال جلالہ نے اس کمترین سے پوچھا کہ سن تیرا کسقدر ہی جواب دیا گیا کہ تخمیناً پچپن ۵۵ سال حضرت نے فرمایا کہ پس ہمارا سن بارہ سال زیادہ ہی اور مخفی نرہے کہ اس ملاقات کے پہلے اور پیچھے حضرت مخدوم اور حضرت مین خط کتابت بہت رہی ہی اور آپ کا کمال اخلاص اور ارادت حضرت کے ساتھ آپکی تصنیفات نظم و نثر سے سب خاص و عام پر روشن ہی اور شہرت کے سبب احتیاج اُنکے بیان کی نہین ہی اور خلوص عقیدت اور محبت حضرت کی بھی آپ کی نسبت خطوط اور رقعات سے جو آپ کو حضرت نے لکھے ہین ظاہر ہی اُن تمام رقعات اور مکتوبات سے یہ دو رقعہ بسبیل شہادت اور تیمن کے خط مبارک سے اُنکے جمع مین لکھے جاتے ہین ۔ رقعہ اولے بعد از رفع نیاز عرضہ داشت این بیچارہ گرفتار آنکہ گاہی میخواہم گستاخی کردہ از خرابی احوال خود نسبت بملازمان آن آستانہ اندکے اعلام کنم لیکن می ترسم کہ از خرابی کہ حال این فقیر است موجب ملالت باریافتگان نشود ذکر الوحشۃ وحشۃ بہر جا کہ ہست آرزوی آن میباشد کہ نظر بخرابی این درماندہ بلند طریقہ ترحم کہ از اخلاق کرام است نسبت باین ضعیف مرعی دارند سبب گرفتاری خود جز آن نمیدانم کہ ہر کرا دیو از کریمان وا برد ۔ بیکسش سازد سرش را وا خرد ۔ والسلام والاکرام رقعہ ثانی عرضہ داشت آنکہ

اشتیاق و آرزومندی عتبہ بوسی بسیار است ہرچند با خود می گویم مصرعہ این کار دولت است کنون تا کرا
رسد ٭ لیکن ہوای آنکہ خود را بران آستان بیند بسیار است امید از الطاف بی نہایت حق سبحانہ آنکہ این
فقیر بے بال و پر بپر ہمت و قدم ساعی بحکم عنایت قدمے رو زسے گرداند تا ہر چگونہ کہ باشد از مضیق حبس خودی
نجات یافتہ متوجہ آستان بوسی توانم شد و السلام۔ حضرت مخدوم تین مرتبہ سمرقند گئے ہین پہلی دفعہ میرزا
الغ بیگ کے زمانہ مین اور قاضی روم کے درس مین آمد رفت کرتے رہے چنانچہ تھوڑا ذکر ہو چکا ہے اور
دوسرے بار حضرت کی صحبت کے لیے گئے ہین اور آس جانے کی تاریخ شب شنبہ آٹھوین محرم سنہ آٹھ
سو ستر ہو جیسا کہ خط مبارک سے آپکے نقل ہوئی۔ اور تیسری نوبت بھی حضرت کے ادراک صحبت کے لیے
ہرات سے سمرقند گئے ہین اور اتفاق ایسا ہوا ہے کہ آپ اُسوقت پہونچے ہین کہ حضرت نے بسبب ضرورت عمر شیخ میرزا اور
سلطان احمد میرزا جو سلطان ابو سعید کے بیٹے ہین انکی مصالحت کے لیے ترکستان کا قصد کیا ہے جب تین روز صحبت اور
ملاقات مین گذرے حضرت ترکستان کیطرف گئے اور حضرت مخدوم کو تمام اصحاب اور اعزہ کے ساتھ فاراب کی طرف
روانہ کیا ہے اور مصالحہ کے بعد سلاطین کے ولایت شاش مین آئے اور آپ کو فاراب سے بلا کر تاشکند مین چند شبانہ
روز تک صحبتین رہی ہین اور مجلسین عالی منعقد ہوا کین خدمت مولانا ابو سعید اوبہی رحمہ اللہ کہ حضرت کے اصحاب سے
تھے اور ذکر انکا تیسری فصل مین اس کتاب کے مقصد سوم سے آئیگا ان صحبتون مین حاضر رہے ہین ان مجالس کی
کیفیات اور خصوصیات سے حکایتین فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ اکثر اوقات حضرت اور مخدوم کے درمیان
صحبت سکوت کے ساتھ گذرتی تھی و کبھی حضرت باتین کرتے تھے ایک دن حضرت مخدومی نے حضرت سے
کہا کہ ہمین بعضے مقامات فتوحات مین مشکلات ہین کہ انکا حل ہونا مطالعہ اور تامل سے میسر نہین حضرت نے
مجھے حکم دیا کہ فتوحات مجلس مین لایا اور حضرت مخدوم نے اُس مقام کو جو سب سے مشکل تر تھا انکا لکر عرض کیا
اور شیخ کی عبارت کو پڑھا حضرت نے فرمایا کہ ایک دم کتاب چھوڑ دو تاکہ مقدمہ بیان کرون پس توقف کیا
اور تمہید مقدمات کرکے بہت سخنان عجیب و غریب کہے بعد ازان فرمایا کہ اب کتاب کیطرف ہم رجوع کرین
جب کتاب کو کھولا اور ملاحظہ کیا گیا مقصود نہایت واضح اور ظاہر تھا حضرت مخدوم کی اقامت حضرت
کی ملازمت مین بمقام تاشکند پندرہ شبانہ روز ہی ہے بعد ازان اجازت لیکر تاشکند سے سمرقند کیطرف
روانہ ہوئے اور راہ قرشی سے خراسان آگئے اور تاریخ اس سفر کی آپ کے خط مبارک سے نقل ہوئی اس طرح سے
کہ سمرقند کے سفر کے لیے تیسری دفعہ باہر آنا روز دوشنبہ غرہ ربیع الاول سنہ آٹھ سو چوراسی کو تھا اور دوسرے
دوشنبہ کو بار دوم مین تخت خاتون کے نزدیک پہونچے اور پنجشنبہ کو وہان سے کوچ کیا و سہ شنبہ کو اندخو
پہونچے اور جمعہ کو آب آمویہ سے عبور کیا اور پنجشنبہ کو قریہ شادمان مین پہونچنا ہوا اور وہان حضرت سے ملاقات

ہوئی اور بروز یکشنبہ حضرت ترکستان کو روانہ ہوگئے اور ہمکو فاراب کی طرف بھیجا پندرھوین ربیع الآخر کو فاراب
سے شاش کی طرف روانگی ہوئی بائیسوین کو شاش پہونچے اور آٹھوین جمادی الاول کو شاش سے خراسان کو
گئے اور پندرھوین کو سمرقند مین پہونچے دوشنبہ اکیسوین کو کوچ ہوا اور پنجشنبہ تک شادمان مین توقف ہوا
اور دوشنبہ کو قرشی مین پہونچے اور ہلال جمادی الآخر کا شب پنجشنبہ کو قرشی مین دیکھا گیا حضرت مخدوم فرماتے
تھے کہ حضرت خطرون کو جلد بسر لاتے ہین اور اگر کوئی چیز آپ کی خاطر مبارک پر گران ہوتی تھی قوت غالب
کے ساتھ اُسکو رفع کرتے ہین اور اس گروہ کی باتین جس شیرینی سے کہ حضرت فرماتے ہین کسی سے ہمنے نہین سنین
بعض مخدوم سے ایسا سنا ہے کہ حضرت نے بہت سے طالبون کو حضرت مخدوم کی ملازمت مین بھیجا اور اکثر مستعدون کو
آپ کی صحبت کی تحریص کرتے پہلی مرتبہ کہ راقم الحروف ماوراءالنہر کو جاتا تھا جس رات جیحون کے کنارہ پہنچا
خواب مین حضرت کو دیکھا فرماتے ہین عجیب ایک بات ہے کہ دریاے نور خراسان مین موجین مار رہا ہے اور
لوگ ایک چراغ کا نور لینے کو ماوراءالنہر مین آتے ہین جب قرشی مین حضرت کی ملازمت سے مشرف ہوا اثناے
شروعات مین فرمایا کہ ہرات مین مشائخ وقت سے کسکو دیکھا ہے مین نے کہا کہ مولانا عبدالرحمن جامی اور مولانا محمد روجی
کو۔ فرمایا جس کسی نے خراسان مین مولانا عبدالرحمن جامی کو دیکھا ہوا اُسے دریا کے اس طرف آنا کیا ضرور ہے
بعد ازان فرمایا کہ ہمنے سنا ہے کہ خدمت مولانا عبدالرحمن جامی مرید نہین کرتے اور مولانا محمد کرتے ہین مین نے
کہا ہان ایسا ہی ہے فرمایا حضرت خواجہ بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے کلمات قدسیہ سے ہے کہ فرمایا شیخی کا
دروازہ بند کر اور یاری کا دروازہ کھول خلوت کا در بند کر صحبت کا در کھول خدمت اُستادی مولانا
رضی الدین عبدالغفور علیہ الرحمہ نے حاشیہ نفحات کے تکملہ مین لکھا ہے کہ حضرت مخدومی کسیکو تلقین نہین کرتے
تھے باآنکہ حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ سے مجاز تھے اور غیب کیطرف سے اذن پائے ہوئے تھے لیکن
اگر کوئی سچا طالب آتا اُسے اس طریق سے پوشیدہ آگاہ کرتے تھے اور منشا اسکا کمال لطف آپکا تھا۔
فرمایا کرتے کہ مجھے بار شیخی کا تحمل نہین ہے لیکن آخر حال مین ارباب طلب کے طالب تھے۔ فرماتے کہ افسوس ہے
طالب نہین نکلتا طالب بہت مگر اپنے حظ کے طالب ہین راقم حروف کے والد علیہ الرحمہ حضرت مخدوم کی
ملازمت بہت کرتے اور آپ سے التفات اور اشارت کے ساتھ اس گروہ کے شغل باطنی سے مشرف ہوئے تھے کہتے
تھے کہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۸۶۰ھ آٹھ سو ساٹھ مین بمقام مشہد حضرت امام ہمام علی رضا علیہ التحیۃ والسلام کو
مین نے واقعہ مین دیکھا روضہ سے قدم باہر رکھا ایک بزرگ میرے سامنے آئے نہایت نورانی باشکوہ تمام
جبہ الچہ پاک دھویا ہوا پہنے اور تحتنفہ باندھے ہوئے تھے آپ کے سامنے مین گیا اور سلام کیا اور خندہ پیشانی سے
کا جواب دیا التفات کیا فرمایا اس شہر مین تو کب آیا مین نے کہا دو تین روز ہوئے کہ مین آیا ہون فرمایا کہان

اترا ہی کہا مین نے فلان جگہ کہا جا اور اسباب جو تیرے ساتھ ہی سے آ اور ہمارے گھر اتر کہ تیرے لیے اچھی جگہ ہمنے مقرر کی ہی مین نے تواضع سے کہا بندہ نے آپ سے ملازمت نہین کی ہی فرمایا مجھے سعد الدین کاشغری کہتے ہین تیار ہوا اور ہمارے مکان پر پہونچو یہ کہا اور چلے گئے مین جاگا تب دن ہوا مشہد کے لوگون سے پوچھا کہ اس شہر مین کوئی بزرگ اس نام کے ہین کہا کہ شیخ سعد الدین مشہدی ایک مرد زاہد ہی کہ شیخ اور مقتدا ایک جماعت کا ہی مگر کاشغری نہین ہی مین گیا اور اُسے دیکھا نہ وہ تھا کہ خواب مین اُسے دیکھا تھا جب اُسکے پاس سے مین باہر آیا اچانک ایک قافلہ ہرات کا پہونچا اور اُسمین جان پہچان کے لوگ تھے ملاقات کے بعد اور ہرات کے مشائخ کا حال پوچھنے کے بعد ایسا دریافت ہوا کہ حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ ہرات مین مقتداے خلق تھے مگر انھین ایام مین دنیا سے رحلت کر گئے چند روز کے بعد کہ ہرات آیا حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے مزار پر حضرت مخدوم کی ملازمت مین پہونچا اور خلوت مین یہ واقعہ آپ سے عرض کیا فرمایا تیری خاطر مین اسکی تعبیر کیا آئی ہی مین نے کہا کہ میرے خاطر مین یہ آیا ہی کہ ہرات مین وفات پاؤن اور مجھے اُنکے تحت مزار پر کہ اُنکا مکان ہی دفن کرین فرمایا اسکی تعبیر کسواسطے اس وجہ پر نہین کرتا کہ آپ نے تجھے مکان معنوی اپنے کی طرف کہ عبارت اُس نسبت سے ہی کہ آپ اُسمین رہتے ہین دلالت کی ہی اُس خواب کا اس طرح پر گمان کرنا بہتر ہی جب حضرت مخدوم نے یہ تعبیر فرمائی تو مین نے نیازمندی تمام سے کہا کہ اب اُنھون نے رحلت کی اُنکے بجاے آپ ہین اگر ایک طریق کا اشارہ آپ فرمائین غایت درجہ بندہ نوازی ہوگی حضرت مخدوم نے جیسا کہ آنکی عادت تھی استبعاد کیا اور اپنے تئین اُس سے دور رکھا لیکن اُس اثنا مین بطریق کنایہ ایک شغل کا اشارہ کیا جبکہ راقم ان اوراق کو ماہ شعبان سنہ ۹۰۴ نوسو چار مین خواجہ کلان بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی خدمت مین نسبت دامادی واقع ہوئی اور بندگی مین قبول کیا حضرت والد بزرگوار علیہ الرحمہ نے کہا جو خواب کہ مین نے چالیس سال پیشتر دیکھا اُسکی تعبیر اب ہوئی ۔

ذکر حضرت مخدوم کے کعبۃ اللہ جانے کا اور مختصر بیان اُن واقعات کا جو اس سفر مین پیش آئے

آپ ماہ ربیع الاول سن آٹھ سو ستتر کے درمیان سفر حجاز کو گئے ہین اور اُنکے آنے جانے کی تاریخ تفصیلوار اس فصل کی اخیر مین آپکے خط مبارک سے نقل ہوگی جس وقت اُس راہ کے اسباب مہیا کرنے مین مشغول تھے خراسان کے اعیان سے ایک گروہ نے اس ارادہ کے فسخ کے لیے التماس کرکے کہا کہ ہر روز آپ کے التفات کے ذریعہ سے بہت مہمات مسلمانون کے ساختہ و پرداختہ ہوتے ہین اور ہر ایک مہم جو آپ کے یمن ہمت سے بادشاہون کے دربار مین سر ہوتے ہین ایک حج پیادہ کے برابر ہی آپ نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا بسکہ حج پیادہ پا ادا کیے ہین کوفتہ اور درماندہ ہوگیا ہون بعد ازین چاہتا ہون کہ سوار ہوکر حج ادا کرون اور جب

ہرات سے متوجہ ہوئے نیشاپور و سبزوار و بسطام اور راہ اصفہان و سمنان و قزوین اور ہمدان سے عبور کیا اور حاکم ہمدان شاہ منوچہر نام نے اخلاص و نیازمندی بہت کی اور تین شبانہ روز آپ کو اہل قافلہ سمیت ٹھہرایا اور بادشاہی ضیافتیں بجا لایا اور آپ کی ملازمت مین ایک گروہ کے ساتھ نوکرون اور متعلقون سے طریق ہمراہی اور رفاقت مسلوک رکھا اور اُنکے قافلہ کو کردستان سے سلامت اُتار دیا اور بغداد کی سرحد پر پہونچا دیا اور آپ اول ماہ جمادی الاول بغداد مین نزول کیا اور چند روز بعد بہ نیت زیارت روضہ مقدسہ حضرت امیر المومنین امام حسین رضی اللہ عنہ بغداد سے حلب کو گئے اور جب کربلا پہونچے یہ غزل نظم فرمائی غزل کردم زدیدہ پای سوی مشہد حسین

ہست این سفر بمذہب عشاق فرض عین + خدام مرقدش بسرم گر نہند پای + حقا کہ بگذرد سرم از فرق فرقدین + کعبہ بگرد روضۂ او طوف میکند + رکب الحجیج این تروحون این این + از عاقت تا لقاقت چہ پست از کرامتش آن بہ کہ حیلہ جوی کند ترک شید و شین + آنرا کہ بر عذار بود جعد مشکبار + از موی مستعار چہ حاجت بزیب و زین + جامی گدای حضرت او باش تا شود + با راحت وصال مبدل عذاب بین + میران ز دیدہ سیل کہ در مذہب کرم باشد قضای حاجت سائل دائمی دین + پھر بغداد مین آئے اور ان ایام مین عجائب امور جو ظہور مین آئے روافض کا ہجوم تھا اور اُنکا اعتراض سلسلۃ الذہب کے بعض ابیات پر تھا اور اس واقعہ کی صورت بالاجمال یہ ہی کہ فتح نام ایک شعر خوان جام کا باشندہ کہ برسون سے آستانہ دولت حضرت مخدوم کے جوار مین رہتا تھا اور اس سفر خیر انجام مین ہمراہ تھا ایک دن بعض عوارض نفسانی کے جہت سے آپکے اور آپکے خادم مین گفتگو ہوئی اور بڑی کدورت اور نزاع تک نوبت پہونچی اور اُسنے نہایت سختی طبع اور کثافت ذاتی سے ملازمت آپکی چھوڑ دی اور ایک جماعت روافض کے ساتھ علاقہ جنسیت اور مناسبت کے سبب ارتباط اور اختلاط قبول کیا اور اپنا رخت و بار اقامت انکی منزل اور بار مین اُٹھا لیگیا اور ایک تمثیل کہ آپ نے دفتر اول مین کتاب سلسلۃ الذہب سے نقل بعض کتب فاضل مفید رحمہ اللہ سے کی ہی اس مضمون کے بیان مین کہ اکثر اہل عالم روے عبادت اپنے موہوم و مخیل کیطرف رکھتے ہین اس تمثیل کے اول اور آخر حذف کرکے اور چند ابیات کہ اس جماعت کے ماحصل عقیدہ کے بیان مین تھے جدا کرکے انھین دکھائے اور ایک رافضی نے کمال تعصب اور اس قصہ کی استواری اور اس فتنہ کے بڑھنے کے لیے چند بیت ابزاد کین اور جاہل اور غالی روافض ہر طرف سے آپ کے اہل قافلہ کی نسبت رمز و اشارت سے باتین شور انگیز فتنہ آمیز کہتے تھے یہان تک کہ ایک دن بغداد کے ایک وسیع مدرسہ مین مجلس عالی مرتب کی اور حضرت مخدوم نے نشست کی اور قاضی حنفی اور شافعی آپ کے داہنے اور بائین تھے اور مقصود بیگ بھتیجے حسین بیگ اور خلیل بیگ سالار حسن بیگ کا کہ حاکم بغداد کی طرف سے تھے آنکے مقابل امرا اور ترکمانون کے ساتھ بیٹھے اور بغداد کے خاص و عام اُس مدرسہ کے در و بام پر ازدحام کر آئے اور کتاب سلسلۃ الذہب

کو سامنے کیا اور مضمون اُس حکایت کا ساتھ ملاحظہ سابق اور لاحق کے سب کے حضور مین پیش ہوا اور آپ نے بطور خوش طبعی کے فرمایا کہ چونکہ نظم سلسلۃ الذہب مین حضرت امیر اور انکی اولاد بزرگوار رضی اللہ عنہم اجمعین کی تعریف کی ہے تو خراسان کے سُنّی لوگون سے مجھے خوف تھا کہ ناگاہ ہمکو رفض سے منسوب کرین ہم کیا جانتے تھے کہ بغداد مین جفاے روافض مین مبتلا ہو جائینگے اور جب اہل مجلس نے مضمون حکایت پر کما حقہ اطلاع پائی انگشت تحیر دانتون مین لیکر بالاتفاق سب نے کہا کہ ہرگز اس امت مین کسی نے حضرت امیر کو اس خوبی سے نہین سراہا اور آپ کی اور آپ کی اولاد کی تعریف مین ایسا مبالغہ نہین کیا پھر قاضی القضات حنفی اور شافعی نے سب بزرگان حاضر سے اس حکایت کی صحت پر ایک محضر لکھا اسکے بعد آپ نے قاضیان و اعیان کے سامنے اُس شخص سے کہ سرگروہ اُن روافض کا تھا اور نعمت حیدری نام پوچھا کہ شریعت کی رو سے ہمارے اوپر حق رکھتا ہے یا از روے طریقت کہا دونون رو سے فرمایا اول بحکم شریعت اُٹھ اور از روے دست موچھ اپنی کو جو مدت العمر سے نہین چُنی اُسکو مین جب آپنے یہ بات کہی اہل بغداد کی ایک جماعت جو آپ کی دوستی سے اُس مجلس مین حاضر تھی چست کر کے گئی اور نعمت حیدری کو لپٹ گئی اور قینچی کے پہونچنے تک آدھی موچھ اُسکی لاٹھی پر تیغ ہی سے قطع کی اور دوسری آدھی کو قینچی سے کاٹا اور جب موچھ اُسکی بالکل قطع کر لی آپ نے فرمایا کہ ہر گاہ دست تجھ پہونچا از روے طریقت مرد و دنظر اہل طریقت کا تو ہو گیا اور لباس فقر تیرے اوپر حرام ہوا اب بالفرض اپنے کو پیر طریقت کی نظر مین پہونچانا چاہیے تاکہ فاتحہ اور تکبیر تیرے کام مین لاوے اور طریقیان کے قاعدہ کے موافق چاہیے کہ کربلا کو جاوے اور وہان تکبیر سادات سے قبول کر کے پھر بر سر مجادلہ آوے اسکے بعد نعمت حیدری کے برادر طریقت کو جسنے بعض ابیات ناصواب کہی تھین اور ابیات سلسلہ پر ایراد کی تھین اور خشونت اور تعصب مین کوئی سبقت اپنے ہمسرون سے لیگیا تھا سامنے لائے اور عتاب و خطاب کیا اور آثار قہر و سیاست حاکمانہ اُسکی نسبت ظاہر کیے یہان تک کہ اُس مجلس مین تختہ کلاہ اُسکے سر پر رکھی اور شکو اُلٹا گدھے پر سوار کیا اور تمام اقران و اعوان کے ساتھ سزا اور تشہیر تمام کے ساتھ شہر و بازار کے گرد بغداد مین گشت دیا اور ان وقائع اور جفاے اہل بغداد کے پیچھے آپ نے یہ غزل نظم فرمائی نظم بکشا ی ساقیا لب شط سر سبوے وز خاطرم کدورت بغداد یان بشوے + مہرم بلب منہ از قدح می کہ ہیچکس + زابناے این دیار نمیرزد بگفتگوے از ناکسان وفا و مروت طمع مدار + از طبع دیو خاصیت آدمی مجوے + در راہ عشق زہد و سلامت نمی خرند خوش آنکہ با جفا و ملامت گرفت خوے + عاشق کہ زد نقب بہ نہانخانہ وصال + دارد فراغتے زنظر سگان کوے + بے رنگے ہست حبے صفتہ وصف عاشقان + این شیوہ کم طلب ز اسیران رنگ و بوے + جامی مقام راست روان نیست این طریق برخیز تا نہیم بخاک مجاز روے + اور آپ کی مدت اقامت بغداد مین چار مہینے تھی اور بعد عید رمضان

اس سال کے حجاز کیطرف متوجہ ہوئے اور مدینہ منورہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف رخ کیا اور آنحضرت کی نعت مین نظم لکھی جسکا مطلع اول یہ ہے نظم محمل رحلت بہ بند ای ساربان کز شوق یار + میکشند هر دم برویم قطرہ ہای خون قطار اور شوال کے آخر مین حریم حرمت نجف قبلۂ عزت و شرف مین پہونچے اور اُس مقام مبارک مین یہ غزل فرمائی **غزل**

قد بدا مشهد مولای نحوا جبلی + کہ مشاہد شد از ان مشہد ما نور جلی + روشن آن مظہر صافی گشت بصور عمل + آشکارست در آن آئینہ جمال ازلی + چشم از پرتو روئش بخدا بینا شد + جامی آن درد اگر کور شود معتزلی + زندۂ عشق تمردست نمیرد هرگز + لایزالی بود این زندگی ولم یزلی + در جہان نیست متاعی کہ ندارد بدلی + خاصۂ عشق تو و منقبت بی بدلی + دعوی عشق و تولا مکن ای سیرت تو + بغض اصحاب رسول از پی خود دعلی + مشکل جامی نہ ازان سود ندارد چندان + چون قلم در جامہ گیر قتار مگند لعلی + چون ترا چاشنی شهد محبت نرسید + از شهد نحل چہ حاصل نہ لباس حللی + جامی از قافلہ سالار رہ عشق تراهٔ گہ برسند کہ آن کیست علے گوی عمل + اور مشهد مقدس اور مرقد منور حضرت امیر کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ کی زیارت کرکے ایک قصیدہ غرا آنحضرت کی منقبت مین نظم کیا کہ مطلع اسکا یہ ہے **شعر** اصبحت زائراً لک یا شحنة النجف + بہر نثار مرقد تو نقد جان بکف + اور سید شرف الدین محمد نقیب نے کہ اُسوقت مین سید السادات و نقیب النقبا اُس دیار کا تھا اپنی اولاد و اقربا کو تمام کا بہ کے ساتھ استقبال بجا کیا اور شرائط تعظیم و توقیر پیش کین اور تین شبانروز آپ کی مہمانداری بزرگانہ کی اور عمدہ خدمات بجالایا جب ذیقعدہ کا چاند دکھلائی دیا حضرت مخدومی نے اہل قافلہ کے ساتھ قدم بادیہ مین رکھا اور مدینہ منورہ کیطرف متوجہ ہوئے اور اُس راستہ کے درمیان قصیدہ تصنیف کیا جسمین اکثر معجزات مندرج ہین اور اول مطلع اُس قصیدہ کا یہ ہے **بیت** بانگ رحیل از قافلہ برخاست خیز ای ساربان + زخمہ عنبر بر راحلہ آہنگ رحلت کن روان + اور دوسرا مطلع اسکا یہ ہے ع یارب مدینہ است این حرم کز خاکش آید بوی جان + یا ساحت باغ ارم یا فرضۂ روض الجنان + اور بائیس روز بعد مدینہ مین پہونچے اور شرائط زیارت روضۂ مقدسۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بجالا کر متوجہ مکہ مبارک ہوئے اور دس روز بعد اوائل ذی الحجہ مین وہان پہونچے اور حرم مین پندرہ روز ٹھہرے اور اداے مناسک حج اسلام اور اُسکے شرائط و آداب اداکر کے پھر متوجہ بمدینہ منورہ کے ہوئے اور حالت توجہ زیارت حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم مین یہ غزل فرمائی **غزل** بہ کعبہ رفتم از آنجا ہواے کوی تو کردم + جمال کعبہ تماشا بیاد روے تو کردم + شعار کعبہ چو دیدم سیاہ دست تمنا + دراز جانب شعر سیاہ موی تو کردم + چو حلقۂ در کعبہ بصد نیاز گرفتم + دعای حلقۂ گیسوے مشکبوے تو کردم + نہادہ خلق حرم سوے کعبہ روی ارادت + من از میان ہمہ روی دل بسوی تو کردم + مرا بسعی مقامے نبود غیر تو کامی + طواف و سعی کہ کردم بجستجوی تو کردم + بموقف عرفات ایستادہ خلق دعا خوان + من از دعا لب خود بستہ گفتگوی تو کردم + فتادہ اہل منی در پے منی و مقاصد + چو جامی از ہمہ فارغ من آرزوی تو کردم + روضۂ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ملازمت کے بعد توجہ شام کیطرف کی اور دمشق مین چالیس روز ٹھہرے اور قاضی محمد خیضری جو قاضی القضات اُس ملک کے تھے اور اکمل محدثان روزگار اور حدیث مین نہایت سند عالی رکھتے تھے اُنکے

ساتھ صحبتین رہین اور اُس سے حدیث کی سماعت کی اور سند حدیث کی لی اور قاضی اُس مدت اقامت مین آپکے بیان پر مہانداری اور خدمتگاری جیسی کہ چاہیے بجالائے اسکے بعد آپ حلب کو روانہ ہوئے اور جب حلب پہونچے سادات اور ائمہ اور قضات نے وہان کے تحفے اور ہدیے پیش کیے اور اُن ایام مین قیصر روم نے آپ کا آنا خراسان سے حجاز کی طرف سنا تھا بعض اشخاص خاص کو ہمراہ خواجہ عطاء اللہ کرمانی کے جو مدت سے ارادہ آپ کی ملازمت کا کر رہا تھا اور اس آستانہ پر آمد رفت رکھتا تھا مع پانچہزار اشرفی نقد اور سو ہزار سو عود و دیگر نذر خدام آپکے کرکے زبان نیاز و مسکنت سے التماس کی کہ آپ چند روز سایہ التفات ملک روم کی ساحت پر ڈالین اور اس ولایت کے رہنے والون کو اپنے قدوم شریف سے نوازش فرمائین اور منجملہ اتفاقات حسنہ یہ تھا کہ آپ بر چند روز قبل از پہونچنے قاصدان قیصر کے الہام آسمانی کے موافق دمشق سے حلب کو متوجہ ہوئے تھے جب وہ قاصد دمشق پہونچے آپ کو نہ دیکھا بہت تاسف کیا اور آپ ہنوز حلب مین تھے کہ دمشق سے خبر پہونچی کہ قیصر کے آدمی آپ کے طلب مین آئے ہین بے توقف حلب سے تبریز کا راستہ لیا کہ مبادا وہ قاصد دمشق سے حلب مین آدین اور آپ کو بالحاح اور ابرام طلب کرین اور جب حلب مین تھے اُس زمانہ مین راستے بوجہ حرب و ضرب لشکرہاے روم و آذربیجان کے انقلاب اور واقعہ طلب مین تھے وہان کا حاکم محمد بیگ نام کہ سردار ترکمانون کا تھا اور حسن بیگ سے قرابت قریبہ رکھتا تھا بوجہ حسن اعتقاد اور کمال اخلاص کے جو اُسے حضرت مخدوم کے ساتھ رہا مع تین سو سوار مسلح اپنے اقربا اور اتباع کے آپ کے قافلے کے ساتھ ہوا اور اُس قافلہ کو کردستان اور مواضع خطرناک سے سلامت اُتار دیا اور ولایت تبریز مین پہونچا دیا اور قاضی حسن اور مولانا ابوبکر طہرانی اور درویش قاسم اور شقاول نے کہ بڑے صدر اور ندیم اور مجلس حسن بیگ کے تھے تمام امراء کلان اور اعیان سے اُس دیار کے ساتھ استقبال آپکا کیا اور بڑے اعزاز و اکرام سے آپ کو اچھے عمدہ مکانات مین لیجاکر فرودکش کیا اور باعث ہوکر آپ کو حسن بیگ سے ملاقات کرائی اور حسن بیگ نہایت اکرام اور احترام سے گیا اور تحفے اور ہدیے شاہانہ گذرانے اور بڑے اصرار سے التماس کی کہ تشریف رکھیں آپ نے بہانہ کیا کہ ہمکو ملازمت اپنی والدہ عمر رسیدہ کی درپیش ہے اور خراسان کو روانہ ہوئے اور جب ہرات پہونچے میرزا سلطان حسین مرو مین تھا جیسے خبر آپ کے مقدم شریف کی سنی بعضے معتمدان خاص کو تحفہاے لائق کے ساتھ ہمراہ خط کے جو وفور اخلاص اور نیاز پر مشتمل تھا آپ کے واسطے بھیجا اور اُس مکتوب کے شروع مین یہ بیت لکھی تھی بیت الا ان قدمک الشریف فانہ + فتح القلوب و نزہتہ الارواح + اور اسی کے قریب رقعہ امیر نظام الدین علی شیر کا پہونچا جسمین یہ رباعی تھی رباعی انصاف بدہ ای فلک مینا فام + تا زین دو کدام خوب تر کرد خرام + خورشید جہانتاب تو از جانب صبح + یا ماہ جہانگرد من از جانب شام + حضرت مخدوم کے خط شریف سے دیکھا گیا ہے کہ جو ایک کتاب کی پشت پر لکھا تھا کہ اتفاق سفر مبارک کا دار السلطنت

ہرات سے کہ سب آفات سے محفوظ و مصون رہے سولھوین ربیع الاول سہ شنبہ آٹھ سو ستتر مین واقع ہوا اور جمادی الاخری کے بیچ کے دنون مین بغداد پہونچنا ہوا۔ نصف شوال کو دجلہ کے کنارہ اتفاق پڑا اور بیسوین دن قافلہ وہان سے روانہ ہوا غرہ ذیقعدہ کو نجف حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے پایان مین آئے اور بائیسوین توفیق نزول کی مدینہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم مین ملی ششم ذی الحجہ کو مکہ شریف مین زادہا اللہ تعالے شرفا پہنچنا ہوا پندرھوین کو شام کیطرف کوچ کی نیت ہوئی چھبیسوین کو مدینہ شریف پہونچنا ہوا ستائیسوین کو کوچ محرم کے عشرہ آخر کے درمیان دمشق مین اُترے تمام جمعہ کے بعد ربیع الاول کی چوتھی کو دمشق سے خراسان مین پلٹ آئے اور بارھوین دن حلب اور روز دوشنبہ بستم ربیع الثانی کو بلدہ حلب سے قلعہ بیرہ کیجانب ہم روانہ ہوئے جمادی الاولے کی چوبیسوین کو تبریز مین پہونچے اور ششم جمادی الاخری کو خراسان کو چلے رجب کا ہلال ایک منزل پیشتر ورود زمین رَی کے دکھلائی دیا جمعہ کے دن اٹھارھوین شعبان کو شہر ہرات مین اُترے اور یہ شنبہ آٹھ سو اٹھتر مین تھا۔

از نفائس انفاس مسموعہ حضرت قدس سرہ اور وہ بیس رشحون مین لائے جاتے ہین۔

رشحہ ایک روز کسی تقریب سے فرماتے تھے کہ اصالت اہل تحقیق کے نزدیک نہ وہ ہے کہ آبا و اجداد کسی کے امرا اور وزرا کے جنس سے ہون یا کہ فاسقین ظالم کے سلسلہ مین منتظم ہون بلکہ اصالت عبارت اُس حسن جوہر سے ہے کہ ذات انسانی مین ہوتا ہے جیسی فطرت سلیم اور سرشت پاک اور جو چیز کہ افراد انسانی مین اُسکو لوگ اصل جانتے ہین مین بد اصلی ہے

رشحہ فرماتے تھے کہ بدذات آدمی جب چاہتے ہین کہ کسی کی عیب جوئی کرین اول وہ برائیان کہ خود اُنکی ذات مین موجود ہین اُنکی زبان پر جاری ہوتی ہین اور وہ اُنکی فہم سے نزدیک تر ہین۔

رشحہ فرماتے تھے کہ سب فقرا اور سائل پر شفقت اور رحمت کرنی لازم ہے اور بُرے بھلے سے لقمہ دریغ نکرین آمین نظر کرنی چاہیے کہ انکا پیدا کنندہ کون ہے جنید اور شبلی کی حاجت نہین کہ اُسکے ساتھ احسان کرین اور کوئی عالی ہمت اور پرہیزگار گدائی کو اس شخص کے دروازہ نہ آئیگا کہ ان سے ثابت ہے کہ اُس گدڑی اور لباس مجہول مین کوئی صاحب دولت نہین ہے اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ اولیاء حق سبحانہ اپنا حال گداؤن کیصورت مین پوشیدہ کرتے ہین۔

رشحہ ایک دن کسی سے آپ نے پوچھا کہ کس کام مین ہے کہا حضوری مین ہون اور عافیت کے دامن مین پانون لپیٹے ہون اور گوشہ مین فراغت سے بیٹھا ہون فرمایا حضوری اور عافیت یہ نہین ہے کہ تو گاڑھے گزی کے کپڑے مین پانون سمیٹے گوشے مین بیٹھے عافیت یہ ہے کہ اپنے آپ سے تو رہا ہوا ہو اسوقت خواہ گوشہ مین بیٹھ یا آدمیون مین رہ۔

رشحہ فرماتے تھے کہ علامت جوانمردی کی وہ ہے کہ ہمیشہ محزون اور غمناک رہے کارخانہ الٰہی مین فارغ بیٹھنا خوب نہین جس کسیکو حزن اور اندوہ نہین ہے اُس سے بوسے غفلت آتی ہے اور جو کوئی حزن اور اندوہ مین ہے اُس سے بوسے جمعیت اور حضور کی آتی ہے ہمارے خواجگان قدس اللہ تعالی ارواحہم کی نسبت حزن و اندوہ کی صورت مین ظاہر ہوتی ہے۔

رشحہ ۶ محبت ذاتی وہ ہی کہ ایک کا ایک دوست ہوا اور اُسکا سبب معلوم نہو اور یہ لوگون مین بہت کم ہی جو شخص کہ اُسکو جناب حق سبحانہ سے ایسی محبت پیدا ہو وسے اُسکو محبت ذاتی کہتے ہین اور یہ بہترین اقسام محبت ہی نہ یہ کہ جب لطف دیکھے دوست رکھے اور جب سختی دیکھے بے میل ہو جاسے۔

رشحہ ۷ کوئی شخص آپ کے سامنے کہتا تھا کہ فلان درویش ذکر جہر بہت کہتا ہی خالی زبان سے نہین معلوم ہوتا فرمایا کہ ای فلان قیامت کے دن وہی ذکر زبانی اُسکو کفایت ہی اُسی ذکر زبانی سے نور پیدا ہوتا ہی کہ تمام صحراے قیامت کو روشن کرے پھر فرمایا کہ کہا ہی ذکر جہر مین ایک خاصیت ہی کہ ذکر خفیہ کو نہین ہی اسواسطے کہ جب نفس مفہوم ذکر کے سمجھنے مین متحقق ہو گیا اولاً متخیلہ اُس لفظ کے تخیل سے اثر پذیر ہوتا ہی دوسرے قوت ناطقہ تکلم سے تیسرے قوت سامعہ سماع سے چوتھے قوت متخیلہ دوسری بار اور اسی طرح نفس اور قوت عقلیہ اور یہ ایک حرکت دوریہ ہی جو موافق حرکت دوریہ وجودیہ کے ہی اور اُسکے ساتھ متحقق ہونے کی طلب مین حرکت معنوی اس حرکت کی نسبت کہ اُس حرکت معنوی کی صورت ہی مددگار اس تحقق کے حصول کی ہی۔

رشحہ ۸ ایک دن ایک شخص نے آپ کی مجلس شریف مین کہا کہ ایک نے اکابر سے لکھا ہی کہ حق سبحانہ نے فرمایا ہی کہ انا جلیس من ذکرنی ترجمہ مین ہمنشین اُسکا ہون جو میرا ذکر کرے جبکہ یہ حال ہو وہ ذکر جہر کیونکر کرے فرمایا کہ جسوقت تلونا شائستہ کلام اور ناخوش فعل اُس سے صادر ہوتے ہین یہ ملاحظہ نہین ہی کسطرح ذکر جہر مین یہ ملاحظہ کرتے ہین حق سبحانہ ظاہر و باطن سب کا محیط ہی ذکر جہر ہی خوب ہی۔

رشحہ ۹ کسی نے آپ سے پوچھا کہ سبب کیا ہی کہ آپ تصوف کم بیان کرتے ہین فرمایا کہ انگاہ کہ یکبار گی رانی بازی اوکم

رشحہ ۱۰ فرماتے تھے کہ کلمات قدسیہ اولیاء اللہ کے قدس اللہ ارواحہم مشکوٰۃ حقیقت حضرت رسالتؐ سے اقتباس کیے ہوئے ہین صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ قرآن اور حدیث کی تعظیم واجب ہی تعظیم کلام اولیا بھی لازم ہی انکی باتون کو ساتھ ادب اور حرمت کے ساتھ زندگی کرنی چاہیے تاکہ کوئی شخص اُنسے تمتع حاصل کرے۔

رشحہ ۱۱ شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی قدس اللہ تعالی سرہ نے اپنی ایک تصنیف مین لکھا ہی کہ بسم اللہ ای بالانسان الکامل بعضے علماء وقت کے نزدیک یہ معنی بہت مشکل معلوم ہوئے کہ اس کلمہ کی تفسیر اس عبارت سے کیونکر ہی ایکدن حضرت مخدوم سے عرض کی گئی اور اُس معنی کا انکشاف چاہا گیا فرمایا کہ وہ عبارت تفسیر لفظ اسم کی ہی نہ تفسیر لفظ اللہ کی۔

رشحہ ۱۲ ایک دن فرماتے تھے کہ آج ہماری خاطر مین پڑا اور ہمنے کہین نہین دیکھا کہ مظہر حقیقت حالی کی صورت منعکس ہی آئینہ کے اندر نہ کہ عین آئینہ اسواسطے کہ مظہر وہ ہی کہ حکایت اور نقل کرنیوالا ظاہر حال سے ہوا اور اوصاف اور احکام اُسکے اُس مظہر مین ظاہر ہون اور جوہر آئینہ کی یہ حالت نہین ہی اس بات سے غرض آپ کی دوسری خبر

تھی اس تمثیل سے فرمایا۔

رشحہ ۱۳۱ بعضے عزیز جو آپ کی ملازمت مین ہمیشہ حاضر رہتے تھے فرماتے تھے کہ ایک وقت خواجہ شمس الدین محمد کوسوی قدس سرہ کی مجلس وعظ مین تھے سر منبر فرمایا کہ مدت ہوئی کہ وہ سخن اہل شرع کا مشکل تھا کہ قبر کا فشار مومن اور کافر سب کی نسبت حق قرار دیا ہی اور کہا ہی کہ اُسکا فشار اس طور پر ہوگا کہ جانب راست چپ مین اور جانب چپ راست مین آئے اسواسطے کہ بے تامل یہ صورت عین عذاب کرتا ہی پس انبیا اور اولیا بلکہ صالحین اور مومنین کے حق مین کیونکر متصور ہوا چانک خاطر مین ایسا آیا کہ چپ اور راست کے لانے اور لیجانے سے غرض یہ ہی کہ جسمانی کو روحانی مین لیجائین اور روحانی کو جسمانی مین لائین اور چونکہ یہ توجیہ جو خواجہ نے فرمائی مجمل اور مبہم تھی لہذا حضرت مخدوم سے پوچھا گیا کہ اس کلام کے معنی کیا ہین۔ فرمایا کہ صوفیہ قدس اللہ ارواحہم برزخ کو قبر کہتے ہین اور برزخ عبارت اُس مرتبہ سے ہی کہ عالم جسمانی اور عالم روحانی کے درمیان واسطہ ہی پس اس کلام کے معنی کہ روحانی کو جسمانی مین لاتے ہین یہ ہی کہ روح کو صورت مثالی کے ساتھ متصور کرتے ہین یعنے اُسکو ایک صورت مقداری پیدا ہوتی ہی جو کم وکیف سے عبارت ہی اور یہ کہ جسمانی کو روحانی کرتے ہین یہان جسم سے مراد وہ بدن نہین ہی جو قبر کے اندر ہی اسواسطے کہ روح مجرد نے اُسے بالکل چھوڑ دیا ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ طائر روح کے لیے جو پہلے اس جسم کثیف سے تعلق رکھتا تھا اور اس حیثیت سے اُسکو مجازاً جسمانی کہا ہی بعد ازان کہ اس جسم کثیف سے مفارقت ہوئی ہی ابھی انقطاع مین دوسرا متعلق پیدا ہوتا ہی نہایت درجہ لطیف کہ اُس متعلق کی نسبت سے اُسکو روحانی کہتے ہین اور دوسری وجہ اس سخن کے لیے وہ ہی کہ اس عالم مین صفات روحانی صفات جسمانی مین پوشیدہ ہین اور صفات جسمانی ظاہر ہین پس ہر شخص افراد انسانی سے کہ اس عالم کون وفساد مین ہی اور بناؤ نگاڑ اُسکی ذات مین ہی صفات انسانی اُس سے ظاہر ہین اور صفات سبعی اور شہوی مخفی چونکہ یہ مقولہ ہی کہ تمام معانی اُس عالم مین صورت دار ہونگے اس طور پر کہ جو شخص کہ اُسمین کوئی صفت صفات درندہ سے پوشیدہ تھی وہ اس درندہ کی صورت مین ظاہر ہوگا پس ہر آئینہ روحانی جو صفت معنوی پوشیدہ ہی جسمانی ہوجاٰئیگی اور جسمانی کہ وہ انسان کی ایک صفت اب ظاہر ہی روحانی یعنے پوشیدہ اور مخفی ہوجائیگی ان دو وجہ مین جو بیان کی گئین تعذیب نہوگی۔

رشحہ ۱۳۲ ایک دن ایک عزیز نے مجلس مین آپ سے یہ حدیث پوچھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ یوجر ابن آدم فی نفقتہ کلہا الا شیئا وضعہا فی الماء والطین آدمی اپنے نفقات اور مصارف مین آخرت کے اندر اجر اور ثواب پائیگا مگر وہ نفقہ کہ پانی اور مٹی مین خرچ کرے پس اس حدیث کی رو سے لازم آتا ہی کہ مکانات خیر مثل مساجد اور عبادتگاہ اور خانقاہ وغیرہ کے بنانے کا آخرت مین کوئی اجر نہوگا آپ نے فرمایا کہ ہماری خاطر مین اس حدیث کے اور معنی آتے ہین کہ مراد آب وگل سے عالم اجسام ہی مقصود یہ ہی کہ آدمی جو نفقہ کرے

عوض اسکا پائیگا الا وہ نفقہ کہ اسمین قصد اور نیت عالم اجسام سے متجاوز نہوا ور خاص جسم کے فوائد اور حظوظ اور اسکے لوازم کے لیے کرے۔

رشحہ ۱۵ فرماتے تھے کہ اگر علم اولین و آخرین حاصل کیا ہو دم اخیر مین کوئی علم اسکی دستگیری نہ کریگا اور تمام معلومات لوح ادراک سے محو ہو جائینگے مگر یہ کہ حضور و آگاہی کا ملکہ حاصل کیا ہو جو کہ آخری دم مین دستگیری کرتا ہی یہی ہی جوانی غنیمت ہی چند روز ریاضت کر لینی چاہیے اور ایک گوشہ مین بیٹھنا چاہیے اور ملکہ حاصل کرنا چاہیے کہ خاطر نفی اور اثبات کی مزاحمت سے خلاص ہو۔

رشحہ ۱۶ فرماتے تھے کہ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین ایسا شخص مین نے کم دیکھا ہی جسمین ایک قسم کی چاشنی اور قبولیت نہو اس گروہ کی ابتدا اور مشائخ کی انتہا ہی جسکو اس گروہ نے قبول کر لیا بہت کم تر ہو کہ ہاتھ اس سے اُٹھالین ہر چند نفس و ہوا کے غلبہ احکام سے کنارہ پر جا پڑے پھر اُسے اندر لے لیتے ہین۔

رشحہ ۱۷ فرماتے تھے کہ بعض آدمی عجب چیزین کھاتے پیتے ہین جیسے شراب بھنگ اسواسطے کہ انکو خوشی کی ایک کیفیت حاصل ہو جس کسی نے شراب پی یا تو وہ دائرہ اسلام سے باہر نکل گیا یا راندہ ہو گیا کہ خلق خدا اس سے تشویش مین ہی اور جسنے بھنگ پی گدھا یا بیل ہو گیا کہ سوا شہوت رانی اور کھانا کھانے کے کچھ نہین جانتا اور اس حال کا نام حضور اور کیفیت رکھا ہی کوئی کیفیت ہوشیاری سے خوشتر نہین ہی اپنے حال سے آگاہ ہو جو کوئی ان چیزون سے حضور اور کیفیت پیدا کرتا ہو وہ کیفیت بھی اسکی سرزنش کے لائق ہی اور اسی عالم مین اسکا اثر اسکے سرزنش مین ظاہر ہی اور بہت آدمی خوب مبتلا ان چیزون کے ہین۔

رشحہ ۱۸ فرماتے تھے کہ پیری آخرت جوانی کی ہی جس طور سے کہ جوانی مین گذرانتے ہین پیری کے زمانہ مین اثر اسکا اُنکے چہرہ پر ظاہر ہوتا ہی۔

رشحہ ۱۹ ایک دن ایک فضول مردہ دل زہد اور تقوے سے دم مارتا تھا آپ کی مجلس شریف مین آیا تھا کھانا لائے اور اتفاقاً نمکدان حاضر نہ تھا کہنے لگا نمکدان لاؤ تاکہ نمک سے ابتدا کھانے کی ہم کرین آپ نے خوش طبعی سے فرمایا کہ روٹی مین نمک ہی پھر کھانا شروع کیا اس درمیان مین کسیکو دیکھا کہ اُسنے روٹی ایک ہاتھ سے توڑی اُس سے تعرض کیا اور کہا روٹی ایک ہاتھ سے توڑنی مکروہ ہی آپ نے فرمایا کھانا کھانیکے وقت لوگون کے منھ اور ہاتھ کی طرف دیکھنا مکروہ زیادہ ہی وہ خاموش ہوا پھر تھوڑی دیر کے بعد باتین کرنے لگا اور کہا کھانا کھانے کے وقت بات کرنی سنت ہی آپ نے فرمایا کہ بہت بک بک کرنا مکروہ ہی زان بعد آخر مجلس تک خاموش رہا۔

رشحہ ۲۰ ایک دن کسی نے آپ سے التماس کی کہ مجھے آپ ایسی تعلیم کرین کہ باقی عمر اسکے اندر مین مشغول رہون فرمایا کہ کسی نے ہمارے حضرت مخدوم مولانا سعد الدین قدس سرہ سے یہی درخواست کی تھی آپ نے دست

مبارک بائین پہلو پر رکھا اور قلب صنوبری کیطرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اسمین مشغول رہو کہ کام یہی ہے یعنے وقوف قلبی کو اپنے اوپر لازم کر دو اور اسی معنی کے متضمن وہ رباعی ہے جو آپ نے فرمائی ہے **رباعی** ای خواجہ گوی اہل دل منزل کن ٭ در پہلوی اہل دل دلے حاصل کن ٭ خواہی بینی جمال محبوب ازل ٭ آئینۂ تو دل است رو در دل کن —

خوارق عادات آپ کے سے یہ ہین قدس سرہ ایک عزیز عالم متقی کہ سفر حجاز مین ہرات سے آپ کے ساتھ گیا تھا اُسنے کہا مین بغداد کے مقام مین بیمار ہوگیا اور مرض میرا بڑھ گیا اور اُسمین شدت ہوئی اور آپ نے مجھے عرصہ مین پوچھا اور اس سبب سے مین نہایت ملول تھا ایک دن یارون مین سے ایک شخص آیا جلدی سے اور کہا ابھی تیری عیادت کو آپ آتے ہین اُس خوشخبری سے مجھے ایک کیفیت پیدا ہوئی اور طبیعت مین قوت آگئی کہ تکیہ سے سر اُٹھایا اور اپنے بچھونے پر بیٹھا اچانک آپ تشریف لائے اور میرے پاس بیٹھے اور میرا حال پوچھا اور فرمایا کہ تیری بیماری کو طول ہو گیا مین نے یہ مشہور بیت پڑھی **بیت** گر بر سر بیمار خود آئی بعیادت ٭ صد سال بامید تو بیمار توان بود ٭ آپ نے خوش ہو کر فرمایا کہ ہمارے اوپر تو بیت پڑھتا ہے پھر ذرا آزردہ ہوگئے اور جب رُخصت ہونے لگے اُسوقت میری پیشانی پونچھی آپ نے سر اُٹھایا اور میری پیشانی پر پسینے کے قطرے دیکھے فرمایا کہ تکیہ رکھ شاید کہ اس پسینے سے مرض مین کمی ہو مین نے تکیہ لیا آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے میرے آدمیون نے زیادہ کپڑے اُڑھا دئے اور پسینا بہت آیا اور اُسی دن تپ جاتی رہی تین دن بعد مین اُٹھ کھڑا ہوا اور آپ کی خدمت مین گیا ایک شخص نے بندگان صالح سے کہ وہ بھی آپ کے ساتھ سفر حجاز مین تھا حکایت کی کہ مراجعت کے بعد جب ہم حلب مین پہونچے ہر شخص ایک مکان مین اُترا مین سرائے مین ٹھہرا اور بیمار ہوگیا اور ایسا کمزور ہو گیا کہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا اور ساتھی مجھسے ناامید ہوگئے گرمی کے دن تھے اور گھر کا دروازہ بند تھا اچانک دیکھا کہ کسی نے دروازہ کسیقدر کھولا کہ پگڑی کا گوشہ دکھلائی دیا مگر نہ سمجھا کہ کون شخص ہے اپنے دل مین کہا شاید میرے یارون مین سے کوئی ہے کہ میری خبر لینے کو آیا ہے اور اس خیال سے کہ مین سو رہا ہون ٹھہر گیا ہے کہ مبادا جاگ اُٹھے مین بولا کون ہے آؤ اور یہ مین جانتا تھا کہ آپ کو میرے مرض کی خبر ہے مگر یہ گمان نہ تھا کہ میرے دیکھنے کو آئینگے جب دروازہ کھلا دیکھا کہ آپ کے چہرہ کے نور سے گھر روشن ہو گیا مجھے کیفیت پیدا ہوئی چاہا کہ اُٹھون اور اپنے مین اُٹھنے کی طاقت پائی اور حال یہ تھا کہ اس مدت مین مجھے جنبش کی مجال نہ تھی فرمایا کہ بیٹھے رہو مین اُسی طرح بیٹھا رہا آپ آئے اور میرے پاس بیٹھے اور فرمایا کہ تیرا کیا حال ہے مجھے اُس تخفیف سے کہ آپ کے دیدار کے سبب سے حاصل ہوئی تھی یہ بیت آپ کی تصنیف سے خاطر مین آئی اور پڑھی **بیت** خوش ہست از یاد تو پیوستہ جامی ٭ وے اکنون بدیدار تو خوشتر ٭ میرا ادا ہنا ہاتھ پکڑا اور دستہین میری وہان تک چڑھائی کہ وضو کا پانی پہونچے اور اپنی گود مین رکھا اور چند بار اپنے دست مبارک پانی سے

پھیرا جیسے کسیکو نماز کا وضو کراتے ہین اور اسی طرح میرا ہاتھ آپ کی گود مین تھا کہ آپ خودی سے غائب ہوگئے
مین نے بھی آپ کی موافقت سے آنکھین بند کرلین اور متوجہ ہوا عرصہ ہوچکا تھا مین نے آنکھ کھولی کہ آپ
اس غور رفتگی سے باہر آگئے یا نہین دیکھا کہ ابھی آنکھین بند ہین پھر مین نے بھی آنکھین بند کرلین جب ایک گھنٹہ
گذر گیا سر اٹھایا اور میرا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا اور فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ طبیبون نے کونسا شربت تجویز کیا ہے
مین نے کہا تب بھی اور اسوقت حلب مین رب بھی نہین ملتا تھا کہا ہم تیرے لیے شربت بھی بھیجتے ہین اور
اُسکے پیچھے اور رب بھی بھیجدیا مین نے اسی وقت اپنے اندر تخفیف پائی اور تین دن بعد مرض کل دور ہوگیا
کہ نشان تک نہ رہا حضرت مولانا رضی الدین عبد الغفور علیہ الرحمۃ والغفران فرماتے تھے کہ ایک دن مین
آپ کے حجرہ مین گیا ہر آئینہ آپ کا وقت مقتضی ہوتا تھا جب مجھے دریافت ہوا بڑا رنج ہوا اور تمام اعضا مین گرانی
ظاہر ہوئی ایسی کہ بیٹھنے کی طاقت نہ رہی اٹھا اور باہر آیا یہ حالت ایسے مرض کی باعث ہوگئی کہ ہم لوگ مایوس
ہوگئے اور ساتوین روز بڑا قلق اور اضطراب تھا اور حال متغیر ہوگیا چنانچہ رہا نہ گیا آپ کے دیدار مبارک کی
مجھے آرزو ہوئی میرے سرہانے آئے جسوقت کہ کسی عضو مین مجال حرکت کی نہ تھی بڑی تشویش سے مین نے
اپنا عرض حال کیا اور تلقین شغل کی درخواست کی جو کچھ اشارہ کیا اسمین مشغول ہوا اور آپ کی صورت کا بھی تصور
کیا اور آپ بھی متوجہ ہوئے ایک لحظہ بعد وہ کیفیت آثار پر آئی اور حالت خوش سے بدل گئی اور اس حالت
کی لذت کل قوے اور اعضا کو پہونچی چنانچہ مین اٹھا اور دو زانو ہو بیٹھا جب آپ نے سر مبارک اٹھایا
مجھے بیٹھے دیکھا فرمایا کہ تشویش کی بات نہین ہے فاتحہ پڑھی اور چلے گئے مین نے حجرہ کے در تک آپ کی مشایعت
کی اور وہ مرض اسی روز بالکل جاتا رہا اور بخیر گذرا جب اس ماجرے کو چند سال ہوگئے ایک شخص اصحاب
حضرت خواجہ عبید اللہ قدس سرہ سے حضرت کے تصرفات کی حکایتین بیان کر رہا تھا مین نے یہ سرگذشت
اس سے بیان کی وہ گیا اور آپ سے بیان کرکے خواہش کی کہ تفصیل اسکی کیا ہے فرمایا کہ جب صورت حال
اور غلبہ اسکے مرض کا ہمنے سنا تو رنج ہوا اسکے سرہانے گئے اور مشغول ہوئے کہ اس سے بار اٹھالین
مین نے پایا کہ اس سے مرض اٹھا اور ہماری طرف پھرا ہمنے تضرع کی کہ ہمین اس بار کا تحمل نہین ہمسے بھی درگذرا
ایک عزیز اعیان ولایت گیلان سے بیمار ہوا اور قریب مرگ ہوگیا چنانچہ اسکے یار احباب کنبہ اور قبیلہ سبنے
گریبان چاک کرڈالے شور وغل مچایا اور تجہیز وتکفین کی تیاری کرنے لگے اچانک اس موقع پر حس وحرکت کے
آثار اسمین پیدا ہوئے اور تھوڑا افاقہ اس سکرات سے ہونے لگا اور اسی دن بستر سے کمال صحت اور
عافیت کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور جو لوگ کہ اس حالت سے خبردار تھے حیران اور متعجب ہوئے اور کسی نے اسکی
حقیقت حال سے اطلاع نہ پائی بعد چندے محرم اور مخصوص لوگون سے اسنے یہ حکایت کی کہ اس شدت اور

اضطراب مرض مین کہ روح میری مفارقت کے قریب تھی حضرت مولانا عبد الرحمن جامی ظاہر ہوئے اور التفات
کی کہ میرا مرض جاتا رہا اس واقعہ کے بعد اُس عزیز گیلانی نے بیس ہزار دینار گیلانی کی قیمت کا اسباب نفیس
صوف اور کتان وغیرہ سے بطریق معاملہ گویان کے آپ کے پاس بھیجا اور بعید وغایت نیازمندی کر کے
التماس طریقت کی اور آپ نے ایک مختصر رسالہ مفید طریق خواجگان قدس اللہ تعالے ارواحہم کے طریق
مین لکھا اور اُسکے لیے بھیجا اور اُس رسالہ کے آخر مین یہ لکھا ہی کہ اس قسم کی باتون کا کہنا اور لکھنا اِس
فقیر کا طریقہ تھا مگر چونکہ اُس طرف سے بوے اخلاص دماغ ذوق مین پہونچی باعث تقریر اور تحریر ان مضامین
کی ہوئی رباعی با انیہمہ بے حاصلی و ہیچ کسے + درماندہ بپای رسائی و بوالہوسی + دادیم نشان ز گنج مقصود ترا
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی + اسی واقعہ کے مثل دوسرے شخص کو عزیزون بلخ سے پیش آیا اور ایک جماعت
جسنے اُس عزیز کو دیکھا اور اُس سے قصہ کو سنا حکایت کرتی تھی مکہ کے راستہ مین ایک عرب نے کرایہ پر اپنے
اونٹ آپ کو دیے تھے اُسنے آپکے عمدہ خاص اونٹ کی طمع کی اور بڑے مبالغہ اور اصرار کے ساتھ آپ سے خریدا
اور جو دل مین آئی قیمت دیکر لادا دس روز کے بعد اونٹ بیابان مین تھک گیا اور ایک ریتیلے ٹیلے کے
نیچے مرگیا وہ عرب آپ کے پاس آیا سختی اور بیحیائی سے کہنے لگا کہ تمھارا اونٹ عیب دار اور بیمار تھا جو میرے ہاتھ
بیچا اور آپ کے منھ پر بہت سخت سست کہا اور بے ادبیان کین اور روپیہ اپنا کمال اصرار سے لیگیا آپ نے فرمایا
کہ اس عرب مین تغیر ہوا ہی غالبا اُسکی موت قریب ہی جب مکہ شریف سے اُلٹے پھرے اور اُسی ٹیلے کے تلے پہونچے
عرب گرا اور مرا اور اُس ٹیلے کے نیچے دفن ہوا ایک گروہ اصحاب جو کہ سفر حجاز مین آپ کے ہمراہ تھے کہنے لگے کہ فتنہ سوا دشمنان
جو بغداد مین روافض سے جا ملا اور وہ سب فتنہ و فساد برپا کیا اور مردود نظر سعادت اثر کا ہوا بغیر حج ادا کیے بغداد
سے تبریز کو پلٹ گیا اور آپ ہنوز مکہ شریف سے اُلٹے نہ پھرے تھے کہ اُسنے تبریز مین شام کے وقت اپنے گھوڑے
کو جو دیے تھے گھنٹہ بھر پیچھے آیا اور توبڑہ مین ہاتھ ڈالا کہ گھوڑے نے سب جو کھائے یا نہین اُسیوقت گھوڑے نے
منھ کھول کر اُسکی انگشت شہادت دانتون مین پکڑ کے جڑ سے اُکھیڑ لی اور اُسکی شدت الم سے مرگیا اور سختی اور بدبختی
سے جان دی ۔ خدمت مولانا شمس الدین محمد روجی علیہ الرحمہ نے جو بڑے اصحاب حضرت مولانا سعد الدین سے
تھے ایسا فرمایا ہی کہ ایک روز مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی کے ساتھ ہم رود مالان کے کنارہ بیٹھے تھے برسات کا
پانی چڑھا ہوا تھا ایک ماہی مردہ پانی کے اوپر تیرتی آئی آپ نے اُسے پانی کے اوپر سے اٹھا لیا اور اُسپر دست مبارک
پھیرتے تھے اور اُسمین زندگی کا کوئی نشان ظاہر نہ تھا ایک لحظہ بھر کے بعد ہلنے لگی اور اپنی طبیعت کے برخلاف
آپ کی گود کی طرف جھکی اور اُسی طرح آپ کی بغل مین تھی جب تک ہم شہر کو گئے آپ نے گود سے اُسے زمین پر
رکھدیا اور اُٹھے وہ مراسیمہ آپ کے پیچھے دوڑی بہت دور ہمارے پیچھے دوڑا کی اور وہان تک پہونچی کہ

سوار وپیادہ کی کثرت سے ہم اُسکی نظر سے چھپ گئے وہ بھی غائب ہو گئی ۔ ایک جوان صاحب جمال کہ چند روز
آپ کا منظور نظر تھا اُسنے حکایت کی کہ ایک دن مین آپ کے ساتھ سیر کے لیے موضع سیاوشان گیا تھا اور بہت
اصحاب اور نوکر ہمراہ تھے جب رات ہوئی اور سونے کا وقت آیا ہر ایک شخص ایک گوشہ مین لیٹ رہا اور آپنے ایک
بڑے مکان کے ایک گوشہ کو پسند کیا اور تکیہ لگایا اور ایک بڑی شمع صبح تک وہان روشن رہی اور مین بھی
اُسی مکان کے ایک گوشہ مین سو رہا کہ آپ سے بہت دور تھا جب دو تین گھنٹے گذرے کسی سبب سے مین جاگا اور
اپنے تئین اس ہیئت سے بیٹھا دیکھا کہ جس طرح نماز کے تشہد مین بیٹھتے ہین اچنبھا ہوا اور اپنے دل مین کہنے لگا
کہ یہ کیا حالت ہے پھر مین سو رہا اور آپ کی اُسی ہیئت تھی اپنے کو بیٹھا دیکھتا ہون جب خوب مین نے دیکھا پایا
کہ آپ اپنی جگہ دو زانون اور بیٹھے ہین پھر مین نے پھر تکیہ لگایا اور سو رہا تھوڑی دیر گذری تھی کہ پھر
جاگا اور اُسی طرح اپنے کو دو زانون صورت پر بیٹھا پایا زیادہ حیرت ہوئی اور اُس شب کو چند بار یہ صورت
ہوئی آخر کار جانا کہ آپ کی توجہ خاطر کے سبب سے یہ بات ہے پس اُٹھا اور وضو کیا اور صبح تک آپ کے سامنے
دو زانون بیٹھا رہا آپ کے مخلصون سے ایک نے نقل کی کہ میرا ارادہ ہوا کہ شہر سبز سے سمرقند جاؤن اور دو دن
سکونت کرون جب آپ کے سامنے گیا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا فرمایا کہ بہت مناسب ہے شہر سے جلد باہر
اور جلد آنے مین دیر نکرو کہ فرصت غنیمت ہے اور دشمن کمین مین لگے ہین اور ایسا اہتمام کیا کہ خادم کو بلایا اور
منزل تجویز کر دی اور بار دیگر جلد آنے کی تاکید کی جب مین شہر آیا بعض موانع کے سبب وہ ارادہ پورا
نہوا اُس سے باز آیا ایک ہفتہ بعد چور گھر مین آئے اور ہزار شاہ رخی جو نقد تھین وہ اور دیگر اسباب جو گھر مین تھا
بالکل لیگئے اور مجھے تباہ کر دیا ۔ ایک دن حضرت مولانا سیف الدین احمد شیخ الاسلام ہرات کے تمام شاگردون
کے ساتھ آپ کی صحبت شریف مین آئے اور آپ نے کھانا منگایا اور قوالون کو حکم دیا کہ اُس محفل مین غزل گاوین
ساز بجاوین اور راگ راگنی سناوین اتفاقاً دو تین روز اُس صحبت کے بعد حضرت مخدوم زیارت گاہ کیطرف سیر کے
طور پر گئے اور وہان شیخ شاہ سے جو مشائخ پرہیزگار سے تھے ملاقات کی اور خبر صحبت شیخ الاسلام اور اُس
مجلس کے گانے بجانے کی آپ کے جانے سے پیشتر شیخ شاہ کو پہنچ چکی تھی اُس صحبت مین شیخ نے آپ سے
کہا کہ تم مقتدا اور علمار عالم کے اور پیشوا عارفان عرب و عجم کے ہو یہ کیا بات ہے کہ آپ کی مجلس شریف مین
مزامیر بجاتے ہین اور گانا گاتے ہین جب شیخ نے یہ اعتراض کیا آپ اُنکے کان کے قریب سر لیگئے اور ایک حرف یا دو
حرف کے اندر اُنکے کان مین کہا کہ اہل مجلس سے کسی نے اُسکے مضمون پر اطلاع نہین پائی دفعتہً شیخ سے ایک نعرہ
نکلا اور بیہوش گر پڑے تھوڑی دیر بعد جب اپنے حال پر آئے آپ کے سامنے بہت نیازمندی کی اور پھر اُس
قسم کی باتین نہین کہین اس فقیر کے والد علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ ایک روز بعضی تفسیر میرے سامنے رکھی تھین اور

اس آیہ کریمہ لہم اللیل نسلخ منہ النہار مین غور کر رہا تھا کہ یکایک میری خاطر مین آیا کہ اس آیت کی تاویل یہ
کر سکتے ہین کہ نہار سے نور وجود مراد لین اور لیل سے ظلمت عدم چاہین یعنے جس وقت کہ نور وجود اُنسے دور ہو
عدم کی تاریکی میں رہین بعد از ظہور اس معنی کے نیت کی کہ یہ صورت آپکے حضور مین عرض کرون دوسرے دن
ملازمت کی نیت سے آپ کے سامنے مین گیا جب بیٹھا فرمایا کہ تمکو تفسیرون کے مطالعہ مین کسیوقت ایسا
ہوتا ہو کہ بعض آیات قرآنی مین معنی جو مناسب مشرب اس گروہ کے خاطر مین آتے ہین کہ کتب قوم مین تمہاری
نظر سے نہین گذرے بیان کرو مین نے اُن مقدمات کی شرح مین قیام کیا اور آپ نے تحسین فرمائی — ایک
فاضل دانشمند نے کہ حضرت مخدوم کے اعلیٰ شاگردون سے تھے ایسا فرمایا کہ ایک دن آپ کی ملازمت کا قصد
کیا شہر سے جو سر مزار کو چلا شہر کے باہر نزدیک لنگر مولانا محی الدین کے ایک جوان صاحب جمال سامنے آیا
ایک دو نظر بے اختیار اُسکی طرف پڑین اسی حال کے قریب ایک شخص گذرتا تھا کہ رنگین نمدے کی پوشاک
اُسکے کاندھے پر تھی اُسکے ایک نمدے کا گوشہ ایسا میری داہنی آنکھ مین لگا کہ مین نے جانا ایک تیر میری آنکھ پر مارا
بہت دیر تک لنگر پر بیٹھا رہا اور آنکھ سے بہت پانی نکلا ازان بعد آپ کی ملازمت مین گیا مین نے دیکھا کہ ایک
جماعت عزیزان کے ساتھ مجلس کے در پر بیٹھے ہین مین بھی بیٹھ گیا ایک لحظہ کے بعد سر مبارک اُٹھایا اور فرمایا
کہ ایک درویش نے حرم کے طواف مین ایک جوان صاحب جمال کی طرف نظر کی اچانک ایک ہاتھ پیدا
ہوا اور اُسکے منھ پر ایسا طمانچہ مارا کہ ایک آنکھ اُسکی پانی ہوکر اُسکے منھ پر گر پڑی پس ایک ہاتف نے آواز دی
کہ نظرۃ بلطمۃ ان زدت زدنا یعنے ایک نظر پر ایک طمانچہ اگر زیادتی توکریگا ہم بھی زیادہ کرینگے یہ سخن تقریر کرکے میری
طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آنکھ کو نگاہ رکھنا چاہیئے تاکہ ہاتھ نگاہ رکھین ۔ ایک عزیز نے اہل علم وصلاح سے کہ حضرت مخدوم
سے اخلاص اور آمدورفت رکھتا تھا کہا کہ ایک روز آپ کی ملازمت کی نیت سے مین سر مزار گیا اور آپ محل سے تشریف لائے
اور ایک عزیز صوفیہ سے اُسوقت آپکا منتظر بیٹھا تھا اور ہر طرف کی بات ہو رہی تھی کہ اثنا سخن مین حضرت شیخ
محی الدین بن العربی قدس سرہ سے نقل کی کہ انھون نے فرمایا ہو کہ ہر سال بارہ مہینے کی مدت گذرنے مین روزہ کی
فرضیت بارہ ماہ سے ایک ماہ مین وارد ہوئی ہو اور جو کوئی مہینہ ہو بے تعین وتخصیص کے محسوب ہو اور ماہ رمضان کی
خصوصیت نہین ہو مین یہ نقل سنکر بہت ملول اور متاثر ہوا اسواسطے کہ حضرت شیخ محی الدین سے پورا اعتقاد
میرا تھا اور اُس سے ایسی باتون کے سننے پر راضی نہ تھا فی الحال اُس مجلس سے مین اُٹھا اور حضرت مخدوم کو بغیر ملاقات
حاصل کیے شہر مین واپس آیا اور وہ عزیز بھی آپ سے بغیر ملے میرے پیچھے سے باہر آیا مین دوسرے دن اس بات
کی تحقیق کے لیے آپکی خدمت مین گیا اور قبل ازینکہ بیان کے آپنے ہر قسم کے مقدمات کے اثنا سے زبان قلم
اور کلام کی روانی بیان پر ختم ہوئی کہ فرمایا ہمکو اپنے فقہا سے زمانہ کے طور وطریق سے راضی ہونا چاہیے کہ حضرت

شیخ محی الدین قدس سرہ نے کتاب فتوحات مکیہ مین بعض فقہاے زمانہ کے مذہب مین ایسا لکھا ہو کہ فلانے وقت مین فقہاء مصر کے زمرہ سے ایک شخص نے سلطان وقت کی راے کی مصاحت سے، روزہ فرض کے باب مین ایسی صورت کے مثل سے فتوے لکہا۔ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کی اولاد مین سے ایک عالم عارف روم سے خراسان آیا تھا اور چند گاہ حضرت مخدوم کی ملازمت مین رہا اور آپ اُسکے اوپر بہت التفات رکھتے تھے اور اُسکے لیے سر مزار پر ایک علٰحدہ مکان مقرر کیا تھا فرماتے تھے کہ ان ایام مین ایک شب حضرت مخدوم ہمارے مکان پر تشریف لائے بیٹھے عشا کی نماز پڑھی اور اُنکی خدمت مین صبح کے وقت تک صحبت بطریق سکوت کی اور وہ شب میرے اوپر ایک نفس کے مثل گذری کہتے تھے کہ ہر آئینہ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا ایسا ہی کہ جب تک کسی کے حال پر التفات نہین کرتے اُسے کچھ حاصل نہین ہوتا اُسنے حکایت کی کہ ایک رات ایک راستہ پر مین پڑا رہا تاریکی بہت تھی اور میمنہ برس رہا تھا بیقراری کی حالت مین توجہ آپ کی طرف کی راہ روشن ہوگئی اور تاریکی کی تشویش سے مجھے خلاصی ہوئی —

حضرت مخدومی کی وفات کی تاریخ مین اور آپکے شجرہ ولایت کے ثمرات یعنے اولاد کی طرف ایما مین ہو ہر گاہ مولوی مولانا رضی الدین عبد الغفور علیہ الرحمۃ والغفران حاشیہ نفحات الانس کے تکملہ مین جو حضرت مخدوم کے فضائل وشمائل کے ذکر مین ہو آپ کے انتقال کی کیفیت تفصیل وار لائے ہین اور وہ ایک مشہور کتاب ہو اور اُسکے مضامین افواہ عام مین ہین لہذا یہان پر مجملاً بیان ہوتا ہو جاننا چاہیے کہ آپ کے مرض کی ابتدا روز یکشنبہ تیرھوین محرم الحرام ۸۹۸ھ آٹھ سو اٹھانوے سے تھی اور جمعہ کی صبح کو کہ چھٹا دن آپ کے مرض کے شروع کا تھا نبض آپ کی ساقط ہوئی اور جب بانگ سنت نماز جمعہ کی دی آپ کا نفس مبارک منقطع ہوا اور دنیا سے عالم بقا کو رحلت کی فضلاء وقت اور شعراء زمانہ نے آپ کے مرثیہ اور تاریخ وفات مین قصیدے اور قطعات اور رباعیان بہت کچھ لکھین از انجملہ دو قطعہ ہین قطعہ اوّل سے غوث آفاق حضرت جامی + کان فی مقعد الوری لوداء + چون عنان تافت از دیار فنا + کرد در کعبۂ لقا ردرا + سال وماہ وفات روزش بود + ہشتدہم روز ماہ عاشورا + قطعہ ثانی جامی کہ بود بلبل جنت قرار یافت + فی روضۃ مخلدۃ ارضہا السما + کلک قضا نوشت روان بہر بہشت تاریخہ ومن دخلہ کان آمنا + واضح ہو کہ خدمت خواجہ کلان فرزند بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ کے دو صاحبزادیان رکھتے تھے ایک حضرت مخدوم کے نکاح مین آئین اور دوسری اُنکی خواہر زادہ کے حوالے ہوئین اور اُس کی بابت کہا گیا تھا قطعہ دو کوکب شرف از برج سعد ملت ودین + طلوع کرد و برآمد بیان اُن بہ شرف ازان یکے لقبیاگشت بیت عارف جام + وزین جنیبش دبال بعضی شد اوج شرف + اور حضرت مخدوم کے اُس لڑکی سے چار پسر پیدا ہوئے پہلا فرزند ایک دن سے زیادہ نہ جیا اور کسی نام سے مسمے نہوا گر دوسرے فرزند

آپ کے خواجہ صفی الدین محمد تھے اور ایک سال بعد فوت ہوگئے اور آپ اُسکے مرنے سے نہایت مغموم ہوئے چنانچہ اُس مرثیہ سے کہ آپ نے اُسکے واسطے لکھا ہے اور پہلے دیوان میں مرقوم ہے معلوم ہوتا ہے اور اتفاقات عجیبہ سے یہ ہے کہ لقب اُسکا جو صفی ہے اُسکی وفات بعد تخلص اس فقیر کا کیا اور لقب اس فقیر کا کہ فخر ہے اُسکی ولادت کی تاریخ کی تھی چنانچہ اس رباعی میں کہ آپ کے خط مبارک سے نقل ہوئی نظم فرمایا رباعی فرزند صفی دین محمد کہ جہان + شد زندہ بیادِ چنانکہ زِ تن تقدیہ جان چون شد بوجود او جہان فخرستان + شد سال ولادت وی از فخر عیان + اور اُسکی وفات بعد امیر نظام الدین علی شیر نے اُسکی تاریخ وفات میں یہ فقرہ چار کلمہ پر مشتمل بنا کر حضرت مخدوم کے پاس بھیجا ہے کہ لاتعاسے حیات شما باد مگر تیسرا فرزند آپ کا خواجہ ضیاء الدین یوسف تھا اور تاریخ اُسکی ولادت کی جیسا کہ آپ کے خط مبارک سے دیکھی گئی اسطرح پر ہے کہ ولادۃ فرزند ارجمند ضیاء الدین یوسف انبتہ اللہ نباتاً حسناً فی النصف الاخیر من لیلۃ الاربع التاسع من شہر شوال سنۃ اثنین وثمانین وثمان مائتہ ایک دن حضرت مخدوم مزار میں پانی کے لب حوض کہ قدیم کے شمال میں واقع ہے بیٹھے تھے ایک خادم خواجہ ضیاء الدین کو کاندھے پر لیے ہوئے محل سرا سے باہر آیا اور تخمیناً اُسوقت پانچ برس کے ہونگے جب پاس آئے تو کہا بابا خواجہ عبید اللہ کو میں نے نہیں دیکھا آپ مسکرائے اور فرمایا کہ خواجہ کو دیکھا ہے مگر تمہے یاد نہیں پھر فرمایا کہ ان اوقات میں ایک شب ایسا خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ عبید اللہ اس موضع میں آئے ہیں اور اُس رواق کیطرف اشارہ کیا جو مسجد کے شمال کو واقع ہے بالاخانہ ۱۲ اور میں ضیاء الدین یوسف کو ہاتھوں پر لیے آپ کے سامنے گیا اور کہا امیدوار ہون کہ اس لڑکے پر نظر عنایت ہو اور اسے التفات وقبول سے مشرف فرمائیں حضرت خواجہ نے اُسے میرے ہاتھ سے لیلیا اور اپنا منھ اُسکے منھ پر رکھا اور ایک نہایت سفید چیز اپنے دہان مبارک سے اُسکے منھ میں گرائی چنانچہ منھ اُس سے بھر گیا اور کچھ زیادہ ہوئی اُسکے بعد اُسے میرے ہاتھ میں دیدیا اور میں سوتے سے جاگا اور اس خواب کا مضمون دیباچہ خردنامہ سکندری میں حضرت کے مناقب کے درمیان نظم کیا ہے۔ اور چوتھا فرزند خواجہ ظہیر الدین عیسیٰ تھا کہ خواجہ ضیاء الدین یوسف کی پیدائش سے نو سال بعد پیدا ہوا اور تاریخ اُسکے ولادت کی جیسا کہ آپ کے خط مبارک سے نقل ہوئی یہ ہے (ولادت فرزند ارجمند ظہیر الدین عیسیٰ وسط وقت الظہر من یوم الخمیس خامس محرم سنۃ احدی وتسعین وثمانمائتہ انبتہ اللہ نباتاً حسناً ورزقہ اللہ سعادۃ الدارین بمحمد وآلہ الطیبین الطاہرین) اور قریب چالیس روز کے بعد مر گیا اور آپ نے اُسکی تاریخ ولادت اور وفات میں یہ دو قطعہ نظم کیے قطعہ فرزند ظہیر دین عیسیٰ بمحرم + در منتصف ظہر شد آرام دل ما + جز ذلک عیسیٰ نشد از غیب اشارت + عیسیٰ چو نامش ز رقم نامہ اسماء ملفوظ ز عیسیٰ چو شمار ند نہ مکتوب + تاریخ ولادت بود ش ذلک عیسیٰ قطعہ اخری نور دیدہ ظہیر دین کہ فتاد + دادن بر دلش بہم نزدیک + بود برقی ز آسمان کرم + زادن و مردنش بہم نزدیک

مولانا عبد الغفور رحمہ اللہ

آپ کا لقب رضی الدین ہے شہر لار کے تھے اس دیار کے بزرگون سے سنا گیا کہ اولاد سعد عبادہ رضی اللہ عنہ سے تھے جو بڑے انصار سے ہین اور قبیلہ خزرج کے سردار ہین اور آپ بڑے تلامذہ اور اصحاب حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس سرہ سے تھے اور تمام اقسام علوم عقلی او نقلی مین یگانہ زمانہ او فریدۂ دوران تھے اور آپ نے اکثر تصنیفات حضرت مولانا کے سامنے پیش کین اور حضرت مولانا نے اوپر از مقابلہ شرح فصوص الحکم کے آخر کتاب مولوی مین یہ کلمات قدسیہ لکھے تھے کہ تمت مقابلۃ ہذا الکتاب بینی و بین صاحبہ و ہو الاخ الفاضل والمولی الکامل ذو الرای الصائب والفکر الثاقب رضی الملۃ والدین عبد الغفور ستخلصہ اللہ سبحانہ لنفسہ و یکون لہ عوضا عن کل شیٔ فی اواسط جمادی الاول المنتظمۃ فی سلک شہور سنۃ ست و ثمانین و ثمانمائۃ وانا الفقیر عبد الرحمن الجامی عفی عنہ — خدمت مولوی نے حاشیہ نفحات کے تکملہ مین اپنا حال اس عنوان سے تعبیر کیا ہے کہ ایک فقیر کو شغل کی رغبت اس طریق مین ہوئی اور آپ کی ملازمت مین آیا اور تعلیم کی درخواست کی آپ نے اسے تلقین ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی اور اپنی صورت مبارک کا حفظ اسمین شرط کیا وہ شخص اسی صحبت مین آپ کے فرمانے سے مشغول ہوا اسیوقت اسمین اثر مقررہ اس گروہ کا ظہور مین آیا اور اپنے کو فضاء روشن مین دیکھا اور اسکو بہت لذت اور شوق عظیم ملا اور نشان یوم تبدل الارض کا پیدا ہوا یہ حال آپ سے عرض کیا فرمایا کہ یہ سر ہے کہ یار اور دوست سے بھی چھپانا چاہیے بعدہ شغل مکرر اور کثرت عمل سے کیفیت بیخودی اسمین ترقی کر گئی ایک دن اس شخص نے آپ کے سامنے شکایت بعضے اشغال کی جو اس نسبت کے فتور کا سبب تھا عرض کی آپنے فرمایا کہ چارہ اس سے نہین ہے کہ اس نسبت کو کسی ایک شغل ظاہری کے ساتھ جمع کرنا چاہیے اور اس شخص کی صحبت کو جس سے یہ نسبت پائی ہے لازم رکھنی چاہیے یہ ملکہ دوسرے کی ہے کہ اس شخص مین منعکس ہوئی ایسا کرنا چاہیے کہ اس شخص کی ملکہ ہو جاسے اور یہ بات دوام صحبت سے میسر ہوگی اور فرمایا کہ کسی کام مین بحسب ظاہر مشغول رہنا چاہیے تاکہ یہ شخص دیگر خلائق سے ممتاز نہو اور نشانہ نہ بنجاے اور مین نے سنا ہے کہ ایک شخص کسی بزرگ کے پاس گیا اور التماس تعلیم طریق کی فرمایا کہ تیرا کوئی پیشہ ہے کہا نہین فرمایا کہ جا پینہ دوزی سیکھ یعنے پیوند کاری سیکھ کہ اس گروہ کے معنی روشن بے صورت شغل نہین ہوتے اور فرمایا کہ اس حالت کا حصول اور اس نسبت کا تحقق آنی ہے اسواسطے کہ ادراک انفعال کے مقولہ سے ہے اور حقیقت کام کی اعراض اور اقبال ہے اعراض ماسوا سے اور اقبال یعنے پیش آمد حق سبحانہ تعالے اور یہ ایک آن مین ممکن ہے نفس آدمی ایک آئینہ کے مثل ہے کہ رخ دوسری طرف رکھتا ہے اسکو پلٹنا چاہیے کہ منہ اسکا جانب حق واقع ہو ایک عزیز نے ایک مشائخ کی صحبت مین نعرہ مارا اور گر پڑا جب وہ اٹھا صوفی اکھڑا ہوا — اور فرمایا کہ بعد اسکے کہ قلب کا ربط حضرت حق سبحانہ مین حاصل ہوا اور نسبت آگاہی متحقق ہوئی تو

کبھی نسبت ماسوا کو بھلا دینے والی ہے اور اسکو حال کہتے ہین اور کبھی ایسی نہین ہے اور اسکو علم کہتے ہین اور علم کو حال مین مندرج رکھتے ہین اور حال کے شمار مین محسوب کرتے ہین اور یہ تفاوت بلحاظ تفاوت استعداد شخص کے ہے جیسے صفائی اور کدورت مین ہے اور فرمایا کہ آدمی کو سبب کر مین مشغول ہونے پر نسبت مقررہ حاصل ہوا سے خط مستقیم کی مثال فرض کرنا چاہیے اسواسطے کہ خیال اس معنی کا امر واحد سے حال کی مشغولی جمعیت کی معاون ہے حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ راہ کو مثل خط مستقیم فرض کرنا چاہیے اور فرماتے تھے کہ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین ایک زیبائی ہے کہ سب جگہ سب کے ساتھ سب حال مین اس نسبت کی ورزش کر سکتے ہین اس نسبت کی ورزش کو اصل بنانا چاہیے اور اسکے غیر کے ساتھ بقدر ضرورت مشغول ہونا۔ یہ نسبت شریف نہایت لطیف ہے اور اسکی کوئی حد نہین اور وقت مقرر نہین ذری بات مین جاتی رہتی ہے اور کبھی بلا مراقبہ ظاہر ہوتی ہے جب نسبت مین خلل آوے اسکے سبب کو ڈھونڈھنا چاہیے اور ملاحظہ کرنا کہ کیا چیز اسکے باعث ہوئی اسکے دور کرنے مین مشغول ہونا لازم ہے۔ اور فرماتے تھے کہ بہت سے امور حسی کا ملاحظہ مددگار نسبت اور حالت کا ہوتا ہے اور قوت جمعیت کو دیتا ہے اور یہ امر غیر منضبط ہے اور مختلف احوال اور متفاوت اوقات کے موافق وقوع پاتا ہے انمین سے صحرا جو صورت اطلاق ہے یعنے اطلاق کے ملاحظہ کو مددگاری اور پہاڑ ہیبت اور عظمت کے معنی کا فائدہ دیتے ہین اور پانی کی آواز جو لگاتار ہو مراقبہ کے وقت قوت مراقبہ کی دینے والی ہے اور سایہ کا پیچھے سایہ والے کے لگا رہنا اس معنی کا فائدہ دیتا ہے کہ آدمی فوت اور طاقت سے ضائع ہوا اور وحشی جانوروں کی آنکھون کا اور انکی وحشت کا دیکھنا نسبت حیرت کے مفید ہے اور جنازہ کا ملاحظہ نسبت فنا کے قوت بخش ہے اور رونے کی آواز کھوئے ہوئے محبوب کی یاد دلاتی ہے اور فرمایا کرتے کہ ایک روز حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ کی ملازمت مین ہم جاتے تھے اتفاقاً ایک مردہ گدھے کو کہ آنکھین اسکی کھلی ہوئی تھین فرمایا کہ عجب استہلاک ہے اور اسوقت آپ کی نسبت بہت قوی ہو گئی اور فرماتے تھے کہ ایک دن بڑا سخت قبض ہو گیا جنگل کیطرف باہر گیا باغ آہو کے پاس جب ہم پہنچے اور ایک اژدہا نظر آیا خاطر مین گذرا کہ یہ آئینہ ہے اپنی اپنی استعداد کے موافق مبداء فیاضی سے فیض حاصل کرتے ہین اور اسکے ساتھ آسودہ ہین فی الحال قبض رفع ہو گیا اور نسبت عظیم نے احاطہ کیا اور اکثر چاندنی رات مین جب قبض ہوتا سایہ اور انکی پیروی سے دور ہو جاتا خدمت مولوی فرماتے تھے کہ ایک روز آپ کے سامنے مین آیا اور لوگون کے اختلاط سے شکوہ کر رہا تھا فرمایا کہ تعلق خدا کو عالم سے نہین نکال سکتے اسطرح جینا چاہیے کہ خلق کو اس شخص پر دست تصرف نہو اور ان ایام مین کتاب نفحات الانس کی تالیف مین مشغول تھے فرمایا کہ ایک یا دو صفحہ لکھے جاتے ہین اور لکھنے کا شعور نہین ہے بلکہ عادۃً قلم جاری رہتا ہے اور فرمایا کہ بعضے اکابر کا قول ہے کہ بولنا اور بات کرنا باطنی شغل کے ساتھ جمع نہین ہوتا یہ سخن آپ سے نہایت عجیب ہے۔

من فوائد القاسہ المسموعة

اور وہ چار رشحون مین لائے جاتے ہین ؎

رشحہ ایک دن احوال جنات کی تحقیق مین کلام ہو رہا تھا خدمت مولوی نے فرمایا کہ حضرت شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ اپنے بعضے رسائل مین لائے ہین کہ اسمین اختلاف ہو کہ ابو الجن ابلیس ہو یا دوسرا کوئی ہو اور تحقیق یہ ہو کہ وہ غیر ابلیس ہو اور ابلیس انھین کا ایک ہو اور ابو الجن خنثی تھا وہ دونون ران اپنی ایک دوسرے سے ملتا اور اُس سے اولاد ہوتی اور چونکہ اُنکے وجود کی بناوٹ آگ اور ہوا سے ہو کہ دونو عنصر لطیف ہین لاجرم اُنمین سُبکی اور خفت ہو خصوصًا جب کہ روح اُسکے ساتھ مل گئی ہو لیس یہ نہایت سبک اور سریع السیر اور کثیر الحرکت ہوتے ہین اور ترکیب اُنکی بہت سست اور بے بنیاد ہو اور تھوڑی ایذا اور آزار یا گرانی اور بار سے کہ بنی آدم وغیرہم سے اُنکو پہونچے گر جاتے اور مرجاتے ہین اور اسی سبب سے موت اُنکی زیادہ ہوتی ہو اور جب جنات کسی پر ظاہر ہوتے ہین کسی صورت خیالی ہولی مین تو جب ہوا گرجانتے ہین دیکھنے والے کی نظر سے غائب ہو جاتے ہین اور حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ طریق اُنکے قید کرنیکا اس طرح پر ہو کہ اُنکی نظر سے نہ بھاگ سکین یہ ہو کہ نظر اُسکی صورت پر جمائین اور دائین بائین کسی طرف کو نہ دیکھین اور جب تک اُنکی صورت پر کسی کی نظر ہو تب تک اُسکی نظر سے غائب نہین ہو سکتے اور ایک قیدی کے مثل اپنی جگہ رہتے ہین اور اس سبب سے بہت سے کام اور حرکتین اور تسویلات اور تخیلات کرتے ہین کہ دیکھنے والا اُسکی طرف توجہ کرے اور اُسکی نگاہ اُنکی طرف سے پھر جاوے اور یہ بھاگ سکین اور حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ تعلیم اُنکے قید کی اس وجہ پر اللہ کی تعریف سے کہ مجھے الہام ہوئی اور فرمایا کہ جن مین علم و دانش کم ہو اور اُنکے ادراکات امور معنوی مین نہایت کوتاہ ہوتے ہین خصوص معرفت اللہ مین اور اکثر یہ پلید اور بے فہم ہین اور اُنکے ملنے اور ساتھ رہنے مین زیادہ فائدہ نہین بلکہ صحبت اُنکی مضر ہو ذات آدمی مین اُنکی مصاحبت سے کبر آتا ہو اسواسطے کہ وہ جز بلندی اور ہوائی سے کب ہین اور جز آگ کا اُنمین غالب ہو اور آگ کے خواص سے غرور اور سرکشی ہو اور فرمایا ہو کہ جنگلون مین بگولا جو ہوتا ہو اُنکی کشتی اور لڑائی کے آثار سے ہو اور اُس گرد باد مین یہ ہوتے ہین کہ باہمدیگر جنگ جدال کرتے ہین اور اُنکے درمیان آشوب فتنہ اور لڑائی اور محاربہ بہت ہوتا ہو اُسی تکبر اور جہل کی وجہ سے جو اُنکی ذات کو لازم ہو اور جب ایک اُنمین کا مرجاوے تو وہ برزخ مین چلا جاتا ہو اور اُسکو دنیا مین واپس آنے کی مجال نہین ہوتی اور اُسکا مقام برزخ ہی مین ہوتا ہو تا وقتیکہ حشر اجساد کا قائم ہو اور وہ گروہ کہ انمین کا دوزخی ہوا دوزخ مین لائق عذاب کے تو اُنکو زمہریر سے عذاب کرتے ہین جب کہ آتش سے چندان اثر پذیر نہین ہوتے ہرچند آتش دوزخ سے چاہیے کہ عذاب کیے جائین کیونکہ وہ آتش بمراتب آتش عنصری سے زیادہ گرم اور سوزان تر ہو۔

رشحہ آپ خطرات شیطانی اور نفسانی کی بابت فرماتے تھے کہ حضرت شیخ قدس سرہ فتوحات مین لائے ہین کہ شیطان دو ہین ایک شیطان صوری اور دوسرا شیطان معنوی شیطان صوری ابلیس ہی وہ کبھی امر حقانی کسی کی خاطر مین ڈالتا ہی تا کہ شیطان معنوی کہ نفس ہی اسمین تصرف کرے اور اسے امور باطلہ سے گردانے اور کبھی کبھی شیطان معنوی ایسہ کام کرتا ہی کہ شیطان صوری نہین کرسکتا مثلاً شیطان صوری نے ایک سنت حسنہ کا القا کیا اور کسی کے دل مین ڈالا اور یہ امور حقہ سے ہی اسواسطے کہ حدیث مین واقع ہی کہ جو کوئی سنت حسنہ لاوے ایسی کہ قیامت تک اُس سنت پر عمل کرین اُسکو بہرہ اُسکے ثواب سے ملیگا پس شیطان معنوی نے اُس القا کیے ہوئے مین تصرف کیا اور اُسکو آمادہ اسپر کیا کہ احادیث کو بنام پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم وضع کیا اور اُسکا سنت حسنہ نام رکھا کہ اُسپر آدمی عمل کرین اور اُسے اسمین ثواب اور اجر ہو اور اس حدیث سے غافل رہا کہ جو شخص جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر تہمت خلاف بات باندھے اُسکی جگہ دوزخ ہی دوسری مثال بھی حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمائی ہی کہ شیطان صوری نے مثلاً تلاوت قرآن کو باواز بلند ایک دل مین القا کیا اور یہ امر حقانی تہا پر شیطان معنوی نے دوسرے کی سماعت کو اُسکے ساتھ ضمیمہ کیا تا کہ اُسکو تالی یعنی تلاوت کنندہ کہین اور اُسکو ریا اور سمعہ کے ساتھ باطل کردیا اور اسکی مثالین بہت ہین ۔

رشحہ صاحب کتاب حق الیقین نے عبادت اضطراری اور عبادت اختیاری کے بیان مین فرمایا ہی کہ جس طرح نفس ادراک کہ معرفت ہی موجب عبادت اضطراری اور رحمت عام کا ہی اور ادراک کہ علم ہی مستلزم عبادت اختیاری اور سیر و سلوک اور رحمت خاص کا ہی اس سخن کے معنی کی شرح مین فرمایا کہ ادراک کو معرفت بنابر ایک اصطلاح کے کہا اور مراد اس سے ادراک بسیط ہی کسواسطے کہ حق سبحانہ نے مدرک کو اسطرح پیدا کیا ہی کہ فطرت کی راہ سے واجد وجود حق تعالی کا ہی بدون اسکے کہ اسکا شعور ہو اور یہ وجدان بحسب فطرت اُسکو حاصل ہی کسواسطے کہ ہر ایک چیز موجودات سے کہ قوت مدرکہ اُسکو باقی ہی اُسنے اول وجود کو پایا ہی بعد ازان اُس چیز کو پایا پس وجود مثل نور ہی کہ اول وہ نظر کے ادراک سے مدرک ہوتی ہی اُسکے بعد اشیاء محسوسہ ہرگاہ مدرکہ فطرت کے موافق واجد وجود حق تعالی کی ہی پس وہ بوجہ اضطرار وجود کے آثار اور لوازم کے اثر پذیر ہی اور نیز تاثر انقیاد اور تذلل ہی کہ اُسکو نسبت بوجود حق تعالے واقع ہی کہ خواہ چاہے یا نہ چاہے اثر پذیر ہوا ہی اور وجود خارجی اور اُسکے لوازم کو قبول کیا اور نفس اس انقیاد اور تذلل کا حقیقت عبادت ہی کہ بحسب حال اُسے حاصل ہی پس ایک عبادت حسب حال اُسکو اضطراری ہی اور یہ ادراک بسیط موجب ظہور رحمت عام کا ہی کہ عبارت فیض اور جودت سے ہی کہ مدرکہ اور تمام موجودات پر منبسط اور پھیلا ہوا ہی اور نفس رحمٰن کے ساتھ ملقب ہی اور ادراک کو علم ایک اصطلاح کے موافق کہا یعنی ہرگاہ اس معنی کو ادراک کیا کہ اسکی مدرکہ وجود حق تعالی کی واجد ہی اور اُسکی مطیع و منقاد بحسب واقع اور بحسب حال ہی یہان چاہا کہ صفت ارادی اُسکی

مطابق صفت واقعی حال کے ہو پس عبادت حق سبحانہ اور قبول اُسکے امر ونہی کا بحسب ظاہر اختیار کیا تا کہ ظاہر اُسکا باطن کے مطابق ہو اور حال ارادی اُسکا موافق حال واقعی ہو اور یہ ادراک مرکب اور سواری ہو کہ موجب عروج کا مراتب عالیہ اور سیر وسلوک اور رحمت خاص پر ہو کہ رحمت رحیمی ہو قول حق سبحانہ تعالی کا وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اسکا تطابق اس مقام مین درست ہوتا ہو خواہ عبادت اضطراری کے اعتبار سے ہو خواہ عبادت اختیاری کے ساتھ ہو اور اکابر نے کہا ہو کہ سر عبادت مین یہ ہو کہ یہ عبادت اختیاری مطابق اُس عبادت اضطراری کے ہو کہ مدرک کو ہمیشہ بحسب انقیاد اور تذلل کے حاصل ہو اور ارادت حال واقع کے مطابق ہو۔

رشحہ آپ اسکی بابت کہ کفار کو عذاب جاودانی ہوگا اور اکابر نے اسمین اختلاف کیا ہو فرماتے تھے کہ بعض نے سوال کیا ہو کہ عدل وحکمت کا مقتضا ہو کہ گناہ متناہی اور محدود کا عذاب بھی متناہی او محدود ہو پس کیا سبب ہو کہ کفر متناہی کو عذاب نامتناہی ہو امام غزالی قدس سرہ نے اس سوال کے جواب مین فرمایا ہو کہ جزاے اعمال کی قدر حق سبحانہ جانتا ہو اور اس بات کا پانا عقول ناقصہ کے دریافت سے بالاتر ہو پس جزا جو کفر کے مماثل اور مشابہ ہو آخرت مین جاودانی ہوگی اور جزاے اعمال کے سر حق سبحانہ کے سوا کسیکو اطلاع نہین اور بعضون نے کہا ہو کہ ہر گاہ کفار کی نیت اور قصد یہ ہو کہ ہمیشہ کفر پر ہین پس عاقبت مین بھی انکی جزا ہمیشہ ہو مگر جو لوگ قائل عذاب جاودانی کے نہین ہین وہ کہتے ہین کہ کفر ایک جہل عارضی ہو اور موافق اور ملائم مزاج روح کے نہین ہو بلکہ مناسب مزاج روح اور ادراکات کے امور حقہ ہین او رصفت جہل آخر کو دور ہو جاتی ہو حضرت کے کلمات قدسیہ جو بعض بندہ نے جمع کیے ہین انھین سے چند مقام مین تشویش اور خلش رہتی تھی مولوی اُستاذی علیہ الرحمۃ کی خدمت مین عرض ہوتی اور جواب ملتا انہین سے بعضے یہ ہین کہ ہر رشحہ مین وارد ہین۔

رشحہ حضرت نے فرمایا ہو کہ جو کچھ آدمی سے سرزد ہوتا ہو اگر شریعت مین اُسکی کوئی حد اور تعزیر مقرر نہین ہو اس سے رنجیدہ نہین ہونا چاہیے کسواسطے کہ وہ قدرت اور تمکین اور خلق حق سبحانہ سے موجود ہوا ہو۔ اس سخن کے معنی مین فرمایا ہو اگر یہ کوئی فعل خواہ اُسپر حد شرعی عائد ہو خواہ نا ید ہو اس قبیل سے ہو کہ حق سبحانہ کے اقتدار اور تمکین اور خلق سے موجود ہوا ہو مراد یہ ہو کہ قسم مذکورہ مین نظر حقیقت قضا وقدر پر رکھنی چاہیے تا کہ جنگ اور آشوب نہو اسکے سوا دوسری صورت مین نظر احکام شریعت پر کرنی چاہیے تا کہ سلسلہ امور دنیا کا اپنے انتظام پر رہے اور کسی قسم کی اہانت شرع شریف مین راہ نپاوے اور اس صورت مین رنجیدہ ہونا اور جنگ وآشوب کرنا موجب رضاے حق سبحانہ اور خوشنودی اُسکے رسول کا ہو صلے اللہ علیہ وسلم اور اُس جنگ وآشوب مین ہزار فائدہ صورۃً ومعنی مندرج ہین اور اُسمین فروگذاشت اور سستی بجز الحاد وزندقہ کچھ نہین ہو۔

رشحہ اس سخن کی شرح مین کہ حضرت نے فرمایا ہو کہ قضا وقدر کی آنکھ سے نظر کرنی اور سبکو تمثیل امر تکوینی کی دینی چاہیے

تاکہ جنگ نہو فرماتے تھے کہ یعنے تمثیل اُس چیز کی جو کہ بامر تکوینی حاصل ہوئی ہو اور یہ اضافت بادنی ملابست ہو اور امر تکوینی امر ہو اسطہ کو کہتے ہین یعنے اُس امر کے حصول مین احتیاج زیادہ وسائط اور امتداد زمانہ کی نہین ہے۔

رشحہ ۳ اس سخن کے معنی مین کہ حضرت نے فرمایا ہو کہ ارادہ وجہ باقی کا مسخر ہو فرماتے تھے۔ یعنے ارادہ حصہ وجود کا کہ ہر موجود کو حاصل ہو اور آئینہ وجود مطلق کا وہی مسخر وہی حصہ ہو اس معنی سے کہ سالک اُس حصہ پر غالب ہو سکتا ہو اور اُسکو آئینہ جمال مطلق کر سکتے ہین۔ اور فرمایا۔ دوسرے معنی بھی خاطر مین آتے ہین کہ ارادہ وجہ باقی سے توجہ بوجہ خاص لین اور جب نتیجہ اس توجہ کا فنا کرنا غیر کا ہو اور اثبات حق سبحانہ کا پس جہان کہ حق سبحانہ ثمبت ہو سب اشیا مسخر ہون اور اُس حال مین حق سبحانہ باطن صاحب اس ارادہ سے تسخیر کرنے والا ان اشیا کا ہوگا۔

رشحہ ۴ اس سخن کے معنی مین کہ حضرت نے فرمایا ہو کہ فتوحات مین مذکور ہو کہ ظہور عالم کا سر معلوم نہین ہوتا مگر مجاہدات کثیرہ اور ریاضات عظیمہ سے جنکے ساتھ ہمتین ہون فرماتے تھے کہ تصحبہا الہم سے مراد وہ ہو کہ نشانہ اُسکے قصد و ہمت کا ذات حق سبحانہ ہو اور جب تک ہمت موجود نہو اور یہ ہمت والا مجاہدات کثیرہ اور ریاضات عظیمہ اپنے اوپر اختیار کرے سر ظہور عالم کا اسرار غامضہ سے ہو اُسپر نہ کھلے اور صرف یہ ہمت بغیر اتحاد مجاہدہ اور ریاضتون کے یا فقط مجاہدہ اور ریاضت بے تحصیل اس ہمت کے کوئی فائدہ اور نتیجہ نہ دیگا۔

رشحہ ۵ اس سخن کے معنی مین کہ حضرت نے فرمایا ہو کہ بعضے عارفون کو قدرت اسکی دی ہو کہ جو چیز چاہین پیدا کرین اور فرق مخلوق حق اور مخلوق عارف کے درمیان یہ ہین کہ عارف کا مخلوق اُسوقت تک باقی ہو کہ اُسکو کسی ایک حضرت مین حضرات سے اثبات کرے۔ فرماتے تھے کہ لازم نہین ہو کہ عارف اپنے مخلوق کا متوجہ توجہ حسی شہادتی سے ہو بلکہ حضرت مثال مین اگر متوجہ اُسکی صورت مثالی کا ہو اُس موجود شہادتی کے وجود خارجی کے باقی رکھنے مین کافی ہو پس جب تک کہ عارف سے وہ توجہ اُس موجود شہادتی کے ساتھ حضرت مثال یا حضرت شہادت مین باقی ہو تو وہ موجود بھی حضرت شہادت مین باقی ہو اور جب وہ توجہ منقطع ہوجاسے وہ موجود فی الحال معدوم محض ہوجاسے۔

رشحہ ۶ اس سخن مین کہ حضرت نے فرمایا ہو کہ شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہ چند روز سفید گھوڑے پر سوار ہوتے تھے اُنکے بعض محرمون سے اُسکا سبب پوچھا گیا اُسنے کہا سفید گھوڑے کا اختیار کرنا اس جہت سے تھا کہ بعض تجلیات صوری ایسے حضرت شیخ کو مشہود ہوئے ہین۔ فرماتے تھے کہ ہر صورت کی خصوصیت بنسبت ارباب مکاشفات اور مشاہدات کے بوجہ اختلاف استعداد اور اختلاف معانی وحقائق کے ہو کہ اشیا کی صورتون مین اُنپر منکشف ہوتے ہین مثلا موسے علیہ السلام کو تجلی صوری ایک درخت کے لباس مین جو وادی ایمن مین تھا واقع ہوئی اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک جوان مخطط کی صورت مین ظاہر ہوئی چنانچہ بعضے احادیث

اُسکے ساتھ ناطق ہو انتہی کلامہ پوشیدہ نرہے کہ حضرت شیخ اعظم محی الدین ابن العربی قدس سرہ نے اپنی بعضی
تالیف مین لکھا ہو کہ رایت ربی علی سورۃ الفرس اور حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ قدس سرہ نے اپنی بعضی تصنیفات
مین شرح اس سخن مین فرمایا ہو کہ سالکین حق سبحانہ کو تجلیات صوری کے ساتھ دیکھتے ہین ۔ اور وہ آثار سے نسبت
رکھتی ہو اور تجلیات نوری کے ساتھ دیکھتے ہین اور وہ افعال سے نسبت رکھتی ہو اور تجلیات معنوی کے ساتھ دیکھتے ہین اور وہ صفات
سے نسبت رکھتی ہو اور تجلیات ذوقی کے ساتھ دیکھتے ہین اور وہ ذات سے نسبت رکھتی ہو اور تجلیات صوری
مین کہ آثار سے نسبت رکھتی ہو حق تعالے جمیع اشیا کی صورت مین بندہ پر تجلی کرتا ہو جو مفردات عنصری اور معادن
ونباتات وحیوانات اور افراد انسان سے ہین اور جب کہ مولید ثلاثہ سے کسی ایک مین تجلی کرے جس وقت کہ تجلی اس
مرتبہ سے دوسرے مرتبہ مین کہ اُس سے اوپر ہو ملیگی اُس وقت اوسکے اُفق مین تجلی کرے زمان بعد دوسرے مولود
مین کہ اُسکے اوپر ہو ابتدا کرے جیسا کہ جب معادن سے تجلی کرے اور وقت نبات کو پہنچے صورت مرجان مین
کہ افق معادن کا ہو تجلی کرے اسواسطے کہ وہ معادن سے اقرب بمرتبہ نبات ہو کہ اسمین نمو کی پیدائش ہو اور
جس وقت نبات سے حیوان کے ساتھ ملیگی کھجور کی صورت مین تجلی کرے کہ نبات کا افق ہو اور اقرب نباتات
بمرتبہ حیوان ہو کہ بعض خاصیت حیوانات اُسمین ہو کہ اگر اُسکا سر تنہ سے کاٹ لین خشک ہو جاوے اور باردار
کرنا بھی اُسکا مخصوص ہو کہ جب تک نر درخت کی شاخ مادہ درخت پر نہ ملائین حاملہ اور باردار نہو اور یہ بھی
حیوانات کی خاصیت ہو کہ جب تک نر مادہ سے نملے مادہ حاملہ نہو اور جب حیوان سے انسان کو پہونچے بندر
کی صورت مین تجلی کرے کہ افق حیوان ہو و اقرب حیوانات بانسان ہو بجہت شعور اور زیرکی کے جو اسمین ہو
اور دوسری صورت افق انسان کے اوپر تجلیات صوری مین نہین ہو کہ غایت اُسکی یہ ہو کہ نہایت تجلی صوری مرتبہ انسان مین وہ
ہو کہ حق سبحانہ بصورت صاحب تجلی کے متجلی ہو اور سالک کے لیے لغزش گاہ قدم اس سے سخت تر نہین ہو کہ
حق سبحانہ اُسکے اوپر اُسکی صورت مین تجلی کرے جیسا کہ سالک اُس تجلی مین اپنے اوپر وہ سب کو دیکھے ہرچند
نظر کرے سب اپنے تئین دیکھے اور جملہ موجودات کو اپنا محاط اور مسخر پاوے اور سبحانی ما اعظم شانی وانا الحق ولیس
فی جبتی سوے اللہ وہل فی الدارین غیری اور انکے امثال سب اسی تجلی سے حاصل ہون اور اکثر اہل کشف
کے قدم اسی تجلی صوری مین پھسلے ہین تب تو ایسی جراتین کی ہین اور حکما کی لغزش قدم تجلی معنوی مین ہوئی
ہین کہ متابعت انبیا علیہ السلام سے منھ پھیرا ہو اور اپنے مدرکات معنوی پر مغرور ہوگئے اور گمراہی کے
صحرا مین ہلاک ہوگئے اور چونکہ اولیا ببرکت اتباع پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم محفوظ ہین اگر غلبات سکر مین انسے
کوئی سہو ہوا تو اُسیوقت اُس سہو سے توبہ کی ہو لاجرم حق سبحانہ نے انکو تجلیات صوری و نوری و معنوی کے منازل
سے گذار کر تجلیات ذوقی ذاتی کو پہونچایا اور لغزش اقدام سے خلاص کیا اور انکے سر کو تجلی ذات رفیع الدرجات

کی دائمی نعمتوں کو واصل کیا ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم — یہ ہے فضل اللہ تعالے کا دیتا ہے اسے جسکو وہ چاہتا ہے اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے —

رشحہ خدمت مولوی اُستاذی مولانا عبد الغفور علیہ الرحمۃ والغفران نے وجود باریتعالے اور اُسکی معیت باشیا کی نسبت کے بیان مین فرمایا ہے کہ وجود ممکن اُسکی حقیقت کا غیر ہے اور عارض اُسکی حقیقت کا ہے مثلاً زید مصور در ذہن ایک حقیقت ہے کہ یہ وجود خارجی اُس حقیقت کو عارض اور اُس سے آمیختہ ہوا اور وہ حقیقت اُس ضمیمہ کے واسطے سے مبدء آثار کا ہوا پس حقیقت مین یہ وجود عارضی مبدء آثار ہوتا ہے اسواسطے کہ وجود سے تعبیر اُس چیز کے ساتھ کرتے ہین کہ مبدء آثار ہوا اور وجود واجب عین حقیقت اُسکا ہے کہ خلاف وجود ممکن ہے پس وہ حقیقت خود ہی مبدء آثار ہے بدون اسکے کہ اُسکے ساتھ کوئی شی آمیختہ ہوا اور حکما وصوفیہ کو اسمین اختلاف ہے کہ وہ وجود جو مبدء آثار موجودات کا ہوا کون سا وجود ہے شیخ رکن الدین علاء الدولہ اور چند صوفیہ اور اکثر حکما و متکلمین اسپر متفق ہین کہ وہ ایک صفت صفات حق سبحانہ سے ہے کہ اُسنے موجودات پر افاضہ وجود کا کیا اور فیض جودی اور وجود عام اور نفس الرحمن وغیرہ سے مسمے ہے اور حضرت شیخ محی الدین بن العربی اور اُنکے پیرو اور اکثر صوفیہ اور محققین اگلے اور پچھلے اور تھوڑے حکما و متکلمین اسپر اتفاق رکھتے ہین کہ جو وجود کہ مبدء آثار ہوا وہی وجود حق سبحانہ ہے کہ عین حقیقت خود ہے نہ غیر پس تمام ممکنات موجود ساتھ وجود واجب کے ہین یعنے ذات کو اشیاء کے ساتھ ایک علاقہ معیت کا ایسا ہے کہ وہ معیت مجہول الکیفیت ہے اور کوئی شخص منجملہ ارباب تحقیق کے انبیا اور حکما سے اُس معیت اور اُسکی حقیقت کے سِرّ تک سراغ نہین لگائے غایت یہ ہے کہ ایک جماعت افراد انسان سے سرِ معیت پر اپنی استعداد اور قابلیت کے موافق مطلع ہوئی ہین ایک تمثیل جو اس علاقہ کے مشابہ ہے کہ فی الجملہ مناسبت رکھتی ہے نہ یہ کہ فی الواقع ویسا ہی ہے نسبت عارض کی معروض کے ساتھ ہے ایک فقیر نے مولانا عبد الغفور علیہ الرحمۃ والغفران کو چند روز آپ کی وفات کے بعد ایک شب خواب مین دیکھا اور اُسکی خاطر مین آیا کہ دنیا سے رحلت کر گئے ہین آگے جا کر سلام کیا اور جواب سنا ازان بعد پوچھا کہ حضرت من جب وادء آخرت مین گئے ہو مسئلہ توحید وجود اور اُسکی معیت باشیا سے کہ حضرت شیخ محی الدین ابن العربی نے اُسمین گفتگو غلو کے ساتھ کی آپ کو کیا معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ جب مین اس عالم مین آیا حضرت شیخ سے میری ملاقات ہوئی اور آپ سے اس مسئلہ کا سر پوچھا فرمایا سخن وہی ہے کہ مینے لکھا ہے پھر اُسنے پوچھا کہ عالم آخرت مین بھی عشق و عاشقی اور تعلق خاطر مظاہر جمیلہ سے ہوتا ہے فرمایا کہ یہ کیا تو کہتا ہے مذاق اور عاشقی وہ ہے جو یہان ہے اسواسطے کہ عالم اجسام کا حسن جو مختلف اجزا کی ترکیب سے حاصل ہوتا ہے جلد متغیر ہو جاتا ہے اس سبب سے کہ وہ اجزا ایک دوسرے کی ضد ہین اور اسیوجہ سے عشق جاتا رہتا ہے اور تعلق خاطر نہین رہتا لیکن اس عالم کے

حسن جو ایسا کیا ہے حاصل ہوئے قابل فنا اور زوال کے نہین اور کبھی نہین بدلتے کیونکہ اُسکے اجزا مین مخالفت نہین ضرور بیان کا عشق و عاشقی برقرار ہے غایت یہ کہ روح کے بدن سے نکلتے ہی اُس تعلق اور انس کے باعث جو روح کو بدن سے ہوتا ہے دو تین روز تشویش جو ہر روح مین آجاتی ہے لیکن جب صاف پاک ہو گئی پھر اُسطرح مذاق اور عاشقی پیدا ہو جاتی ہے جب یہ باتین فرمائین اُس فقیر نے کہا کہ جو آپ نے فرمایا وہ اسرار آخرت سے ہے اور مشہور ہے کہ مُردون کو اجازت نہین کہ اسرار آخرت کا اظہار کرین یہ کیونکر ہے کہا کہ وہ واہیات بات ہے کہ عوام کے زبان زد ہے اور اصل کچھ نہین کہ لوگون نے خواب مین بہت بار حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور بزرگان امت کو دیکھا ہے قدس اللہ ارواحہم اور اُنسے عالم آخرت کے عجائبات سنتے ہین اور اگر افشار اسرار آخرت جائز نہوتا قرآن و حدیث اُسے بیان کرتے دوسری بار انھین دنون اُس فقیر نے خواب دیکھا کہ خدمت مولوی جیسا چاہیے اُسکی زیارت مین آیا کہا میں کیا سبب ہے کہ دوستان حق سبحانہ اکثر آفات و بلیات مین گرفتار رہتے ہین فرمایا سر اسرار اسکا یہ ہے کہ ریاضتین موجب تنقیہ دماغ اور تصفیہ قوائے دماغی ہین اور جب دماغ صاف ہوتا ہے تو اُس قوت دماغی کے متعلق وہ نور مطلق بسیط ہوتا ہے کہ تمام موجودات کو پیدا ہے اور سب مکونات کا مقصود ہے اور اس معنی کا ظہور جنون سکے ساتھ مخصوص نہین بلکہ ہمت اور تواور ہر فرد انسانی کو کہ یہ تصفیہ حاصل ہو وہ نور مطلق اسکی قوت دماغی سے متعلق ہو جاتا ہے خواجہ مولوی عبد الغفور کی وفات صبح یکشنبہ پانچوین شعبان سنہ ۹۱۲ نو سو بارہ مین بعد از طلوع آفتاب ہوئی ہے اور بعض بزرگان وقت نے اُنکی وفات کی تاریخ مین یہ قطعہ نظم کیا ہے قطعہ

چو شد عبد الغفور آن کامل عصر + لعقتہ غرقہ دریای غفران + سرآمد روزگار دین و دانش + فرو رفت آفتاب علم و عرفان +

چو خواہی روز و ماہ و سال فوتش + بگو یکشنبہ پنجم ز شعبان +

مولانا شہاب الدین برجندی رحمہ اللہ

آپ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے بڑے اصحاب سے تھے اور علوم ظاہر و باطن کے عالم اور دانشمندان مقرر ہرات سے تھے آپ کا مولد برجند ہے کہ ولایت قاین کا ایک قصبہ ہے اور نام آپ کا احمد بن محمد ہے انکے والد نے حکایت کی کہ مین نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ طور سینا پہاڑ پر کھڑا ہون اچانک شیخ الاسلام احمد جام قدس سرہ ظاہر ہوئے اُنکے سامنے مین گیا اور سلام کیا جواب دیا اور فرمایا کہ حق سبحانہ تجھے ایک فرزند صالح دیگا چاہیے کہ اُسے ہمارے نام کرنا کہ وہ ہمارا ہے اُس خواب کے بعد تھوڑے دنون مین شہاب الدین پیدا ہوا اور اسکا احمد نام رکھا اور اُس سے مین امیدوار ہوا لڑکپن مین لڑکائی سے آثار زہد و صلاح اور تقوے کے اُنسے ظاہر تھے چنانکہ اُس زمانہ مین نماز تہجد اور نوافل عبادات اُنسے فوت نہین ہوئین اور جب سن شباب کو پہونچے اپنا سامان بود و باش کا مدرسہ مین لیگئے اور تحصیل علم مین مشغول ہوئے اور تھوڑے زمانہ مین برابر کے لوگون سے سبقت لیگئے اور خیر مولانا نور اللہ خوارزمی اور مولانا شمس الدین محمد جاجرمی اور مولانا

خواجہ علی سمرقندی اور دوسرے علماء محققین اور عظماء مدققین کے درس مین آتے جاتے تھے اور ان سب درس گاہون مین اکثر
طلبہ پر فائق رہے اور حضرت برہان الدین ابو نصر پارسا قدس سرہ کی مجلس مین حاضر ہوتے رہے اور کتب احادیث
جیسے مصابیح اور مشارق اور صحیح بخاری اور مسلم کا استماع کرتے تھے اور حضرت خواجہ نے انکے لیے اجازت حدیث
کی روایت لکھی ہے اور تحصیل علوم عقلی اور نقلی کے بعد ارادت کا رخ مشائخ طریقت کی صحبت کی طرف لاتے اور
صوفیہ کی خدمت اور ملازمت اختیار کی اور شیخ زین الدین خوافی اور شیخ بہاء الدین عمر و خواجہ
شمس الدین محمد کوسوی وغیرہم قدس اللہ ارواحہم کی خدمت مین پہونچے ہین اور آخر الامر حضرت مولانا سعد الدین
قدس سرہ کی صحبت مین پہونچے اور دوسرون کی ملازمت سے خلاص ہوئے فرماتے تھے کہ شروع شروع مین
حضرت مولانا کے گرد مین بہت پھرا اور کوئی اثر نسبت ان عزیزان سے اپنے باطن مین نہین پاتا تھا اور اس جہت سے
مین بہت ملول اور رنجیدہ تھا یہان تک کہ نماز جمعہ کے بعد محل ہرات کے سامنے اژدحام عوام کے اندر مین سیر کرتا تھا
اچانک آپ کو مین نے اس کثرت مین دیکھا راستہ انکا مین نے پکڑا اور بہت نیازمندی کی فرمایا کہ دار جب تک ان علوم
رسمی کو کہ تیرے سینہ مین ہین تو نکالیگا فائدہ نہین ہوگا اور اس کہنے مین میرے باطن کو اپنی طرف کھینچا اور متوجہ بیرون
مسجد ہوئے اور مین انکے پیچھے بے اختیار روان ہوا اور دور سے انکو مین تاک رہا تھا جتے کہ مسجد جامع سے باہر آئے
اور بازار کی طرف چلے اور فیروز آباد دروازہ سے باہر گئے اور مین بھی انکے پیچھے باہر گیا دیکھا کہ ایک چوب فروش
کی دوکان کے در پر گئے اور دو دھنی پنج گزی پرکار عمارت کے لیے خریدین اور اپنی مرزئی کو تہ کرکے دوش
مبارک پر رکھا اور چاہا کہ ایک دھنی اٹھائین مین فوراً آگے بڑھا اور کہا اگر حکم ہو مین یہ خدمت کرون فرمایا
اگر شرم دانشمندی تیری مانع نہو دوسری دھنی کو اٹھا اور ایک دھنی کو آپ اٹھایا اور روانہ ہوئے اور مین نے
بھی بضرورت دوسری دھنی کو کاندھے پر اٹھایا اور نہایت انفعال کے ساتھ آپ کے پیچھے پیچھے جاتا تھا اور
شرم کے مارے پسینا گرتا تھا اور کبھی آنکھ بند کر لیتا اور کبھی کھول دیتا اور آپ بفراغ خاطر آگے آگے جاتے تھے
اور بے تحاشا پشت پشت کہتے تھے یہان تک کہ دروازہ سے آئے اپنے دل مین کہا کیا ہو کہ پاپے پارہ کے محلہ مین
گھسین کہ بازار کی نسبت خلوت ہے آپ سیدھی بازار مین آئے اور جب چوک کے سرے ہم پہونچے مین نے اپنے دل
مین کہا کیا ہو کہ بازار خوش مین آوین کہ بازار ملک مین کثرت خلق سے راہ نہین چل سکتے خصوصاً جب کہ ایک
لمبی دھنی کاندھے پر ہو آپ نے بازار ملک کی طرف رخ کیا اور مین آپ کے پیچھے جاتا تھا ایک حالت غریب
اور خجالت کے ساتھ جو پندار دانشمندی کے سبب سے مجھے تھی تا آنکہ بازار ملک سے کوچہ کو چلے جو مسجد کے نیچے
کو جاتا تھا جس وقت کہ دھنی آپ کے دروازہ مین نے پہونچا دی اور کندھے سے زمین پر رکھدی اس موقع پر
آپ کی مین عنایت اور حسن تربیت سے مجھے بڑی کیفیت ملی اور نسبت ان عزیزون نے مین بڑی اسکے بعد

آپ کے دامن ملازمت اور متابعت کو مین نے مضبوط پکڑا۔ آپ نے فرمایا کہ باعث میری افسردگی کا درس تدریس سے یہ تھا کہ جن دنون مدرسہ خواجہ علی فخرالدین مین دروازہ خوش کے باہر مدرس تھا ایک روز آپ کی ملازمت مین گیا اور گھر کے دروازہ پر کھڑا ہوا یکایک آپ باہر ایک کیفیت عظیم کے ساتھ آئے کہ ہرگز آپ کو اُس کیفیت سے مین نے نہ دیکھا تھا ظاہر اور باطن مین مین نے بڑی تضرع کی اور دل مین التماس التفات کی فرمایا کہ مباحثہ و مجادلہ سے علوم رسمی کے آدمی کا دل سیاہ ہوتا ہے اور اسی جہت سے حضرت خواجہ علاءالدین عطار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ طالب العلم کو چاہیے کہ مباحثہ علمی کے بعد بیس بار استغفار کرے ایسے ترتیب التفات کی کہ میرے دل مین ایک چراغ روشن ہوا اور میرے باطن کو منور کر دیا ایسا کہ پرتو اُسکا تمام قوے اور ہاتھ پاؤن مین میرے جم گیا اور میرے تمام اعضا مین سرایت کر گیا اور بڑی حلاوت اُس سے ملی اور آپ نے اس محل مین فرمایا کہ چراغ روشن شدہ کو مخالف ہواؤن سے نگاہ رکھنا چاہیے تاکہ بجھ نجاوے یہ کہا اور مجھے رخصت کر کے گھر مین گئے اور مین پاس انفاس سے نگہداشت اُس چراغ روشن کی کرتا تھا اور مطالعہ اور مذاکرہ علمی مین خوب حاضر وقت رہتا تھا حتے کہ ایک دن مجھے درس کے حلقہ مین ایک طالب علم کے ساتھ کہ مسئلہ مین سمجھتا ناسوجھ کہتا تھا بحث پڑی اور سخن کو طول ہوا اور اعراض پر انجام ہوا بعد از فراغ اور ترک دینے حریف کے مین نے دیکھا کہ وہ نور مبدل بظلمت ہو گیا اور وہ چراغ گل ہو گیا نہایت ملول اور محزون ہوا اور آدھا سبق چھوڑ کر آپ کی ڈیوڑھی پر آیا اور بہت ملالت اور خجالت تھی ایک لحظہ باہر آگئے اور جس وقت آپکی نظر مبارک میرے اوپر پڑی فرمایا کہ داد اس نسبت کا سر غصہ کے ساتھ جمع نہین ہوتا مگر یہ سمجھا کہ غصہ کرنا ظرف باطن کو نورمعنی سے خالی کرتا ہے مین نے سر جھکا لیا اور باطن مین زاری اور نیازمندی تمام کی اور آنکھون مین آنسو بھر لایا آپ نے رحم کر کے پھر التفات کی کہ وہی چراغ روشن ہو گیا بعد ازان درس و افادہ کا کام برہم کر دیا اور تمام ہمت اپنی اُس نسبت کے حفظ پر جمائی اور جو چیز مانع اُسکے ظہور کی تھی بالکل چھوڑ دی آپ کا سن شریف پچپن سال کا تھا اور سنہ آٹھسو چھپن یا ستاون مین دنیا سے گئے اور قبر مبارک آپ کی تخت مزار حضرت مولانا سعدالدین پر ہے قدس سرہ۔

مولانا علاءالدین آبیزی رحمہ اللہ تعالے

آپ کا نام محمد بن المومن ہے اور پیدائش کا مقام آبیز ہے کہ ولایت قوہستان کا ایک گاؤن ہے آپ حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ کے اصحاب بزرگ سے تھے اور حضرت مولانا کم نقل کے بعد مولانا نورالدین عبدالرحمن قدس سرہ کی خدمت مین آمد رفت رکھتے تھے اور آپ کو مولانا علاءالدین کے ساتھ بہت التفات تھا ایک روز تقریبًا فرماتے تھے کہ طینت مولانا علاءالدین اور اُنکے فرزند مولانا غیاث الدین کی خاک پاک سے گوندھی ہوئی ہے اور ہمیشہ خدمت مولوی کا مکتب داری تھا اور اس شغل کو پردہ کار اپنا بنایا تھا فرماتے تھے

کہ سلطان ابوسعید مرزا کے زمانہ مین حضرت خواجہ عبید اللہ قدس اللہ سرہ ہرات مین تشریف لائے تھے اون
جو آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا تو پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا کام کرتا ہے مین نے کہا ایک فقیر ہون خادمان مولانا
سعد الدین کاشغری کا اور مکتب داریکی کرتا ہون فرمایا کہ مکتب داریکی مت کہو اور تصغیر سے اسکا نام نہ لو کہ مکتب داری
بڑا کام ہے اور بہت فوائد اُس سے ہوتے ہین اسکے بعد ہمارے حضرت مولانا کی حکایتین بیان کین اور اُن
خصوصیات سے کہ آپ کے درمیان واقع تھین بہت چیزین نقل کین اور بہت مہربانی کی خدمت مولوی
کہتے تھے کہ آغاز حال مین ہرات کے مقام تحصیل علوم مین مشغول تھا جب ملازمت حضرت مولانا سعد الدین
قدس سرہ کی اختیار کی مطالعہ مین فتور آیا متردد تھا کہ آیا بالکل ترک تحصیل کرون کبھی مشغولی کرون اس
فکر مین ایک روز شہر سے باہر نکلا جب کہ مدرسہ میر فیروز شاہ کے دروازہ پر پہونچا اُسکے جماعت خانہ مین آیا
اور اندر سے دروازہ بند کر لیا اور محراب سے پیٹھ کر کے بیٹھا اور اُسکی تحصیل اور ترک کے اندیشہ مین پڑا اچانک
گوشہ محراب سے ایک آواز مین نے سنی کہ کہنے والے نے کہا ترک کر اور آسودہ ہو حال میرا بدل گیا وہان سے باہر آیا
اور خیابان کی طرف متوجہ ہوا یہان تک کہ تل قطبیان تک پہونچا اُس گورستان مین ایک دیوانہ تھا نجم الدین عمر نام
اچانک دور سے نظر آیا اور اپنے آپ کا تا تھا مین نے کہا کہ اُسکے پاس جاؤن دیکھون کہ اس بارہ مین کیا کہتا ہے اُسکے
قریب پہونچا بولا کہ ابھی تو شاہ فیروز کی مسجد مین تو تھا تجھے مین نے نہین کہا کہ ترک کر اور آسودہ ہو مین متحیر ہوا اور اُسکے پاس
سے واپس آیا ترک و تجرید کا داعیہ غالب ہوا انھین قدمون حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی ملازمت مین آیا
اور وہان حضرت اکیلے جامع مسجد مین ایک ٹھکانے مراقبہ مین بیٹھے تھے جب آپ کے سامنے مین بیٹھا سر اُٹھایا اور فرمایا
اطرح وافرح مثل مشہور ہے حاصل بتحصیل بے حاصل کو چھوڑ دینا چاہیے اور بالکلیہ اس نسبت مین متوجہ ہونا چاہیے
اس کلام سے جو آپ نے فرمایا خاطر میری تردد سے بالکل بخنت ہو گئی اور پوری ہمت سے طریق خواجگان قدس
اللہ ارواحہم پر پیش آیا کہتے تھے کہ ایک دن حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے ساتھ خواجہ شمس الدین محمد
کوسوی کے وعظ مین گیا انھون نے کہا کہ میرے پیچھے بیٹھا اور مین کبھی کبھی مجلس وعظ اور صحبت سماع مین نعرے مارا کرتا
جب خواجہ منبر پر چڑھے اور حقائق معارف کہنے شروع کیے اُس درمیان مین کام اس جگہ تک پہونچا اور ایک حال ظاہر
ہوا کہ نعرہ مارنے کا وقت تھا مین نے چاہا کہ نعرہ کرون آواز میری نہ نکلی دوسری بار ایک حالت ہوئی کہ نعرہ مارنا
چاہیے تھا تب بھی آواز نہ نکلی اسیطرح تین بار ہوا مین جان گیا کہ آپنے میری محافظت کی اور فریاد کرنے دی اسی
اثنا مین دیکھا کہ آپ کو بیخودی اور غفلت ہوئی اور استغراق اور فنا آئی اچانک میری حالت ایسی ہوئی کہ پیہم
نعرے مین نے لگائے جب مجلس ختم ہوئی اور مین اُٹھا آپ نے فرمایا کہ عنقریب نعرے تجھے گوشہ مین کر دینگے لینے وارد
اور احوال پیدا ہونگے کہ اُسکے غلبہ کے وقت بے اختیار نعرہ اور فریاد تو بہت کریگا اور مین اُنکو تون بیمار ہو گیا الخ

اُس مرتبہ ضعف تھا کہ جنبش کرنے کی طاقت نہ رہی یار میرے ٹھہرا چکے کہ آج کی شب میں مرجاؤنگا اور میں اس خیال میں پڑا تھا کہ ہمارے حضرت مولانا نے اُس روز فرمایا ہے کہ عنقریب تجھے گوشہ میں بٹھاوینگے آپ کا سخن حق ہے اور وہ معنی ابھی ظاہر نہیں آئے اور اب میں مرجاؤں یہ کیونکر ہو دفعتہً میں سو گیا دیکھا میں نے کہ آپ آئے اور فرمایا اللہم ربی اللہ حسبی اللہ توکلت علی اللہ اعتصمت باللہ فوضت امری الی اللہ ما شاء اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ جب میں جاگا یہ کلمے میری زبان پر جاری تھے اور مجھکو اتنی طاقت ہوئی کہ وضو کیا اور بیٹھکے نماز پڑھی اور یہ بھی حضرت مولوی نے کہا کہ جس دن حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ نے مجھے طریق نفی اثبات کا سکھلایا اسی اثنا میں کہا کہ حضرت حق سبحانہ کو بالذات محیط سب اشیا کا اعتقاد کرنا چاہیے آیہ کریمہ اللہ بکل شیء محیط اسکی شاہد ہے اگر علما ظاہر تاویل کریں اس سخن سے کہ حضرت مولانا نے فرمایا میں بہت خوش ہوا آپ فراست سے پاگئے فرمایا کہ اہل ظاہر نے کہا ہے کہ علم حق سبحانہ تمام اشیا کا محیط ہے آیہ وقد احاط بکل شیء علما کی دلیل سے یہ خود اعتقاد کرنا چاہیے اس سے چارہ نہیں تو اس بات سے میں خوش ہوا دوسرے دن جو آپ کی خدمت میں پہونچا فرمایا مولانا علاء الدین فائدہ نہیں ہے ایسے ہی اعتقاد کرنا چاہیے کہ احاطہ اور معیت ذاتی ہے اہل حقیقت کا اعتقاد یہی ہے انتہی کلامہ قدس سرہ واضح ہو کہ حق سبحانہ کی معیت اور احاطہ اشیا کے اوپر جیسا کہ بڑے محققین نے تحقیق کی ہے دو صورت پر ہے ذاتی اور صفاتی اور معیت ذاتی دو قسم ہے پہلی قسم معیت ذات ہے تمام ذرات موجودات سے عموماً بیکم وکیف ہے جیسا کہ حق سبحانہ نے کہا واللہ بکل شیء محیط دوسری معیت ذاتی اخص اسی گروہ خواص مقربان سے مخصوص ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا اور فرمایا ان اللہ مع المحسنین اور معیت صفاتی ایک معیت بحسب علم اور قدرت اور تمام صفات حضرت الوہیت کی ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا وقد احاط بکل شیء علما اور اللہ تعالے نے فرمایا ان اللہ علی کل شیء قدیر اور مقصود حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کا قسم اول ہے اُن دو قسم کی معیت سے جو ذاتی ہیں واللہ اعلم

ذکر ملاقات اور مقالات مولوی عبد الکبیر یمنی قدس سرہ کا

واضح ہو کہ حضرت شیخ کی پیدائش حضرموت کی ہے جو یمن کا شہر ہے اور انھوں نے اوائل حال و طلب میں اکثر ملک عجم اور عرب کی سیاحی کی ہے بیس برس بعد حرم کی مجاوری کی اور اپنے وقت میں شیخ حرم اور مرجع طالبان تھے حضرت مولانا علاء الدین علیہ الرحمۃ اُن اوقات میں کہ مجاور حرم محترم زادہ اللہ شرفا وکرامۃ کے تھے حضرت شیخ کے پاس اکثر آیا جایا کرتے اور منظور نظرات عنایت حضرت کے تھے اور معارف و لطائف سنا کرتے انھیں سے بعضے یہ ہیں جو لکھے جاتے ہیں حضرت مولوی فرماتے تھے کہ ایک دن شیخ نے مجھ سے پوچھا کہ ظلم کیا ہے میں نے کہا ایک چیز کا غیر موضع میں رکھنا فرمایا کہ دل یاد کردن حق کا محل ہے جو چیز حق کے سوا وہاں رکھیں ظلم ہے کہتے تھے کہ شیخ نے

مجھسے پوچھا کہ ذکر کونسا ہے مین نے کہا لا الٰہ الا اللہ فرمایا کہ یہ ذکر نہین یہ عبادت ہے مین نے کہا آپ فرمائین فرمایا
ذکر وہ ہے کہ تو جانے کہ نہین جان سکتے۔ اور یہ بھی شیخ نے فرمایا کہ جہل کی طرف منھ لانا چاہیے اور نماز کی نیت
ایسی کرنی چاہیے کہ خدا کی عبادت کرتا ہون کہ نہین جانتا ہون اللہ اکبر حضرت مولوی کہتے تھے مجھے ایکروز حالت ہوئی اور
ایک امر کا شہود بےکم وکیف حاصل ہوا کہ اُس سے کسی ایک عبارت سے تعبیر نہین کر سکتے ناگاہ اُس حالت مین
ہمارے حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ ای داود اسی حالت کو مضبوط گرفت کر
کہ معنی کلام شیخ عبد الکبیر کے کہ منھ جہل مین لانا چاہیے یہی ہین۔ کہتے تھے کہ مجھے حرم کی مجاوری کے زمانہ مین خانہ کعبہ
کے ساتھ محبت کا علاقہ ایسا مضبوط ہوگیا تھا کہ دوسری جگہہ مجھے قرار اور آرام نہ تھا چنانچہ ایک دن مین طواف
کر رہا تھا ہوا چلی اور خانہ کعبہ کے اُسنے پردون کو جنبش دی اور بعضی دیوار خانہ کعبہ کی کھل گئی مجھے ایک کیفیت
پیدا ہوئی کہ مین نے نعرہ مارا اور بیہوش گر پڑا افاقہ کے بعد شرمندہ اُٹھا اور حضرت شیخ کی طرف متوجہ ہوا جب
آپ کے پاس مین بیٹھا چاہا کہ اپنی گرفتاری کی شکایت کرون قبل اسکے کہ مین بات شروع کرون فرمایا کہ یا عجمی ابتلیت
لک مع البیت یعنی ای عجمی تیرا کیا حال بیت حرم کے ساتھ ہے مین رونے لگا اور باطن مین آپکا توسل چاہا فرمایا یا عجمی
ما ترای فی البیت فہو محمود وبل فی الجبال وفی الجدار وفی السماء وفی الارض وفی الحجر وفی المدر موجود ومشہود
بل کل ذلک ہو وہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو اللہ الذی لا الٰہ الا ہو اور اس محل مین جس چیز کی طرف
ان اشیاء سے کہ آستین سے اشارہ کرتے تھے جب مین نظر کرتا جو موجب تعلق کا خانہ کعبہ سے ہوا تھا اُس شیٔ سے ظاہر
ہوتا تھا اور سب اشیا مین وہ معنی مشاہدہ ہوتے تھے اور حضرت شیخ کے تصرف اور التفات سے نسبت حبی خانہ اور
غیر خانہ سے برابر ہوگئی اور باطن مین قید جہت سے چھٹی پائی کہتے تھے کہ ایک دن شیخ عبد الکبیر کے پاس مین آیا ایک
بڑی جماعت سادات اور مشائخ حرم علما و فقرا آپ کی مجلس مین حاضر تھی اور آپ معارف الٰہی مین سخن کہہ رہے تھے ان
علما سے ایک فقیہ سخت طبع نے جو کہ اہل اللہ اور اُنکے کلام کا منکر تھا اعتراض کی راہ سے شیخ کی باتون مین خلل
دیا بزرگان مجلس سے ایک نے اُسکو جھڑکا کہ چپ رہو اُسنے کہا اگر غیر مشروع یا نا معقول کہون تو مجھے منع کرو
اور اگر مشروع اور معقول ہو تو کیون مانع ہوتے ہین جب اُسنے یہ بات کہی حضرت شیخ نے میری طرف منھ کیا اور کہا
ای عجمی مجھے اس سے خلاصی دے فقیہ نے کہا کہ مین کیا ظلم کرتا ہون کہ خلاصی چاہتے ہو تم ایک سخن کہتے ہو اور مین شبہہ
کرتا ہون جواب دینا چاہیے یہ تمام کیا مبالغہ ہے مین نے دیکھا کہ شیخ غصہ ہوئے اور متوجہ ہوکر کہا کہ کہو کیا شبہہ ہے
اُسنے چاہا کہ سخن کہے دفعۃً منھ کے بل گر پڑا اور بیہوش ہوگیا شیخ اُٹھے اور اپنی خلوت مین در آئے اور مجلس منتشر
ہوگئی اور فقیہ اُسیطرح اوندھا پڑا رہا آخر ایک ڈولا لائے اور فقیہ کو اسمین ڈالکر باہر لیگئے ہنوز دہلیز سے خانہ
شیخ کے قدم باہر نہ رکھا تھا کہ مرگیا دوسرے دن جو مین خدمت مین آیا میری خاطر مین آیا کہ اولیا اہل کرم ہین اور فقیہ

مرد جاہل تھا اور آپ کے احوال باطنی سے غافل کیا ہوتا اگر اُسے معاف کرتے شیخ نے فرمایا ای عجمی ایک شمشیر ہی کہ دو دھاری ہی نہایت تیز اور اُسکے قبضہ کو زمین مین گاڑ دیا ہی اور تلوار کے سر کو اوپر کیطرف چھوڑ دیا اچانک ایک جاہل آتا ہی اور اپنے ننگے سینہ کو اُس تلوار کے سرے پر رکھتا ہی اور جتنی قوت ہی زور کرتا ہی اور اپنے کو ہلاک کرتا ہی تلوار کا کیا گناہ ہی کہتے تھے کہ ایک دن حضرت نے مجھسے پوچھا کہ جب پیر تمسے خفا ہوتے تم کیا کہتے تھے مین نے کہا فرماتے تھے کہ مین ایک مرد فقیر ہون جب میرے سامنے آتے ہو اپنے تئین چست کرتے ہو اور خدا سے آگاہ ہوتے ہو اور جب باہر جاتے ہو خدا کو بھول جاتے ہو اور پھر نہین پہچانتے حضرت شیخ نے فرمایا کہ تم اپنے شیخ کے مقابلہ مین کیا کہتے تھے مین نے کہا کہ ہم سکوت کرتے تھے شیخ نے فرمایا کہ تم عجب سست آدمی تھے چاہیے تھا کہ مقابلہ مین کہتے کہ ہم خدا کو نہین پہچانتے ہم تمھین پہچانتے ہین کلام او تمام شد قدس سرہ راقم اینحروف کہتا ہی کہ بعضے اکابر نے کہا ہی کہ پیر آئینۂ مرید مین اپنے تئین دیکھتا ہی یا مرید آئینۂ پیر مین خدا کو دیکھتا ہی حضرت سے سمرقند مین سُنا گیا کہ فرماتے تھے اک مین حالت حیات مین تم خدا نہین ہیں تو مجھ کیا جاننا

از جملہ انفاس نفیسہ شریفیہ اور وہ دو قسم ہین اول جو کچھ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ نے نقل کرتے تھے دوم وہ ہین جو خود کہتے تھے اور قسم اول اُسمین سے یہ سات رشحہ ہین ۔

رشحہ ۱ کہتے تھے کہ حضرت مولانا فرماتے تھے ہم نہ تھے اور خدا تھا اور ہم نہونگے اور خدا ہوگا اور اب بھی ہم نہین ہین اور خدا ہی دیکھو کہ بعد از چند سال کس سے جدا ہوگے اور کسکی مصاحبت ہوگی اب بھی اُسکے مصاحب ہو اور جو تمھاری قبر سے باز رہیگا یعنے ساتھ نجائیگا اُس سے دل منقطع کرو ۔

رشحہ ۲ کہتے تھے کہ آپ ہی نے فرمایا ہی کہ پیر ہرات قدس سرہ نے جو فرمایا ہی کہ درویشی خاکی است بیختہ و آبکے بر آن ریختہ نہ کف پا را ازان دردے و نہ پشت پا را گردی نہ حقیقت درویشی ہی بلکہ صفت اور رسم درویشی ہی حقیقت درویشی با خدا ہونا ہی ۔

رشحہ ۳ کہتے تھے کہ ایک دن ہمارے حضرت مولانا کی ڈیوڑھی پر اصحاب کا گروہ بیٹھا تھا دو آدمی نے آپس مین سے مباحثہ کیا ایک نے کہا ذکر کرنا افضل ہی دوسرے نے کہا تلاوت کرنا افضل ہی اس عرصہ مین آپ باہر آئے اور پوچھا کیا سخن درمیان تھا مباحثہ کو عرض کیا آپ نے فرمایا کہ با خدا ہونا افضل ہی ۔

رشحہ ۴ کہتے تھے کہ آپ ہی نے فرمایا ہی کہ جو خدا کے ساتھ حاضر ہی بہشت مین نقد ہی اور جو خدا سے غافل ہی دوزخ مین نقد ہی ۔

رشحہ ۵ کہتے تھے کہ ایک روز زاہدان کابل سے ایک شخص ہمارے حضرت مولانا کی مجلس مین آیا ہاتھ مین عصا اور کندھے پر چادر ڈالے جسمین کنگھی دان مسواک اور تسبیح لگی ہوئی تھی مجھے اُسکے دیکھنے سے بڑی نفرت ہوئی ہر چند اپنے جی مین نے ملامت کی فائدہ کچھ نہوا جب وہ گیا فرمایا ای فلان جیسا کہ آخرت کے لوگ دنیا دارون سے متنفر ہین

اللہ والے آخرت کے لوگون سے متنفر ہین ــ

رشحہ کہتے تھے کہ ایک دن ہمارے حضرت مولانا نے بہت سکوت کیا زان بعد سر اُٹھایا اور فرمایا کہ یار و حاضر رہو کہ یار چشم بچشم ہے ــ

رشحہ کہتے تھے کہ آپ ہی نے فرمایا واللہ دوست نے تمہارا ہاتھ پکڑا اور اپنی طلب مین درون پر پھراتا ہے پھر یہ دو بیت پڑھین بیت آنکہ فی نام بدست است مراز و نہ نشان + دست بگرفتہ مرا در عقب خویش کشان + او ست دست من و پا نیز بہر جا کہ رود + پاے کوبان زپیش میروم و دست فشان + او قسم دوم کے یہ چوبیس رشحات ہین

رشحہ [1] فرماتے تھے کہ طالب کو تین چیز لازم ہین کہ اُنسے چارہ نہین اوّل دوام وضو دوم حفظ نسبت سوم احتیاط لقمہ

رشحہ [2] فرماتے تھے کہ بزرگون نے لا الٰہ الا اللہ کے معنی مین کہا ہے کہ ذاکر مراتب سلوک مین اپنے کبھی لا معبود الا اللہ کہے اور کبھی لا مقصود الا اللہ اور کبھی لا موجود الا اللہ قبل اسکے کہ سیر الی اللہ مین ابتدا کرے جب لا الٰہ الا اللہ کہے چاہیے کہ لا معبود الا اللہ سوچے اور سیر الی اللہ مین لا مقصود الا اللہ اور جب تک سیر الی اللہ انتہا کو نہ پہونچے اور سیر فے اللہ مین قدم نہ رکھے لا موجود الا اللہ سوچنا کفر ہے ــ

رشحہ [3] فرماتے تھے کہ جو طالب سنت کو اپنے اوپر فرض نکرے وہ نقصان اُسکے دین کا ہے بعضی سنتین حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر فرض تھین فتہجد بہ نافلۃ لک اشارت اسیکا ہے سنتون کے التزام اور آداب شرعی کما حقہ سے چارہ نہین اور سب سعادتین ظاہری اور باطنی اُسپر موقوف ہین ــ

رشحہ [4] فرماتے تھے کہ یہ مہم یعنے حصول نسبت کی نہ بکار ہوتی ہے اور نہ بیکار ــ بکار نہین ہوتی اگر ناقابل ہے اور بیکار نہین ہوتی اگر قابل ہے ــ

رشحہ [5] فرماتے تھے کہ ہر طالب مبتدی کہ نیک کام کرے اور کوئی اُسکی تعریف کرے اور وہ تعریف اُسکے نفس کو پسند آوے اس پسند آنے کی ظلمت نفس طالب کے لیے اس سے کم نہین ہے کہ ذی رحم محرم سے زنا کرے ــ

رشحہ [6] فرماتے تھے کہ یہ کار جو آدمی کو پیش آیا ہے کسی موجود کو نہین پیش آیا وہ طاعات رسمی اور عبادات عادتی کوئی کام کی گرہ نہین کھولتی کمر کو بندگی مین چست باندھنا چاہیے اور کہنے اور دیکھنے اور دکھانے مین احتیاط کامل کرنی لازم ہے ــ

رشحہ [7] فرماتے تھے کہ اس طریق مین چاہیے کہ کوئی چیز طالب کے پیش نظر نہو نہ دنیی ہو نہ آخرت نہ اپنا نفس اُس سے ہو اگر ایسا ہو تو اُسکی نشانی یہ ہے کہ آسے اپنی شناخت کے لیے پیدا کیا ہے وگرنہ یا بہشت کے لیے پیدا کیا یا دوزخ کے لیے

رشحہ [8] فرماتے تھے کہ جو کوئی اس عالم مین اپنے آپ سے خلاص نہوا بدن کی ویرانی کے بعد روح اُسکی فلک قمر کے نیچے رہتی ہے جیسے کیکا یا ٹون خاک غربت کی کیچڑ مین پھنس جاے اور یہ سخن حضرت شیخ محی الدین ابن العربی کا ہے

کہ فرمایا ہی کہ جو شخص فلک قمر کے نیچے رہا رہا مین نہ یہ بات مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی سے کہی اور اظہار اُن کیا کہ میرے نزدیک یہ قضیہ بہت مشکل ہی جو شیخ نے فرمایا ہی اور حال آنکہ اکثر مومن خلاص آب سے نہو کے مرجاتے ہین حضرت مولانا قدس سرہ نے فرمایا کہ جو شخص خدا پر ایمان لایا وہ آسمان مین سوراخ کرکے آخر اُس سوراخ کے باہر نکل جائیگا۔

رشحہ ۹ فرماتے تھے کمال مسلمانی تسلیم اور رضا مین ہی صاحب تسلیم کی گردن مین اگر ابلیس کی طرح طوق ڈالین چاہیے کہ فعل حق سبحانہ سے ایسا راضی ہو کہ مومن اپنے ایمان سے۔ سچا بندہ قضائے حق سے راضی ہی نہ اپنے فعل سے۔

رشحہ ۱۰ فرماتے تھے کہ جب مرد کو کوئی مکروہ پہونچے اگر اپنا بندہ ہی اُسے تفاوت مین ڈالتا ہی اور اگر بندہ خدا ہی تفاوت نکرے بیت نفع وضرت گر تفاوت می کند + بت گری باشی کہ او بت می کند +

رشحہ ۱۱ فرماتے تھے کہ اصل مسئلہ یہ ہی کہ جس کسی مین عشق شور انگیز نہین ہی یہ کام اُسپر حرام ہی۔

رشحہ ۱۲ فرماتے تھے کہ طریق خواجگان قدس اللہ اروا حہم مین ہوش در دم اصل بزرگ ہی اگر ایک دم غفلت سے گذرے اُسکو بڑا گناہ جانتے ہین اُس حد تک کہ بعضے کفر شمار کرتے ہین شیخ عطار قدس سرہ کا شعر اسکی تائید کرتا ہی جہان کہ فرماتے ہین بیت ہر آنکو غافل از حق یک زمانست + در آندم کافر است اما نہانست + اگر آن غافلی پیوستہ بودی + در اسلام بر دی بستہ بودی +

رشحہ ۱۳ فرماتے تھے کہ مولانا ابویزید پورانی علیہ الرحمۃ کہتے تھے جس طرح کہ عوام کو گناہ سے پرہیز واجب ہی خواص کو غفلت سے پرہیز واجب ہی جس طرح عوام گناہ سے ماخوذ ہوتے ہین خواص غفلت سے معتوب ہوتے ہین بیت یا مکن با پیلبانان دوستی + یا بنا کن خانۂ درخورد پیل + کم نشین با یار ازرق پیرہن + یا بکش بر خانمان انگشت نیل +

رشحہ ۱۴ فرماتے تھے کہ ہر جماعت کہ باہم ملکر بیٹھتے ہین جو ایک اپنے طور مین راسخ تر ہین اوروں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہی اسواسطے کہ حکم غالب کے لیے ہی جیسے ترازو کا پلہ کہ جو ایک گران تر ہی اُس دوسرے کو جگہ سے اُٹھا لیتا ہی اور اپنی طرف کھینچتا ہی پس ہمت ایسی چاہیے کہ اگر تمام اہل عالم اُس شخص کا اقتدار کرین سب کو اپنے طور پر کھینچے اور اپنا رنگ دے کلام او تمام شد راقم الحروف نے اس سخن کا موجہ حضرت کے خط مبارک سے ایک کتاب کی پشت پر لکھا دیکھا تھا ان کلمات قدسیہ کہ کمال سلطنت و سلطانی یہ ہی کہ اپنے تصرف مین اپنی تمام رعایا اور خواص کو اپنا لباس پہنا دے جیسے کہ اُسکی نظر جس کسی پر پڑے اپنے سوا دوسرے کو نہ دیکھے اُسکے بندون کا کمال اسمین ہی کہ وہ آپ سے بالکل خالی ہو جائین اور اپنے اندر جو کچھ کہ بادشاہ کے سوا ہو نہ دیکھین اور نہ جانین نا دیکھنے اور نا جاننے سے بھی خالی ہون اذا تم فقرہم فلاہم الا انا ۔ یعنے جس وقت فقر اُن کا تمام اور پورا ہو گیا پس نہین ہین وہ مگر مین ہون۔

رشحہ ۱۵ فرماتے تھے کہ نعرہ مارنا غفلت کی علامت ہی اسواسطے کہ نعرہ اُسوقت نکلتا ہی کہ معنی کے ساتھ حاضر ہو اور اگر ہمیشہ حاضر رہے تو کچھ نعرہ نہ مارے بلکہ حضور اور آگاہی موجب فنا اور بے شعوری کی ہی جو بیان نعرہ زنی

نہین ہوتی جو شخص نعرہ مارتا ہی گیلی لکڑی کا حکم رکھتا ہی کہ آگ مین پڑے جبتک نمی باقی ہی آواز کرتی ہی بیت
کف مکن وبسر مردو سرکشا ای دیگ را + نیک بجوش وصبر کن زانکہ ہمی پزانمت رباعی زاول کہ مرا عشق نگارم بربود
ہمسایہ بشب زنالۂ من نغنود + کم گشت مرا نالہ چو عشقم بفزود + چون ہیمہ ہمہ بسوخت کم گردد دود ترجمہ
جھاگ مت اُٹھا اور سر سے مت چھلک دیگ کا مُنھ مت کھول خوب جوش مین آ اور صبر کر اسواسطے کہ مین تجھے
پکاتا ہون اول سے جو معشوق کا عشق مجھے اڑا لگیا ہمسایہ رات کو میرے نالہ سے نسویا نالہ میرا کم ہوگیا جب عشق
زیادہ ہوا جب لکڑی سب جل گئی دھوان کم ہوجاتا ہی۔

رشحہ ۱۶ فرماتے تھے کہ خواجہ بزرگ قدس سرہ نے الکاسب حبیب اللہ کے معنی مین کہا ہی کہ مراد کسب رضا ہی اس
سخن کے معنی یہ ہین کہ بندہ کو چاہیے کہ اس بات کا کسب کرے کہ راضی اُس چیز کے ساتھ ہو جو حق سبحانہٗ تعالیٰ
کرے اور اس معنی کا حصول تب ہی بحقیقت میسر آویگا کہ بندہ فناے حقیقی سے متحقق ہو۔

رشحہ ۱۷ فرماتے تھے کہ عوام خدا کو خلق سے پہچانتے ہین اور خواص خلق کو خدا سے جب اُسطرف سے ایک دروازہ
خواص کے مُنھ پر کشادہ ہو انکو ایک چیز معلوم ہوتی ہی کہ جانتے ہین کہ تمام خلق اُس در کی طرف مُنھ رکھتی ہین۔

رشحہ ۱۸ ایک دن یہ حدیث پڑھی کہ افضل ایمان المرءان یعلم ان اللہ معہ حیث کان ترجمہ آدمی کا افضل ایمان
یہ ہی کہ وہ جانے کہ بیشک اللہ اُسکے ساتھ ہی جہان کہین وہ ہو۔ اور کہا ہی یہی تعلیم کافی ہی اگر کسیکو ادراک ہی
بیت یار باتست ہر کجا ہستی + جاے دیگر چہ جوئی ای اوباش + باتو در زیر یک گلیم است او + پس برو ای حریف
وخود را باش + ترجمہ یار تیرے ساتھ ہی جہان تو ہی دوسری جگہ ای شہدے کیا تو ڈھونڈھتا ہی تیرے ساتھ ایک
کملی مین وہ ہی پس جا ای حریف اور اپنا ہو۔

رشحہ ۱۹ فرماتے تھے کہ ایک دن مین اس فکر مین پڑا کہ ایمان شہود احوال ظاہر سے ہی یا احوال باطن سے ایک
آنے والے سے مین نے سُنا کہ کہا بندہ کی نسبت احوال باطن سے ہی اور حق کی نسبت امور ظاہر سے اسواسطے
کہ بندہ اس حال مین اپنی حقیقت باطن کو پہونچتا ہی اور حق سبحانہٗ اسم اور صنعت سے بظاہر تجلی کرتا ہی

رشحہ ۲۰ ایک روز یہ رباعی خواجہ ابو الوفا خوارزمی علیہ الرحمۃ کی پڑھی رباعی چون بعضے ظہورات حق آمد باطل
پس منکر باطل نشود جز جاہل + در کل وجود ہر کہ جز حق بیند + باشد ز حقیقت الحقائق غافل +
ترجمہ ہرگاہ حق سبحانہٗ کا بعض ظہور باطل بھی ہی تو جاہل کے سوا کوئی باطل کا انکار نکریگا۔ کل وجود جو
کوئی حق کے سوا دیکھے تو وہ حقیقۃ الحقائق سے غافل ہی۔ اور فرمایا چالیس برس سے اس رباعی کے مضمون پر
ہم ایمان لائے ہین ایک شب ایام جوانی مین ایک فساد کے ارادہ سے مین باہر گھر سے نکلا اور ہمارے
گانون مین ایک تھانہ دار بڑا شریر اور بد نفس تھا کہ اُسکے برابر شرارت نفس مین کسیکو مین نہین جانتا تھا

اور تمام گانوں والے اُس سے ڈرتے تھے اُس آدھی رات کو مین نے دیکھا کہ ایک جا گھات مین کھڑا
ہی جب اُسے دیکھا تو مین وٹرا اور اُس فساد کو چھوڑ دیا اور اُس جگہ مین نے جانا کہ بدیہی اس کارخانہ مین مشکل
منیک کے کام مین رہتے ہین اور اُس بزرگ نے از روے تحقیق فرمایا ہی بیت لاتنکر الباطل فے طورہ ﴿
فانہ لبعض ظہوراتہ ﴿ کلامش تمام شد ترجمہ باطل کا اُسکے طور مین انکار مت کر اسواسطے کہ وہ بھی بعض ظہورون
مین سے اُسکے ہی۔ یہ شعر شیخ ابومدین مغربی کا ہی قدس سرہ اور دوسرے ابیات اُسکے یہ ہین ابیات
واعط منک مبتدارہ ﴿ حتی توفی حق اثباتہ ﴿ فالحق قد یظہر فے صورۃ ﴿ ینکرہا الجاہل فے ذاتہ ترجمہ
اور اپنے آپ سے اُسکو اُسکی مقدار سے دے یہان تک کہ تو اُسکے حق اثبات کو وفا کرے پس حق کبھی ایسی
صورت مین ظاہر ہوتا ہی کہ اُس سے جاہل اُسکی ذات مین انکار کرتا ہی۔

رشحہ ۲۱ فرماتے تھے کہ اگر اُس شخص کے درمیان جو حلوے کا لقمہ تیرے مُنھ مین دیتا ہی اور اُس شخص کے جو
تیرے چپت مارتا ہی تو فرق کرے توحید مین تیرے نقصان کی علامت ہی۔

رشحہ ۲۲ فرماتے تھے کہ ایک روز مین نے حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ سے پوچھا کہ
منقول و ماثورہ دعاؤن مین آیا ہی اللہم اشغلنا بک عمن سواک ترجمہ بار خدایا ہمکو اپنے ساتھ اپنے ماسوا سے
مشغول کر ہرگاہ غیر اور سوے نہین ہی پس اس دعا کے معنی کیا ہین فرمایا کہ کاف خطاب کا اشارت نفس
ذات سے ہی یعنے ہمین مشغول کر ذات کے ساتھ غیر ذات سے کہ صفات و افعال ہین۔ یعنے ہمین شہود ذاتی
کے ساتھ تجلیات اسمائی و صفاتی اور افعالی سے خلاص کر۔

رشحہ ۲۳ فرماتے تھے کہ حسین بن المنصور نے جو انا الحق کہا اپنی حقیقت کو کہتا تھا اور فرعون نے جو انا ربکم کہا
وہ آپ اپنی صورت کو کہتا تھا اگر وہ بھی اپنی حقیقت کو پہچانتا وہ انا کہتا اُسکا مقبول ہوتا۔

رشحہ ۲۴ فرماتے تھے کہ ایک رات ایک امر نے غلبہ کیا تھا کہ اپنا مُنھ در و دیوار اور پتھر اور ڈھیلے پر ملتا تھا اور
فریاد اور شور و غل مچاتا تھا پس کہا کہ ہر ذرہ ذرات وجود سے ایک تل رخسار محبوب کا ہی کہ اسکے حسن کو بڑھاتا ہی
بیت ہر کرا ذرۂ وجود بود ﴿ پیش ہر ذرہ در سجود بود ترجمہ جسکو ذرہ وجود ہی ہر ذرہ اُسکا مسجود ہی۔

من خوارق عاداتہ حضرت مولانا عطار کو الطاف اور اشراف او تصرف کمال تھا اُس زمانہ مین کہ
راقم ایحروف ماوراء النہر سے آیا تھا اُنکی خدمت مین گیا دیکھا کہ دو طالب علم آپ کے سامنے بیٹھے ہین اور
مصابیح کا سبق لے رہے ہین اور آپکے ہاتھ مین کتاب مصابیح ہی اور اُسمین دیکھتے ہین مجھے ایسا معلوم دیا
کہ اُنکی آنکھ کتاب کے صور خطی پر ہی اور دل آپ کا دوسرے امر مین مشغول ہی خاطر مین آیا کہ یہ کس قسم کا سبق دینا
ہی کہ ایک جماعت پڑھے اور آپ حاضر نہون آپ کو اس خطرہ پر اشراف و اطلاع ہوئی میری طرف متوجہ ہوکر مسکرائے

ہوئے فرمایا ہر چند یارون سے کہتا ہون کہ مجھے لیاقت سبق پڑھانے کی نہین ہو میرا یقین نہین کرتے تم کہو شاید قبول کرلین حضرت مولانا غیاث الدین احمد آپ کے صاحبزادہ علیہ الرحمتہ کہ علماء متقی سے تھے اور حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی ملازمت اور قبولیت کا شرف اُنکو حاصل تھا کہتے تھے کہ گرمیون کی رات کو محلہ شمع ریزان مین عشا کے بعد کوٹھے پر مین چڑھا کہ سوؤن اتفاقاً مہینہ شروع کا تھا اور تھوڑی سی چاندنی نکل رہی تھی اور میرے مکان کے تلے ایک گھر گانون کے آدمی کا تھا اور اکثر اوقات خالی پڑا رہتا تھا خصوصاً گرمیون مین اچانک آواز اُس گھر سے میرے کان مین پڑی تعجب ہوا اُس کوٹھے کے کنارہ مین گیا اور نیچے کو دیکھا ایک مرد اور ایک عورت دیکھی کہ آمنے سامنے بیٹھے باہم بات کر رہے تھے فی الحال مین پلٹ آیا اور اپنے بچھونے پر آگیا جب رات گذر گئی اور فجر کی نماز پڑھی اور اپنے والد کی خدمت مین محلہ اشتربانان کو گیا جب اُنکے سامنے بیٹھا فرمایا کہ ہمسایہ کے بام پر جانا اور گھر مین نگاہ کرنی جائز نہین ہو کسی کو کیا کام ہو کہ وہ کس کی آواز ہو ہمسایہ کے گھر سے آتی ہو اپنے حال پر رہنا چاہیے اور فضول تجسس نہین کرنی چاہیے مولانا غیاث الدین احمد کہتے تھے کہ اُس روز سے مجھے یقین کامل ہوا کہ اس گروہ کو قوت باصرہ کے علاوہ دوسری نظر بھی ہوتی ہو کہ اندھیری رات مین دور کے مقامات سے چیزین دیکھتے ہین اور مسافت مکانی اُس نظر کی مانع نہین ہو اور اُسی نے بیان کیا کہ مین ایک روز ایام جوانی مین شاگردون کے ساتھ گازرگاہ کی سیر کو گیا تھا اور اُنمین ایک لڑکا صاحب جمال تھا سوتے وقت اُسنے میرے پائینتی تکیہ لگایا جب چراغ گل ہوا میرے دل مین آیا کہ اُسکی طرف مین پانون پھیلاؤن دو تین بار یہ خطرہ مجھے آیا آخر کو مین نے اپنے دل مین کہا کہ والد تیرے حال سے واقف ہین اور اکثر اوقات تیرے پاس موجود کل جو شہر مین تو جائیگا یہ صورت تیرے منھ پر کہینگے پانون اپنا نہ پھیلایا اور سو رہا صبح شہر آیا اور آپ کی خدمت مین پہونچا فرمایا کہ تو یہ تجویز کرتا ہو کہ ایک مخلوق تیرے پاس حاضر ہو اس سے ڈرتا ہو اور پانون نہین پھیلاتا اپنے خالق سے کہ ازلاً اور ابداً دنیا اور آخرت مین تیرے پاس حاضر ہو بطریق اولے چاہیے کہ تو شرم کرے اور بے ادبی نکرے۔ ایک شخص نے آپ کے یارون مین سے نقل کی کہ مین شروع احوال مین آپ کی خدمت مین پہونچا ایک دن کتب خانہ مین بیٹھے تھے اُنکے سامنے مین گیا دیکھا کہ ایک پرچہ کاغذ کا ہاتھ مین ہو کبھی لپیٹتے ہین اور کبھی کھولتے ہین جب مجھے دیکھا فرمایا فلانے آ اور یہ کاغذ لے فوراً مین نے ہاتھ بڑھایا کہ لون آپ نے ہاتھ پیچھے کو ہٹا لیا مین متحیر ہوا پھر ہاتھ بڑھایا کہ لے جب چاہا کہ لون پھر کھینچ لیا اور تیسری دفعہ وہ کاغذ میرے ہاتھ دیا جب میرے ہاتھ وہ کاغذ لگا اُسمین سے ایک آتش بجلی سی چمکتی ہوئی نکلی اور میرے ہاتھ مین در آئی اور نسون کی راہ سے نہایت جلد دوڑی اور دل تک پہونچی اور میرا دل اُس آتش سے ایسا جلا کہ مین سمجھا راکھ ہو گیا اس ڈر سے کہ ایسا نہو مین مر جاؤن کاغذ ہاتھ سے زمین پر رکھدیا آپ میرے او پیچھے اور چلائے کہ اُٹھا جب مین نے اُٹھایا ایک کیفیت چھا گئی کہ مین بیہوش گر پڑا اور بہت دیر تک اُس سے بیہوش رہا

اور اسی حال مین بھاگ میرے موطون پر آگئی اور مکتب کے لڑکے دو تین مہینے تک جب مین آتا یا ہم کہتے کہ وہ مست آو
آیا ازان بعد کہ مجھے ہوش ہوا شدت سے گریہ مجھے آیا کہ سبب اسکا مجھے نہ معلوم ہوا باہر آیا اور زار زار روتا تھا دوسرے
روز کہ آپ کی خدمت مین پہونچا اپنے دل مین کہا کہ آپ کے پاس نہین بیٹھنا چاہیے ایسا نہو کہ پھر میرا دل جلنے لگے جب
مکتب خانہ کے دروازہ سے آیا آپ مراقبہ مین بیٹھے تھے مین جوتون کے پاس ٹھہر گیا آپ نے سر اٹھایا اور کہا ای
فلانے مین نے کہا لبیک اور دیکھا کہ تیز تیز میری طرف دیکھتے ہین یکبارگی وہی آگ میرے دل مین لگی اسیوقت مین
پھر لوٹ گیا اور عرصہ تک مین بیہوش پڑا تھا جب اپنے آپ مین آیا اس دفعہ گریہ غالب نہوا خدمت
مولانا اپنے مرض موت مین پانچ مہینے پلنگ پر پڑے رہے یہ فقیر اول مرض مین آپ کے برسم عیادت حاضر خدمت ہوا
جب آپ کے سامنے بیٹھا فرمایا کہ ای فلانے ہمارے پانی کو سر برق سے باندھ دیا ڈیڑھ سو دن پیشتر اپنی موت کی خبر دی
ازان بعد ایک ساعت چپ رہے پھر فرمایا خدا موجود ہے اسی کے قریب نعرہ بلند لگایا اور اس نعرے مین اللہ کا
لفظ کہا اسوقت فرمایا کہ کوشش اسمین کرو کہ خدائے موجود کی عبادت کرو نہ خدائے موہوم کی آپ کی وفات
شنبہ کو اواسط جمادی الثانی سنہ ۸۹۲ھ آٹھ سو بانوے مین ہوئی اور آپ کی قبر تحت مزار حضرت مولانا سعد الدین پر ہے
قدس سرہ اور یہ قطعہ آپ کی تاریخ وفات مین کہا گیا تھا قطعہ پیر اہل حق علاء الدین کہ رفت +
روح پاکش بر فراز نہ سپہر + خواستم تاریخ سال فوتش + عقل دور اندیش گفتا رفت پیر + ترجمہ
پیر اہل حق علاء الدین کی + روح پاک عرش معلے پر گئی + اسکے مرجانے کی تاریخ عقل نے + رفت پیر افسوس سے مجھسے کہی +

مولانا شمس الدین محمد روجی رحمہ اللہ

آپ اجل اصحاب حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ سے تھے اور برسون طالبون کو ہرات کی جامع مسجد مین
دعوت بحق کی آپ کا مولد قصبہ روج ہے کہ ہرات سے قبلہ کیطرف ستائیس میل ہے آپ کی پیدائش شب برات کو
سنہ ۸۲۰ھ آٹھ سو بیس مین ہوئی آپ کی والدہ کا ایک مقبول بیٹا پانچ برس کا وفات پاچکا تھا اسی جہت سے وہ نہایت
مغموم تھین اسی شب حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ فرمایا غم نہ کھا حضرت حق سبحانہ تجھے
ایک بیٹا عطا کریگا کہ صاحب دولت اور دراز عمر ہو تا چند عرصہ کے بعد خدمت مولانا محمد پیدا ہوئے اور آپکی
والدہ ہمیشہ انسے کہتین کہ جو فرزند کہ اسکی مجھے بشارت دی تھی وہ تو ہے اور آپ لڑکپن مین گوشہ نشینی اور
ترک کیطرف مائل تھے اور ابناء جنس سے الگ تھلگ رہتے اور اپنے والد کے گھر مین خلوت خانہ بنایا تھا کہ
اوقات وہین بسر کرتے اور آپ کے باپ دادا سوداگر اور اونٹ والے تھے اور تجارت کرتے اور آپنے
ہرگز باپ دادا کی طرح اسکی طرف رغبت نہین کی فرماتے تھے کہ ہمیشہ مجھے یہ آرزو رہتی تھی کہ حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھون یہان تک کہ ایک روز گھر مین آیا دیکھا کہ والدہ ایک جماعت ضعیف

ناتے والون کے ساتھ بیٹھی ہین اور ایک کتاب آنکے آگے ہے اور پڑھتی ہین اور مین خلاف عادت انکے درمیان گیا مین نے سنا والدہ اُس کتاب سے ایک دعا پڑھتی تھین کہ جو اُسے شب جمعہ کو چند بار پڑھے تو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھے جب مین نے سنی آرزو میری زیادہ ہوئی اور اتفاقاً وہ شب جمعہ تھی والدہ سے مین نے کہا کہ آج رات کو یہ دعا پڑھتا ہون شاید مقصود حاصل ہو انھون نے فرمایا جا اور پڑھ کہ ہم بھی پڑھتے ہین بعد ازان مین اپنے خلوتخانہ مین گیا مشغول ہوا اور جس شمار کہ اُسے لکھا تھا مین نے عمل کیا اور یہ بھی مین نے سنا تھا کہ جو کوئی شب جمعہ کو تین ہزار بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے آنحضرتؐ کو خواب مین دیکھے وہ بھی کیا یہانتک کہ آدھی رات ہوئی بچھونے پر لیٹ رہا اور آنکھ لگ گئی دیکھا کہ مین اپنے گھر مین باہر سے آیا والدہ میری زمستانی صفہ کے کنارہ کھڑی ہین مجھے دیکھا تو کہا لڑکے کیون دیر کی کہ مین تیرے انتظار مین تھی ابھی حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر آئے ہین کہ آنحضرت کے سامنے تجھے لیچلون پھر میرا ہاتھ پکڑ کے تابستانی صفہ کی طرف چلین مین نے نگاہ کی کہ آنحضرت صفہ کے کنارہ پشت بجانب قبلہ کیے بیٹھے ہین اور آنحضرت کے گردا گرد ایک بڑی جماعت بیٹھی ہے اور دوسری ایک جماعت کھڑی ہے اور حلقہ باندھے ہوئے ہے اور آنحضرتؐ عالم کے اطراف و جوانب کو خطوط بھیجوا ہین اور ایک شخص آنحضرت کے سامنے بیٹھا ہوا خطوط لکھ رہا ہے جو آنحضرت لکھواتے ہین مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ شخص مولانا شرف الدین عثمان زیارتگاہی تھے کہ علماء ربانی اور اکمل اتقیاء زمان سے تھے جب والدہ مجھے آگے لائین اور اُسقدر بھی نہ ٹھہرین کہ آنحضرت مہمات سے فارغ ہون آگے آئین اور کہا یا رسول اللہ آپ نے مجھے وعدہ دیا تھا کہ ایک فرزند صاحب دولت دراز عمر تیرے ہوگا یہ وہ ہے یا نہین آنحضرت نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کے مجھے فرمایا کہ ہان یہ وہ فرزند ہے پس مولانا شرف الدین عثمان کیطرف رخ کیا اور فرمایا اُسکے لیے ایک مکتوب لکھدے پس مولانا نے قلم اور کاغذ اُٹھایا اور مین اُسپر نظر کرتا تھا تین سطرین لکھین اور ان سطرون کے نیچے ایسی گواہی آدمیون کی کہ جیسے قبالون پر ہوتی ہین بہت سے نام جدا جدا لکھے اور لپیٹا اور میرے ہاتھ مین دیا مین چلا اُس درمیان مین مین نے اپنے دل مین کہا کہ اس مکتوب کے مضمون کو تو نے نہ جانا تا الٹ چل اور حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھلا تا کہ آنحضرت مضمون کو تجھے کہین مین اُلٹا پھرا اور جناب رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور کہا یا رسول اللہ مجھے نہین معلوم کہ اس مکتوب مین کیا لکھا گیا آنحضرتؐ نے میرے ہاتھ سے لیلیا اور پڑھا اور مین نے ایک دفعہ کے پڑھنے مین آنحضرت علیہ السلام کی تینون سطر کو یاد کر لیا پس آنحضرت نے مکتوب لپیٹ کے میرے حوالہ کیا اور مین چاہتا تھا کہ اور کوئی بات پوچھون کہ اچانک دروازہ کی آواز آئی اور والدہ میری شمع ہاتھ مین لیے گھر کے دروازہ سے آئین مین نیند سے چونکا فرمایا کہ محمد کوئی خواب تو نے دیکھا مین نے کہا ہان انھون نے کہا مین نے بھی دیکھا اور بیان کیا کہ خواب مین دیکھا کہ زمستانی صفہ کے کنارہ پشت بقبلہ کھڑی ہون اور حضرت

رسالت صلے اللہ علیہ وسلم اس گھر مین آگئے ہین اور تالبستانی صفہ پر پشت بقبلہ بیٹھے اور مین تیرا انتظار کر رہی ہون کہ اچانک تو دروازہ سے آیا اور مین تیرا ہاتھ پکڑے انحضرت کے سامنے لیگئی اور انحضرت سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ وہی فرزند ہے جو خود ہی انحضرت نے فرمایا کہ ہان یہی ہے اور آپ کے سامنے کوئی شخص بیٹھا تھا کتابت کرتا تھا انحضرت نے اُسسے فرمایا کہ تیرے واسطے کاغذ لکھا گیا اور تیرے ہاتھ دیا اور تو نے انحضرت کے ہاتھ دیا اور انحضرت نے مضمون تیرے سامنے پڑھا اور پھر تیرے ہاتھ دیا اور جو واقعہ کہ مین نے دیکھا تھا والدہ نے بجنسہ تمام نقل کیا اور دونون خواب اول سے آخر تک موافق اور مطابق تھے فرماتے تھے کہ ابتداء جوانی مین جب کہ جذبہ روح مین تھا اور مجھے اس طریق کا شوق پیدا ہوا بعضے لوگون سے مین نے پوچھا کہ ہرات مین کوئی بزرگ ظاہر ہین کہ اُنکی خدمت مین جاؤن اُنہونے شیخ صدر الدین رواسی کا نام لیا اور وہ کہا وہ حضرت شیخ زین الدین خوافی کے خلفا سے ہین قدس سرہ کہ آج کل سالکون کے ارشاد اور طالبون کی تعلیم مین مشغول ہے اُسیوقت شہر کی طرف مین چلا راستہ سے حضرت شیخ کے مزار پر گیا شیخ صدر الدین وہان موجود تھے اور اتفاق سے اُس موقع پر یارون کے ساتھ ذکر کر رہے تھے اُنکے حلقہ ذکر کے کنارہ مین ایک لمحہ کھڑا ہوا اور اُنکے غوغا کو دیکھا میری مرضی کے موافق نہوا وہان سے شہر کو چلا راہ مین حافظ اسمعیل مجھے ملے اور وہ ایک بزرگ روح کے تھے کہ خدمت مولانا محمد سے بیشتر حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی ملازمت مین پہونچے تھے اور آپ کا شرف قبول پایا تھا اور بعد اُنکے انتقال کے حضرت مخدومی مولانا نور الدین جامی قدس سرہ کے ساتھ حج ادا کیا تھا اور اس طریق سے بہرہ کامل اُنکو تھا فرمایا کہ حافظ نے مجھے کہا کہان سے آتے ہو اور کیا ارادہ ہے مین نے قصہ بیان کیا کہا مسجد جامع کے دروازہ جاؤ وہان ایک بزرگ ہین کہ یارون کی ایک جماعت سے کبھی مسجد جامع کی دہلیز پر صحبت رکھتے ہین اُنکو بھی دیکھو غالب ہے کہ اُنکی صحبت تجھے درخور پڑے گی اُلٹے قدمون مسجد کے دروازہ کو رخ کیا اتفاقاً حضرت مولانا عزیزون کی ایک جماعت سے مسجد کے دالان مین بیٹھے تھے اور سکوت کیے ہوئے مین دروازہ کے باہر کھڑا ہوا اور دیوار سے تکیہ لگائے ہوئے اور اُنکا سکوت دیکھتا تھا اور شیخ صدر الدین کے حلقہ ذکر اور اُنکے اصحاب کے شور غل کی سوچ مین تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ وہ غوغا اور اضطراب کیا تھی اور یہ سکوت اور آرام کیا ہے اچانک حضرت مولانا نے سر اُٹھایا اور مجھے کہا اور آگے آؤ مین بے اختیار آگے گیا مجھے اپنے برابر بٹھلایا اور فرمایا اگر کوئی غلام یا نوکر شاہرخ مرزا کے سامنے کھڑا ہو اور ہمیشہ اُسکے آگے اونچی آواز سے پکارے شاہرخ شاہرخ شاہرخ بہت بے ادبی ہے ادب یہ ہے کہ نوکر بادشاہ کے آگے اور غلام مولا کے آگے چپ اور حاضر رہے اور شور غل نکرے پس یہ بیت پڑھی بیت کار نادان کوتہ اندیشست یاد کردن کسیکہ در پیش است * ترجمہ کوتہ اندیش نادان کا یہ کام ہے ایسے شخص کی یاد کرنی جو سامنے موجود ہے پھر میرے ہاتھ پر نگاہ کی اور میرے ہاتھ اور انگشت مین انگوٹھی دیکھی فرمایا جو شخص حاجت کا دست آگے بڑھا ہو اسکا

ہاتھ خالی ہو تو کیا بہتر نہین ہے مین نے فوراً انگشت سے انگوٹھی نکال ڈالی اور آپ اُٹھے اور مسجد مین آئے بعضے حاضرین نے مجھے اشارہ کیا کہ آپ کے پیچھے پیچھے جاؤ مین آپ کے پیچھے ہولیا آپ ایک جا بیٹھے اور مجھے اپنے سامنے بٹھلایا اور ایک طریق بیان کیا اور فرمایا کہ مسجد جامع اچھی جگہ ہے یہین سکونت کرا ور کام پر آمادہ رہ مین آپ کے اشارہ کے موافق مشغول ہوا اور والدہ میری نے بھی اس معنی سے خبر پائی روح سے اُنکی خدمت مین آئین اور طریقہ حاصل کیا بعد چند روز کے جامع مسجد کے گنبد مین جہان پنج وقتہ نماز پڑھتے تھے تہجد ادا کیا اور مراقبہ میں بیٹھا یکایک ایک نور ظاہر ہوا جیسے ایک چراغ کہ گنبد کی چھت اُسکی شعاع سے پوری دیکھی اور وہ نور ہر دم زیادہ ہوتا تھا یہان تک کہ ایک بڑے انار کے برابر ہوگیا اور تمام گنبد اس سے روشن ہو گیا جیسے دن مین ہو اور دیکر وہ روشنی رہی جب صبح ہوئی مجھے اُس صورت سے ایک غرور اور پندار حاصل ہوا تھا آپ کی مجلس مین آیا اور بیٹھا آپ نے غضب کی نگاہ سے میری طرف دیکھا کہ تجھے مغرور دیکھتا ہون اسقدر کہ کوئی نور اپنے وضو کا دیکھے ایسا مغرور ہو جاے مین جس زمانہ مین کہ مین مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمۃ کی ملازمت مین تھا راتون کو گلی کوچون مین پھرتا تھا دس بار شعل نور کی میرے دائین بائین سے روشن ہوتی تھین اور جہان مین جاتا وہ میرے ہمراہ ہوتین اور ہرگز مجھے اُسکی طرف التفات نہوا اور اُسے مین نے کچھ خیال نہین کیا اسکے بعد آپ بہت تند ہوئے اور کہا اُٹھ اور دوسری بار اس صفت کا ہو کر میرے سامنے مت آ اور مجھے مجلس سے نکلوا دیا اور مین اُنکے سامنے سے شکستہ خاطر باہر آیا اور رونے لگا اور اُس حالت سے استغفار کی اور مین نے بہت کوشش کی کہ میری خاطر سے غرور جاتا رہے چنانچہ حضرت کی برکت التفات سے وہ پندار مرتفع ہوا اور میری والدہ پر اُسکے مثل نور ظاہر ہوا تھا لیکن اُس سے ہرگز نہ سکین اور اُنکو اُس نور کے مشاہدہ سے حظ و لطف تمام تھا اور اُسکے دیکھنے سے اُنس عظیم تھا فرماتے تھے کہ اُنھین ایام مین کہ یہ نور ظاہر ہوا تھا ایک شخص نے مجھسے بہت تواضع اور عاجزی کی اور خوشامد اور نیاز کو حد سے بڑھایا مین نے اُس سے کہا کیا ماجرا ہے اور اس تمام نیازمندی کا سبب کیا ہے کہ تو کرتا ہے کہا ایک اندھیاری رات مین جامع مسجد کے گوشہ سقایہ مین بیٹھا تھا اچانک کوئی شخص سقایہ کے دروازہ سے آیا اُس اندھیری آدھی رات مین سقایہ روشن ہو گیا جب مین نے نظر کی تو آپ تھے اور تمھارے ساتھ کوئی اور چراغ نہ تھا جب تم باہر گئے سقایہ پھر تاریک ہو گیا مین نے جانا کہ راست کہتا ہے۔ فرماتے تھے کہ مین جب حضرت مولانا کی ملازمت مین پہونچا ایک بڑا اضطراب پیدا ہوا اور نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم کی نہین حاصل ہوتی تھی اور جامع مسجد مین راتون کو سر زمین پر مارتا تھا اور زار زار روتا تھا اور دنون کو جنگل چلا جاتا فریاد و زاری اور تضرع کرتا اور سات آٹھ مہینے کے قریب میرا حال اسیطرح گذرا ایک روز آپ نے مجھے گریہ و بریان دیکھا تو فرمایا کہ وادر بہت روؤ اور زاری کرو اور اپنے کو ایسا بناؤ کہ محل ترحم ہو کہ یہ گریہ و زاری بڑا اثر رکھتی ہے ہم بھی جوانی مین

ایسی گریہ کیا کرتے تھے اور اس بات سے وہ بہان التفات فرمایا کہ فی الجملہ ایک اثر نسبت ان عزیزان سے ظاہر ہوا بعد ازان ایک شب جامع مسجد [illegible] پایہ کے پیچھے مراقبہ مین بیٹھا ہوا تھا آدھی رات ہوئی اور مجھے نیند آئی اٹھا کہ شیخ الدین اچانک مین نے دیکھا کہ آپ میری پیٹھ پیچھے مراقبہ مین بیٹھے ہین اور مین غافل ہون اور واقف ہوا کہ آپ تشریف لائے شرمندہ ہوا اور چاہا کہ آپ کے پیچھے بیٹھون آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ فلان کیون اٹھا مین نے کہا نیند لگی چاہا کہ [illegible] الدون اس بات کے [illegible] مین لطف کیا کہ میرے لیے طریقہ عزیزان تمام ہوگیا مولانا شہاب الدین برجندی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ ایک دن علی الصباح حضرت مولانا اسعد الدین قدس سرہ کی ملازمت مین پہونچا فرمایا کہ آج کی شب سارا یہ کو فسخ حاصل ہوئی اور نسبت پڑی کہ ساتون فلک کے فرشتے اسیر رشک لگے خدمت مولوی نے فرمایا کہ ایسا دریافت ہوا کہ وہ مولانا محمد روجی تھے کسواسطے کہ آپکے الداونٹ خاص رکھتے تھے خدمت مولانا محمد فرماتے تھے کہ ہمارے حضرت مولانا کو وہ قوت اور قدرت تھی کہ جب چاہتے اور جسکو چاہتے نسبت خواجگان چکھا دیتے اور غلبت اور بیخودی کو پہونچا دیتے ایک روز انکی ملازمت مین مسجد کے دروازے پہونچے مغرب کی اذان دی ہم اندر آئے اور نماز پڑھی اتفاق سے اس مسجد مین ایک ختم تمام ہوتا تھا اور حافظ اور قاری لوگ آئے تھے اور شمعین روشن کی تھین اور آدمی بہت جمع ہوتے یہ بھی بیٹھ گئے اور ایک گوشہ مین قبلہ رو ہو بیٹھے اور مین انکے پیچھے بہت دور اور انکی طرف متوجہ بیٹھا ایکبارگی سر اٹھایا اور پھر کر دیکھا اور مجھے اشارہ کیا کہ میرے برابر آ مین اٹھا اور آپ کے برابر آیا کہ بیٹھون ہنوز پورا نہین بیٹھا تھا کہ التفات کی اور مجھے بالکل مجھسے کھو دیا ایسا کہ مین واقف نہین کہ کس طرح بیٹھا اور اس نسبت بیخودی کو امتداد ہوا اسوقت مین حاضر ہوا کہ موذن نے عشاء کی تکبیر کہی اور اس فرصت مین ہرگز تلاوت قرآن اور شعر خوانی اور لوگون کے شور سے مجھے خبر نہ تھی فرماتے تھے کہ ابتدا مین ایک دفعہ جامع مسجد کے سقایہ مین تھا اور کتاب مثنوی میرے ہاتھ مین تھی اچانک حضرت مولانا سقایہ مین آئے اور فرمایا کہ یہ کونسی کتاب ہے جو تیرے ہاتھ مین ہے کہا مثنوی ہے فرمایا کہ مثنوی پڑھنے سے کام نہین نکلتا کوشش کرو کہ آسکے معنے تمہارے دل سے نکلین - فرماتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت میرے حجرہ مین آئے اور قرآن شریف طاق کے کنارے دیکھا فرمایا یہ کونسی کتاب ہے مین نے کہا کہ مصحف ہے فرمایا کہ یہ علامت بیکاری ہے یعنے مبتدی کو چاہیے کہ شروع سلوک مین نفی و اثبات کے طریقہ مین مشغول ہو تلاوت قرآن کا متوسطان ہے اور نماز کا ادا کرنا منتہی لوگون کا کام ہے مبتدی کو سب مین ضروری کام نفی و اثبات کا ہے فرماتے تھے کہ حضرت مولانا کی ملازمت مین بڑی سخت مشغولی ہمکو تھی اور نہایت سعی سے اپنے کو نسبت عزیزان پر جانتے تھے راتون کو جو صبح تک بیٹھتے مجال نہ تھی کہ اس زانو سے دوسرے زانو بدلین اور اگر جوز یا بادام برابر پتھر زانو تلے پڑے رہتے اسکی ہرگز پروا نہ کی اور اسکی فرصت نہ تھی کہ دور کرین فرماتے تھے کہ مشغولیون کی ابتدا مین ایک دن صبح کو

صحن مین چار زانو مین بیٹھا تھا اور مراقبہ کر رہا تھا یکایک مین نے آواز سُنی کہ کہنے والے نے کہا اوبے ادب بندے بادشاہ کے سامنے ایسے بیٹھتے ہین بے اختیار جگہ سے اُچھلا اور دو زانو ایسا بیٹھا کہ گھٹنے کی انیٹ سے سخت چوٹ لگی اور بہت درد ہوا اُسوقت سے چالیس برس ہوئے کہ پھر چار زانو نہین بیٹھا اور اب ہر چند کسی طرح بیٹھون فرق نہین کرتا جس طور عادت ہوگئی ہو اور چار زانو بیٹھنا خوش نہین آتا۔ فرماتے تھے کہ ہمارے حضرت مولانا شیخ بہاء الدین عمر کی ملاقات کو جغارہ جاتے تھے ایک دراز گوش پر سوار تھے مین اُنکے ساتھ پیادہ یا جاتا تھا اور سواری ہانکتا تھا اور ہیچ کھانا کھایا تو پیاس بہت لگی اور پانی پینے کی مجال نہ تھی آخر آپ نے مجھسے کہا کہ فلانے تو پیاسا ہو مین نے کہا ہان فرمایا کہ جسوقت سے باہر شہر سے ہم آگئے ہین مین خود پیاس کے اندر ہاتا ہو کہ میری طرف سے نہین ہو جا پانی پی کہ تیری پیاس نے مجھمین اثر کیا ہی مین گیا اور پانی پیا بعد ازان شیخ کے دروازہ آیا اور چوتا اور عصا اُنکا مین نے لیا اور اُنکے مین دو بیٹھیا اور شیخ آپ سے باتین کرتے تھے اور مین دیکھ تا اور سنتا نہین تھا اپنے دل مین کہا کہ بیکار بیٹھنا نہین چاہیے آؤ شیخ کی طرف توجہ کرین تب بحیثیت باطن اپنے تئین بشیخ پر ٹھیک کیا اور جب کہ دل میرا اُنکے دل کے سامنے درست ٹھہرا فوراً شیخ نے میری طرف منھ کر کے شور کیا کہ ہو ہو تو یہ کیا کرتا ہی پھر تبسم کیا اور حضرت مولانا بھی مسکرائے باوجودیکہ ایک لحظہ سے زیادہ وہ توجہ نہین واقع ہوئی اثر عظیم اُسپر حاصل ہوا اور کیفیت زبردست ظاہر ہوئی اور چار پانچ دن تک دم بدم اثر قوی کہ راحت عظیم کا موجب تھا باران متواتر کی مثال ریزان ہوتا تھا بعد ازان حضرت مولانا سے مین نے پوچھا کہ ایک فقیر اخلاص کی راہ سے تھوڑی توجہ کرتا ہی بزرگ کیون نہین تاب لاتے فرمایا اس سبب سے کہ انکو جناب حق سبحانہ مین اتصال تمام علی الدوام حاصل ہی اس توجہ مین کہ طالب کرتے ہین ان کے اور حق سبحانہ کے درمیان ایک حائل پیدا ہوتا ہی اور اُسکے بقدر ایک حجاب ہو جاتا ہی انکی فریاد اس وجہ سے ہی۔ فرماتے تھے کہ ایک دن ابتدا مین جامع مسجد کے صحن مین شرقی صفہ کے پاس قبلہ رو مین بیٹھا تھا اور مشغول تھا ناگاہ دیکھا کہ تحت معلمان قران کے آگے ایک شخص ظاہر ہوا نہایت کالا پتلا اور لنبا اسقدر کہ سر اسکا حجرہ کی چھت تک تھا سر بہت چھوٹا جیسے جوز ہندی اور منھ کھلا ہو اسفید دانتون سے بھرا ہوا لنبی گردن اور بدن چھوٹا اور پتلے پانؤن اور دراز دیکھا کہ وہان سے ہنستا ہوا میری طرف رخ کیا اور آہستہ آہستہ میری طرف آنا شروع کیا ٹیڑھا اور سیدھا ہوتا تھا دل مین کرتا تھا مین نے اپنے دل مین کہا ایک چھوٹا دیو ہی چاہتا ہی کہ تجھے نسبت عزیزان سے باز رکھے اور تیرے شغل کو برہم کرے مین نے اپنے تئین طریقہ پر جا دیا اور دراز مد مشغول ہوا ہر چند اُسنے حرکتین کین اور ایسے کام کیے کہ اپنے وقت سے جاتا رہون میسر نہوا جس قدر وہ زیادہ آگے آیا مین زیادہ اپنے شغل مین لپٹا یہان تک کہ بہت ہی

پاس آگیا اور دیکھا کہ مین اپنے کار سے نہین پھرتا ہون جست کی اور میری گردن پر سوار ہوا اور پانون تسمے کے شان
میری کمر مین پلیٹے مین اُسی طرح اپنے کام پر متمکن تھا اور کچھ اضطراب نہین کیا تھوڑی دیر بعد پانون میری کمر سے علیحدہ کیے
اور دھوئین کیطرح ہوا مین منتشر ہو گیا اور غائب ہوا اور پھر ہرگز ایسی صورت نے مجھے تشویش ندی فرماتے تھے کہ
مبادی احوال مین مسجد جامع کے اندر تختہ مار بان سے مین نے سہارا لیا اور آسمان مین نظر کرتا تھا اچانک
دیکھا کہ ہر ستارہ جو آسمان پر ہے زمین کی طرف متوجہ ہوا اور اولے کی طرح اُترنے شروع ہوئے اور سب
میری طرف متوجہ ہوئے اور اسقدر مجھسے نزدیک ہوئے کہ گمان ہوتا تھا کہ ہاتھ بڑھاؤن ستارہ تک پہونچ
جاے اس حال کے دیکھنے سے بڑی کیفیت حاصل ہوئی اور بیخودی کاملی قریب صبح تک وہ کیفیت
اُٹھائی فرماتے تھے کہ اوائل حال مین ایک روز اپنی والدہ کے پاس مین بیٹھا تھا دیکھا کہ ایک وارد قوی
میری طرف متوجہ ہوا مین سمجھا کہ مجھے بیخود کریگا والدہ سے کہا کہ میرے حال سے خبردار رہنا اور شمار کرتی رہو کہ
مجھے کتنی نمازین فوت ہوتی ہین یہ کہا اور مجھے اس کیفیت نے دبا لیا اور بیحس کر دیا اور مین بیہوش گرا جب
آنکھ کھولی والدہ کو سرہانے روتے ہوئے دیکھا مین نے کہا کیون روتی ہو کہا کہ کس طرح نہ روؤن تین شبانہ روز
ہوئے کہ تو مردے کی طرح پڑا ہوا ہے کہ ہرچند شوربا اور پانی تیرے منھ مین ڈالتی تھی تیرے گلے سے نہین اُترتا
تھا اور مین تیری زندگی سے مایوس ہوگئی تھی حساب کیا تو پندرہ فرض مجھسے فوت ہوئی تھین مین لیکا اور قضا
پڑھی۔ فرماتے تھے کہ شروع شروع مین جامع مسجد کے اندر اگلی سنتین ادا کین اور مین مشغول تھا اچانک کیفیت
بیخودی کی غالب ہوئی اور ایک مدت رہی اور یہ دو تین دن مین ایکبار وہ بیخودی ہوجاتی تھی پھر ایسا ہوا
کہ ہر روز ہوتی تھی اور اُس درجہ کو پہونچی کہ ہر روز دو تین بار ظاہر ہوتی تھی اور دم بدم اُسکو ترقی تھی اس حد
تک کہ متواتر ہوئی اور چند روز یہ حال تھا کہ غیبت اور بیخودی شعور اور آگاہی پر غلبہ کرتی تھی آہستہ
آہستہ کم ہونے لگی اُسکے فتور سے مین ڈرا اور حضرت مولانا سے عرض کیا کہ غیبت اور بیخودی زوال پر آئی ہے
اور مین اُس سے ہراسان ہون فرمایا مت ڈر کہ کثرت غیبت ضعف باطن سے تھی اب تھوڑی قوت ہوگئی
وہ کیفیت معہودہ زائل نہین ہوئی اور اسوقت کا شعور اُسی بے شعوری کا حکم رکھتا ہے اور وہ حال تھا کہ
اب مقام ہوگیا انتہی کلامہ قدس سرہ واضح ہو کہ حال اصطلاح صوفیہ مین قدس اللہ اسرارہم عبارت
اُس وارد سے ہے کہ دل پر نازل محض بخشش حق سبحانہ سے ہوتی ہے کہ صاحب حال کو آنے اور جانے مین
اختیار نہین ہوتا مثل حزن اور سرور و قبض و بسط اور شرائط حال سے ایک یہ ہے کہ البتہ زوال پاتا ہے اور اسکے
پیچھے سے مثل اُسکے وارد ہوتا ہے اور جب حال سالکین کا ملکہ ہوا اور ثابت ہو جاے اُسے مقام کہتے ہین اور مقام
اس گروہ کی اصطلاح مین عبارت ایک مرتبہ سے ہے مراتب اور منازل سے کہ سالک کے تحت قدم آئے اور

قائم اور مستقیم ہونے کا محل ہوجاوے اور زوال نپاوے پس جو حال کہ فوق سے تعلق رکھے سالک کے تحت
تصرف مین نہ آوے بلکہ وجود سالک اُسکے تصرف کا محل ہوتا ہی اور مقام جو تحت سے تعلق رکھے محل تصرف
سالک اور ملکیت سالک کا ہوتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ صوفیہ قدس اللہ ارواحہم کہتے ہین کہ احوال از قسم مواہب
اور مقام از قبیل مکاسب سے ہی۔ فرماتے تھے کہ اوائل مین حضرت مولانا کے امر سے ہمیشہ جامع مسجد ہرات
مین رہتا تھا اور مشغول تمام رکھتا تھا راتون کو مسجد مین پھرا کرتا اور زار زار روتا تھا اور سر اپنا مسجد کے
پیلپایون سے مارتا تھا اس نسبت کے گم ہوجانے سے چنانچہ منھ اور پیشانی اور سر میرے مین ورم مثل جوز اور
بادام کے اُبھر آیا تھا اور مسجد سے باہر نجاتا تھا مگر بضرورت وضو و طہارت کے ایک بار چالیس روز ہٹ تال
ہوگئے تھے اور آدمی اُن ایام مین بہت جامع مسجد مین آتے تھے اور کسی سے مین نے نہین پوچھا کہ یہ
کثرت آدمیون کی غیر جمعہ مین کسواسطے ہی جب کہ یہ بلا گذر چکی تھی مین نے سُنا کہ ایک دوسرے سے کہتا تھا
کہ وقت ہٹ تال کے ایسا اور ایسا ہوا مین نے پوچھا کہ کون ہٹ تال کہا شاید تو اس شہر مین نہین تھا
مین نے کچھ نہین کہا فرمایا اُس اوائل ایام مین کہ مین معتکف مسجد جامع کا تھا تین شبانہ روز مجھپر گذرے
کہ کچھ کھانا نہ پہونچا بیطاقت ہوگیا اُٹھا کہ قوت کی طلب مین باہر جاؤن بایان پاؤن مسجد کی چوکھٹ سے
آگے رکھا تھا اور ہنوز سیدھا پاؤن نہ اُٹھایا تھا کہ ایک الہام میرے دل مین پہونچا کہ ہماری صحبت کو ایک
نان کے عوض تو نے فروخت کیا پاؤن کو پیچھے مین نے ہٹایا اور ایسا طمانچہ سخت مین نے اپنے منھ پر مارا کہ اس
ضرب کا نشان ایک ہفتہ میرے منھ پر رہا اسوقت مسجد کے آگے مین گیا اور ایک گوشہ مین بیٹھا اور دامن مین پاؤن
لپیٹ لیا اور اپنے نفس سے کہا اگر تو مرجائے قوت کی طلب کے لیے باہر نجاؤن اس حال مین ایک نسبت قوی
غالب مجھپر ہوئی کہ کھانے کی خواہش نرہی یکایک ایک مرد میرے پاس آیا کہ مین نے اُسے کبھی ندیکھا تھا اور ایک
بھیلی قند سفید کی جو دس سیر سے زیادہ تھی میرے سامنے رکھی اور تعبیرات کیے واپس گیا اور مجھے اُسکا قند لانا ایسا
اچھا نہ معلوم ہوا کہ جیسا اُسکا اُلٹا پھر جانا اور مجھے اپنی طرف مشغول نکرنا۔ فرماتے تھے کہ مشغولیون مین اوائل ملازمت
حضرت مولانا مین ایک جوان صاحب جمال سے میرا تعلق خاطر ہوگیا اور رابطہ محبت قوی ہوا اُس حد تک کہ
تمام دل کو اُسکے خیال نے دبالیا اور اُسکے بجز کوئی علاقہ نرہا یہان تک نوبت پہونچی کہ اُسکے پیکر ظاہری کی بھی پروا نہین
رہی اور اُسی سوزش اور محبت سے آرام تھا اور اُن ایام مین بالکل آپ کی ملازمت ترک کی کہ مجھے شرم آتی تھی کہ
اس وصف پر آپ کے سامنے بیٹھون دہشت اور وحشت اُس حد کو پہونچی کہ جب آپ کو دور سے دیکھتا بھاگ
جاتا اور کسی گوشہ مین گھس جاتا کہ بہت شرمسار اور اُس جوان کے عشق مین بیصبر و بیقرار تھا اتفاقاً بعد از چندے
ایک گوشہ سے جاتا تھا یکایک آپ کو مین نے دیکھا کہ سامنے سے ظاہر ہوئے اور کوئی سفر اور گریزگاہ نہ تھا کہ اُس

انفعال مین کھڑا ہوا اور شرم سے سر جھکالیا اور پسینا پیشانی پر آگیا آپ آگے آئے اور دست مبارک میرے
سینہ پر رکھا اور یہ بیت مثنوی کی پڑھی بیت تا گریزی تو منم ای حلقہ گیر + یک نفس غافل مباش از نا گزیر اور
اس موقع پر باطن مین التفات کی کہ تمام عشق اور محبت اُس جوان کا میری لوح دل سے دھل گیا اور رابطہ اُس
محبت کا منقطع ہوگیا اور علاقہ دوستی آپ کی طرف منتقل ہوا۔ فرماتے تھے کہ ایک جوان تاشکندی تھا مجرد اور
مرتاض اور ہمارے حضرت مولانا کے ملازمان سے اُسکو بھی ایک جوان سے محبت کا علاقہ ہوگیا تھا اور شدت سے
میلان اُسکے باطن پر مستولی ہوگیا بیزار خواری اور محنت سے تھوڑا زر یاد و سرا تحفہ پیدا کرتا اور اُس جوان کے
سر راہ ڈالدیتا اور رکھات مین بیٹھتا کہ دوسرا نہ اٹھالے جب تک کہ وہ جوان پہونچتا اور اُٹھاتا اور وہ اپنے تئین اُس
جگہ پر گویا جوان کو نہ دکھلاتا اور ایسا نکرتا کہ وہ اُس صورت پر اطلاع پاوے تے مین اُس ماجرے سے واقف ہوا اُس
سے مین نے کہا بڑی محنت سے تو ایک چیز پیدا کرتا ہے اور سر راہ جوان کے ڈالتا ہے بارے ایسا کر کہ وہ تجھے
دیکھے تاکہ تیری محنت ضائع نہو جون ہی مین نے کہا آنکھ مین پانی بھرلایا اور ایک آہ دل سے کھینچی اور کہا مین نہین
چاہتا ہون کہ ایک بار منت میری طرف سے اُسکے نازک دل پر پڑے حضرت مولوی فرماتے تھے کہ اُس یار
تاشکندی کے معاملے سے معلوم ہوا کہ محبت اُسکی محبت ذاتی تھی۔ فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت مولانا نے
مجھے کہا کہ کچھ تجھے معلوم ہے کہ فلانے کا کیا حال ہے اور ایک طالب علم غریب کی طرف اشارہ کیا کہ دور کی ولایت سے
تحصیل علوم کے لیے ہرات سے آیا تھا اور آپکا ملازم ہوا اور ترک تحصیل کی اور مولانا جلال الدین قاینی علیہ الرحمہ
کے مدرسہ مین اُسکا حجرہ تھا اور کمال ترک و تجرید مین تھا اور آپ کے اصحاب سے کم ملتا تھا اور اکثر اوقات چپ
اور مغموم رہا کرتا آپ سے مین نے کہا مجھے اُسکا حال معلوم نہین اسقدر جانتا ہون کہ شغل دائمی رکھتا ہے فرمایا
کہ اُس سے تحقیق حال کرو اور اُس سے جب تک کچھ دریافت نکرو تو اُسکو مت چھوڑو مین آپ کے فرمانے سے اُسکے
حجرہ مین گیا اور کہا تمھارا کیا حال ہے کہ آپ کے اصحاب سے نہین ملتے اور ہمیشہ تنہا گوشہ حجرہ مین بیٹھے رہتے ہو
اور آمد رفت کا دروازہ یاردن پر بند کردیا کہا مین مرد فقیر اور مسافر ہون اور اپنے مین قابلیت اختلاط اصحاب کی نہین
پاتا ہون ناچار مزاحم اُنکے وقت کا نہین ہوتا ہون مین نے اصرار کیا کہ البتہ تمھارا ایک حال ہے کہ وہ تمھارا مانع
ہے صحبت سے اور مجھے ظاہر کرنا چاہیے اُسنے کہا کہ یہ کیا مبالغہ ہے جو کرتے ہو مین نے کہا اس کام پر مین حضرت
کیطرف سے مامور ہون اور جب تک حال نہ کہوگے اس مبالغہ کو مین ترک نکرونگا جوان سمجھا کہ میرا یا برام دوسری
جگہ سے ہے ایک آہ کھینچی اور کہا ای فلان میرا حال عجیب و غریب ہے اور شمہ اُسمین سے یہ ہے کہ جب عشا کی نماز
جماعت سے پڑھتا ہون اور حجرہ مین آتا ہون ایک لحظہ مراقبہ کرتا ہون اور اپنے طریقہ مقررہ سے مشغول
ہوتا ہون جب ایک ساعت کہ گذر جاتی ہے ایک نور بے نہایت میرے اوپر ریزان ہوتا ہے اور میرے تمام

شتشگانہ کو دبالیتا ہی اور مین اُس نور کے ظہور مین آپ سے غائب ہوجاتا ہون اور صبح کے وقت
تک اُس غیبت اور بیخودی مین رہتا ہون اور دن بھر خوشی اور راحت مین بسر کرتا ہون — یہ حال ہے
میری شبانہ روزی کا جب مجھے اُسکا طریق معلوم ہوا اُسکی غیرت اور رشک سے جلا چنانچہ بے اختیار آنسو
آنکھ سے روان ہوئے اُس سخن نے بڑا کام میرے باطن مین کیا اُسکے پاس سے مین باہر آیا اور پھر حضرت مولانا
نے مجھسے پوچھا کہ تو نے کیا دریافت کیا تحقیق آپ کا مقصود یہ تھا کہ مجھے معلوم ہوجاوے کہ ایسیا آدمی آپکے
گرد رہتے ہین اور ایسی مشغولیان رکھتے ہین — خدمت خواجہ کلان ولد بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین قدس
سرہ نے فرمایا کہ حضرت والد کے حکم سے کبھی کبھی اُس طالب علم کے لیے کھانا مین لیجاتا تھا اور وہ ہر تین چار
روز مین ایکبار افطار کرتا جب ہاتھ کھانے کی طرف بڑھاتا اُس شخص کے مشابہ ہوتا کہ پیٹ بھرا ہوا ہے —
خواجہ قطب الدین حصاری دولتمند تھے اس گروہ سے بہت اعتقاد اُسکو تھا اُس طالب علم کے حال سے آگاہ
ہوا ایک غلام کو تعینات کیا کہ ہر روز خوان خواجہ سے ایک پیالہ طعام لذیذ کا اور ایک قرص نان میدہ کا
اُسکے لیے مدرسہ مین لیجایا کرے — پہلے دن کہ کھانا لیگیا غلام کو اپنے سامنے بٹھلایا اور وہ سب کھانا غلام
کو کھلا دیا غلام خالی پیالہ گھر مین لیگیا اور میان سے کہا کہ اُس ملا نے تمھارے کھانے کو بڑی رغبت سے
کھایا اور تمکو دعاء خیر کی خواجہ خوشدل ہوا اور غلام ہر روز کھانے کا پیالہ لیجاتا اور اُسی طالب علم کے کہنے سے
کھایا کرتا اور یہ بات پوشیدہ رکھتا ایک سال مدت کے بعد یہ قضیہ ظاہر ہوا خواجہ نے غلام کے لات ماری اور
پھر کھانا مدرسہ نہ بھیجا خدمت مولانا محمد فرماتے تھے کہ ایک روز میرے والد حضرت کے سامنے بیٹھے تھے اور مین خدمت مین
کھڑا تھا اچانک والد نے فرمایا کہ محمد فلان کام کر آپ نے اُنسے کہا ای فلان یہ وہ محمد نہین ہے کہ تمنے دیکھا ہے —
اُسوقت فرمایا کہ والد حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے بیمار ہوگئے تھے حضرت خواجہ نے دو درویش کو اُنکی
خدمت اور تیمارداری کے لیے مقرر کیا تھا اور والد حضرت خواجہ کے اُن درویشون سے سختی اور بدخوئی کرتے
حضرت خواجہ اُس حال سے واقف ہوگئے اُٹھے اور والد کے سرہانے آئے اور فرمایا کہ ای پدر یہ درویش
لوگ جو ہماری صحبت مین پہنچ آتے ہین برائے خدا آتے ہین طالب خدا ہین ہمپر اُنکی حرمت اور خدمتگاری
واجب ہے اُنکے ساتھ کسلیے سخت روئی اور درشت خوئی کرتے ہو آپ کے والد نے کہا کہ ای بہاء الدین تو
مجھے نصیحت دیتا ہے حال آنکہ تیرا باپ ہون حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہان تم میرے باپ ظاہر مین ہو لیکن معنی
مین تمھارا باپ ہون مجھے بصورت تمنے تربیت اور پرورش کیا ہے اور مین تمھین معنی مین تربیت کرتا ہون — والد
حضرت خواجہ کے خاموش ہوئے اور وہ درشتی اور بدخوئی ترک کر دی جب حضرت مولانا نے یہ سخن فرمایا
والد سے بہت متاثر ہوئے اور پھر مجھے کام کرنے نہین فرمایا اور ہمیشہ تعظیم او تقدیم کرتے اور سر مسند میں جگہ

اور نیازمندی کرتا وہ رعایت اور حرمت مین زیادتی کیا کرتے اور نوبت وہان تک پہونچی کہ راہ مین قدم مجھسے آگے نہ رکھتے اور مجھے آگے کرتے تھے اور اگر مین انکار کرتا اسقدر مبالغہ کرتے کہ مین عاجز ہوتا اور پھر مجال مخالفت کی نہ رہتی تھی فرماتے تھے کہ ایکدن ہمارے حضرت مولانا کے مرض موت مین شیخ مظفر کو کہ سلسلۂ خلو سے ایک بزرگ تھے ایک مرید ساتھ لیے آپ کی عیادت کو آئے اور ایک لحظہ بعد کہا اگر اجازت ہو تو اپنے طریقہ پر چند ذکر مین کرون آپ نے فرمایا بہتر ہی پس اُس بزرگ نے اپنے مرید کے ساتھ چند ذکر بطریق جہر کیے اور تھوڑی دیر چپ رہے پھر شیخ نے سر اُٹھایا اور آپ سے پوچھا کہ تم سید ہو آپ نے فرمایا ہان شیخ نے کہا کیا بات ہی کہ اس مدت العمر مین اپنی سیادت ظاہر نہ کی حالانکہ اخفا اس نسبت کا روا نہین ہی فرمایا کہ جب ہمارے والد نے وفات کی اُنسے شجرہ اور نسبت نامہ باقی رہا ہمکو شرم آئی کہ اُس وثیقہ کو کہان لگائین اور ہر طرف اُسے لیجائین اور لوگون کو دکھلائین ہم گئے اور اُسے دیوار کی ایک دراز مین رکھدیا اور تھوڑی سی مٹی سے لیس دی اور اپنے دل مین ٹھہرالیا کہ جو کوئی ہمسے نسب ہمارا پوچھے پوشیدہ نکرین اور جب اس مدت العمر مین کسی نے ہمسے نہ پوچھا ہمنے بھی نہین کہا آج کے دن جو تمنے پوچھا ہمنے نہین چھپایا اور جو واقعی تھا کہدیا پس آپ نے شیخ سے پوچھا کہ ہماری سیادت سے تمہارے استفسار کا سبب کیا ہی کہا اس مراقبہ مین ایسا مشاہدہ کیا کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے اور فرمایا ہمارے فرزند سعد الدین نے دو شخص کو اپنے مریدون سے ہم تک پہونچایا اور مرتبہ ولایت پر واصل کیا آپ سنکر اسکے اور فرمایا چاہیے کہ آنحضرت نے زیادہ کہے ہون مرید شیخ نے کہا ہمارے شیخ کے کان مین تھوڑا ثقل ہی آنحضرت نے تین اور دو فرمائے اور شیخ دو شخص سمجھے آپ نے اُس مرید سے کہا سچ یہ ہی جو تونے کہا اور اُسکو شاباشی تیزگوشی و تیزہوشی پر دی پھر فرمایا کہ حق سبحانہ کی عنایت سے تیئیس آدمی ہمارے یارون مین سے درجہ ولایت کو پہونچے ہین خدمت مولانا محمد نے کہا اس محل مین کہ ہمارے حضرت مولانا نے یہ سخن فرمایا میرے دل مین آیا کہ دیکھیے ان تیئیس آدمی کے اندر مین بھی داخل ہون یا نہین آپ نے میرے خطرہ سے واقف ہوکر میری طرف نظر کی اور تبسم فرمایا لیکن ہان اور نہین کچھ نہ فرمایا۔

ذکر آپ کی صحبت کا شیخ عبدالکبیر یمنی قدس سرہ سے اور بعضی باتین کہ شیخ سے سنی ہین

جس زمانہ مین کہ خدمت مولانا محمد علیہ الرحمۃ مکہ مبارک مین زادہا اللہ شرفا و کرامۃ مجاور تھے حضرت شیخ کی بہت ملازمت کی ہی فرماتے تھے کہ شیخ نہایت عالی مشرب اور بزرگوار اور اپنے زمانہ مین قبلہ مشائخ حرم کے تھے بہت ثقہ لوگون سے اُس ملک مین سنا ہی کہ جب آپ یمن کیطرف سے مکہ مین آئے ایک سال تک برابر نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ سویا اور حرم کے طواف سے نہ آسودہ ہوئے اور اُس ایک سال

مدت مین نہ بیٹھے الا قعود تشہد نماز مین - فرماتے تھے کہ جب پہلی بار مین حضرت شیخ کی صحبت مین پہونچا بہت
بزرگوار اُس مجلس مین حاضر تھے مین چوکھٹ مین بیٹھ گیا ایک لحظہ بعد سر اُٹھایا اور میری طرف نظر کی آپ نے تعجب
پوچھا کہ مین ہو یعنے وہ کون ہے بعضے لوگ جو مجھے پہچانتے تھے اُنھون نے کہا کہ سلسلہ نقشبندیہ سے ہے آپ نے
فرمایا یلیح یلیح هم المخلصون هم الصدیقون ترجمہ نمکین نمکین وہ مخلصین ہین وہی صدیقین ہین اور حضرت شیخ لوگون کی
تعریف مین بڑے بخیل تھے کبھی جو جنید اور شبلی کا ذکر آتا کہ مناسب اُنکے مشرب کے نہوتا کہتا کہ فلانے نے
سرد کہا ہے یا فلان نے بارد کہا ہے - کہتے تھے ایک دن حضرت شیخ نے فرمایا کہ میرا ایک باپ تھا پانی پر چلتا اور
ہوا مین اُڑتا لیکن توحید کی بو اُسمین نہ تھی ایک روز مجلس مین کہ بہت اکابر علما اور فقرا اور عارف حاضر
تھے ایک تقریب مین فرمایا کہ حق سبحانہ عالم الغیب نہین ہے اکثر حاضرین اُس بات سے کانپ اُٹھے اور بعضے پیچ و تاب
کھانے لگے اسواسطے کہ بظاہر خلاف نص معلوم ہوتا تھا حضرت شیخ نے پایا کہ وہ کلام بعض کے حوصلہ عقل مین
نہین سماتا اپنے قصد سے تنزل کیا اور فرمایا جہان کہ حق ہے سب شہادت ہے اور اُسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین ہے
کہ غیب کہہ سکین جب غیبت معدوم ہو تو معدوم کا علم نہو پس عالم الغیب جو قرآن مین واقع ہے ہماری نسبت
ہے نہ حق سبحانہ کی نسبت - راقم الحروف نے دوسرے دن خلوت مین خدمت مولانا محمد علیہ الرحمۃ سے پوچھا
کہ آپ نے کل فرمایا کہ شیخ نے اُس سخن مین اپنے قصد سے تنزل کیا اگر تنزل نکرتے وہ سخن کس معنی پر خیال کیا جاتا
فرمایا کہ مرتبہ ذات بحت اور ہویت صرف مین سب نسبتین اور سب اضافات ساقط ہین اور جب اُس مرتبہ مین اضافت نسبت
علمیت کی نہین ہے پس اُس مرتبہ مین عالم الغیب نہین فرمایا کہ حضرت شیخ حیوان نہین کھاتے تھے اور گوشت کھانے
سے پرہیز کرتے کہتے تھے مجھے تعجب آتا ہے لوگون سے کہ جو جیز دو آنکھ رکھے اور آنکی طرف دیکھے اُسکے گلے پر چھری رکھتے
ہین اور اُسکو مار ڈالتے ہین اور اُسکے گوشت کو آگ پر سینکتے ہین اور کھاتے ہین - حضرت شیخ کے اس
کلام سے کہ آپ نے نقل کیا اسکی بو آتی ہے کہ شیخ اُس زمانے مین مقام ابدال کے ساتھ متحقق ہونگے کہ یہ
صفت خاص طبقہ ابدال کی ہے کہ کسی حیوان کو نہین مارتے اور نہ آزار دیتے ہین اور کوئی حیوان نہین کھاتے
اس سبب سے کہ حیات حقیقی کا سریان اشیا مین ہے اُسکا شہود ان ابدال پر اُس مقام مین غالب ہوتا ہے فرماتے
تھے کہ حضرت شیخ ہمیشہ کے روزہ دار تھے اُنکے پاس ایک تھیلی تھی جسمین تھوڑے ستو رکھتے تھے اور کاسہ
چوبین جب افطاری کا وقت آتا اُس کاسہ چوبین کو تھیلی سے باہر نکالتے اور تھوڑا آب زمزم اُسمین ڈالتے
اور تین انگشت سے اُس تھیلی مین سے ایکبار تھوڑے ستو نکالتے اور اُس پانی مین ملاتے اور پیتے اور
دوسری رات تک غذا اور شربت اُنکا یہی تھا - فرماتے تھے کہ جب حضرت کی ملازمت سے مصر مین آیا مینے
سنا کہ مصر کے بعضے مشائخ کبار نے خواب مین دیکھا ہے کہ ایک بڑا اولیا نابینا ہو جاتا ہے بعد ازان قطب زمان

اور غوث روزگار اور دو سال مرتبہ غوثیت مین متمکن رہتا ہی پھر مر جاتا ہی اُس عرصہ مین خبر مصر مین آئی کہ دونون آنکھہ شیخ عبد الکبیر کی جاتی رہین اُسکے بعد دو سال اور زندہ رہے پھر مکہ مبارک مین وفات کی اور آپکی قبر مبارک وہان مشہور ہی اُسکی زیارت کیجاتی ہی اور اُس سے برکت حاصل کیجاتی ہی۔

مین فوائد انفاسہ المسموعۃ اور وہ گیارہ رشحہ مین بیان کیے جاتے ہین —

رشحہ[۱] فرماتے تھے کہ حافظ کاشغری رحمہ اللہ تعالے سے مین نے سنا ہی جو حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کی مجلس مین بہت حاضر رہا کرتے تھے ایک دن اوائل مین حضرت خواجہ کے سامنے مین بیٹھا تھا اور آپ خاموش تھے اور وہ خاموشی بہت دیر تک رہی آخر کو مین نے کہا ای خواجہ کوئی سخن فرمایئے کہ اُس سے فائدہ ہمکو ملے اور بہرہ مند ہون فرمایا کہ جو شخص ہماری خاموشی سے فائدہ نہین پاتا ہمارے سخن سے بہرہ نہ پائیگا۔

رشحہ[۲] یہ بھی حافظ سے نقل کی کہ کہا ایک روز حضرت خواجہ نے یہ بیت پڑھی بیت بہ صفت کہ میشود بکمین جہد کہ خویش را بسر کوی آن نگار کشے + اور لفظ کشی کا کاف کے فتح سے پڑھا اور پھر مصراع دوم کی تکرار کی۔ کہ خویش را بسر کوے آن نگار کشے + اور اس دفعہ لفظ کشی کا کاف کے ضمہ سے پڑھا۔

رشحہ[۳] فرماتے تھے کہ ایک دن خواجہ شمس الدین محمد کوسوی قدس سرہ کہتے تھے کہ باز کی صفت ہونا چاہیے کہ ایک پرواز کی اگر شکار ملا خوش والا قرار پکڑا اور ہم سکتے ہین بلکہ ہما کی صفت رہنا چاہیے کہ ایک پرواز بھی نکرے اور گلے ہوے استخوان پر قناعت کرے۔

رشحہ[۴] فرماتے تھے کہ آدمی نہایت کاہلی سے کہتے ہین کہ کل کام کرینگے وہ نہین سوچتے کہ آج کا دن گذرے دن کی کل ہی اس دن مین کیا کام کرتے ہین جو کل کرینگے اس سخن کا مضمون جو فرمایا اس قطعہ مین نظم کیا گیا قطعہ مکن در کار ہا زنہار تقصیر + کہ در تاخیر آفتہاست دلسوز + بفردا افگنی امروز کارت + ز کندیہاے طبع حیلت آموز + قیاس امروز گیر از حال فردا + کہ ہست امروز تو فرداے دیروز —

رشحہ[۵] فرماتے تھے کہ ہمارے مولانا فرماتے تھے کہ سمرقند مین میرا دل تنگ ہوا حصار گیا وہان بھی مین ملول ہوا کسواسطے کہ اس سفر مین نیت دینی اپنی طرف سے نہ پائی ایک دن راستہ چلا جاتا تھا ایک شخص میرے سامنے آیا اور یہ بیت میرے اوپر پڑھی بیت با عاشقان نشین و ہمہ عاشقی گزین + با ہر کہ نیست عاشقی ہر گز مشو قرین پھر اُس شخص نے کہا ای جوان یہ بیت تجھے سیکھہ اور اُسکے مضمون پر عمل کر تا کہ تیرا سفر بیفائدہ نہو مین نے کہا خدا کا شکر ہی کہ اس سفر مین لوٹ پوری ملی بیت یاد کرلی اور واپس گیا فرماتے تھے جو شخص اس بیت کا عامل ہو ایسی سعادت کو پہونچتا ہی کہ ہرگز اُسے شقاوت نہو۔

رشحہ[۶] فرماتے تھے کہ ایک دن مولانا محی الدین واعظ نے ۹۰ برس کی عمر مین ہمارے حضرت مولانا سے کہ

پاس آئے بڑی نیازمندی کے ساتھ کہتے تھے کہ ہمت رکھیے کہ حق تعالے مجھے سیدھی توجہ اپنی جناب کیطرف کرامت فرمائے ہمنے اُس مجلس مین دل کے اندر اُسپر اعتراض کیا کہ ایک بوڑھا صوفی نوسے برس کی عمر کا زاری و نیاز کے ساتھ توجہ راست مانگتا ہی اب کہ ہم بوڑھے ہوگئے ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ حق اِس پیر فقیر کی طرف تھا کیونکہ توجہ راست وہ ہی کہ قبلہ سالک کا ذات بحت ہو اور اسما و صفات کی طرف توجہ سے خلاص ہو اور یہ بدرجہ اقصی غایت صعب اور دشوار ہی۔

رشحہ ٧ آخری عمر مین فرماتے تھے کہ تیس برس ہوئے کہ غفلت پر قدرت نہین رہی اگر ہم چاہین کہ ایک وقت اپنے کو غافل کرین اُسپر قادر نہین بعد ازان یہ بیت خسرو کی غزل سے پڑھی بیت بجان تو کہ فراموش نیستی نفسے + اگرچہ می شدی اکنون نمی شوی چکنم ترجمہ تری قسم کہ فراموش تو نہین اک دم اگرچہ ہوتا تھا پہلے پر اب نہین ہوتا۔

رشحہ ٨ ایک دن خلوت در انجمن اور بباطن با حق اور بظاہر با خلق کے معنی مین باتین فرماتے رہے بعد ازان یہ بیت پڑھی بیت قصاب دہ اگرچہ بار انگشت زار + ہم ہیچ ہیم در دہ و ہم برقنارہ ایم + ترجمہ قصاب نے گانون کے ہر چند ہمین بیڈھب قتل کیا پھر بھی گانون مین ہم چراگی کرتے ہین اور بھی اُسکے لٹکانے کی رسی مین ہین

رشحہ ٩ فرماتے تھے کہ مثل میری مرغابی کی مثل ہی جو دریا کے زیر ہی چاہے تو پانی مین سر چھپا لے چاہے تو دریا کے اوپر پھرے اور اس سخن مین بیان مقام جمع الجمع کے اندر متحقق ہونے کا تھا جو کہ شہود حق اور خلق کا باہم گر جمع کرتا ہی

رشحہ ١٠ ایک دن فرماتے تھے کہ حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے کہا ہی کہ بعضے اولیا کو بعد ازان ریاضت بسیار ظہور عالم کا بھید کھل جاتا ہی کل شب کو مین نے یہ بات حضرت حق سبحانہ سے چاہی ایکایک ظاہر ہوا کہ میری طاقت بشری کو اُسکے بار اُٹھانے کا تحمل نہ تھا قریب ہوا کہ وجود عنصری میرا بکھر جاے اور ریزہ ریزہ ہو اور روح بدن سے نکلجاے پھر مناجات اور زاری کی اُسوقت حق سبحانہ وتعالے نے اُس معنی کو پوشیدہ کردیا اور ابتک اُسکا اثر باقی ہی اور یہ میری گفتگو آج کے دن کی کلمنی یا حمیرا میری ہی اور عادت کے برخلاف اُس دن زیادہ باتین کرتے تھے۔

رشحہ ١١ ایک دن کہتے تھے اگر مجھے چھوڑ دین تو ہرگز لب نہ کھولون میرا بات کہنا ضرورت کی وجہ سے ہی پس یہ دو بیت پڑھین بیت عاشقانرا چو روے با تو جز آنکہ + لب بدوزند و در تو می نگرند + بر در تو مقیم نتوان بود + حلقہ بر در زنند و بگذرند + ترجمہ عاشقون کو نہ منھ ہی اسکے سوا + کہ کرین بند لب تجھے دیکھین + تیرے در پہ نہین ٹھہر سکتے + مارہی زنجیر و چلدیے پل مین۔

من خوارق عاداتہ قدس سرہ بعضے عزیز ضعیف مزاج کہ مولانا کی خدمت مین قدیمی سابقہ اور

اخلاص رکھتے تھے انھون نے ذکر کیا کہ آپ کے والد کا ایک ساربان نہایت سخت مزاج تھا کہ اُنکے اونٹون کا کام کرتا اور مولانا اُسوقت چھوٹی عمر کے تھے ایک دن اونٹ پر سوار ہوئے اور ہر طرف کو چلاتے تھے اُس شتربان کو کچھ کام تھا حاضر نہ تھا جب اونٹون کی طرف آیا کہ آپ اونٹ پر سوار ہین اور ہر طرف چلاتے ہین اور خود بخود اُسنے جہالت اور سختی کرنی شروع کی اور اونٹ کو درشتی سے بٹھلایا اور آپکو کہا وہ سے زمین پر گرا دیا کہ آپ کے چوٹ آئی آپ روتے ہوئے گھر مین آئے آپ کی والدہ نے جو اس بات کی خبر پائی ساربان کو سخت سست اور بُرا بھلا کہا جب رات ہوئی آپ اُسی ملال اور ماندگی مین سو گئے اور وہ ساربان عادت کے موافق اونٹون کے پاس سو رہا جب تھوڑی رات گذری تھی کہ وہی اونٹ جسپر آپ سوار ہوئے تھے اپنی خوابگاہ سے اُٹھا اور ساربان کو اپنے سینہ کے نیچے لیکر رگڑنا شروع کیا ساربان جاگا اور بہت چلایا جو لوگ اُسکے اس پاس تھے جاگ اُٹھے اور اُسکے پاس گئے جب یہ حال دیکھا بیقرار ہوکر لکڑیان اُس اونٹ کے سر اور منھ پر مارین اور ہر چند سعی کی اُسنے ہرگز نچھوڑا اور اُسیطرح سینہ تلے ملتا تھا یہان تک کہ خاک کے برابر کر دیا اور اس صورت کا مشاہدہ موجب مزید عقیدہ اور توجہ والدین اور احباب و اقربا کا مولانا کی نسبت ہوا۔ ایک جوان معمار بہت خوش طبع اور اہل تھا لیکن فسق و فجور اور شراب خواری مین مبتلا اور عمارت مدرسہ و خانقاہ سلطان حسین مرزا مین عمارت کے کام پر مقرر تھا ایک دن دروازہ کی پشت پر کہ خانقاہ اور مدرسہ کے درمیان ہے پاڑ پر بیٹھا ہوا پانون لٹکائے عمارت کے کام مین مشغول تھا اور سوار پیادہ سب اُس پاڑ کے نیچے سے گذرتے تھے اتفاقاً اُسدن مولانا مزار حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ سے سوار پھرے تھے اور گذرگاہ اُنکا اُس پاڑ کے نیچے سے تھا جب پاس آئے تو وہ جوان اعتقاد اور ادب کے سبب دونون پانون اپنے اٹھا کر آپکی تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا اور بہت نیاز مندی کی اور آپ کو اُس موقع پر یہ ادب اُسکا پسند خاطر ہوا اُسکی طرف توجہ کی اور نظر غور سے کی گویا وہ نظر ایک تیر تھی کہ اُسکو شکار کر لیا جب آپ اُس پاڑ کے نیچے سے گذر گئے اُسکو اُس بلندی پر بے اختیاری اور اضطراب ایسا عظیم پیدا ہوا کہ بے اختیار گارے اور چونہ مین ہاتھ پانون بھرے ہوئے اپنے کو اُس پاڑ سے نیچے گرا دیا اور آپ کے پیچھے دوڑا اور پیچھے پیچھے دروازہ جامع مسجد تک گیا جب آپ اپنے گھر آئے وہ مسجد کے غسلخانہ مین گیا ہاتھ پانون دھوئے اور غسل کیا جب غسلخانہ سے باہر آیا آپ بھی اُسکے قریب مکان سے باہر آئے اور اُسپر بہت التفات کیا اور جامع مسجد مین تنہا آئے اور وہ آپ کے پیچھے گیا اور اُسیوقت اُسکو طریقہ تلقین فرمایا اور نفی اثبات مین مشغول کیا اور تمام مقتضیات سے ہوا اور ایکبارگی دفعتاً ترک صحبت اور اختلاط اپنے یاران قدیم کا کیا اور صحبت کی ملازمت اور خدمت پر آپکے اور آپ کے اصحاب کی حصر کیا اُسکے یار آشنا اور دوستان قدیم اس معاملہ مین متعجب اور متحیر تھے کہ

اُسے کیا ہو گیا کہ ایکبارگی ایسی پریشانی اور بیزاری سے متنفر ہو کر صحبت احباب کو بالکل چھوڑ دیا بعد اُسکے جب تک زندہ رہا ہرگز کسی نے اُس سے ترک ادب نہین دیکھا تین برس بعد ابتداء توبہ سے مرگیا ایک طالب علم نے کہ تحصیل بیحاصل کو ترک کر کے آپ کی ملازمت مین آیا اُسنے نقل کی کہ ایک روز آپ مسجد جامع مین بیٹھے تھے اور ایک گروہ اصحاب آپکے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے ہر شخص ایک امر کی نگہداشت مین جسپر وہ مامور تھا اور مین بھی موافقت کے لیے آنکھین بند کیے تھا اور نفی خاطر کر رہا تھا ناگاہ میری خاطر مین گذرا کہ سُنا ہے اس سلسلہ کے خواجگان قدس اللہ تعالے اسرارہم کبھی کبھی خاطر کسی پر جاتے ہین اور اُسکے باطن مین تصرف کرتے ہین اور ہرگز مثل اسکے کوئی امر آپ سے دیکھنے مین نہین آیا یہ بات تو ہے نہین کہ آپ کو قوت تصرف نہو پس ثابت ہے کہ ہماری استعداد مین قصور یا فتور ہے کہ آنکے تصرف کے قبول کرنے کے لائق ہم نہین ہین جب یہ خطرہ دوبار ہوا اور شغل باطنی سے باز رکھا یکایک دیکھا کہ دل میرا لرزا اور تڑپنے لگا اور بڑا تغیر میرے باطن مین پیدا ہوا مین نے سر اُٹھایا دیکھا کہ آپ تیز تیز مجھے دیکھ رہے ہین حال میرا بدل گیا قلق اور اضطراب باطن مین ظاہر ہوا آپ کی صورت دیکھنے اور اُس قسم کی نگاہ کی وجہ سے جو خلاف عادت تھا ایک عجیب کیفیت مجھ مین ہوئی کہ بے اختیار مین نے نعرہ مارا اور بیخود گر پڑا اور بہت دیر تک اُس بیخودی مین رہا جب افاقہ ہوا آپ کو یاروں کے ساتھ مراقبہ مین پایا اور ایک کیفیت قوی اپنے باطن مین پائی کہ ہرگز ویسی نہ دیکھی تھی اور دس روز کے قریب اُسکا اثر اپنے اندر دیکھتا تھا اور اُس سے بڑی لذت مجھے ملتی تھی اوائل حال مین کہ راقم الحروف جامع مسجد ہرات مین ہر روز آپ کی ملازمت مین پہونچتا تھا ایک روز آپ کے پیچھے مین نماز ادا کر رہا تھا دیکھا کہ آپ وقت قیام داہنے پانون پر کھڑے ہین اور بائین پانون کو آرام دیتے ہین خاطر مین آیا کہ نماز مین آداب قیام سے ایک یہ ہے کہ دونون پانون پر ٹھیک کھڑے ہون بغیر اسکے داہنی طرف یا بائین طرف جھکین الا جب کہ مانع شرعی ہو اور درد سے دونون پانون پر کھڑا ہونا دشوار ہو حالانکہ آپ کے پانوئین عارضہ کا اثر ظاہر نہین ہے یہ ترک ادب آپ سے کسی طرح ہے اور اس خطرہ نے غلبہ کیا جب نماز سے مین فارغ ہوا صحبت مین بیٹھے تھوڑی دیر سکوت کیا بعد ازان مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ایک روز لڑکائی مین والد مجھے زیارت حضرت بہاء الدین عمر قدس سرہ کے لیے لیگئے اور حضرت شیخ اُن دنون زیارتگاہ مین رہتے تھے اور اتفاق سے موسم جاڑے کا تھا اور ہوا نہایت سرد اور پانی یخ سے بندھا ہوا مجھے ایک سواری پر بٹھلایا اور پانون میرے ڈھک دیے تھے جب شہر سے ہم باہر آئے بایان پانون میرا کھل گیا اور مین نے نہایت حیا اور ادب سے کچھ نکہا اور دم نمارا اور مجھے خود اتنی قدرت نہ تھی کہ اپنے پانوئین ڈھک لون اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی ایسا

پانون سردی مین اینٹھ گیا یہان تک کہ زیارتگاہ ہم پہونچے ایسا پانون میرا کام سے گیا تھا کہ مجھے سواری
سے اُتارا بہت عرصہ مین تھوڑی حس و حرکت میرے پانون مین ہوئی اُس روز سے پانون مین نقص آگیا
ہو کہ نماز مین پورا اُسپر نہین کھڑا ہوا جاتا۔ ایک شب مین نے خواب دیکھا کہ مسجد جامع ہرات کے صحن مین
کھڑا ہون یکایک جناب مولانا ظاہر ہوئے اور مین اُنکی پیشوائی کے لیے آگے گیا دیکھا کہ دونون آنکھ
آپکی جاتی رہی ہین اس صورت سے نہایت متوحش اور غمناک ہوا صبح جو آپ کی ملازمت مین گیا متفکر
تھا کہ یہ خواب آپ سے کس طرح عرض کرون اور دیکھیے اسکی تعبیر کیا ہو آخر یہ بات قرار دی کہ کچھ نکہون اور
منتظر رہون شاید کہ آپ کوئی بات فرمائین کہ یہ مشکل حل ہو بڑی دیر تک صحبت سکوت سے گذری اور
یہ تشویش خاطر سے نہین جاتی تھی بعد از انتظار بسیار آپ نے سخن آغاز کیا اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا
کہ انسان کی دو آنکھہ ہین ایک عالم ملک کی ناظر ہو اور دوسری عالم ملکوت کی پس اگر کوئی خواب مین
دیکھے کہ ایک شخص کی داہنی آنکھ نابینا ہو اور بائین روشن ہو اُسکی یہ تعبیر ہو کہ نظر اُسکی عالم ملکوت سے
نابینا ہو اور اُسکی توجہ عالم ملک کی طرف ہو اور یہ حال اہل حجاب کا اور مرتبہ عوام کا ہو اور اگر خواب مین دیکھے
کہ اُسکی بائین آنکھ نابینا ہو اور داہنی آنکھ روشن ہو اُسکی یہ تعبیر ہو کہ نظر اُسکی عالم ملک سے نابینا ہو اور توجہ
اُسکی عالم ملکوت کی طرف ہو اور یہ واقعہ حال اہل کشف کا اور مرتبہ خواص کا ہو اور جو دیکھے کہ دونون آنکھ کسی
شخص کی اس گروہ سے نابینا ہو اُسکی تعبیر یہ ہو کہ نظر اُسکی ملک اور ملکوت اور عالم ناسوت سے بالکل ڈھپ جاوے
ہو اور عالم جبروت و لاہوت کا ناظر ہو اور یہ حال اخص خواص کا ہو تمام شد کلام او قدس سرہ واضح ہو
کہ اصطلاح صوفیہ قدس اللہ ارواحہم مین عالم ملک کہ اُسکو عالم خلق بھی کہتے ہین عبارت مرتبہ شہادت سے
ہو یعنے عالم جسم جسمانیات اُسکا مقعر دایرہ فلک الافلاک سے تا مرکز کرہ خاک ہو اور یہ یک عالم ہو کہ وجود اُسکا مدت
و مادت پر موقوف ہو اور عالم ملکوت کہ اُسکو عالم وید بھی کہتے ہین عبارت عالم ارواح اور روحانیات
اور فرشتون سے ہو اور وہ ایک عالم ہو کہ وجود اُسکا موقوف مدت اور مادت پر نہین ہو بلکہ بحکم امر حق
سبحانہ بے واسطہ اور بے سبب موجود ہوا ہو اور شیخ کمال الدین عبد الرزاق کاشی نے اپنے اصطلاحات
مین یون کہا ہو کہ اس عالم کو اس جہت سے عالم امر کہتے ہین کہ صرف امر کن سے موجود ہوا ہو اور حضرت شیخ الشیخ
محی الدین قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ اس عالم کو عالم امر اسوجہ سے کہتے ہین کہ اُسمین امر محض ہو اور
کوئی نہی نہین ہو اسواسطے کہ اس عالم کے لوگون کی استعداد کہ ملائکہ ہین اسطرح کی ہو کہ سنے مخالف کو نہین
راہ نہین ہو کہ نہی کو اُسپر مرتب ہونا چاہیے اور عالم جبروت عبارت عالم اسما و صفات الٰہی سے ہو اور عالم
لاہوت عبارت مرتبہ ذات سے ہو بلا اعتبار اسما و صفات کے اور عالم ناسوت عبارت عالم اجسام جسمانیات

سے ہو اور یہ لفظ لاہوت اور ناسوت کا کہ ایکدوسرے کے مقابلہ مین ہو منجملہ عبارات انصاری واصطلاحات
اِنکے سے ہو کہ کبھی صوفیہ اُسکو مرتبہ غیب وشہادت پر اطلاق کرتے ہین اور اللہ دانا تر ہی

ذکر آپ کی کیفیت انتقال کا دار الفنا دنیا سے دار البقاء آخرت کو

آپ کی وفات وقت چاشت شنبہ کے دن سترھوین رمضان ۹۰۴ھ نوسو چار مین ہوئی اسی سال
کے اوائل شعبان مین بہت باعث ہوئے اور بڑی کوشش کی کہ راقم الحروف کی نسبت داماد خواجہ
کلان ولد بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی خدمت مین ہو جاوے اور خود مجلس عقد مین
باتفاق مولانا استاذی رضی الدین عبد الغفور علیہ الرحمۃ والغفران کے حاضر ہوئے اور اُنکے حضور مین نکاح ہوا پھر تخمینا
چالیس روز کے بعد بیمار ہوگئے اور ابتداء اُنکے مرض کی روز شنبہ نوین رمضان تھی اور جمعہ کی شام
اس مہینے کی پندرھوین کو آپ کے پاس مین آیا بہت مہربانی کی اور فرمایا کہ اب تو ہمارے حضرت مولانا
قدس سرہ کی سلک اولاد مین آیا دوسرے کسیکو تیرے اوپر قدرت نہین اسکے بعد تو سایۂ حمایت اور
عنایت مین آپ کی ہو امیدوار رہ اور دل خوش رکھ کہ سب کام بامداد ہین اور بڑی نوازش اور پسندیدگی
کی اس اثنا مین بعضے اصحاب نے آپ کے پوچھا کہ آپ کے خدام آپ کے بعد کہان جائین فرمایا جہان اُنکا
زیادہ عقیدہ ہو کہا اگر آپ کے ہی گرد رہین تو کیسا ہو فرمایا دور نہین بعد ازین یہ عبارت کہی آنانکہ متعین اند ایشان
از حالی بحالی واز صفتے بصفتے نقل میکنند ترجمہ جو لوگ متعین ہین وہ ایک حال سے دوسرے حال مین اور
ایک صفت سے دوسری صفت مین نقل کرتے ہین - میری خاطر مین اُس عبارت کے معنی اس مجلس مین
یہ آئے کہ یعنے جو لوگ کہ متعین ہین مرتبۂ ولایت وارشاد مین دنیا سے کہ آخرت مین جاتے ہین بحکم ان اولیاء
اللہ لا یموتون ولکن ینقلون من دار الی دار ایک حال سے دوسرے حال مین نقل کرتے ہین اور یہ انتقال
وارتحال موجب انقطاع انکے فیض وفائدہ کا نہین ہو بلکہ جبتک کہ وجود بشریت کے مقید ہین ممکن ہی
کہ انکی فیض رسانی مین بوجہ عوارض بشری گاہ گاہ فتور واقع ہو لیکن جس وقت کہ اُس قید سے بالکل
خلاص پاوین اور عالم برزخ مین قدم رکھین ہرآئینہ انکا فائدہ اور فیض اتم واکمل ہوگا جیسا کہ سلطان
ولد فرزند بزرگوار مولانا جلال الدین رومی قدس سرہما نے وفات کے وقت مریدون سے کہا اگر روح میری
میرے بدن سے مفارقت کرے غم نکرو اور بلا امید مت ہو کہ جبتک تلوار میان سے نہ نکلے کوئی کام نہین کر سکتی
بعد ازان کہ خدمت مولانا نے وہ سخن کہا کسی نے اُن لوگون سے مراقبہ کا طریق پوچھا فرمایا طریقہ ہمارے مراقبہ کا
جو ہم کرتے ہین نادر اور بہی مستحسن ہو مگر اسکا حفظ دشوار ہی تمکو نفی واثبات کے طریق سے مشغول رہنا چاہیے
اور اُس حقیقت سے کہ تم اعتقاد کیے ہو کہ حق ہی ملنا چاہیے اور ہمیشہ اُس حقیقت کو آپ سے طلب کرنا ہی فرمایا

کہ اب باری وظیفہ دل کا یا اللہ ہو ہین نے آپ کا یہ سخن مولانا عبد الغفور علیہ الرحمہ سے عرض کیا فرمایا کہ اگر اس سے پیشتر مین یہ سخن سنتا اس سے زیادہ آپ کی ملازمت کرتا اور آپ کی نوبت صحبت پر افسوس کیا اور جب صبح شنبہ سولھوین تاریخ ہوئی خاک پاک طلب کی اور تیمم کیا اور اشارت سے نماز ادا کی اور طلوع آفتاب کا وقت تھا کہ انفاس نفیسہ آپ کے پے در پے آنے لگے اور تا وقت چاشت یہ حالت رہی اور اس اثنا مین شیخ تمام رکھتے تھے اور ایسا مفہوم ہوتا تھا کہ اپنے کو بڑی کوشش سے نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم پر متعین کیا تھا اور آپ کے انفاس نفیسہ سے کلمہ مبارک اللہ کا نکلتا تھا اور اس درمیان مین ایک زاہد صالح کہ اس طریقہ سے مناسبت اسکو زیادہ نتھی آپ کے سامنے بیٹھا تھا اسنے چلا کر کہا لا الہ الا اللہ لا الہ الا آپ نے دست مبارک سے اشارہ اسکے منھ کی طرف کیا کہ لا الہ الا اللہ نکہو خدمت مولانا عبد الغفور نے علیہ الرحمۃ والغفران حاضر تھے اسکو کہا کہ کلمہ اللہ کہو اسنے بلند کہا اللہ اللہ آپ نے اپنے ابروے مبارک سے اشارت کی کہ یہی کلمہ کہو یعنے یہ مقام نفی و اثبات کا نہین ہے بلکہ مقام صرف اثبات کا ہے اسیطرح اللہ کہتے ہوے نفس مبارک آپ کا منقطع ہوگیا اور روز یکشنبہ سترھوین مہینے کی آپ کی نعش کو خیابان لیگئے اور خاص و عام شہر اور گرد نواح ہرات نے صحراے عیدگاہ مین آپ کے اوپر نماز ادا کی اور تخت مزار حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے مرقد کے پیچھے دفن کیا اور چار مہینے کے بعد ایک ایسی صورت واقع ہوئی کہ آپ کے بعض اصحاب نے اصرار کیا اور آپ کو وہان سے حضرت شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری قدس سرہ کے حوالی مزار فائض الانوار مین کازرگاہ لیگئے اور اس حظیرہ مین کہ حضرت مولانا نے اپنے واسطے بنایا تھا دفن کیا اور بعضے بزرگون نے آنکی تاریخ وفات مین یہ قطعہ موزون کیا قطعہ شیخ روجی

کہ بود ز استغراق + زبدۂ عارفان روے زمین + کرد پرواز از نشیمن خاک + روح پاکش باوج علیین + مرشد عصر بود و تاریخش + ز اتفاقات وہ برگشت ہمین + ترجمہ شیخ روجی جو تھا باستغراق + زبدۂ عارفان روی زمین + خاک کے گھر سے کر گئی پرواز + روح پاک اسکی تا علیین + مرشد عصر تھی یہی تاریخ + ہوگئی اتفاق سے تحقیق

مقالہ تمام ہوا جسمین ذکر طبقہ خواجگان سلسلۂ شریفہ نقشبندیہ کا تھا قدس اللہ ارواحہم العلیہ بعد اسکے تتمۂ مقاصد اور خاتمہ موعود کا شروع ہوتا ہے جسمین حضرت کے آبا و اجداد کرام و اولاد و اصحاب عظام کا اور حضرت کے احوال و اطوار اور خصائل اور فضائل اور معارف اور لطائف اور کرامات اور خوارق عادات

اور انتقال و ارتحال کا ذکر ہے۔

پوشیدہ نرہے کہ جملہ حکایات و امثال حقایق و دقایق سے کہ اثنا احوال مین حضرت سے بے واسطہ مسموع ہوے اور دوسرے مقصد مین بیان ہونگے تھوڑے اس قبیل سے ہین کہ حضرت امیر عبد الاول اور خدمت

محمد قاضی رحمہا اللہ تعالے اپنے مسموعات مین لائے ہین از انجا کہ مین نے بھی حضرت سے اُن باتون کو بے واسطہ سنا تھا جائز نہ رکھا کہ اُسکو فرو گذاشت کرون اور اس مجموعہ شریفہ مین نہ لاؤن ضرورتاً وہ چند نقل مسموع بھی اُس عبارت کے ساتھ کہ وہ عزیز لائے ہین وارد کیا تا کہ بحکم ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا ترجمہ ہر آئینہ اللہ تمکو حکم دیتا ہی کہ امانت کو اُسکے اہل کے حوالہ اور ادا کرو۔ بلا آمیزش خیانت کے عہدہ ادائے امانت سے باہر آؤن اور اللہ ہی کے ساتھ توفیق ہی اور اُسیکے ہاتھ مین باگ تحقیق کی ہی ۔

مقصد اول اسمین ذکر ہی حضرت کے باپ دادا اور اقربا کا اور تاریخ ولادت اور احوال ایام طفولیت کا اور تھوڑا ذکر حضرت کے فضائل اور اخلاق و اطوار کا اور ابتداء سفر اور مشائخ زمان کی ملاقات کا جو ماوراء النہر اور خراسان مین ہوئین اور اس مقصد مین تین **فصل** ہین ۔ **فصل اول** حضرت کے آبا و اجداد اور اقربا کے ذکر مین ہی **فصل دوم** مین حضرت کی تاریخ ولادت اور احوال طفولیت اور کسیقدر شمائل و اخلاق و اطوار کا ذکر ہی فصل سوم حضرت کے ابتداء سفر اور مشائخ زمانہ کی ملاقات کے بیان مین ہی

فصل اول آبا و اجداد و اقربائے حضرت کے ذکر مین ۔ مخفی نرہے کہ اکثر آبا و اجداد و اقربائے پدری و مادری حضرت کے صاحب علم و عرفان اور صاحب ذوق و وجدان ہوئے ہین ان اوراق مین بعضے احوال اُنکے اور اصحاب و خلفاء اُنکے بر سبیل اجمال مذکور ہوتے ہین

خواجہ محمد الشامی رحمہ اللہ

حضرت کے جد اعلے تھے اور اصل مین بغداد سے ہین اور مشہور خوارزم سے ہین اور شیخ عالم عامل امام ربانی ابوبکر محمد بن اسمٰعیل قفال شاشی علیہ الرحمہ کے اصحاب سے تھے کہ بڑے علماء شافعیہ سے ہین شیخ ابوبکر قفال کے مقامات مین مذکور ہی کہ انھون نے عمر کے سال کو تین قسم کیے تھے ایک سال کفار کی جنگ کو روم کی طرف جاتے تھے اور ایک سال حج اسلام کرتے اور ایک سال اپنی ولایت مین رہتے تھے اور علوم شریعت و طریقت کی تعلیم مین مشغول رہتے جس سال کہ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وکرامۃ کے لیے گئے تھے وہان سے مراجعت کرکے بغداد مین جب پہونچے خواجہ محمد شامی کہ بغداد کے نامی گرامی اعیان سے تھے حضرت شیخ کی صحبت مین گئے ہین اور آپ کے مرید ہوئے اور وطن مالوف چھوڑ کر اپنے ساز و سامان اور عیال اطفال کے ساتھ ہمراہ شیخ ولایت شاش مین گئے ہین اور بقیۃ العمر وہین سکونت کی ہی اور آخر حیات تک شیخ کی خدمت اور ملازمت مین رہے ہین ۔ حضرت شروع احوال مین جب ولایت شاش مین رہا کیے زیارت قبر شیخ کی مداومت رکھتے اور فرمایا کرتے کہ حضرت شیخ بحسب حمایت

بہت مددگار ہین منقول ہے کہ ایکروز اسمعیل اتا جسکا ذکر سلسلہ خواجہ احمد یسوی قدس سرہ مین آچکا ہے قبر شیخ کے سامنے گذرتے وقت وہان کے کسی آدمی سے پوچھا کہ شیخ کو وفات پایے کتنے برس گذرے ہین لوگون نے کہا بڑا زمانہ گذرا اور تاریخ یاد کی اسمعیل اتا نے کہا کہ برائی لکھا نس کام مین نہین آتی یہ کہنا تھا کہ ہوا سے ایک گھاس کا تنکا بہہ کر اُسکی آنکھ مین گر پڑا اور باہر نہ نکلا اور آنکھ مین خلش کرتا رہا یہان تک کہ وہ آنکھ جاتی رہی۔

شیخ عمر باغستانی رحمہ اللہ

موضع باغستان سے تھے کہ تاشکند کے پہاڑ کے تلے سے ہے اور یہ شیخ عبد اعلے اور ہی حضرت سکے ہین اور شیخ کی نسبت سولہ واسطون سے عبد اللہ بن عمر بن الخطاب کو پہونچتی ہے رضی اللہ تعالے عنہما اور اصحاب بزرگ قطب الواصلین شیخ مجذوب محبوب شیخ حسن بلغاری سے تھے اور شیخ حسن مرید شیخ شمس الدین محمد رازی کے ہین اور وہ مرید شیخ حسین سقا کے اور وہ مرید شیخ ابو النجیب سہروردی کے اور وہ مرید شیخ احمد غزالی کے اور وہ مرید شیخ ابوبکر نساج کے اور وہ مرید شیخ ابو القاسم گرگانی کے قدس اللہ ارواحہم اور نسبت شیخ ابو القاسم کی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کتاب کے شروع مین وارد ہو چکی ہے اور شیخ حسن دراصل بلغار سے تھے کہ ایک قصبہ معروف آذربیجان کا ہے اور باپ اُسکا خواجہ عمر نام بڑے تجار سے تھا اور شیخ حسن بائیس سال کی عمر مین کفار کے ہاتھ دشت قپچاق مین گرفتار ہوا اور اُسکو اسیر کر لیگئے اور سات برس اُنکے درمیان رہا اور تیس برس کے سن مین جذبۂ قوی سے مشرف ہوا اور توبہ و انابت اور عالم کے اطراف و جوانب مین سیر کی اور بہت سے اولیا اور مشائخ بزرگ کو دیکھا اور نو سال بلغار مین رہا اور تین سال بخارا مین اور ستائیس برس کرمان مین اور ایک سال داغستان تبریز مین رہا سن شریف اُسکا جیسا کہ اُسکے کلمات قدسیہ سے معلوم ہوتا ہے ترانوے برس کا ہوا ہے کسواسطے کہ آپنے فرمایا ہے کہ مین تیس برس کی عمر مین جذبۂ الٰہی سے مشرف ہوا اور مین ایک قطب ہون کہ قلب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر واقع ہوا ہون اور مجھے کچھ اسمین شک نہین ہے اور جس طرح کہ آنحضرت کی عمر تریسٹھ برس کی ہوئی ہے سال میری عمر کے بھی ابتدا جذبہ سے آخر حیات تک تریسٹھ ہونگے اُسکی وفات شب دوشنبہ بائیسوین ماہ ربیع الاول ۷۹۵ھ سات سو پچانوے مین ہوئی ہے اور قبر مبارک اُسکی سرخاب تبریز مین ہے اور اُس تین سال کی مدت مین کہ حضرت شیخ حسن بخارا مین رہے ہین خدمت شیخ عمر باغستانی اُنکی صحبت اور خدمت مین رہے اور کمالات حاصل کیے حضرت فرماتے تھے کہ جب مین مولانا یعقوب چرخی کی ملازمت مین پہونچا احوال میرا پوچھا فرمایا کہ کہان کا رہنے والا

مین نے کہا ولایت شاش کا کہا حضرت شیخ عمر باغستانی سے تجھے کوئی نسبت ہی مجھے بھلا نہ معلوم ہوا کہ پہلی دفعہ مین اپنی قرابت شیخ کے ساتھ ظاہر کرون چھپایا اور کہا میرے ابا مرید و معتقد اُس خانوادہ کے سبب ہین حضرت مولانا نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین قدس سرہ اُنکے طریقہ کے معتقد تھے اور پسند کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ اُنکے طریقہ مین جذبہ استقامت جمع کے ساتھ ہی پھر مولانا یعقوب نے کہا کہ یہ اچھی تعریف ہی کس واسطے کہ بعد از ظہور جذبہ اور اُسکے استیلا کے کہ عبارت نسبت ذوقیہ سے ہی استقامت شریعت مین اکثر دشوار ہی اس قبیل سے ہی کہ اہل جذبہ کو استقامت نہین ہوتی الا مضبوط آدمی جمع کر سکتے ہین پس حضرت خواجہ شیخ عمر کی کمال قوت کے ساتھ تعریف کرتے تھے

رشحہ ۱ حضرت فرماتے تھے کہ شیخ عمر بڑے فرزند اپنے خاوند ظہور کو کہا کرتے کہ ظہور ملا نہ ہو صوفی نہ ہو یہ نہو وہ نہو مسلمان ہو۔

رشحہ ۲ فرماتے تھے کہ کوئی شخص دور کے راستہ سے حضرت شیخ عمر قدس سرہ کے پاس آیا تھا کہ طریقہ حاصل کرے فرمایا جس موضع مین تو تھا مسجد تھی کہا کہ تھی پوچھا کہ احکام مسلمانی جانتا ہی کہا جانتا ہون کہا کہ تیرا یہان آنا بیفائدہ ہی عبادت کے احکام معلوم اور جائے عبادت معلوم پلٹ جا اور مشغول ہو۔

رشحہ ۳ فرماتے تھے کہ شیخ عمر نے فرمایا ہی کہ مرید کے دل کو غیر سے خالی کرتا ہون اور جناب احدیت کی طرف ناظر کرتا ہون یہ سب کچھ کرتا ہون لیکن نہین کرتا ہون۔

شیخ خاوند ظہور رحمہ اللہ

یہ فرزند بزرگوار حضرت شیخ عمر کے ہین علوم ظاہر و باطن کے عالم تھے اور ظل عاطفت اور تربیت والد شریف اپنے مین درجات عالیہ اہل ولایت کو پہونچے ہین اسکے باوجود صحبت بعض مشائخ ترک سے بہت فوائد حاصل کیے حضرت نے اپنے چچا خواجہ محمد علیہ الرحمۃ سے نقل فرمائی ہی کہ اُنھون نے کہا شیخ خاوند ظہور ترکستان گئے ہین اور تنکوز شیخ کے ساتھ کہ خاندان آتا یسوی کے بزرگون سے تھے صحبت رکھی اور اُس سے فائدے حاصل کیے ہین جب اُسکے گھر اُترے شیخ نے کھانا پکایا اور اُسکی ضعیفہ مسلطہ تھی جو خدمت مین کہ عورتون سے تعلق رکھتے ہین آش کا پکانا اور روٹی بنانی وہ یہ کام نکرتی تنکوز شیخ اپنے نفس سے آش پکاتے ایندھن گیلا تھا آگ نہین جلتی تھی اور شیخ اپنا سر چولھے اور راکھ کے قریب لیجا کر اہتمام کرتے کہ آگ جلے ضعیفہ آئی اور ایک لات شیخ کے سر پر چڑی اسطرح سے کہ اُسکا سر اور ڈاڑھی راکھ مین آلودہ ہوگئی شیخ نے اُسکے ظلم پر صبر کیا اور کچھ نکہا بعد از پخت اور فراغت کے کھانا کھانے سے تمام واقعات اور مشکلات شیخ خاوند کو خلوت مین کہے اور آپ نے سب کو حل فرمایا اور شیخ محمد غلوی نام شخص ملازم شیخ خاوند کا تھا کہ طریقہ

اُسکا آپ کے نزدیک پسندیدہ نہ تھا اور بارہا اُسکی دو ! کرنیکی فکر مین ہوئے مگر وہ اصرار کرتا اور آنکے پاس سے نہین جاتا اور ترکستان کے سفر مین بھی وہ ساتھ رہا بعد چند روز کے کہ شیخ خاوند طہور نے تنکوز شیخ سے تحصیل ترقی اور استفادہ اور استفاضہ کیا آخر مین تنکوز شیخ نے انسے کہا کہ یہ مرد خلوتی تمھاری صحبت کے مناسب نہین ہی اور کہا کہ مین کل رخصت کے وقت اُسکو ہدیہ دونگا تم اُسکے مرتبہ کو اُس ہدیہ سے معلوم کروگے دوسرے دن کہ شیخ خاوند طہور چلنے کو تیار ہوئے تنکوز شیخ نے تبرک کیا یعنے ایک دف بزرگ سے زرہ شیخ محمد خلوتی کو دیا اور اسکے قبول کرنے مین تردد کرتا تھا شیخ خاوند طہور نے فرمایا کہ تبرک شیخ کی تبرک ہے بے حکمت نہوگی قبول کر لو اسکے بعد قبول کیا اور شیخ خاوند طہور بخارا کی طرف چلے جب اُس مقام پر پہونچے کہ وہ راہ تھا ایک خوارزم گیا تھا اور ایک بخارا کو شیخ خاوند طہور نے اُسکو کہا ہماری صحبت تمھارے ساتھ آئندہ نہین ہے تمھین چاہیے کہ خوارزم کی طرف جاؤ اور اُسطرف روانہ اُسے کردیا اور خود بخارا کی جانب متوجہ ہوئے اور اُس سے کہدیا کہ تنکوز شیخ کا ہدیہ اشارہ اسکا ہی کہ تیرے پاس ناقص العقل آدمی جمع ہونگے جیسے تبرک کی آواز سے لڑکیان اور بے عقل جمع ہو جاتے ہین اور ایسا ہی ہوا کہ جب وہ خوارزم گیا بعضے جاہل اور عوام الناس اُسکے پاس اکٹھے ہوئے اور اُسکے مرید ہوئے اس سلسلے کے بعض عزیزون سے قدس اللہ ارواحہم سنا ہی کہ جب تنکوز شیخ نے خلوت مین وقائع اور مشکلات شیخ خاوند طہور کے حال کے ہین آپ نے کہا یہ بھی دوسری مشکل ہماری حل کرو کہ باوجود کمالات معنوی اور علوم وہبی کے وہ کیا تحمل تھا کہ اپنی منکوحہ کے ظلم پر آپ نے کیا اور اسکو بے ادبی پر نہ جھڑکا شیخ نے کہا کہ ہمارے لیے ان علوم اور احوال کا ظہور اسلیے ہی کہ ہم جاہلون کی جفا کا تحمل اور اُسپر صبر کرتے ہین۔

رشحہ[۱] حضرت نے فرمایا ہی کہ شیخ خاوند طہور کی تصنیفات طریق صوفیہ مین ہے اپنے ایک رسالہ مین لکھا ہی کہ توحید کے معنی یگانہ کرنا بدن کا شہوات کی عبادت کے لیے ہے اور یگانہ کرنا دل کا خطرات سے عبودیت کے لیے حضرت حق واحد ہے اور توحید واحد کی محال ہے جیسا کہ کہا گیا بیت ما وحد الواحد من واحد + اذ کل من وحدہ جاحد + ترجمہ کسی ایک نے واحد کی توحید نہین کی اسواسطے کہ ہر ایک واحد کی توحید سے منکر ہے۔

رشحہ[۲] شیخ ہی نے فرمایا ہی کہ جا دشمن سے دل کو شاد وست کے طلب کرنے کی کیا حاجت ہے اور آپ کے اشعار معارف کے مضمون کے بہت ہین اور حضرت کبھی کبھی معارف اور لطائف کے بیان مین کچھ اُنمین سے پڑھا کرتے ازانجملہ یہ تین ہین ابیات نگاہبان دو چشم است چشم دلداری + نگاہدار نظر از رخ دگر یاری بلا مباد کہ چشمش بچشم تو نگرد + ز درون چشم تو بنید خیال اغیار سے + کجا ست در ہمہ عالم چنان سر اندازی

کہ عاشقی بخیالش ادا کند رازی ٭ ای بخبران عشق مورزید کہ عیب ست ٭ الا بجالی کہ پس پردۂ غیبست ٭
شیرزادِ بیشۂ عشقم قوی درکار خود ٭ گو حریف من بیا تا زور بازو بنگرد ترجمہ دلدار کی چشم دونون آنکھ کی
نگہبان ہی پس دوسرے یار کی صورت سے نظر کر نگاہ رکھ خبردار ایسا نہو کہ تیری آنکھ کو اُسکی آنکھ دیکھ لے
اور تیری آنکھ مین اغیار کا خیال مشاہدہ کرے تمام دنیا مین ایسا معشوق کہان ہی کہ ایک عاشق اُسکے
خیال سے اپنا راز کہے ای بیخبر و عشق اختیار نکرو کہ عیب کی بات ہی الا اُس جمال کا کہ پردۂ غیب کے پیچھے ہی
شیرزادہ عشق کے جنگل کا ہون اپنے کار مین مضبوط اور توانا ہون حریف سے کہدو کہ آؤ تاکہ میرا زور بازو دیکھے

خواجہ داؤد رحمہ اللہ تعالے

یہ شیخ خاوند طہور کے فرزند ہین اور والدہ حضرت کی خواجہ داؤد کی صاحبزادی اپنے آبا کرام کی طرف
سے سید تھین۔ اور شیخ خاوند طہور کے والد بھی طبقہ سادات سے تھے اور خواجہ داؤد علیہ الرحمہ صاحب
آیات و کرامات اور مالک خوارق عادات تھے منقول ہی کہ جب حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ
ولایت اندجان سے سمرقند کو گئے ہین اپنے ایک شخص خاص کو شاش کی راہ سے خواجہ داؤد کے پاس
سفر حجاز کے استخارہ کو بھیجا تھا جب وہ قاصد الٹا پھرا خواجہ داؤد نے اُسے ایک پوستین لومڑی کی دی
اور حضرت خواجہ محمد پارسا کے لیے تبر تیشہ (کاٹنے اور کھودنے کا اوزار) بھیجا اتفاق سے اُن دنون ہوا
بہت گرم تھی اُس قاصد کی خاطر مین گذرا کہ یہ کیا وقت انعام پوستین کا ہی پھر سوچا کہ اولیاء اللہ کے
کام حکمت سے خالی نہین جب تبر تیشہ حضرت خواجہ کے سامنے لاکے فرمایا کہ اسے اچھی طرح رکھ چھوڑو
کہ اسکے اندر کچھ بات ہوگی کہتے ہین کہ جب حضرت خواجہ کو مدینہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وسلم مین موت آئی قبر کھودنے کا اوزار تھا اُس تبر تیشہ سے قبر مبارک آپ کی کھودی ہی اور اُس قاصد
کو جو پوستین دی تھی اتفاق ایسا ہوا کہ راستہ مین بہت جاڑا پڑا کہ اگر وہ پوستین نہوتی تو قاصد مرجاتا اُس
دن حکمت پوستین دینے کی اُسے ظاہر ہوئی۔ حضرت سید عبدالاول قدس سرہ نے اپنے مسموعات
مین لکھا ہی کہ اخیر عشرہ ذیقعدہ ۸۸۸ھ آٹھ سو اٹھاسی مین حضرت تاشکند مین حضرت شیخ خاوند طہور کے
مزار پر تھے لوگون نے پوچھا کہ حضرت شیخ کے انتقال کو کتنے برس ہوئے ہین فرمایا کہ ۶۲ تریسٹھ سال ہوئے کہ خواجہ
داؤد کا انتقال ہوا آپ اُسوقت سات برس کے تھے اور خواجہ داؤد کی مدت عمر بہتر سال تھی چنانچہ اس سال
آٹھ سو اٹھاسی مین ایک سو ۱۲۷ ستائیس برس ہوئے۔

بابا آبریز رحمہ اللہ تعالے

یہ حضرت عمر باغستانی کے بڑے اصحاب سے ہین اور جذبۂ عظیم اُنکو تھا اُنسے پوچھا کہ تمہین آبریز کیون کہتے ہین

فرمایا کہ جب حق سبحانہ روز ازل مین آدم کی مٹی گوندھتا تھا مین اُس مٹی پر پانی گراتا تھا اُس روز سے ابریز
میرا لقب کر دیا وہ ابتدا او جذبہ اور غلبۂ جذبہ مین جب کبھی سے . . . راہ دشت لڑکون کی طرح بوریا و تنکون سے
تیر کمان بناتے اور ایک تیر اُسمین سے ہر ایک کی طرف پھینکتے اُسیوقت . . وہ گرتا او . مر جاتا ۔ کہتے ہین اُسکی
ایک گائے تھی کہ کبھی اُسپر کوئی چیز لاد کر بطور ہمارا شیخ عمر باغستانی کے پاس آدمی بغیر بھیجے اور اُنکے بیچ مین
کئی فرسنگ کا فاصلہ تھا جو شخص راستہ مین اُس گائے کے . . . . اُسکے سبب . . . . پیدا ہوتا
کسی کو مجال تصرف نہ تھی وہ گائے اکیلی . جاتی اور آتی اور کوئی اُسکو نہین ہانکتا

شیخ برہان الدین آبریز رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ بابا ابریز کی اولاد اور احفاد سے ہین وہ بھی جذبہ قوی رکھتے تھے اور بابا ماچین کے مرید جو ایک بزرگ ماچین
کے تھے ولایت شاش مین آئے اور تاشکند مین سکونت کی حضرت نے فرمایا کہ پہلی دفعہ جو حضرت سید قاسم
تبریزی قدس سرہ سمرقند مین آئے ہین شیخ برہان الدین اُنکی ملاقات کو گئے اتفاقاً حضرت سید چار زانو بیٹھے
تھے اور اصحاب جمع تھے شیخ برہان الدین کو اس قسم کی نشست اُنسے خوش نہ آئی کہا تم شیخ ہو جب تم چار زانو
بیٹھو گے تو مرید تمھارے سوئینگے ایسی نشست تمھین مناسب نہین ہے اور اس باب مین بہت مبالغہ کیا حضرت سید
کے اصحاب اُنسے بخشونت پیش آئے اور اُنھون نے اپنا مبالغہ نہ چھوڑا جب تک کہ حضرت سید کو دو زانو
نکیا ایک ساعت بعد حضرت سید طہارت خانہ مین گئے اور ہر طرف سے اصحاب جیسے میر مخدوم اور حافظ سعد سیاف
وغیرہ نے شیخ برہان سے تعرض کرنا شروع کیا اور مشکل باتین توحید کی اُنسے پوچھین اُنھون نے کہا مین یہ باتین نہین جانتا
اسقدر جانتا ہون کہ حضرت سید کا باغبان تین روز مین مرتا ہے اُسکے بعد حضرت سید کو فالج کا عارضہ ہوگا اور اُس مجلس
سے اُٹھے اور باہر آ گئے جب حضرت سید طہارت خانہ سے باہر آئے پوچھا کہ یہ عزیز کہان گیا یارون نے قصہ کہہ سنایا
اور حضرت سید نے اُنکو تعرض پر ملامت کی جب تین روز اس صحبت پر گذرے باغبان مرگیا اور ان چند روز
مین ہوا نہایت گرم تھی حضرت سید گرمی کے دفع کے لیے ایک یخ دان مین آئے اور سو رہے جب بیدار ہوئے
فی الفور فالج اثر کر گیا اس سبب سے حضرت سید شیخ برہان کے ساتھ نیازمندی اور حسن عقیدہ کے مقام پر آ گئے
ہر تیسرے روز چند سیر مصری کرمانی اور چند سیر مصری سفید شیخ برہان کے لیے بھیجتے تھے حضرت فرماتے تھے کہ دوسری مرتبہ
جو سید قاسم سمرقند مین آئے تھے مین شیخ برہان کو اُنکے پاس لیگیا اول نہین پہچانا مین نے کہا اُنکی ملاقات آپ
سے ہی محلہ کفشیر کے باشندہ ہین اور شیخ برہان الدین اُنکا نام ہے حضرت سید نے پہچانا اور پھر اُنسے مصافحہ کیا
اور روئے اُسکے بعد فرمایا کہ مین قاضی زادہ روم سے تمھارا حال بہت دریافت کرتا تھا اور اُنھون نے کوئی جواب
نہ دیا اور مین نے تمھارے حال سے کچھ خبر نہ پائی تھی الحمد للہ کہ تمکو سلامت پایا حضرت فرماتے تھے کہ حضرت سید

شیخ برہان سے لات کھائے ہوئے تھے اور بار ہا آپ فرماتے تھے کہ شیخ برہان الدین سے مین نے سنا ہی کہ کہتے تھے آداب مین کھانا کھانے کے لکھا ہی کہ تمہارے دسترخوان پر کریخ کوئی نکر دینے چاہیے کہ کودے کی ہڈی کو سختی سے رکابی اور روٹی پر نہ مارو

شیخ ابوسعید آبریز رحمہ اللہ تعالی

یہ بھی بابا آبریز کے پوتون مین سے ہین اور شیخ برہان الدین اُنکے نانا ہین ابوسعید شیخان مشہور اور محلہ کفشیر مین بیٹھتے تھے بزرگ و مجذوب تھے اور مستقیم الاحوال حضرت اُنکے بہت معتقد تھے اور وہ حضرت سے کمال اخلاص اور آداب رکھتے اور حضرت کی ملازمت کرتے مولانا محمد قاضی نے کہ حضرت کے خادمان مقبول سے ہین اور تیسرے مقصد مین ذکر اُنکا آئیگا کتاب سلسلۃ العارفین مین کہ زیادہ اُسکا حضرت کے ذکر شمائل اور مناقب مین ہی لکھا ہی کہ ایک بار سمرقند مین تبری وبا پھیلی اور حضرت کوچ مین دشت عباس گئے اور جوے عباس کے کنارہ بیٹھے اور اُس حوالی مین تمام زراعت شیخ ابوسعید کی تھی اور پختگی کے قریب آ گئی مدام حضرت کی صحبت مین آتے جاتے اور کبھی اپنی کھیتی کی طرف نظر نہ ڈالی اور اپنے متعلقان سے کو کھیتی کی طرف بجانے دیا کہ اُسکے ضبط و جمع کا اہتمام کرے ہرچند حضرت نے فرمایا کہ کھیتی کے کام کاج مین مشغول ہو اور ہمارے آنے کو اُس شغل کا حارج نکرو اثر نہوا اور اصلا کھیتی کیطرف رخ نہ کیا آخر کار یارون کی ایک جہت نے حضرت کے فرمانے سے شیخ کا غلہ درو کیا اور دانہ نکالا اور شیخ کے لیے بھیجدیا حضرت فرماتے تھے کہ ابوسعید مالدار ہین ہی کہ اس حاصلات کے جاتے رہنے سے مضائقہ نکرے لیکن اسوجہ سے کہ کمال ادب و احترام کرتا تھا ایسا برتاو کیا۔ اور اُسی کتاب مین لکھا ہی کہ شیخ ابوسعید کے مرنے مین حضرت نے فرمایا کہ خواجہ الدین غجدوانی علیہ الرحمہ کے فوت مین خواجہ ابونصر پارسا قدس سرہ نے وعظ کہا ہی اور فرمایا کہ خواجہ علاء الدین ہمارے ہمسایہ تھے اور ہم اُنکی حمایت اور برکت و ہمت مین رہے اب جوار رحمت الٰہی مین گئے تو خوب جانیے ہی کہ شیخ ابوسعید بھی ہمارے ہمسایہ اور استغفار کرنے والون سے تھے اور جب تک کہ ایک جماعت استغفار ہو بلا اور عذاب دور ہی استغفار وہ نہین ہی کہ کوئی زبان سے استغفر اللہ کہے بلکہ چاہیے کہ تمام قول و عمل اُسکے موجب مغفرت ہون اور یہ عزیز کہ ہم مین سے گیا اسی قبیل سے تھا اللہ اُسے جزاے خیر دے ابوسعید شیخان کی وفات سنہ ۸۹۴ھ آٹھ سو چورانوے مین ہوئی اور قبر کفشیر احاطہ مین ہی

شیخ بخشش رحمہ اللہ تعالے

یہ درویش خانوادہ شیخ عمر باغستانی کے قرابتیون سے تھے صاحب جذبات و احوال بدیہ حضرت فرماتے تھے کہ پہلی بار جو مین نے سمرقند سے ہرات کا ارادہ کیا خدمت مولانا سعد کاشغری قدس

اللہ تعالیٰ سرہ نہین چاہتے تھے کہ مین اُنسے جدا ہون ایک عزیز سمرقند مین خانوادہ خواجگان قدس اللہ
ارواحہم سے اور اصحاب شیخ بخشش علیہ الرحمہ سے تھا اور مرد آبادان کارگذار تھا اُسکو اِس معنی مین کچی پڑی تھی کہ
اِس عالم مین کیونکر رہنا اور کیا کام کرنا چاہیے خدمت مولانا سعد الدین نے آسنے میرے پاس سفارش کر کے
بھیجا وہ مجھے بازار مین ملا اور کہا نہار ہرات نہ جاؤ خدمت مولانا سعد الدین تمہارے جانے سے نہایت
ملول اور غمناک ہیں اور اِس باب مین بہت مبالغہ کیا مین نے جواب دیا کہ اُس ولایت کا بڑا اشتیاق ہے
اور ارادہ مصمم ہو چکا ہے مین رہ نہین سکتا کہا اگر جاتے ہو ایک میری وصیت قبول کرو کہ اُس سے کشائش
پاؤ گے بڑی مسافت مین جاتے ہو اور بھاری مطلب رکھتے ہو تم پر واجب ہے کہ شیخ عمر باغستانی کے
خانوادہ کی توجہ اپنا اوپر لازم کرو اور اس سے غافل نہو کہ مین نے شیخ بخشش کو جو اس خانوادہ کے طبقہ سے
ہین دیکھا ہے اور نسبت اُنسے لی ہے وہ کمال جذبہ کے ساتھ شریعت مین مستقیم ہین اور یہ بلند مقام ہے اور
بادشاہت سے ہے اور مرتبہ نہین ہوتا مگر بڑے قوت دارون کو اُسکے بعد یہ رباعی پڑھی اور مین نے یاد کر لی
رباعی عشق آمد شد چو خونم اندر رگ و پوست ÷ تا ساخت مرا تہی و پر ساخت ز دوست ÷
اجزای وجودم ہمہ دوست گرفت ÷ نامی است ز من بر من و باقی ہمہ اوست ÷ ترجمہ
عشق آیا اور رگ و پوست مین خون کی طرح بہ گیا ہے کہ مجھے خالی کیا اور دوست سے پر کر دیا
سب وجود کے اجزا سب دوست نے لیلیے مین برا نام مجھ پر باقی سب وہی ہے

مولانا تاج الدین درغمی رحمہ اللہ

یہ حضرت سے اصحاب بزرگوار سے ہین اور حضرت کے نانا مولانا تاج الدین کے پوتون سے تھے اور آپ
اپنے زمانہ کے اکابر سے ہین اور علوم ظاہر و باطن کے عالم اور کمال تقوے اور ورع اور فقر اور احوال
غایبہ اور کرامات ظاہرہ مین معروف تھے

رشحہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ سرہ نے سورۂ یسین کی تفسیر کے شروع مین حاشیہ پر لکھا ہے
کہ مولانا تاج الدین درغمی رحمہ اللہ نے تلاوت قرآن مین فرمایا ہے کہ حق تلاوت حضور قلب سے
پڑھنا ہے ساتھ فہم کے اور قبول امر کرنا اور باز رہنا مناہی سے اور عبرت حاصل کرنا قصون اور مثلون
سے اور مسرت وعدہ سے اور غم و گریہ عذاب کی وعید سے ہو

مولانا محمد لبشاغری رحمہ اللہ

قصبہ لبشاغر کہ ولایت سمرقند سے اُتر پورب مین ایک بڑا گانون ہے اور شہر سے چھبیس میل ہو خدمت
مولانا اپنے وقت بزرگ تھے علوم ظاہر اور اس گروہ کے علوم کے عالم ذر حقیقت اویسی تھے اور بچہ

ورزش شریعت اور متابعت سنت کے علوم باطنی اُنپر مکشوف اور ارباب ولایت کے احوال و مقامات میسر ہوے اور یہ خدمت مولانا تاج الدین درغمی کے قرابتیون سے ہین اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ نے اُنکو دیکھا ہی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا محمد لشپاغری سے مجھے قرابت بواسطہ مولانا تاج الدین درغمی کے ہی رحمہما اللہ

خواجہ ابراہیم شاشی رحمہ اللہ

حضرت کے ماموں ہوتے ہین عالم عارف اور فاضل کامل اور اس گروہ کے ذوق و وجد سے بہرہ کامل اُنکو تھا اوائل حال مین حضرت سید شریف جرجانی علیہ الرحمہ کے سمرقند کے مدرسہ ابکی تیمور مین مصاحب رہے تھے اور اُنسے معمولی علوم حاصل کیے ہین اور اُنکے ہمراہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہٗ کی ملازمت کی ہی اور اُس مجلس عالی مین اس نسبت شریف کو حاصل کیا ہی حضرت فرماتے تھے کہ میرے ماموں خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ نے میری تعلیم کے سرے پر یہ بیت لکھی تھی کہ بیت پیداست حال مردم رندآنچنان کہ ہست + خرم کسیکہ فاش کند ہرنہان کہ ہست + فرماتے تھے کہ ایک روز میرے ماموں کی یہ کیفیت تھی کہ گورستان جاکر و یرہ مین پھرتے تھے اور درد دل کے ساتھ یہ بیت پڑھتے تھے اور روتے تھے بیت فراق دوست اگراندک است اندک نیست + درون دیدہ اگر نیم موست بسیار است + ترجمہ فراق یار اگرکم ہی کم نہین مجکو + ذری سا بال جو آنکھون مین ہی بہت تجکو + فرماتے تھے کہ اپنے ماموں سے مجھے یاد ہی یہ رباعی کہ پڑھا کرتے تھے رباعی تا بندہ زخود فانی مطلق نشود + توحید بنزد او محقق نشود + توحید حلول نیست نابودن تست + عارف بگذاف آدمی حق نشود + ترجمہ جب تک بندہ اپنے سے فانی بالکل نہو اُسکے نزدیک توحید ثابت نہو توحید حلول نہین ہی تیرا فنا ہونا عارف آدمی کی بیہودہ باتون سے حق نہین ہوتا

خواجہ عماد الملک رحمہ اللہ

خواجہ عماد الملک ایک شیخ ہوے ہین فاضل کامل اور حاجی حرمین اور منبسط الحال کہ حضرت کی ہمشیرہ اُنکے عقد مین تھین فرماتے تھے کہ خواجہ عماد الملک میرے بڑے باپ کے دیکھنے کو تاشکند آگئے تھے اور شب کو ہمارے یہان رہے رات بہت گذری تھی اور خدمتگار سب چلے گئے اور سو رہے ہین اور ایک لڑکا اُنکے سامنے رہے تھے اور مین چھوٹا تھا امید مجھسے نہ تھی کہ اسقدر بیٹھ سکونگا یہ میری نشست سے تعجب کرتے تھے اور باہم حکایات کہتے تھے اور مین سنتا تھا از انجملہ خواجہ عماد الملک نے یہ سخن فرمایا کہ سب احوال اور مواجید سے استقامت بہتر اور محبوب تر ہی جیسا کہ کہا ہی بیت یا رہم ملک استقامت دہ + کاستقامت زصد کرامت بہ + ترجمہ الٰہی مجھے استقامت کا ملک دے کہ استقامت سو کرامت سے بہتر ہی ۔ مولانا مسافر ایک عزیز مشائخ ترک سے تھے اور حضرت نے ابتداے سفر اور احوال مین اُس سے صحبت داری کی فرماتے تھے کہ اوائل مسافرت مین

ایک موسم زمستان کے مولانا مسافر کے ساتھ شاہرخیہ مین ہم حجرہ تھا ایک وقت مولانا مسافر ولایت شاش مین آئے تھے فرمایا کہ اُس زمانہ مین کہ فرکت مین ہم تھے خواجہ عماد الملک ہمارے پاس آئے تھے اور التماس کی تھی کہ انکو مین طریقہ بتلاؤن ہمنے کہا کہ اول تم وجود معنوی پیدا کرو اُسکے بعد ہم طریقہ بتلاوینگے اور تین روز کی تحصین مہلت دیتے ہین خدمت خواجہ عماد الملک نے تین روز بعد کہا کہ ابتک بھی کچھ نہ کہا حضرت نے فرمایا کہ مین نے مولانا مسافر سے کہا کہ تعجب ہے خدمت عماد الملک نے نہین کہا کہ ہمکو وجود معنوی حاصل ہے مولانا مسافر نے کہا کہ وجود معنوی کیا ہے مین نے جانا کہ وجود معنوی جو مولانا مسافر کہتے ہین وجود معنوی مصطلح نہین ہے مین نے کہا کہ وجود معنوی وہ ہے کہ طالب وجود معنوی ہے مولانا مسافر نے تعجب کیا کہ اور کہا دیکھتے ہو کہ ہماری صحبت کے سبب لطافت اور آگاہی ایسی باتون کی تمکو کیسے حاصل ہوگئی ہے حضرت نے فرمایا مولانا مسافر نہین جانتے تھے کہ ہم اُسکو قبل از صحبت اور ملاقات اُنکی جانتے تھے انتہی کلامہ۔ پوشیدہ نہو کہ وجود معنوی باصطلاح صوفیہ قدس اللہ اسرارہم عبارت ولادت ثانیہ سے ہے کہ وہ سالک کا باہر آنا رحم طبیعت اور اُسکے احکام سے ہے جیسا کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے فرمایا کہ ہرگز ملکوت آسمان مین وہ شخص نہ داخل ہوگا جو دو مرتبہ پیدا نہین ہوا اور جو شخص وجود معنوی سے باینمعنی کہ مذکور ہوے مشرف ہوا ہو ہر آئینہ اُسکو حاجت اُسکی نہوگی کہ کسی سے طریقہ چاہے پس وجود معنوی اس محل مین محمول اُسپہ ہوگا کہ طالب اس وجود ثانی کا ہے اور وہ شخص جو طالب وجود ہوا اس سبب سے ہے کہ اس وجود کے نور سے ایک اثر اُسپر چمکا بس مجازاً کہہ سکتے ہین کہ اُسکو یہ وجود معنوی حاصل ہے اور اللہ دانا تر ہے۔ ایک بزرگ حضرت کے چچیرے بھائیون سے اُس زمانہ مین تاشکند سے آئے تھے اُنکے سامنے یہ ذکر ہوا فرمایا کہ آخر الامر مولانا مسافر نے خواجہ عماد الملک کو طریقہ بتلایا ہے اور خدمت خواجہ مریدان مولانا سے تھے اس سلسلہ کے حضرات سے سنا گیا کہ فرمایا بخارا مین ایک پیر مین نے دیکھا کہ اخلاف مولانا مسافر سے وہ کہتا تھا حضرت مولانا نفاست اور طہارت لباس اور تمام آداب شریعت اور طریقت مین بڑی احتیاط اور کمال اہتمام رکھتے تھے ایک روز اُنکے پاس مین بیٹھا تھا کہ ایک رنگریز دو کپڑے موٹے اُنکے رنگ کر لایا آپ نے بعد از یک لحظہ اُس سے کہا کہ ان کپڑون کو پھر پانی مین غوطہ دے اور خوب مل تاکہ پاکیزہ ہوجاوین کہ میری خاطر مین تردد ہوا ہے رنگریز بولا مخدوم میرے رنگ اور طراوت اُسکی برباد ہوجاویگی اور میری محنت و سعی باطل ہوگا آپ نے اصرار کیا وہ مرد ناچار ہوا اُٹھا اور کپڑون کو لیگیا اور مولانا مراقبہ مین گئے میری خاطر مین اعتراض پیدا ہوا کہ ایک بیچارہ نے دو مفت تکلیف اُٹھائی خوب رنگا اور حاضر لایا کوئی نجاست ظاہر نہین یہ تمام مبالغہ کسلیے تھا جو مولانا نے کیا آخر کو وہ خطرہ دور کیا اور مین بھی مراقب ہوگیا اور آنکھ بند کرلی اُسی میان مین مجھے غیبت ہوئی دیکھا کہ ایک راستہ مین جاتا ہون اور میرے آگے آگے مولانا جاتے ہین اچانک

ایک بہت بلند پہاڑ پیش آیا اسکی راہ بہت تاریک اور باریک اور ناہموار ہے مولانا کو دیکھا کہ اُس سے بسہولت
بے تکلف اوپر چلے جاتے ہین اور بڑے تیز اڑنے والے جانور کی طرح پرواز کیے جاتے ہین مین بڑی محنت سے ایک مور
ضعیف لنگ کے مثل گرتا اٹھتا اوپر جاتا ہون اور جو قدم رکھتا ہون خوف ہے کہ مین گرا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اتنے مین
ہوشیار ہوا اور اسی کے قریب مولانا نے بھی سر اٹھایا اور فرمایا ای فلان ہم اگر رعایت اور طہارت لباس اور
تمام امور مین احتیاط بلیغ نکرین ایسے اونچے پہاڑ اور راہ تنگ وتاریک مین جیسا تو نے دیکھا آسانی
سے نہین چل سکتے۔

خواجہ شہاب الدین شاشی رحمہ اللہ

یہ حضرت کے جدامجد ہین صاحب آیات وکرامات اور احوال ہوا جیسے مجذوبون اور بیخودون کے لوگون سے
بہت صحبت رکھتے اور اکثر زراعت مین اور کبھی تجارت مین مشغول رہتے اور اغلب ایسا ہوا ہے کہ
سفرون مین بدرقہ کے پابند نہ تھے اور تنہا سفر کیا کرتے اگر کبھی راہزن اُنکا راستہ روکتے بلند آواز
سے مجذوبون کا ایک ایک نام لیتے اور مدد کو بلاتے فوراً وہ جماعت حاضر ہوتی اور اُنکو دفع کرتی اور اُنکو
سلامت اُتروادیتی اور اُنکے دو لڑکے تھے ایک خواجہ محمد دوسرے خواجہ محمود کہ حضرت کے والد ماجد ہین
منقول ہے کہ جب خواجہ شہاب الدین کی وفات قریب پہونچی اپنے بڑے بیٹے خواجہ محمد سے کہا کہ اپنے فرزندونکو
لاؤ کہ اُنکو وداع کرون اور خواجہ محمد کے دو بیٹے تھے خواجہ اسحاق اور خواجہ مسعود دونون کو لاکے خواجہ
شہاب الدین نے اُنپر مہربانی کی اور فرمایا کہ محمد بیٹے تیرے بہت پریشان اور سرگردان ہونگے خصوص مسعود
سبب اُسکی سرگردانی کا خواجہ اسحاق ہوگا اور بعضے ناپسندیدہ اوصاف اُس سے کیے ازان بعد خواجہ محمود
حضرت کے والد سے جو خواجہ محمد کے چھوٹے بھائی تھے کہا تو بھی اپنا فرزند لا اور حضرت اسوقت بہت چھوٹے
تھے حضرت کو ایک خرقہ مین لپیٹ کر لائے جون ہی خواجہ شہاب الدین کی نظر آپ پر پڑی بیقرار ہو گئے
کہ مجھے اٹھاؤ اُنکو اُٹھایا اسوقت حضرت کو اپنی گود مین بٹھلایا اور اپنا منھ آنکے تمام اعضا پر ملکر بہت
روئے اور فرمایا وہ فرزند کہ مین مانگتا تھا یہ ہے افسوس کہ اُسکے ظہور کے وقت مین نہونگا اور اسکے تصرفات
عالم مین نہ دیکھونگا قریب زمانہ ہے کہ یہ پسر عالمگیر ہوا ور شریعت کو رواج دے اور طریقت کو رونق بخشے
سلاطین زمانہ اسکی اطاعت کرین اور آسکے امر ونہی پر راضی ہون اور جو کام اُس سے ظاہر ہونگے بیشتر کے
مشائخ بزرگ سے نہوئے ہونگے اور جسقدر جو کچھ شروع سے آخر تک حضرت پر گذرا ہے سب ایک ایک
مجملاً ظاہر کیا اور ایکبار دوسری مرتبہ پھر اپنا منھ حضرت کے تمام اعضا پر ملا پھر خواجہ محمود کے حوالہ کیا اور
اُنکو وصیت کی کہ میرے اس فرزند کی حفاظت کرنا اور اُسکی تربیت جیسی کہ چاہیے بجالانا بعد ازان خواجہ

کیطرف منھ پھیرا اور فرمایا کہ سمجھا کہ باپ نے میرے فرزندون پر نوازش اسقدر نہین کی اور فرزند محمود کو بہت
نوازا ہم کیا کرسکتے ہین تیرے فرزندون کو اُس قسم کا کیا اور فرزند محمود کو اس قسم کا ذلک تقدیر العزیز الحکیم یعنے یہ ہی
تقدیر اللہ عزیز حکمت والے علیم کی ہے مین کیا کرون

خواجہ محمد شاشی رحمہ اللہ

یہ علاتی بھائی خواجہ شہاب الدین کے ہین حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ محمد برادر خواجہ شہاب الدین کو بھی طور ولایت
کے ذوق سے بہت بہرہ تھا۔ خواجہ شہاب الدین فرمایا کرتے کہ جب تک میرے بھائی نے دختر خداداد حسینی کو
کہ اُس ملک کا حاکم تھا قبول نہین کیا تھا اُنکے ہمارے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا ایک دوسرے کے مقاصد کو
بے نامہ اور قاصد معلوم کرلیتے تھے جب دختر اُسکی قبول کرلی اور اُس سے میل جول کیا اُسکی شومی سے یہ معنے
ہمسے مفقود ہوگئے اور وسایط کی احتیاج پڑی اور خط کتابت اور قاصد کے ہم محتاج ہوگئے۔

خواجہ محمود شاشی رحمہ اللہ تعالی

یہ خواجہ شہاب الدین کے چھوٹے بیٹے اور حضرت کے والد بزرگوار ہین اور اس گروہ کے مذاق سے حظ
وافر انکو تھا اور حضرت نے خدمت والد کی خواہش سے ایک رسالہ بہت نافع طریقہ خواجگان مین بنایا ہے قدس اللہ
ارواحہم چنانچہ مشہور ہے اور آسکے آغاز مین کہا ہے کہ اس مختصر کی تالیف کا سبب یہ تھا کہ حضرت والد قدس اللہ
مجھے اور انکو وہ عمل روزی کرے جسسے وہ خیر ہو حسن ظن کی وجہ سے جو میری نسبت انکو تھا امر فرمایا چاہیے کہ ہمارے
لیے تو کچھ لکھے اہل اللہ کی باتون سے کہ اُسپر عمل کرنا مقامات بلند کے وصول کا سبب اور علوم حقیقیہ کے حصول کا
موجب ہو جو بحث اور استدلال کے طور سے خارج ہو جیسا کہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
جسنے عمل کیا اُس چیز کا جو اُسنے جانا اللہ اُسکو اُن چیزون کا علم دیتا ہے جسکو وہ نہین جانتا اور آنکے حکم کا بجالانا
اس فقیر کو واجب معلوم ہوا اسواسطے کہ حضرت ربوبیت کے ساتھ ادب کرنا اسکا مقتضی ہے کیونکہ اثر ربوبیت
حق سبحانہ کا پہونچتا مجھے اولاً آنکے واسطے سے ہے اور بعضون نے اُسکی تحقیق مین کہا ہے کہ آداب حضرت ربوبیت
سے وہ ہے کہ جو مظاہر کہ انھون نے اثر ربوبیت کا قبول کیا ہو آنکی تعظیم مظہریت کی حیثیت سے واجب جانی کیونکہ
کہ یہ تعظیم بھی بحکم والیہ ترجع الامور یعنے اُسکی طرف سب امور رجوع کرتے ہین حضرت الٰہی کیطرف عود کرتی ہے آنحضرت
منقول ہے کہ خدمت خواجہ محمود علیہ الرحمۃ کو قبل اسکے کہ حضرت انکے صلب سے رحم والدہ مین آوین جذبہ قوی کا پہونچا ہے کہ مدت
تک سخت مجاہدہ اور ریاضتین کی ہین اور تھوڑا کھایا اور ہمیشہ خاموش رہے اور خاص و عام سے ملنا جلنا چھوڑدیا
اور وہ جذب چار مہینے رہا ہے اس اثنا مین حضرت صلب خواجہ محمود سے رحم والدہ مین آئے اور بعد
اُسکے جذبہ خواجہ سکون پر آیا۔

فصل دوم حضرت کی تاریخ ولادت اور طفولیت کے احوال اور کسیقدر خصائل اور اخلاق اور اطوار کے ذکر مین

واضح ہو کہ حضرت کی پیدائش ماہ رمضان سنہ آٹھ سو چھ مین ہوئی یعنے عزیز جو حضرت سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اور آپ کے چچیرے بھائی تھے فرماتے تھے کہ ولادت کے بعد جب تک والدہ آپ کی نفاس سے پاک نہین ہوئین اور غسل نہین کیا حضرت نے پستان اُنکی نہین لی اور چالیس دن اُنکا دودھ نہین پیا اور حضرت فرماتے تھے کہ مین ایک سال کا تھا لوگون نے چاہا کہ میرا سر مونڈین تو ایک جشن کیا تھا کہ اچانک امیر تیمور کی وفات کی خبر آپڑی اور لوگ برہم و درہم ہوگئے چنانچہ کھانا جو پکایا تھا کسیکو فرصت نہوئی کہ اُسے کھاوین دیگین خالی کین اور پہاڑ پر چڑھ گئے اور اُس زمانہ مین آپکے آبا و بزرگ باغستان مین رہتے تھے حضرت کے زمانہ صغر سن سے آثار رشد و سعادت اور انوار قبول و عنایت حق سبحانہ پیشانی مین روشن اور ہویدا تھے یہانتک کہ جس کسیکی نظر آپ کے جمال مبارک پر پڑتی بے اختیار سراہ کر دعا دیتا بیت ستاره خط ترا خوانده وثنا گفته + فرشته روی ترا دیده و دعا گفته ترجمہ بیت ستارہ نے پڑھا تیرا خط اُسکی مدح کی اُسنے + فرشتے نے تیرا مُنھ دیکھکر اُسنے دعائین دین + حضرت کو چار سال کی عمر سے نسبت آگاہی بجناب حق سبحانہ حاصل تھی فرماتے تھے کہ لڑکپن مین آمد و رفت مکتب کی مجھے تھی میرا دل سب وقت حق سبحانہ سے حاضر اور آگاہ رہتا تھا اور اُس زمانہ مین میرا عقیدہ ایسا تھا کہ دنیا کے سب آدمی چھوٹے بڑے اسی طرح پر ہین ایکبار اُس زمانہ مین جاڑے کا موسم تھا ایک صحرا مین پاؤن دلدل مین جا رہا اور جوتے میرے پاؤن سے نکل گئے اور دلدل مین رہگئے اور ہوا بہت ٹھنڈی تھی اور جوتے کے نکالتے تک غفلت عارض ہوئی اور نسبت آگاہی سے باز رہا فی الحال اپنے کو مین نے ملامت کی اور بہت میرے اوپر اثر پڑا چنانچہ مین شدت سے رونے لگا اُسکے قریب ایک گنوار کا غلام بیل چلاتا تھا مین نے اپنے دل مین کہا کہ یہ غلام دہقان باوجود شغل بیل چلانے اور زمین جوتنے کے نسبت آگاہی بحق سبحانہ سے غافل نہین ہے تو اتنا مشغولی مین غافل ہوگیا اور میرا گمان اُس سن مین تھا کہ سب کو سب حالت مین یہ نسبت حاصل ہے حضرت فرماتے تھے کہ جب تک مین حد بلوغ شرعی کو نہین پہونچا یہ سمجھتا کہ آدمیون کو غفلت ہوتی ہے خدمت مولانا جعفر علیہ الرحمۃ کہ حضرت کے بڑے اصحاب سے تھے اور تیسرے مقصد مین اُنکا ذکر آئیگا کہتے تھے کہ حضرت فرماتے تھے کہ مین بارہ برس کا تھا اور نہین جانتا تھا کہ کوئی بھی حق سبحانہ سے غافل ہوتا ہے مجھے گمان تھا کہ حق سبحانہ نے تمام خلقت کو اس طور کا پیدا کیا ہے کہ اس سے غافل نہین اُسکے بعد دریافت ہوا کہ وہ عنایت جو مجھی حق سبحانہ کی طرف سے بعضون سے مختص ہے اور بعضون کو بڑی ریاضت اور محنت سے وہ مرتبہ میسر ہوا ہے اور بعضون کو نہین ہوا منقول ہے خواجہ محمد اسحاق سے جو حضرت کے چچیرے بھائی ہین منقول ہے کہ فرماتے تھے ہم اور تمام اطفال

صغر سن میں ہر چند چاہتے کہ حضرت کو اپنے کام اور تکمیل میں جو آرکمین کا آغاز تھا نکالیں مگر ہرگز میسر نہوا دل میں آپکے
ایسا دکھلا دیتے کہ مشغول اسمیں ہونگے سبب اسکا دفعۃً آتا تو ہیا [illegible] ہیں اور ہمیشہ آنکھیں معنی [illegible] ہست دست کہتے
جاتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے کہ لڑکپن میں شیخ ابو بکر قفال شاشی کے مزار پر خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
میں نے دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں میں انکے قدموں میں گر پڑا [illegible] میرا سر خاک سے اٹھایا اور فرمایا کہ غم
مت کہا کہ ہم تیری تربیت کرینگے اسکی تعبیر میرے خیال میں نہ آئی [illegible] تعبیر طلب [illegible] کی اپنے علم
طلب مجھے حاصل ہوگا اور اسپر میں راضی نہ تھا اسکا جواب میں نے دیا تمہاری تعبیر میرے پسند نہیں آئی
میں نے دوسری تعبیر کی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صفت احیا کے مظہر ہیں کہ اولیا جو بصفت آپکا
ظاہر ہو گئے ہیں کہ وہ اس زمانہ میں عیسوی المشرب ہیں اور جب آپ نے میری تربیت کا ذمہ لیا تو اس فقیر
میں صفت احیاء قلوب مردہ کی حاصل ہوگی۔ [illegible] تعبیر کے حق سبحانہ نے
ایسی قوت اور حالت سے مشرف کیا کہ یہ معنی ظہور میں آئے [illegible] درجہ کو
پہونچے فرماتے تھے کہ میں نے ابتدائے حال میں خواب دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑی
جماعت اصحاب وغیرہم کے ساتھ ایک بہت بلند پہاڑ کے نیچے کھڑے ہیں [illegible] اشارہ کیا کہ آ اور
مجھے اٹھا اور اس پہاڑ کے اوپر لیجا میں آنحضرت کو گردن پر لیکر اور [illegible] اس پہاڑ کی چوٹی پر پہونچا دیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف کی اور کہا میں جانتا تھا [illegible] قوت ہے اور یہ کام تجھسے ہو سکتا ہے
لیکن میں نے چاہا کہ اور بھی جانیں۔ فرماتے تھے کہ [illegible] میں حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین قدس سرہ
ایک شب خواب میں دیکھا کہ وہ آئے اور میرے باطن میں تصرف کیا چنانچہ پانوں [illegible] سست ہوگئے بعد
ازان روانہ ہوگئے اور میں [illegible] حضرت خواجہ تک پہونچا [illegible] مبارک ہو اور فرماتے
تھے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کو خواب میں دیکھا اور انہوں نے چاہا کہ مجھمیں تصرف کریں
مگر نہ کر سکے۔ فرماتے تھے کہ ایک پیر جمال الدین بیگ کی درگاہ کا پیادہ ول یعنی [illegible] لوگوں کو سزا کے
لیے ڈالتا تھا اور لکڑیاں [illegible] اسنے ایک دن تاشکند میں پیغام بھیجا کہ شیخ زادے مزار میں جمع ہوں
کہ انکی ملاقات کو آتا ہوں سب جمع ہوگئے وہ ستر آدمی تھے اور میں سب سے چھوٹا تھا جب وہ پیادول
آیا جب کسی سے مصافحہ اور معانقہ کیا اسکو ایک کیفیت ہوئی کہ وہ گر پڑا جب مجھسے مصافحہ کیا مجھے بھی کیفیت
ہوئی مگر میں نے تیزدستی کی اور اس سے لپٹ گیا ورنہ لوٹا پوٹی میری اسنے بہت پسند آئی اور تعجب کیا
باوجودیکہ میں سب میں چھوٹا تھا مجھے سب پر مقدم کیا باتوں میں میری طرف رخ کیا اس درمیان میں
لوگوں کو یہ خطرہ گذرا کہ باوجود تصرف اور استیلا کے یہ کیا کام ہے کہ انکو اختیار کیا ہے اسنے اس خطرہ کو [illegible] آپ

ہوا فرمایا کہ مین مرید خواجہ حسن عطار کا ہون اور ایک مدت اُنکی خدمت مین بسر کی اور باطن کے سبق کا اشتغال نہ تھا اور کسی طرح کشایش نہوتی تھی آخر کو اپنے دل کا درد خواجہ سے عرض کیا۔ فرمایا کہ تجھے سلاطین کی درگاہ مین کوئی خدمت لینی چاہیے کہ تیری مدد روزگار مظلومان کو پہونچ سکے پس مجھے اس شغل کا اشارہ فرمایا اور امیر سعید کو جو میرزا الغ بیگ کے امرا سے تھا سفارش کی اور مجھے وصیت کی کہ ہمیشہ مسلمانون کی کفایت مہمات اور مساکین و فقرا کی امداد مین بڑی کوشش کرنا اور کسی مسلمان کو اگر ضروری کام پیش آوے کہ اُسکے انصرام سے تو عاجز ہو چاہیے کہ تو اُسکے غم مین رہے اور اپنے کو ملول رکھے اور ملامت ہی مین تو سو جاوے امید ہے کہ یہ معاملہ آخر کو فتح تک پہونچائے بعد ازان حضرت خواجہ کے فرمانے کے موافق مشغول ہوا اس اثنا مین مجھے فتح باب ہوا اور عقدے کشادہ ہوئے حضرت فرماتے تھے کہ اُن اوائل حال مین ایسی نیازمندی میرے باطن مین غالب تھی کہ جو شخص بندہ اور آزاد اور سفید و سیاہ اور چھوٹا بڑا سامنے آتا سر اُسکے پانون پر رکھتا اور بڑی تضرع اور عاجزی سے ہمت اور التفات خاطر اُس سے چاہتا۔ فرماتے تھے کہ اوائل مین کھیتی میرے والد کی گلستن مین تھی ایک بار غلہ ایک صحرائی ترک کے ہاتھ میرے پاس بھیجا تھا کہ اُسکو ٹھکانے سے رکھون اور مین غلہ کے بندوبست مین مشغول ہو گیا اور وہ ترک گو مین اپنی لیکر چلا گیا مین اُس وقت خبردار ہوا کہ وہ جا چکا تھا میرے باطن مین بڑا اضطراب پیدا ہوا کہ اُس سے ہمت کی درخواست نہ کی اور نیازمندی نہ لایا اس تقصیر سے ایک عجب رنج اپنے اندر پایا غلہ اُسی طرح چھوڑا اور اُسکے پیچھے دوڑا اور گیا اُسکو شہر کے آدھے راستہ پر پایا بڑی تضرع اور نیازمندی سے اُسکا راستہ مین نے روکا اور اُس سے درخواست کی کہ گوشۂ خاطر میری طرف رکھ اور ایک نظر میرے کام مین ہو کہ تیری برکت سے حق سبحانہ میرے اوپر رحم کرے اور گرہ بستہ میری کشادہ ہو وہ ترک صحرائی بڑا متعجب اور متحیر ہوا کہا غالبًا تم مشائخین کے قول پر عمل کرتے ہو کہ کہا ہے ہر کہ بینی کو رسانک خضر بہل و ہر تون کو رسانک قدر بہل وگرنہ مین ترک صحرائی ہون نہایت لاحاصل کہ تمھے اپنا بضرورت دھوتا ہون اس بات سے کہ تم چاہتے ہو مجھے کیا خبر میری کثرت نیاز نے اُس ترک مین ایک اثر اور کیفیت پیدا ہوئی اور دعا کے لیے ہاتھ اُٹھایا اور مجھے کتنی ہی دعائین دین اور مین نے بہت سے کشود اُسکی دعا سے اپنے باطن مین دیکھی۔ فرماتے تھے کہ لڑکائی مین قوت واہمہ میری بہت قوی تھی اکیلا گھر سے باہر نہ نکلتا ایک رات کو ایک امر میرے دل مین آیا اور اُسنے زور کیا نوبت یہانتک پہونچی کہ صبر اور قرار نہ رہا اور بے اختیار ہو گیا اور گھر سے تنہا نکلا ذوق اسکا ہوا کہ شیخ ابوبکر قفال کے مزار پر جاؤن مزار پر گیا اور ایک ساعت شیخ کی قبر کے آگے مین بیٹھا کچھ خوف نہ ہوا وہان سے شیخ خاوند طہور کے مزار کیطرف کا شوق ہوا وہان بھی گیا اور مین ڈرا اور وہان سے مزار خواجہ ابراہیم کیمیا گر پر گیا اور وہان سے مزار شیخ زین الدین

دو چار عارفان پر گیا اور کچھ ڈر اپنے اندر نہ پایا پھر کبھی روحانیت عزیزان کی مدد سے اس اثنا میں کسی مزار او موضع
مہیبہ میں نہیں ڈرا ۔ فرماتے تھے کہ ابتداء طلب میں کہ غلبہ احوال کا محل تھا راتوں کو مزارات تاشکند کے گرد پھرا
کرتا اور وہ مزارات ایک دوسرے سے بہت دور تھے کبھی ہوتا کہ رات بھر سب جگہ گشت لگاتا اور اسوقت
شرعی سن بلوغ کو پہونچ گیا تھا متعلقین کو توہم ہوا کہ مبادا کسی عمل ناپسندیدہ میں مشغول ہوں ایک شخص کو کہ برادر
رضاعی اس فقیر کا تھا میرے پیچھے بھیجا کہ میرے احوال کا تفحص اور جستجو کرے ایک شب شیخ خاوند طہور کے مزار پر قبر کے
سامنے میں بیٹھا تھا یہ شخص آیا اور میرے پاس پہونچا اور ہاتھ سے مجھے پکڑا اور کانپتا تھا میں نے کہا تجھے کیا ہوا
کہا عجب چیزیں دکھلائی دیتی ہیں قریب ہے کہ میں مر جاؤں اسے گھر پہونچا دیا ہمارے کنبے کے آدمیوں سے جا کر
کہا کہ اسکی طرف سے اندیشہ نکرو اور خاطر جمع رکھو کہ اسے دوسرا کام پیش آیا ہے ایسی اندھیری رات میں کہ بس
مرد مردانہ اس مزار پر نہیں جا سکتے وہ تنہا گیا ہے اور شیخ خاوند طہور کے مقابلہ میں بیٹھا اسکے بعد ہمارے لوگوں
نے جانا کہ مجھے ابتلا واقع ہوئی ہے فرماتے تھے کہ اوائل میں ایک صبح شیخ ابوبکر قفال شاشی کی زیارتگاہ میں
کہ نہایت ہولناک مقام ہے چنانچہ آدمی دن میں وہاں ڈرتا تھا میں بیٹھا تھا اور تاشکند میں ایک بازاری جلاہا
تھا کہ ہم سے بڑی عداوت اور انکار رکھتا اور ہمیشہ فرصت ڈھونڈھتا تھا اور گھات میں تھا کہ ہمیں ایذا پہونچاوے
وہ اسوقت صبح کو ہماری گھات میں تھا جب ہم وہاں بیٹھے اور سر آگے جھکا لئے تھوڑی دیر میں رہا اچانک
کمین گاہ سے دوڑتا ہوا نعرہ لگاتا ہوا اور شور مچاتا ہوا ہمارے ڈرانے کے لیے ہمارے اوپر دوڑا اسکو خود خیال
اسکا نہ تھا کہ اسکے نعرہ اور صدمہ سے ڈریں یا کوئی ہیبت ان حرکات سے ہمارے دل میں راہ پائے اسیطرح سر
جھکائے برقرار میں رہا اور قطعاً اسکی پروا نہ کی اسنے جب وہ حال دیکھا تو نہایت شرمندہ ہوا اور اپنے افعال
سے خجالت زدہ ہمارے سامنے روتے روتے منھ کے بل گرا اور زمین چومنی شروع کی اور وہ ایک یار دین
اور محبوں سے ہوا اور فرماتے تھے کہ ایک اور رات کو شیخ زین الدین کوہے عارفان کے مزار پر بیٹھا ہوا تھا اور وہ ایسا مزار
ہے کہ شہر سے ایک کنارہ پر ہے اور اسکے حوالی میں آدمی کمتر رہتے ہیں اور تاشکند میں ایک دیوانہ تھا قد آور اور گرانڈیل
کہ دن دہاڑے بازار میں لوگ اس سے ڈرا کرتے اور اس زمانہ میں ایک آدمی کو اسنے قتل کیا تھا کہ اچانک آدھی رات کو
اس گورستان میں ظاہر ہوا اور میرے سر پر حشر برپا کیا اور شور مچایا کہ یہاں سے اٹھ اور باہر جا اور میں نے ہرگز
اسکی طرف مڑ کر نہ دیکھا اور اپنی نسبت سے نہ پھرا اور جو توجہ مجھے تھی اس سے باز نہ رہا اور وہ اسیطرح مبالغہ
اور اصرار کرتا تھا یکایک دوڑا اور شاخیں درختوں کی کہ سر مزار پر تھیں توڑنی شروع کیں اور ایک گٹھا
باندھ لایا اور مسجد سر مزار میں آیا اور وہاں ایک چراغ جلتا تھا باہر لایا اسکی یہ غرض تھی کہ ان لکڑیوں میں
آگ لگا کر اور میرے سر پر پھینکے اس کام میں وہ تھا کہ ہوا چلی اور وہ چراغ گل ہو گیا اور اسکے غصہ کی آگ روشن

ہوئی شور غل مچانے لگا اور جنون اُسکا بڑھا رعد کی طرح گرجتا اور میرے گرد دوڑتا تھا اور اپنے آپ کچھ کہتا تھا
اور مین مطلق اُسکی طرف التفات نہین کرتا تھا اور کچھ تردد اور تزلزل اسنے خاطر مین نہین لاتا تھا دن نکلنے تک اُسکا
معاملہ میرے ساتھ یہ تھا جب فجر ہوئی وہ تاشکند کے بازار مین آیا اور پھر ایک شخص کو قتل کیا لوگون نے ہجوم کرکے
اُسکو مار ڈالا فرماتے تھے یہ جو لوگ کہتے ہین کہ مزارات مین بہت چیزین پیش آتی ہین ہرگز میری نسبت واقع
نہوئین بجز اسکے کہ ایک شب پیش ایوان مزار حضرت شیخ طاوند طاہور کے یہان بیٹھا تھا اچانک ایوان کے اوپر
سے ایک سیاہ چیز زمین پر گری اور لوٹتی تھی تھوڑی سی تشویش میرے دل مین پیدا ہوئی مین اُٹھا اور چلا گیا
ایکبار اور شب کو مین بیٹھا تھا درختان سرو کے نیچے سے جو پیش ایوان تھے کھانسی کی آواز آئی مین اُٹھا اور
آگے بیٹھا پھر کوئی چیز ظاہر نہوئی باوجود اسکے کہ مزارات کے گرد پھرتا تھا فرماتے تھے خواجہ عبدالخالق روح اللہ
روحہ کی نسبت رکھنے والے کہ بازارون مین جاتے ہین اُنکے کان مین سب آوازین ذکر ہوتی ہین ذکر کے سوا
کچھ نہین سنتے ابتدا حال مین ذکر ایسا غالب ہوا تھا کہ ہوا اور ہر آواز سے جو کان مین آتی تھی ذکر سنتا تھا
ایک شخص تاشکند والون مین سے کہ اُسکو محمد جہانگیر کہتے تھے متمول اور ذیمقدور تھا اُسنے ایک جشن
آراستہ کیا تھا اور آدمی بھیجا اور سمرقند سے گانے بجانے والے اور عودی اور چنگی اُس ولایت مین بلوائے ایک شب
غوغاے عظیم اُسکے یہان تھا کسی ہمراہی کی ضرورت سے اُس مکان کے نزدیک مین گیا تھا تمام آوازین
آدمیون کی اور اُنکے عود و چنگ کی آوازین مجھے آواز ذکر معلوم ہوئین اور ذکر کے سوا مین اور کچھ نہین سنتا تھا
اسوقت میرا اٹھارہوان سال تھا —

ذکر حضرت کے فقر و تجرد کا شروع احوال مین — فرماتے تھے کہ مین مرزا شاہرخ کے زمانہ مین ہرات مین تھا
اور مجھے ایک پیسے کا مقدور نہ تھا ایک پگڑی میرے پاس تھی کہ چاندی کے چند وے اسمین آویزان تھے ہر بار کہ
ایک چندوہ کو بندش کرتا تھا ایک دو اور نیچے لٹکتے تھے ایک روز بازار ملک مین گذرا ایک فقیر نے مجھسے سوال
کیا اور میرے پاس کچھ نہ تھا کہ اُسے دون پگڑی اپنے سر سے اُتاری اور ایک نان بائی کے پاس لیگیا اور کہا کہ
یہ پگڑی پاک ہے دیگ دھونے کے بعد دیگ کو اُس سے پونچھ سکتے ہین اسے رکھ چھوڑ اور اس فقیر کو کچھ دیدے
نان بائی نے فقیر کو خوشنود کیا اور پگڑی مجھے بڑے ادب کے ساتھ پیش کی مین نے نہین قبول کی اور چھوڑ دی
فرماتے تھے کہ بہت آدمیون کی مین نے خدمتین کی ہین میرے پاس نہ گھوڑا تھا اور نہ دوسری سواری ایک سال
مین ایک قبا پہنتا تھا کہ روئی اُسکی باہر نکل آئی اور تین سال تک ایک پوستین پہنتا تھا اور تین سال تک
مجھے ایک موزہ تابستان — فرماتے تھے کہ اوائل مسافرت مین جاڑے کا موسم تھا کہ مولانا مسافر کے ساتھ
شاہرخیہ مین آئے ایک گھر ہمارے پاس تھا جسکا دروازہ سر کوچہ تھا اور مکان کی زمین کوچہ سے بہت نیچی تھی

اور بیٹھو کے وقت مٹی اور کیچڑ اندر آتی تھی صبح کے وقت مسجد مین جاتا اور وہان نماز پڑھتا اُس جاڑے کی فصل مین
کپڑے میرے بہت باریک تھے شیخ کا آدھا بدن میرا کچھ گرم ہوتا تھا۔ فرماتے تھے کہ اب اسباب جمعیت کے مہیا کیے ہیں
کوئی آدمی چاہیے کہ کام کرے اگر اسباب جمعیت کو سبب تفرقہ اور بیکاری کا بناوین سخت نقصان ہوگا ہرگز ہمکو
مسافرتون مین کہ اس کام کے لیے کیے تھے دو لوٹے گرم پانی طہارت کے لیے بے تشویش نہ ملے۔ شیخ بہاء الدین
عمر کی صحبت سے وضو اور طہارت کرنے کے لیے کبھی شہر کو جاتا تھا خاطر مین خیال آتا تھا کہ کیا ہوتا اگر شیخ اسقدر
کرتے کہ گرم پانی مسجدون مین طہارت فقراء کے لیے اسی جگہ میسر ہوتا اور میسر نہ تھا جبتے خود حجرہ اور شمع اور
آب طہارت اور جاے طہارت اور حمام اور ما یحتاج سب کے کھانے پینے کا یارون کے لیے مہیا کر دیا ہے ہجوم
مشاغل سے بیشتر فرصت بہت غنیمت ہو۔ فرماتے تھے کہ پانچ سال ہم ہرات مین رہے ایک وقت تھا کہ ہفتہ
مین دو بار اور تین بار شیخ بہاء الدین عمر کے گھر ہم جاتے اس مدت مین وہان دو بار کچھ کھایا اور سبب یہ ہوا
کہ میر فیروز شاہ کا بھائی میر محمود شاہ شیخ کے یہان آیا تھا ظاہرا گوشت چاول پکایا تھا ہم اور مولانا سعد الدین
باہر بیٹھے تھے کھانا ہمارے سامنے لائے اور ایکبار اور شیخ نے سیب سے افطار کیا دانت موجود تھے سیب
سیب کھاتے اُن دنون دانت میرے درد کرتے تھے تھوڑے سیب موافقت کے طریق مین نے بھی کھائے
فرماتے تھے کہ ہم اور مولانا سعد الدین ایک دن شیخ کی خدمت مین گئے تھے اُس روز ہوا نہایت صاف تھی شیخ چاہتے تھے
کہ دعوت کرین ہم سے کہا کہ مولانا جلال الدین کے پاس جاؤ کہ تمھارے لیے کھانا تیار کرے اور یہ مولانا جلال الدین
اکابر اور طریقت تھا اور شیخ و متولی مزار خواجہ سر مہ کا حال آنکہ مین نے کبھی متولی کا کھانا نہین کھایا شیخ کے
کہنے سے مین گیا مولانا جلال الدین نے اُس بڑی ندی مین سے کہ مزار کے سامنے ہے مچھلی پکڑی تھی جو بیس
مثقال ہوگی اُسکے کباب بنائے اور ہمارے سامنے لائے اُسکے بعد بہت عرصہ تک مراقبہ مین مشغول ہوئے مولانا سعد الدین نے مجھے
اشارہ کیا کہ چلو ہم اُٹھے اور باہر آئے۔ فرماتے تھے کہ اُستاد فرخ تبریزی ایک شخص تھا میرزا شاہرخ کے زمانہ مین پڑھکیا اور صراف شمار
لوگونکا چودھری تھا اور خانوادہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے اُسکو بہت اعتقاد تھا اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ سے تعلیم
التفات خاص مجھسے پایا تھا وہ جانتا تھا کہ ہرات مین کسیکا کھانا مین نہین کھاتا تو کہ ماہ رمضان مین قسم کھائی تھی اور حیلہ کیا کہ اگر ایک بیت
اُسکے گھر مین روزہ افطار نکرتا بی بی اُسپر حرام ہوجاتی بحجت حرمت رمضان کی شب ہمان پہونچتا ضرور تھا اُس سے بہت ندامت اور شفقت
مین نے دیکھین اور اُن دنون ہمکو مقدرت نہ تھی کہ کسی خدمت سے اُسکی مکافات کرتے جب استطاعت ہوئی وہ مرچکا تھا اُسکے بیٹے کو دو ہزار
دینار کپکی دیے اور اُسکے سوا اور صدقے بھی کیے حضرت نے ابتداء عمر سے انتہا تک ہرگز کوئی ہدیہ تحفہ کسیکا قبول نہین کیا مولانا احمد کاریزی علیہ الرحمہ
ایک مرد عزیز تھا حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ سے تعلیم کے ساتھ مشرف ہوا تھا اور مشغولی کامل رکھتا تھا بعد وفات حضرت مولانا سعد الدین
قدس سرہ کے حضرت کے لیے سفید کپڑے کی اون سے اپنے ہاتھ جامہ بافا باریک تھا اور جبکہ لیے موزہ بنایا اور آپکے کام مین احتیاط کی تھی اور کاریزی نے شیخ

طرق سمرقند بھیجا اور التماس کی کہ حضرت اسکو پہنین جب آپ کی نظر مبارک مین گذریانا فرمایا کہ اس جامہ کو پہن سکتے ہین اور اسمین سے بوے صدق آتی ہے لیکن ہمنے تمام عمر اپنی کوئی چیز کسی سے قبول نہین کی خدمت مولوی مین ہماری طرف سے عذر خواہی کرو پس اس ایلچی کو مع چند بند کاغذ کے ہدیہ کے طور پر مولانا احمد کے لیے کارنیز واپس بھیجدیا - ایک دن حضرت جنگل مین جو کئی فرسنگ شہر سے دور تھا چلے جاتے تھے اور ایک جماعت کثیر اصحاب اور خدام سے سوار پیدل آپ کے محافہ کے ساتھ تھی اور تو پہل رہی تھی اچانک دور سے چند خیمہ دکھلائی دیے اور وہان سے تین آدمی اسطرف کو آئے اور انکے ساتھ کوئی چیز تھی اور جلد جلد حضرت کی سر راہ پر آتے تھے حتی کہ پگڈنڈی پر راستہ سے کا یہ مقدم اُن کا لے گمردون کا تھا ایک بکرا فربہ آدمی کی گردن پر رکھے ہوے اور ایک بہت بڑا پیالہ دہی کا بھرا ہوا دوسرے کے ہاتھ مین راہ کے درمیان آپ کے محافہ کی زمین پر زانو رکھا اور خادمان نے گھوڑا اور محافہ ٹھہرایا پس اسنے نیاز مندی سے کہا خواجہ نہیں یہ بکرا حلال ہے کہ آپ کی نذر کیا ہے اور یہ پیالہ جغرات کا پاک ہے کہ لایا ہون تاکہ آپ نوش کرین حضرت نے فرمایا کہ مین کسیکی نذر اور ہدیہ نہین لیتا اپنا بکرا اپنے گلہ کو لیجا لیکن جغرات تیری لیتا ہون او قیمت دیتا ہون کہا جغرات کی اس جنگل مین قیمت نہین ہوتی اور کچھ قدر نہین فرمایا کہ کسیکی چیز مفت نہین پھر خادم سے کہا کہ ایک شاہرخی اسکو دے اسوقت دہی اپنے سامنے منگایا او چکھا پھر سب یارون نے سوار و پیادہ سے پیالہ دہی وزر دان ہوے ——

ذکر حضرت کے نہایت درجہ تمول کا - حضرت فرماتے تھے کہ جب ہم ابتداء ہرات مین تھے حضرت سید قاسم تبریزی کی ملازمت مین بہت جاتے اور آپ کا سفرہ آتش جھوٹا اپنا دیا کرتے اور فرمایا کرتے اے ترکستان کے شہزادہ جس طرح کہ یہ ناخوش ہمارے آس پاس قریب ہے کہ دنیا تیرے آس پاس ہے اور جس وقت حضرت سید یہ بات فرماتے مجھے کچھ دنیا نہ تھی اور کمال ترک و تجرید مین تھا حضرت بائیسوین سال مین تھے کہ انکے ماموں خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ آپ کو تاشکند وطن مالوف مین تحصیل علم کی نیت سے سمرقند لائے اور آپکے شغل باطنی کا غلبہ تحصیل علوم ظاہری کا مانع ہوا اسواسطے صحبت اور ملازمت عزیزان اس سلسلہ قدس اللہ ارواحہم کی چاہت کی ہے اور اس کام کی طلب مین رخ کیا چنانچہ اس مقصد کا ذکر تیسری فصل مین لکھا جائیگا اور مدت دو سال تک مین اس خانوادہ کے بزرگون کے پیچھے پھرے ہین اور چوبیسوین سال مین شہر ہرات آئے اور پانچ سال ہرات مین مشائخ وقت کے ساتھ صحبت رکھی اور انتیس برس کی عمر مین وطن مالوف کو واپس آئے اور وہان کھیتی شروع کی اور کسیکے شریک ہوگئے اور اسکے اتفاق سے ایک جوڑی بیل کی چلائی پھر حضرت کو حق سبحانہ نے آنکی زراعت مین بڑی برکت دی یہانتک نوبت پہنچی کہ اموال اسباب اور املاک اور گلہ مویشی حضرت کا اندازہ سے زیادہ تھا جسکا حساب ممکن نہ تھا دوسری بار کہ راقم نے تجدید شرف آستان بوسی سے مشرف ہوا لطیفہ اہلکارون سے سنتا تھا کہ حضرت کے مزرع ہزار اور تین سو سے

زیادہ ٹوٹ گئے ہیں اور گندُون مشاہدہ ہوا کہ کتنے ہی کھیت اور خریدے تھے حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبد الرحمن
جامی قدس اللہ سرہ السامی نے اثناے یوسف زلیخا میں حضرت کے مناقب کے درمیان اسکا اشارہ کیا ہی
جہان کہ فرمایا ہی بیت ہزارش مزرعہ در زیر کشت است + کہ زاد رفتن راہ بہشت ست + ترجمہ اُسکی کاشت
میں ہزار مزرعہ ہیں کہ بہشت میں جانے کی راہ کو توشہ ہی - اُس وقت میں کہ راقم الحروف آستان بوسی کو
جاتا تھا قرشی میں پہونچا اور ایک شب کو حضرت کے کارندون میں سے ایک کے یہان ٹھہرا وہ کہتا تھا کہ
میں منتظم جویبار قرشی کا ہون جو ایک مزرعہ تیرہ سو مزرعہ میں کا ہی حضرت سے میں نے پوچھا کہ اس ندی
کتنی جوڑی بیل کی زراعت ہوتی ہی کہا ہر سال آبپاشی کے لیے ہر جوڑی پر ایک آدمی باہر جاتا ہی
تین ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں - ایک روز حضرت نے کسی تقریب سے فرمایا کہ میں ہر سال سمرقند کے خاص
زرعون سے اسی ہزار من غلہ سمرقند کی تول سے اخراج عشر دیوان سلطان احمد مرزا کا ذمہ دار بالگذار
ہون اور فرمایا کہ حق تعالی نے میرے مال میں بڑی برکت دی ہی کہ ہر خرمن کا غلہ جو کوت اور اندازہ کرنیکا
واقف کار ہزار من کوت کرتے ہیں تول کے وقت چودہ پندرہ سو من ہوتا ہی ایک ملازم جو حضرت کے
بعض انبار غلات کا تعلق اُس سے تھا کہتا تھا کہ غلہ کا خرچ کبھی پیداوار سے زیادہ ہوتا اور آخر سال میں دیکھتا
کہ ہنوز انبارخانہ میں بہت غلہ باقی رہتا اور مشاہدہ اس حال کا زیادہ تعین کا سبب ہوا حضرت سے ایکبار
یہ بات میں نے پوچھی فرمایا کہ مال ہمارا فقرا کے واسطے ہی ایسے مال کی خاصیت یہی ہی -

رشحہ ایکدن حضرت اس آیہ کریمہ کے معنی میں انا اعطیناک الکوثر فرماتے تھے کہ محققون نے اس آیت کی تفسیر میں
ایسا کہا ہی کہ دیا ہمنے تجھے کوثر یعنی شہود احدیت در کثرت پس جو شخص کہ یہ شہود اُسکا مقام ہی ہر آئینہ ہر ذرہ
ذرات کائنات سے اُسکے لیے ایک آئینہ ہی کہ اُسمین جمال ذات باقی کا مشاہدہ کرتا ہی ایسے شخص کو کہ جسکے
سبب زیادہ شہود اور تجلی وجود کا سبب ہوا اسباب دنیوی کس طرح حجاب جمال مقصود کا ہو جاوے اور
مجوبی کی صورت اُسکو کیونکر ہو - حضرت مخدومی قدس سرہ نے تحفۃ الاحرار میں حضرت کی منقبت میں اس بات
اشارہ کیا ہی جہان کہ فرمایا ہی بیت زد بجہان نوبت شاہنشہی + کوکبہ فقر عبید اللہی + آنکہ ز حریت فقر آیت است
خواجہ احرار عبید اللہ است + روے زمین کش نہ سر و نہ بن است + در نظرش چون سر موی یکتا کمتر است
یک روی ناخن چہ بدست آیدش + گر برہ فقر شکست آیدش + لجہ بحر احدیت دلش + صورت کثرت صدف
ساحلش + ہست دران لجہ نا قعر آب + قبہ نہ توے فلک یک حباب + ترجمہ لشکر فقر عبید اللہ
نے عالم شہنشاہی کی نوبت بجائی - جو کہ فقر کی آزادی سے نیز دار جو وہ خواجہ عبید اللہ احرار ہی
روے زمین جسکا نہ سر ہی نہ جڑ ہی اُسکی نظر میں ایک ناخن کا سرخ ہو - ایک رخ ناخن جو اُسکے ہاتھ

ملکہ کب اُسکی راہ فقر مین شکستگی آوے۔ اُسکا دل دریاے احدیت ہے کثرت کی صورت اُسکے کنارہ کی سیپ ہوے اُس دریا مین جسکا عمق نایافتہ ہو۔ آسمان کی نوریت کا قبہ ایک حباب ہے

ذکر حضرت کی خدمت اور شفقت کا خلق سے گروہ خاص و عام کے ساتھ

حضرت ابتداے حال سے انتہاے رتبہ کمال تک آشنا اور بیگانہ کی خدمت اور شفقت کے اور دوست دشمن کی رعایت اور مراعات کے حریص و دلدادہ تھے اور مجالس مین خدمت کے اندر سب پر سبقت کرتے رہے فرماتے تھے کہ مین جس وقت سمرقند کے مدرسہ مولانا قطب الدین صدر مین تھا وہین بیمار سرخچہ کی جسمین دانہ ہوتے ہین بیمارداری کرتا تھا وہ مرض کی شدت سے بے شعور تھے اور اُنکے بچھونے دھونے کے لائق ہوتے تھے مین اُنکو دھوتا تھا ایذا اُنسے دور کرتا اور یہ واقعہ جلد جلد ہوتا اور مجھے بوجہ بیمارداری اور اُسکے لوازم کے مرض سرخچہ ہوا جس رات کہ مجھے تپ محرق تھی تین چار پانی کے گھڑے لایا اور کپڑے اور بستر بیمارون کے دھوئے فرماتے تھے کہ جب مین ہرات مین تھا سحرگاہون کو پیر ہر ہفتہ کے حمام مین جاتا اور لوگون کی خدمت کرتا کبھی ایسا ہوتا کہ پندرہ سولہ آدمیون کی خدمت کرتا اور اس خدمت مین امتیاز نیک و بد سیاہ سفید اور غلام آزاد کی نکرتا اور کبھی ایسا تھا کہ گرم خانہ حمام مین پانچ چھ آدمی کی خدمت کرتا اور لوگون کی خدمت کے بعد مین بھاگ جاتا تاکہ کسیکو تشویش اجرت کی نہو اور اگر ہو مجھے نپاوے آخر حیات مین فرمایا کرتے از بس کہ حمام مین بہت خدمتین مین کرتا تھا حمام کی گرمی سے طبیعت مین کوفت پہونچا ہے اس وجہ سے حمام کی رغبت اب نہین ہوتی حمام کم تشریف لیجاتے تھے اور یہ وجہ کہتے۔ فرماتے تھے کہ طریقۂ خواجگان قدس اللہ تعالے ارواحہم مین ہمت اور خاطر اسکی طرف مصروف ہوتی ہے کہ وقت کا تقاضا کیا ہے ذکر اور مراقبہ اُسوقت ہے کہ جب خدمت کوئی نہو جس سے راحت کسی مسلمان کو پہونچے وہ خدمت کہ موجب قبول دل ہے ذکر اور مراقبہ پر مقدم ہے۔ بعضے گمان کرتے ہین کہ اشتغال نوافل عبادت کے ساتھ اولے خدمت سے ہے خدمت اور محنت کا ثمر دلون مین جگہ پاتا ہے جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا اسکی مبین ہے یعنے قلوب کی سرشت مین اُس شخص کی محبت ہے جو اُنپر احسان کرے ہرگز ثمرات نفلون کے اُس اثر اور نتیجہ کے برابر نہونگے جو کہ محبت مومنین ہے۔ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بہاء الدین اور اُنکے تابعین قدس اللہ تعالی ارواحہم جو بآسانی کسی کی خدمت قبول نہین کرتے تھے اس جہت سے ہے کہ خدمت اور تواضع منجملہ احسانات ہے اور حب محسن ضروری اور بقدر محبت کے علاقہ واقع ہے ہرگاہ یہ حضرات تمام ہمت سے مشغول نفی علق مین ہین اور نہین چاہتے کہ اُنکو کسی طرح کا علاقہ ہووے تو بالضرورت کوشش اور اہتمام رکھتے ہین کہ جب تک ہوسکے خدمت کرین نہ قبول خدمت اور ایسے شخص سے خدمت قبول کرتے ہین جسمین لیاقت اسکی پاتے ہین کہ روز بروز اُنکے طور طریقہ سے بہرہ مند ہون اور اُسکا علاقہ

عالم سے بوجہ قبول اور التفات خاطران حضرت کے کثر ہوا اور ایک عالم اُسکی جمعیت باطن سے آباد اور روشن ہوا۔ فرماتے تھے کہ مین نے یہ طریقہ کتب صوفیہ سے نہین لیا ہی بلکہ لوگون کی خدمت سے لیا ہی یہ کہ مجھے سکھلایا ہو لیکن خدمت کی یہ خاصیت ہی۔ فرماتے تھے کہ ہر کسی کو ایک دروازہ سے لائے ہین مجھے درخدمت سے لائے ہین یہی وجہ ہو کہ خدمت پسندیدہ اور مختار اور محبوب میری ہی جسکی مجھے امیدواری ہی اُسکو خدمت کا حکم دیتا ہون اور یہ بیت پڑھی بیت ہمت ترا بکنگرۂ کبریا کشد + آن سقف گاہ را بہ ازین نردبان مخواہ + ہمت کبریائی کے کنگورہ تک مجھے لیجاتی ہی اُس چھت کے لیے زینہ اس سے بہتر مت چاہ۔ پھر فرمایا کہ مین اسطرح پڑھتا ہون کہ۔ خدمت ترا بکنگرۂ کبریا کشد

ذکر حضرت کی رعایت اور ادب کا تمام خلائق کے ساتھ

حضرت ہمیشہ خلا اور ملا مین کمال آداب ظاہر و باطن کے ساتھ اتصاف رکھتے تھے اور صحبت اور خلوت مین آداب ظاہری اور باطنی کی رعایت کرتے۔ راقم حروف جس زمانے مین کہ ملازم آستانۂ ولایت تھا اور شب و روز ملازمت اور خدمت مین رہتا چار مہینے پہلی دفعہ اور آٹھ مہینے دوسری دفعہ ہرگز نہین دیکھا کہ حضرت نے انگڑائی لی ہو یا کھانسی وغیرہ سے بلغم اور پانی دہان مبارک سے باہر نکالا ہو یا ناک سنکی ہو اور ہرگز نہین دیکھا کہ خلا اور ملا مین کسی رات دن مین چار زانو بیٹھے ہون اور خدمت مولانا ابو سعید اوبہی علیہ الرحمۃ کہ اس آستانہ کے ملازم تھے اور چھبیس سال وہین رہے فرماتے تھے کہ جس مدت مین میرا قیام حضرت کی خدمت اور ملازمت مین تھا کسی صحبت اور خلوت مین کبھی نہین دیکھا کہ آپ نے چھلکا دانہ انگور اور سیب و امرود و آبی وغیرہ کا دہان مبارک سے نکالا ہو اور ہرگز نہین دیکھا کہ ناک صاف کی ہو یا بلغم منھ سے باہر ڈالا ہو باوجودیکہ کبھی کبھی زکام نزلہ ہوتا تھا اور ہرگز کوئی چیز جو موجب نفرت اور نفرت طبع ہو حضرت سے نہین دیکھی گئی اور آپ کے کسی عضو سے کوئی حرکت نامقبول صادر نہین ہوئی ہمیشہ خلا اور ملا مین کمال ادب اور حسن محاسن سے متحقق اور متخلق تھے۔ جناب سید عبد القادر مشہدی مدظلہ العالی سلطان ابو سعید کے زمانہ مین سمرقند گئے تھے اور آپ کی صحبت مین پہونچے فرماتے تھے کہ ایک شب میر مزید ارغون محلہ لفشیر کا ملازمت حضرت مین آیا اور ارادہ کیا کہ وہ شب آپ کی صحبت زندہ رکھے اور فقیر اُس مجلس مین حاضر تھا جب نماز عشا کی پڑھ چکے آپ نے فرمایا کہ میر مزید ہمارا مہمان ہی چاہتا ہی کہ ہمارے ساتھ آج کی رات احیا کرے اور مہمان کیجانب کی رعایت لازم ہو ہم بیٹھے یاروں کے ساتھ بیٹھینگے تم جوان ہو جاؤ اور سو رہو اور تمھاری خاطر مین آئے صبح کو آؤ مین نے کہا اگر اجازت ہو تو فقیر بھی ہو فرمایا کہ اگر بیٹھنے کی قوت باقی ہو تو کوئی مانع نہین ہی فقیر تین اور آدمی کے ساتھ حضرت کے اصحاب سے اُس مجلس مین بیٹھا اور مین اول شب سے دم صبح تک آپ کے احوال کا نگران تھا

حضرت جس طرح دو زانو کہ اول شب مین بیٹھے تھے ہرگز اِس زانو سے اُس زانو پر نہ بیٹھے اور مطلقاً کسی عضو سے حرکت صادر نہوئی یہان تک کہ تہجد کی نماز کو اُٹھے جب نماز سے فارغ ہوئے پھر اُسی طرح ایک قرار پر از روے تمکین تا طلوع فجر بدون اسکے کہ غنودگی اور اونگھ کا نشان آپ سے ظاہر ہوا اور فقیر با وجود قوت جوانی کے ایک یا دو ساعت مین زانو بدلتا تھا اور تکلف سے نیند کو ٹالتا تھا اور میر فرید بھی برکت التفات حضرت سے کم حرکت کرتے تھے حالانکہ مرد مرطوب تھا اور نیند کے آثار بھی ظاہر تھے حضرت اُسیطرح مراقبہ مین تھے یہان تک کہ صبح ہوگئی زان بعد نماز صبح کے لیے اُٹھے اور نماز عشا کے وضو سے پڑھی اور اس حالت کا مشاہدہ حیرت اور تعجب فقیر کا موجب اور سبب مزید حسن اعتقاد اور اخلاص کا حضرت کی نسبت ہوا

ذکر حضرت کے ایثار شفقت اور مرحمت کا اصحاب اور تمام درویشون کی نسبت جو تھا

حضرت کے لطف و کرم کی حد و نہایت نہ تھی ہمیشہ اپنی محنت اور مشقت اختیار کرتے اور خدام کی فراغت اور راحت کو اپنے نفس پر ایثار فرماتے – خدمت میر عبد الاول علیہ الرحمہ اپنے مسموعات مین لکھتے ہین کہ ایک بار اوائل بہار مین ملازم اور خدام کا گروہ حضرت کے ساتھ ولایت کش کو جاتا تھا شام قریب تھی اور شب کو فرورت پہاڑ مین توقف کیا خادمون نے خیمے کھڑے کیے بعداً نماز مغرب بارش نے گھیر لیا حضرت نے فرمایا کہ مجھے اس خیمے کی طہارت مین تردد ہی مین یہان نہین رہتا اصحاب یہان رہین اور اس بارہ مین مہربانی کرکے مبالغہ کیا اور اُس خیمے کے سوا اور خیمہ نہ تھا بموجب امر حضرت کے فقرا اور اصحاب اُس خیمے مین رہے اور اُس رات کو دن تک مینھ برستا رہا اور سیلاب رواں ہوئی جب صبح ہوئی اور نماز فجر کی پڑھی بعضون سے عنایت کرکے ایسا فرمایا کہ ہمکو شرم آتی تھی کہ ہم خیمے مین رہین اور یار لوگ مینھ مین بھیگین اور جو کچھ خیمے کے حق مین فرمایا ایک پردہ تھا تا کہ یار لوگ بے تردد رہین – بعض اصحاب نے نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ گرمی کی فصل مین کہ ہوا بہت گرم تھی حضرت مزرعہ موسومہ بزآورد کو گئے اور فقرا و اصحاب ساتھ تھے اُس گانون کے کاشتکار لوگ ایک ادنی خیمہ رکھتے تھے اُسے حضرت کے لیے ایک جگہ برپا کر دیا اصحاب کو حجاب آتا تھا کہ آپ کے ساتھ ایک جا بیٹھین اور اُسکے سوا اور سایہ نہ تھا جب ہوا گرم ہونے لگی حضرت گھوڑا طلب کرتے تھے اور فرماتے تھے چاہتا ہون کہ بعضے اہم کام دیکھون اور سوار ہوتے تھے اور صحرا مین جاتے تھے اور دھوپ مین پھرتے تھے جب ہوا بہت گرم ہوتی تھی شگاف ہائے زمین اور پانی کے بنائے ہوئے گڑھون کے سایہ مین کہ آپکا تمام بدن سایہ مین نہ تھا صرف سر مبارک آپ کا سایہ مین رہتا آرام کرتے اُسوقت تک کہ ہوا اعتدال پر آتی بعد ازان اُس الاچق یعنے ادنی خیمے مین آتے تھے چند روز کہ وہان تھے معاملہ یہ تھا بالآخر اصحاب جان گئے کہ حضرت نے اپنے اصحاب کی راحت اور فراغت کی خاطر سواری اور دھوپ مین پھرنا پسند کیا تھا۔

فصل سوم حضرت کی ابتداء سفر اور ملاقات مشائخ زمان کے بیان مین

حضرت فرماتے تھے کہ میرے ماموں خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ بہت چاہتے تھے کہ مین تحصیل علم کروں مجھ تاشکند سے اس مصاحبت کے لیے سمرقند لائے اور بہت اہتمام کیا لیکن ہر بار کہ پڑھنے کے لیے زور دیا گیا عارض ہوگیا جو تحصیل کا مانع ہوا آخر کو مرض حصبہ یعنے سرخچہ قوی ہوگیا اپنے ماموں سے کہا کہ میری حالت ایسی ہی کہ تحصیل نہین کر سکتا اور تم نہین چھوڑتے کہ اصرار تمام کرتے ہو بعد ازین شبہہ ہی کہ مین ہلاک ہوجاؤن ماموں میری اس بات سے متاثر ہوئے اور فرمایا کہ مین تیرا حال اب تک نہین جانتا تھا آیندہ کو مین نے چھوڑدیا جسطرح تیرا جی چاہے مشغول ہو دوسری بار تحصیل کا قصد کیا تھا آنکھ مین درد ہوا ناگاہ اور ہفتاد روز یہ بیماری انتہائی آخر مین نے ترک کیا فرماتے تھے کہ کل جمع میری تحصیل کی معین نوشتہ ایک دو ورق زیادہ نہین ہی۔ خدمت خواجہ فضل اللہ ابواللیثی کہ بڑے علماء سمرقند سے تھے فرماتے تھے کہ حضرت کے کمال باطن کو ہم نہین جانتے مگر اسقدر جانتے ہین کہ آپ نے بحسب ظاہر علوم رسمی سے بہت ہی کم پڑھا ہی اور ایسا دن کم ہوگا کہ تفسیر قاضی مین شبہہ ہمارے سامنے نہ لائین کہ ہم سب اُس سے عاجز ہوں۔ خدمت مولانا علی طوحی کہ مولانا علی عوان مشہور ہین اور بڑے علماء زمانہ سے حضرت سے بہت عقیدہ رکھتے حضرت کی مجلس مین بہت آتے مگر بہت کم بات کرتے ایک دن حضرت نے فرمایا کہ تمھارے سامنے ہمارا سخن کہنا نہایت بے شرمی ہی چاہیے کہ تم کہو اور ہم سنین خدمت مولانا نے فرمایا جہان کہ مبداء فیاض سے سخن بیواسطہ پہونچے ہمارا سخن کہنا اُس جگہ بے شرمی ہی حضرت نے فرمایا کہ مین مولانا نظام الدین خاموش کی خدمت کو سمرقند آیا تھا علیہ الرحمہ میرے باپ نے ایک آدمی اُنکے پاس بھیجا تھا کہ مین نے لڑکی اپنے بھائی کی اُسکے لیے محفوظ رکھی ہی اگر آپ نہین آتا اور یہ نسبت قبول نہین کرتا بھائی مجھسے رنجیدہ ہوتا ہی اور اس باب مین بہت الحاح کی تھی خدمت مولانا نظام الدین نے بہت نصیحت کی اور آخر کو فرمایا ہم نہین جانتے اگر درماندگی اور اضطراب اُس مرتبہ کا ہو کہ کسی جگہ نہ ٹھہر سکے اور کسی کام اور کسی چیز کے ساتھ آرام نہ رکھتا ہو اُسوقت معذور ہی ترک تحصیل مولویون کی تقریب سے وہ اس حکایت کو بارہا فرمایا کرتے۔ حضرت نے ابتداء احوال مین کہ تاشکند سے سفر کیا سمرقند اور بخارا وغیرہ مین بہتسے بڑے اصحاب حضرت خواجہ بہاء الدین اور اُنکے اصحاب اور بہت اکابر طبقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کو دیکھا ہی اور صحبتین رکھین چنانچہ اس سے پہلے جا بجا ذکر سلسلہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین لکھا گیا ہی اور نیز سمرقند مین قبل اسکے کہ خراسان مین آئین حضرت سید قاسم تبریزی قدس سرہ کی خدمت اور صحبت مین مشرف ہوئے اور جب خراسان مین تشریف لائے ہین دوسری بار خدمت سید قدس سرہ اور بعضے دیگر مشائخ کبار ہرات سے ملاقات کی ہی اور اُنکی صحبت مین مداومت کی چنانچہ

جد ابنائی

ذکر ہوگا حضرت بائیس برس کے سن مین تقریباً تاشکند سے سمرقند آئے تھے اور چند روز وہان اقامت کی اور
اوقات مین باتفاق حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ کی ملازمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ
کی ہے اور اُنکی صحبت مین بہت جاتے رہے ۔ ایک عزیز بڑے اصحاب حضرت سے فرماتے تھے کہ ایک بزرگ سے
مین نے سنا کہ کہتے تھے ایک روز سمرقند کے مقام مولانا نظام الدین کی صحبت مین گیا اور اُنکے سامنے بیٹھا اچانک
مین نے دیکھا کہ ایک جوان آیا نہایت نورانی اور باہیبت و مہابت عظیم اور تھوڑی دیر بیٹھا جب کہ وہ باہر گیا
مولانا سے مین نے پوچھا کہ یہ جوان کون شخص تھا فرمایا وہ خواجہ عبید اللہ ہے قریب ہے کہ سلاطین عالم اُسکے
مبتلا ہون اور مولانا درویش محمد سمرقندی نے خدمت مولانا عبید اللہ سمرقندی سے کہ قدیم اصحاب حضرت سے
ہین اور سہیل مین ، ساکن تھے کہ مشہور موضع ہے سمرقند مین ایسی نقل کی کہ اُسنے کہا مین چھوٹا تھا اور میرا
باپ خدمت مولانا نظام کے مخلصان معتقد سے تھا اور اکثر اوقات خدمت مولانا ہمارے مکان مین رہتے تھے
اور میرا باپ اُنکی خدمت اور ملازمت کیا کرتا اور اکثر اوقات وہ مراقب رہتے اتفاقاً ایک دن مراقبہ مین تھے
اور سر آگے جھکائے ہوئے اور میرے باپ اُنکے پاس کسی کام اور خدمت مین مشغول تھے اچانک مولانا نے
سر اُٹھایا اور فریاد بلند کی اور میرے باپ نے اُس کام سے ہاتھ اُٹھالیا اُس فریاد کا سبب آپ سے پوچھا فرمایا
کہ پورب کی طرف سے ایک شخص پیدا ہوا خواجہ عبید اللہ نام اور تمام روے زمین کو لیلیا عجب شیخ بزرگ
اور تینے نام حضرت کا خدمت مولانا نظام الدین سے سنا اور یاد رکھا اور اُنکے مقدم شریف کے منتظر رہتے
اور اُنکے سایہ سے عشقبازی ہم کرتے تھے یہان تک کہ سلطان ابو سعید میرزا کا عہد دولت ہوا اور حضرت کو
تاشکند سے کوچ کرا کے سمرقند مین لایا اور پہلے پہل جو شخص کہ آپ کی صحبت اور ملازمت مین سمرقند سے
وہ شادہ ہم تھے اور سعادت خدمت سے بہرہ اندوز ہوئے ۔ حضرت شروع احوال مین چندے سمرقند
رہکر وہان سے بخارا گئے اور راستہ مین شیخ سراج الدین پرسی کے گاؤن پہونچے اور ایک ہفتہ وہان شیخ
صحبت رکھی اور وہان سے بخارا گئے اور مولانا حسام الدین بن مولانا حمید الدین شاشی کو دیکھا اور خواجہ
علاء الدین غجدوانی سے صحبتین رکھین جیسا کہ مقالہ کتاب مین خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے تذکرہ کے
اندر مذکور ہوا بعد ازان خراسان کی عزیمت کی اور براہ مرو سے ہرات مین آئے اور مدت چار سال علی الاتصال
وہان رہے اور اُس مدت مین صحبت سید قاسم تبریزی اور شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہما مین بہت
گئے ہین اور حضرت مولانا شیخ زین الدین خوافی قدس سرہ کی صحبت مین بسا اوقات پہونچتے رہے اور چار سال
بعد ہرات سے بہ نیت صحبت حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کی راہ بلخ اور شہر غان سے ولایت حصار کو
روانہ ہوئے اور بلخ مین مولانا حسام الدین پارسا کی صحبت مین پہونچے ہین چنانچہ ذکر مولانا کا اوپر گذر چکا اور

وہان سے چغانیان گئے ہین اس نیت سے کہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کی قبر کی زیارت کرین بعدازان بلغتو آئے اور حضرت مولانا یعقوب کو پایا اور اُنکو دست بیعت دی اور اُنسے طریقہ اخذ کیا۔ چنانچہ بعد ازین مذکور ہوگا اور اس سفر مین تین مہینے رہے ہین اور پھر ہرات کو مراجعت کی ایک سال دیگر وہین رہے اور اکابر وقت کی صحبت پر مداومت کی اور بعد ازانکہ پانچ سال ہرات مین اقامت کو ہوئے تو وطن مالوف مین جمعیت ارادہ کیا اور تاشکند مین مقیم ہوئے اور زراعت کے کام مین مصروف ہوئے اور شغل کاشتکاری پر اقدام کیا حضرت فرماتے تھے کہ اُنتیس ۲۹ سال کی عمر مین شہر ہاے مرو مین رہے پانچ سال بیشتر وہان سے تاشکند مین ہم آئے اور واقعہ وباے شہر آٹھ سو چالیس مین ہوا ہے بعد ازان کہ تاشکند گئے ہین خدمت مولانا نظام الدین رحمہ اللہ وہان تھے پھر اُنسے صحبت رکھی اور اُنکے درمیان امور عجیبہ واقع ہوئے چنانچہ تھوڑے احوال اسمین سے مولانا نظام الدین کے ذکر مین گذرے

ذکر حضرت کی صحبت کا سمرقند اور خراسان مین حضرت سید قاسم تبریزی قدس اللہ تعالیٰ سرہ

حضرت فرماتے تھے کہ مین نے اپنی تمام عمر مین حضرت سید قاسم تبریزی قدس سرہ سے کسیکو عظیم تر نہین دیکھا مشائخ زمان سے بعض کسی کی صحبت مین کہ آیا ایک نسبت ظاہر ہوتی تھی اور ایک کیفیت حاصل ہوتی تھی کہ آخر تک اُسکے قابل تھی لیکن سید قاسم کی صحبت مین وہ نسبت ظاہر ہوتی تھی کہ ساری دنیا اُنکے گرد پھرتی ہے اور اُنمین اتر جاتی ہے اور گم ہوتی ہے۔ فرماتے تھے کہ سید قاسم نے ابتداء حال مین باورد کے حوالی حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین قدس سرہ سے ملاقات کی تھی اور صحبت رکھی بعد ازان اپنے تئین آپ کے طریقہ اور نسبت پر رکھا بعض اوقات مجالس صحبت مین ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت سید قاسم اپنے کو طریق خواجگان پر رکھتے ہین۔ فرماتے تھے کہ سید کا ایک دربان تھا کہ کسیکو بلا اجازت اور رخصت حضرت کے سامنے نہین جانے دیتا خدمت سید نے اُس دربان سے کہدیا تھا کہ جس وقت یہ جوان ترکستانی آوے اُسکو مانع نہو تا کہ وہ آوے اور کہا مین ہر روز سید کی ڈیوڑھی پر پہونچتا تھا لیکن باوجود اجازت کے دو روز اور تین روز مین اکبار آپ کے سامنے آتا آپ کے آدمی تعجب کرتے تھے کہ آپ اجازت پائے ہوئے ہین کس واسطے ہر روز نہین آتے اور ونکو جو اجازت نہین ہے وگرنہ آپ کے سامنے سے ہرگز نہ اُٹھتے کسیکو خوش نہین آتا کہ آپ کے پاس سے اُٹھے آپ بھی لوگون کو جلد اجازت دیتے تھے الا مجھے ہرگز نہین اُٹھایا۔ فرماتے تھے کہ ایکبار ابتداے ملازمت مین مجھسے پوچھا کہ بابو تیرا کیا نام ہے اور آپ کی عادت تھی کہ لوگون کو بابو کہتے تھے مین نے کہا عبید اللہ فرمایا کہ چاہیے کہ تحقیق اپنے اسم کی تو کرے تمام شد کلامش قدس سرہ خدمت مولانا محمد قاضی علیہ الرحمہ نے اس کلام کے معنی اور شرح مین ایسا لکھا ہے کہ چاہیے کہ تحقیق اپنے اسم کی تو کرے یعنے کمال سعی بجا لاوے

کہ بندگی حق سبحانہ بروجہ اکمل تو کرے اور راقم ان حروف کی خاطر مین جو اس سخن کے معنی آتے ہین یہ ہین کہ تحقیق اپنے اسم کی تو کرے یعنے وہ اسم کہ تیرا مربی ہے اور مبدء تیرے فیض کا وہ ہے اور درحقیقت حقیقت تیری مظہر اُس اسم کی ہے اور رب تیرا کہ آخر الامر رجوع اور بازگشت تیری اُسکے ساتھ ہوگی وہ ہے اور اُس اسم کے ساتھ متحقق ہونا یہ ہے کہ حقیقت سالک آئینہ ہو جاے کہ وہ اسم اُسمین اپنے لوازم کے ساتھ بالکل تجلی کرے اور اپنے مظہر سے بوجہ کمال ظاہر ہووے اور وہ اُس تجلی کے ظہور آثار و احکام مین اُس تجلی کے مستغرق اور مستہلک ہو جاے۔ حضرت فرماتے تھے کہ ہمیشہ سید قاسم قدس سرہ کی نظر عاقبت امور پر ہوتی تھی اور شیخ بہاءالدین عمریہ نظر نرکھتے تھے ایکبار حضرت شیخ کے پاس مین گیا اتفاقاً ایک گروہ فقرا ظالمون سے دادخواہی کرتا تھا اور آپ کے روبرو گفت و شنود بہت تھی شیخ نے میری طرف نظر کی اور فرمایا کہ رات کہان رہے ہو مین اُنکا مقصود سمجھ گیا یعنے مناسبت حاصل کی ہے کہ ایسے محل مین آگئے ہو۔ حضرت فرماتے تھے کہ اگر شیخ عاقبت اور استعداد پر نظر رکھتے ایسا نہ کہتے۔ مولانا فتح اللہ تبریزی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ مین حضرت سید قاسم قدس سرہ کی ملازمت مین بہت رہا کرتا اور مسائل تصوف کے ساتھ مجھے شیفتگی تھی اس حد تک کہ بہت راتین ایک مسئلہ کے سمجھنے مین دقائق اس گروہ سے دن کردی تھین کہ نیند نہین آتی تھی۔ ایکبار حضرت سید قاسم کی صحبت مین بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت آگئے حضرت سید نے ملاقات کی اور تعظیم تواضع پوری طرح کی حقائق اور دقائق عجیب فرمائے اور ہر بار کہ حضرت ملاقات حضرت سید کو آتے سید بے اختیار حکایات اور اسرار پوشیدہ بیان کرنے شروع کر دیتے اور حقائق عجیب اُنسے ظاہر ہوتے کہ دیگر اوقات مین مثل اُسکے اتفاق نہوتا۔ اکثر بعد ازان کہ حضرت مجلس سے اُٹھے حضرت سید میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ مولانا فتح اللہ اس گروہ عالی کی باتین اگرچہ بہت خوش ہین لیکن فقط کہنے اور سننے سے کام نہین چلتا اگر تو چاہتا ہے کہ سعادت کو پہونچے کہ اہل ہمت کی نہایت تمنا کی چیز ہے تو اس جوان ترکستانی کا دامن پکڑ کہ اعجوبہ زمان ہے اُس سے بہت کام نکلینگے قریب ہے کہ جہان نور ولایت سے اُسکے روشن ہو اور دلہاے مردہ ہواے نفس سے افسردہ اُسکی صحبت شریف سے زندہ ہون اور مجھے ہمیشہ حضرت سید قاسم کے اشارہ کے موافق آرزو حضرت کی ملازمت کی رہا کرتی سلطان ابوسعید میرزا کے زمانہ تک کہ حضرت تاشکند سے سمرقند مین آئے ہین اکثر اوقات حضرت کی ملازمت مین ہوتا تھا اور جو کچھ حضرت سید نے اشارت کی تھی اُس سے زیادہ مشاہدہ کیا اس سے ثابت ہوا کہ حضرت سید کی نظر عاقبت اور استعداد مردم پر تھی اور اس بات کی تائید مین وہ سخن ہے کہ پیشتر حضرت کے تمول مین گذرا کہ حضرت سید فرماتے تھے کہ جس طرح یہ ناخوش لوگ ہمارے گرد رہتے ہین قریب ہے کہ دنیا گرد تیرے ہو۔ حضرت فرماتے تھے کہ حضرت سید قاسم کی صحبت مین کوئی ناخوش بجز چند مرید کے نہ تھا۔

جو کچھ آدمی انکی نسبت کہتے تھے دو چیزین سے ایک تھی یا تو یہ کہ آپ سر قضا و قدر پر مطلع ہو گئے تھے
اور جان گئے تھے کہ یہ اس حالت پر ہین کہ ایسے ناخوش آپ کے گرد ہونگے اور ان لوگون کی نگہداشت
سے چارہ نہ تھا یا یہ کہ جس طرح دیوار باغ میوہ دار پر کانٹے لگاتے ہین تاکہ اس سے چورون اور جانورون کی
رکاوٹ ہو جاوے آپ نے بھی ایسے آدمیون کو راہ دی تھی تاکہ حال پوشیدہ رہے اور اپنی حقیقت کی حفاظت انظار
اغیار سے ہو فرماتے تھے کہ مین حضرت سید کے پاس بیٹھا تھا کہ پیر کپیل نام جو آپ کے مریدون سے ایک شخص تھا کہ
معارف اور حقائق ان لوگون کے بے تحاشا علانیہ دلیرانہ کہتا تھا اور اسمین مبالغہ کرتا تھا آنکلا جون ہی اسکی
نظر حضرت سید پر پڑی رنگ اسکا متغیر ہوا اور ہر لحظہ ایک رنگ سے بدلتا تھا انہ بنا سید کی نوذ اسکے باطن
مین قوی تھی ہر قدم کہ آگے آتا تھا ایکبار اپنا سر زمین پر ٹپکاتا تھا اور حضرت سید فرماتے تھے بلہ درویشان
بلہ درویشان اسی طریقہ پر کہ مشغول ہوتے ہو اسی پر رہو اور کوشش کرو تاکہ اوساط مین نہ رہو پیر کپیل
پھر اسی طریق سے کہ سامنے آیا تھا پیچھے ہٹتا ہوا جاتا تھا یہان تک کہ باہر آیا اسکے نکلنے کے بعد حضرت سید
نے فرمایا کہ کیا کرون اسکی استعداد مین اسقدر ہے کہ سوا دوسری چیز کی گنجائش نہین ہے اسی چیز کے کمال کا
مین نے حکم دیا کہ اسواسطے کہ کمال ہر چیز کا اسکے نقصان سے بہتر ہے فرماتے تھے کہ حضرت سید قاسم نے فرمایا
تو کچھ جانتا ہے کہ اس زمانہ مین حقائق اور معارف کم ظاہر ہوتے ہین سبب کہ بنیاد کام کی تصفیہ باطن ہے اور
تصفیہ کی بنا لقمہ حلال پر ہے چونکہ اس زمانہ مین لقمہ حلال کم ہے ناچار باطن صاف نہین رہے کہ اسرار اور معارف
الٰہی اُس سے ظاہر ہون اور اس تقریب سے فرمایا جس زمانہ تک میرا ہاتھ کار مین چلتا تھا طاقیہ پر زرنجیبہ
سوزنکاری ٹوپی مین سیتا تھا اور اُسکی قیمت اپنے بناتا تھا جب فالج کے سبب ہاتھ میرا بیکار ہو گیا باپ
دادا کا کتب خانہ جو ورثہ مین ملا تھا اُسکو بیچ ڈالا اور تجارت کا سرمایہ بنایا اور اسوقت میری قوت اسی سے ہے
اسمین سے کھاتا ہون حضرت سید کی احتیاط گویا تھی مین ایسی تھی گر اور آدمی دوسرا عقیدہ رکھتے تھے
اور وہ غیر واقع تھا لوگون نے ان مریدون سے جو رکھتے دیکھے استدلال کیا تھا اور وہ قباب آنکا تھا فرماتے
تھے کہ حضرت سید بڑے عالی ہمت تھے آپ کے آدمی بلا زم بطریق کسب مشغول تھے جو کچھ پیدا کرتے تھے کرم
اور مروت کے سبب صرف ہوجاتا بنا انکا ... بہت تھی اگر سنتے کہ کسی جا طالب علم اور کوئی شخص
بیمار ہوا ہے ... کرتے آدمی اسکی عیادت کو بھیجتے اور ... کے موافق دیتے بھی تھے حضرت فرماتے تھے کہ مجھے مرض
حصبہ ہوا تھا ... سرخ سرخ دانہ بدن پر ظاہر ہوتے ہین سوزش کے ساتھ
تھوڑا مین اچھا ہوا تھا ... کے دن تھے ... قطب الدین صدر کے مدرسہ مین ... کرتا تھا اچانک
مولانا سعد الدین کاشغری آئے اور کہا تمھین بشارت ہو کہ حضرت سید قاسم تشریف لائے اور مجھے آتی قوت

نہ تھی کہ فوراً اُنکی خدمت مین جاسکون مین نے کہا کہ تم جاؤ ابھی مجھے اتنی قوت نہین ہی کہ اُنکی خدمت مین پہونچ سکون بعد از چند روز فی الجملہ مین نے طاقت اپنے مین پائی سنا کہ حضرت سید حمام مین آئے ہین جو شیخ ابو اللیث کی خانقاہ کے دروازہ پر ہی وہان مین گیا ایک ساعت بعد حضرت سید حمام سے نکلے اور تخت روان پر بیٹھے اور اُس تخت کو چار آدمی اُٹھایا کرتے اتفاقاً ایک آدمی غیر حاضر تھا ایک پایہ مین نے پکڑ لیا بڑا بار میرے اوپر پڑا کہ مین جھک گیا قریب تھا کہ میری ناک زمین پر پہونچے اور تخت روان میرے ہاتھ سے گرے اندیشہ خوب کو اپنے مین جگہ دی وہ اندیشہ جمعیت اور حضور تمام کا موجب ہوا اور بڑی قوت اپنے مین پائی کہ امیر شاہ ملک کے مدرسہ تک تخت روان کو مین لیگیا اسکے بعد مریدان حضرت سید نے مجھسے کہا اسوقت تو آدمیون کے سلک مین آیا کہ بار امانت کو اُٹھا لیا انتہی کلامہ اس سخن کو اُس تقریب سے فرمایا کہ کہتے تھے اپنے تئین اندیشہ ہاے خوب مین مسرور کرنا چاہیئے ایسا خاطر مین آتا ہی کہ اپنے کو اندیشہ ہاے خوب سے خوش کرنا وہ ہی کہ جانے کہ وہ نفس الامر مین ایک حسب مستوا ہی کہ مظہر اسما و صفات اور مصدر افعال حق تعالیٰ کا ہوا ہی جو صفت اور فعل کہ اُس سے ظاہر ہی وہ حقیقت دوسری جگہ سے ہی پس چاہیے کہ ہمیشہ بندہ اپنے تئین اس اندیشہ سے خوش رکھے **بیت** شادی جاوید کن از دوست تو تا نہ گنجی ہمچو گل در پوست تو * ترجمہ شادی جاوید اپنے دوست سے * کر کہ مثل گل تو نکلے پوست سے * فرماتے تھے کہ خدمت سید قاسم نے کہا کہ مولویون کی جنس سے دو شخص کو مین نے دیکھا کہ اُنکو ذوق صوفیہ تھا ایک مولانا جانی رومی اور دوسرے مولوی نا سر بخاری حضرت سید قاسم قدس سرہ ابتدا ءحال مین مجنون اور مجذوب لوگون کے گرد بہت پھرا کرتے فرمایا کہ مین روم مین تھا لوگون سے مجذوبون کا حال پوچھا کرتا کہا کہ فلانے گانون مین ایک مجذوب قوی الحال ہی وہان مین گیا اور اُسکو دیکھا پہچانا مولانا جانی تھا کہ تبریز مین باہم تحصیل کرتے تھے ترکی مین اُس سے کہا کہ مولانا جانی ہین نے وانیر سئین کہا وانیر دم مولانا سید حسن مین نے کہا تجھے کیا حال پیش آیا کہا مین بھی تیری طرح سرگشتہ تھا ہمیشہ ہر چیز مجھے ہر طرف کھینچتی تھی ناگاہ ایک چیز دکھلائی دی اور مجھے سب سے اُڑا لیگئی پس بزبان ترکی رومی کہا ونیکلاندوم ونیکلاندوم یعنے مین آسودہ ہوا مین آسودہ ہوا حضرت فرماتے تھے کہ ہر بار کہ حضرت سید یہ حکایت کہتے آنسو اُنکی آنکھون سے ٹپکتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ سخن مجذوب اُنکے باطن مین اثر کر گیا ہی فرماتے تھے کہ حضرت سید نے فرمایا کہ شہر سبزوار مین ایک مجذوب تھا اُسکے دیکھنے کو مین گیا خاطر مین گذرا کہ آیا بابا محمود طوسی بہتر ہی یا یہ مجذوب فی الحال میری طرف متوجہ ہوا کہا اتنا سوتون اتنا مولون کہ بابا محمود کو پانی پیشاب کا بہا لیجائے ۔ والدراقم الحروف علیہ الرحمہ ایسا کہتے تھے کہ بعضے عزیزون سے مین نے سنا ہی کہ جب حضرت قاسم قدس سرہ نے اس مجذوب سبزواری سے جو سید دیوانہ مشہور ہی اور قبر اُسکی اُس دیار مین معروف ہی ملاقات کی اور خاطر مین لائے کہ

آیا یہ بہتر ہی یا بابا محمود اور اُسنے وہ سخن جو حضرت سے نقل ہوا کہا اور اُسکے بعد کہا کہ بابا محمود میرے ترکش کا ایک تیر ہی۔ حضرت سید سبزوار سے طوس مین بابا محمود کے پاس گئے اور میر دیوانہ کی بات اپنی خاطر مین لائے کہ کہا تھا بابا محمود میرے ترکش کا ایک تیر ہی بابا محمود نے سر آستین نمد سے باہر نکالا اور کہا بیر او سبے پیکان۔ حضرت فرماتے تھے کہ ایک شب خواب مین مین نے دیکھا کہ ایک بڑے شاہراہ مین کھڑا ہون اور اُس شاہراہ سے باریک باریک پگڈنڈی ہرات کو گئی ہی اچانک مین نے دیکھا کہ خدمت شیخ زین الدین خوافی علیہ الرحمہ ایک راہ کے سرے پر کھڑے ہین مجھے پکڑا اور کہا قال النبی علیہ السلام السماع اہل اللہ ترجمہ سماع اہل اللہ کے لیے سزاوار ہی پس اشارہ کیا کہ آؤ تاکہ اس راہ سے تجھے اپنے گانون مین لیجاؤن اور میرا جی نہین چاہتا تھا کہ اُس شاہراہ سے دوسری راہ پر جاؤن اچانک مین نے دیکھا کہ حضرت سید قاسم قدس سرہ سفید گھوڑے پر سوار اُس شاہراہ سے نکلے اور کہا یہ شاہراہ شہر کو جاتی ہی آ کہ شہر مین پہونچا دون پھر مجھے اپنا ردیف کیا اور اپنے پیچھے بٹھلا لیا اور اُس شاہراہ مین آ گئے۔ بعضے مخدوم کہتے تھے کہ اشارہ اس معنی کی طرف ہی جو حضرت سید نے اپنے بعض اشعار ہارف شعار مین فرمایا ہی بیت

من از آن شہر کلانم نہ از آن دہ کہ توئی ٭ باہمہ خلق جہان دارو مداری دارم ٭ ترجمہ مین نہ اُس شہر سے ہون اور نہ اُس دہ سے کہ ہو ٭ ساری دنیا سے مجھے ربط ہی ٭ اردو ٭

ذکر صحبت حضرت کا شیخ بہاء الدین عمر قدس اللہ سرہ سے

حضرت فرماتے تھے کہ مجھے مشائخ خراسان مین سے شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہ کے اطوار بہت پسند آئے تھے اکثر اوقات بیٹھے تھے جو کوئی اُنکے دیکھنے کو آتا تھا اُسکی خاطر اور طبیعت کے مناسب برتاؤ کرتے اور کسی طرح اپنے کو ممتاز نہین کرتے تھے اسقدر تھا کہ لبا اوقات چلہ اختیار کرتے اسوجہ سے کہ طریق اُنکے مشائخ کا تھا۔ فرماتے تھے کہ پانچ سال کی مدت مین کہ ہرات مین تھا کبھی ایسا ہوتا کہ ایک ہفتہ مین دو تین بار شیخ کی صحبت مین جاتا مجھے شیخ کی صحبت سے زیادہ فائدہ نہ تھا اس مقدار سے کہ اپنی نسبت کو شیخ کی صحبت مین زیادہ روشن پایا تھا۔ حضرت میر عبدالاول علیہ الرحمہ نے اپنے مسموعات مین لکھا ہی کہ حضرت نے فرمایا جب مین ہرات مین تھا خواب مین دیکھا کہ ایک مکان سے مین گذر کرتا ہون کہ شیخ زین الدین خوافی سے اُسکو تعلق ہی اور اُنکے مرید اور اصحاب مجھے صلاح دیتے ہین کہ یہان رہو وہان میرا دل راغب نہوا نزا وہان سے گذر گیا پھر ایسی جگہ پہونچا کہ بہت خوب اور تروتازہ تھی ایسا معلوم ہوا کہ شیخ بہاء الدین عمر کا مکان ہی دیکھا کہ ایک حوض پانی سے بھرا ہوا ہی نہایت صاف اور ایک میدان ہی بہت وسیع اور حضرت شیخ حوض کے کنارے بیٹھے ہین چاہتے ہین کہ جمعہ کی نماز ادا کرین وہان مزار بہت خوب نظر آیا جب حاضر ہوا شیخ بہاء الدین عمر کی

ملاقات کی خواہش زیادہ تر ہوئی اور اُنکے پاس مین بہت جاتا تھا اور فرمایا کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے
بڑے اکابر اصحاب کو مین نے دیکھا شیخ زین الدین کا طریقہ میرے نزدیک ایسا نہ معلوم ہوا جیسا کہ طریقہ
شیخ بہاء الدین عمر کا بہت خوب معلوم ہوتا تھا تمام دن بیٹھے رہتے جو کوئی آتا اُسکے مناسب بات کہتے اکثر اوقات
جلد بیٹھتے تمام شد کلام او قدس سرہ فرماتے تھے جس وقت شیخ بہاء الدین عمر کے یہان جاتا اول سر راہ
شیخ زین الدین کا مکان ملتا اپنے کو نسبتون سے خالی کرتا تھا اور اپنی باگ کو چھوڑ دیتا شیخ زین الدین
کے یہان جانے کو جی نہ چاہتا شیخ بہاء الدین عمر کے یہان جانے کو خاطر کشش کرتی۔ فرماتے تھے کہ ایکدن
شیخ زین الدین کے یہان مین گیا تھا اُنکو استغراق تھا مولانا محمود حصاری جو آپ کو خلفاء شیخ سے
گردانتا تھا ایک جماعت اصحاب کے ساتھ حاضر ہوئے اور ایسا پایا کہا کہ شیخ کی تصنیف جو ایک کتاب ہے
اُسے شیخ کے سامنے پڑھین وہ لوگ پانوٴن زمین پر مارتے تھے اور کھانستے تھے حرکات ناخوش کرتے تھے
کہ شاید مراقبہ سے شیخ باہر آوین کہ سبق کا وقت گذرتا تھا اور شیخ حاضر نہ تھے آخر کو کہا کہ ان باتون سے
کچھ نہین ہوتا اولی یہ ہے کہ باطن مین شیخ کے ساتھ ہم مشغول ہون تاکہ اپنے حال پر آوین پھر بیٹھین اور
خاطرون کو شیخ پر جمایا شیخ حاضر ہوئے اور فرمایا سبق پڑھنے کو آئے ہو تب شیخ اور اصحاب بیٹھے اور پڑھنے
پڑھانے مین مشغول ہوئے۔ حضرت فرماتے تھے کہ مجھے یہ بے ادبی مولانا محمود اور تمام اصحاب شیخ سے ناخوش آئی
کہ ایک بزرگ کو ایسے حال سے اپنے سبق پڑھنے کے لیے باہر لاوین اور فرمایا کہ یہان خاطر کسی پر جمانی اور اُسکو
لات مارنا اور گردن مارنا برابر ہے اس جہت سے شیخ زین الدین کے یہان مین بہت کم جاتا تھا۔ فرماتے تھے کہ
جس روز کہ خدمت زین الدین مولانا محمود حصاری اور درویش عبدالرحیم رومی کو اجازت ارشاد دیتے
تھے اور اُنکی ولایت مین بھیجتے تھے مین اُس مجلس مین حاضر تھا بعض مخدومون نے حضرت سے نقل کی کہ فرمایا
ایکدن مین شیخ بہاء الدین کے یہان گیا جیسی کہ اُنکی عادت تھی پوچھا کہ شہر مین کیا خبر ہے مین نے کہا دو خبر فرمایا
وہ کیا ہین مین نے کہا شیخ زین الدین اور اُنکے اصحاب کہتے ہین ہمہ از وست اور سید قاسم اور اُنکے اتباع کہتے
ہین کہ ہمہ اوست تم کیا کہتے ہو شیخ نے فرمایا کہ شیخ زین الدین راست کہتے ہین اور اُٹھ کھڑے ہوئے کہ دلیل
سے قول شیخ زین الدین اور اُنکے اصحاب کی تقویت کرین جب مین نے کان لگا کر سُنا تو وہ سب دلائل
سید قاسم اور اُنکے اتباع کے سخن کی تقویت کرنے تھے مین نے کہا بابا یہ دلائل قول سید قاسمیان کو استوار
کرتے ہین شیخ نے پھر اور دلائل قوی بیان کیے سو وہ بھی تقویت قول سید قاسم اور اُنکے اتباع کی کرتے
تھے اسوقت میری خاطر مین آیا کہ باطن مین قول سید قاسمیان کا معتقد ہونا چاہیے لیکن اپنے ظاہر کو شیخ
زین الدینیان کے اعتقاد پر دکھلانا چاہیے۔ حضرت فرماتے تھے کہ خدمت شیخ بہاء الدین عمر کو مین نالش کرتا تھا وہ سب

نہین کرتے اور مین ترک نہین کرتا تھا آپ کو استغراق ایسا تھا کہ جیسے کوئی سوتا ہو سوار پینک آ دے کبھی آنکھ بھی لگ جاتی ہوتا اور کہتے مگر رسم تمھاری ولایت کی یہ ہے مین کہتا کہ ہان شیخ کہتے تھے کیا اچھی جگہ ہے وہان کوئی جائے ۔ فرماتے تھے کہ شیخ بہاء الدین عمر کی خدمت مین بہت جاتا تھا تیمے کہتے او شیخزادہ میرے شانے مل مین آپ کے شانہ مبارک بہت ملا کرتا اور کبھی موزہ انکے پانون سے اتلہ تا ہرگز کوئی مجھے آنکے پاتابہ کی خوشبو سے خوشنود آتی

ذکر ملاقات حضرت کا مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کی خدمت مین

حضرت فرماتے تھے کہ اول بار جو ہرات مین گیا چہل دختران مین پہونچا ایک سودا گر بہت بصورت ربا کے دروازہ پر بیٹھا تھا مین ایسا سمجھا کہ یہ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم مشغول ہے مین نے پوچھا کہ یہ طریقہ کس بزرگ سے تمھین پہونچا ہے جیسا کہ طریق بازاری اور تاجر کا ہوتا ہے فی الفور ظاہر کیا اور کہا مین ایک بزرگ ہین نامدار حضرت خواجہ بہاء الدین سے کہ انکو مولانا یعقوب چرخی کہتے مین یہ نسبت انسے پہونچی ہے اور آپ کے فضائل اور شمائل کا بیان کیا اور بہت کچھ مبالغہ اسمین کیا مین نے چاہا کہ یہین سے مراجعت کرون بعد ازان مولانا یعقوب کی ملازمت مین حاضر ہون ہرات مین گیا اور وہان چار سال توقف ہوا اور خدمت شیخ بہاء الدین عمر نے روکنے مین اہتمام کیا چار سال کے بعد بلخ کی طرف مین روانہ ہوا جب ولایت چغانیان مین پہونچا ضعف وبیماری کی جہت سے کہ عارض ہوئے تھے اور جس روز تپ لرزہ آیا نہو سکا کہ جلد وہان سے باہر آؤن اور بعضے آدمیون نے نواحی چغانیان مین خدمت مولانا یعقوب کی غیبت بہت کی اور اس مدت بیماری مین اس سبب سے کہ پریشان باتین سُنی تھین فتور عظیم داعیہ ملاقات مین آنکے آگیا آخر الامر مین نے اپنے دل مین کہا کہ اسقدر مسافت بعید قطع کی اچھا نہین کہ آپ سے ملاقات نکرون جب مین گیا اور آنکو دیکھا بہت التفات کیا اور ہر باب سے باتین کین جب دوسرے دن آپ کی ملازمت مین پہونچا نہایت ہی غضب کیا اور سختی اور درشتی سے پیش آئے خاطر مین آیا کہ انکا غضب نسبت اسکے تھا کہ وہ غیبت سُنی اور جو فتور کہ اُسکی وجہ سے ہوا تھا اگرچہ تصریح نہ کی لیکن یہ کہا کہ زبون اور حقیر آدمی ہے کہ کسی شخص کے آنے کو دو مہینے سے پیشتر بچانے حضرت نے فرمایا کہ مجھے یقین ہوا کہ سبب آپ کے غصہ کا استماع اُس غیبت کا اور وہ ملازمت مین فتور تھا ایک ساعت کے بعد اُس سے بہر لطف کے طریق سے پیش آئے اور التفات اور عنایت بہت کی اور کیفیت اپنی ملاقات کی حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ سے بیان کی اور بعد ازان کیفیت ملاقات حضرت کے خواجہ نے ہاتھ دراز کیا کہ آبیعت کر طبیعت میری انکے ہاتھ پکڑنے پر نہ بڑھی اس جہت سے کہ آپ کی پیشانی مبارک پر ایک سفیدی تھی اُس مرض کے مشابہ جو موجب نفرت طبیعت کی ہوتی ہے آپ نے میری طبیعت کی کراہیت دریافت کی اور ہاتھ اپنا جلدی

سے تعلیم لیا اور بطریق خلع اور لبس کے اپنی صورت بدل کر ایسی صورت سے ظاہر ہوئے کہ اختیار ہاتھ سے جاتا رہا نزدیک ہوا کہ بیخود انہ حضرت مولانا سے لپٹ جاؤن آپ نے پھر اپنا ہاتھ دراز کیا اور فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ نے میرا ہاتھ پکڑا تھا اور فرمایا کہ ہاتھ تیرا ہاتھ ہمارا ہی جسنے تیرا ہاتھ پکڑا اُسنے ہمارا ہاتھ پکڑا خواجہ بہاء الدین کا ہاتھ پکڑتے ہوئین نے بے تامل ہاتھ مولانا یعقوب کا پکڑا بعد از تعلیم طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کی بروجہ نفی و اثبات کہ اسکو وقوف عددی کہتے ہین خدمت مولانا یعقوب نے فرمایا کہ جو کچھ حضرت مولانا بہاء الدین قدس سرہ سے ہمکو پہونچا ہی یہ ہے اگر تم بطریق جذبہ طالبان کو تربیت کرو تمھین اختیار ہے۔ کہتے ہین کہ بعضے یارون نے حضرت مولانا یعقوب سے پوچھا کہ اُس طالب کے تئین تمنے اس وقت طریقہ تعلیم کیا ہے کیونکر ہے فرمادیا کہ تمھین اختیار ہے اگر جذبہ کے ساتھ چاہو تربیت کرو خدمت مولانا نے فرمایا کہ طالب ایسا چاہیے کہ مرشد کے پاس آوے اور سب کام تیار کیے ہوئے فقط موقوف اجازت کا ہو اسکو فوت ہو جو کچھ کہین حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمن قدس سرہ نے نفحات الانس مین لکھا ہے کہ ایسا سنا گیا ہے کہ خدمت مولانا یعقوب فرماتے تھے کہ جو طالب ایک عزیز بزرگ کے پاس آتا ہے خواجہ عبید اللہ جیسا ہونا چاہیے چراغ مہیا کیا ہوا اور تیل بتی موجود صرف گندک اُسے رکھنی چاہیے تھی۔ حضرت فرماتے تھے کہ خدمت مولانا یعقوب علیہ الرحمہ انصاف دیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جب خدمت مولانا یعقوب علیہ الرحمہ سے اجازت چاہی تمام طریقے خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے بیان کردیے اور جب بطریق رابطہ پہونچے فرمایا اس طریقہ کے کہنے مین وحشت نکرنا مستعدون کو پہونچانا

مقصد دوم ذکر مین بعضے حقائق و معارف اور دقائق اور لطائف اور حکایات و امثال کے کہ حضرت سے درمیان صحبت و احوال کے بیواسطہ سنے گئے اور تین فصل پر مشتمل ہے

فصل اول معارف اور لطائف کے ذکر مین جو معنی آیات و احادیث و کلام اولیا مین فرماتے تھے

فصل دوم اُن حقائق و دقائق اور اُن حکایات کے ذکر مین کہ مشائخ سلف و خلف قدس اللہ ارواحہم سے نقل کرتے تھے

فصل سوم سخنان خاص کہ ہر باب سے حضرت کی زبان مبارک پر گذرتے تھے اور وہ خطابات کہ حضرت سے اہل ہدایت و نہایت کو صحبت مین صادر ہوتے تھے

فصل اول اُن معارف اور لطائف کے ذکر مین کہ آیات و حدیث اور کلام اولیا کے معنی مین فرماتے تھے اور معانی آیات مسطورہ رشحہ کے ضمن مین وارد ہوتے ہین۔

رشحہ آیت الحمد للہ رب العالمین مین فرماتے ہین کہ حمد کی ایک ہدایت ہے اور ایک نہایت ہے ہدایت

وہ ہی کہ اُس نعمت کے مقابلہ مین جو بندہ کو دی ہی حمد کہتا ہی اسواسطے کہ وہ جانتا ہی کہ حمد نعمت کو زیادہ کرتی ہی اور نہایت حمد کی یہ ہی کہ حق سبحانہ نے مثلاً اسکو ایسی قوت دی ہی کہ اُس قوت سے حق عبودیت قائم ہو نماز روزہ حج زکوٰۃ اور مثل اسکے ایسی نعمتون کے مقابلہ مین کہ سبب قرب اور رضاے حق سبحانہ ہوا ہی حمد کہتا ہی بلکہ نہایت حمد یہ ہی کہ بندہ جانے کہ حامد اُسکے مظہر سے غیر حق سبحانہ نہین ہی کمال بندہ کا اسکے سوا نہین ہی کہ جانے کہ وہ معدوم ہی کہ نہ اسے ذات ہی اور نہ حقیقت ہی اور نہ فعل ہی اس اندیشہ سے اپنے تئین خوش کرے کہ اُسکو مظہر اپنی صفات کا کیا ہی۔

رشحہ آیت وقلیل من عبادی الشکور مین فرماتے تھے کہ شاکر حقیقت مین وہ ہی کہ نعمت مین نعمت دینے والے کا مشاہدہ کرے اور فرمایا کہ امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ اگر نعمت سے لذت پانے والا ہو وے تو شکر کے منافی نہین ہی اگر لذت کا پانا اس جہت سے ہو کہ وصول کا سبب ہوتا ہی۔

رشحہ آیت فاعرض عمن تولی عن ذکرنا کے معنی مین فرماتے تھے کہ یہ آیۃ دو معنی کے ساتھ تاویل کی گئی ہی ایک وہ ہی کہ ظاہر آیت سے سمجھی جاتی ہی اعراض اس گروہ سے کہ جس مین ہمارے ذکر سے اعراض کیا ہی کہ وہ منکر اور غافل ہین اور دوسرے وہ کہ ایک گروہ ہین کہ کمال استغراق اور استہلاک سے شہود مذکور مین صفت ذکر کی اُنسے دور ہوگئی ہی اگر فرضاً ان لوگون کو ذکر کی تکلیف دین تو اُنکا ذکر مانع شہود مذکور سے ہوگا پس حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم امور اسیر ہوئے کہ ایسے گروہ سے اعراض کرین جنھون نے اعراض ذکر سے کیا اور شہود مذکور مین مستغرق ہوئے اس معنی سے اُنکو ذکر کہنے کی تکلیف نہ فرماوین۔

رشحہ آیت وکونوا مع الصادقین کے معنی مین فرماتے تھے کہ صادقین کے ساتھ ہونا اسکے دو معنی ہین ایک کینونت یعنے ہونا بحسب صورت ہی اور وہ یہ ہی کہ اہل صدق کے ساتھ مصاحبت اور مجالست کو اپنے وقت کے لازم کرے تاکہ اُنکی دوام صحبت سے باطن اُسکا انوار صفات و اخلاق اُنکے سے منور ہو اور کینونت بحسب معنی ہی اور وہ یہ ہی کہ باطن کی راہ سے طریقہ رابطہ کا قبول کرے اُس طائفہ کی نسبت کہ استحقاق واسطہ ہونے کا رکھتے ہون اور صحبت کا حصر اسمین نکرے کہ ہمیشہ آنکھ سے ناظر ہو بلکہ ایسا کرے کہ صحبت دائمی ہو صورت سے معنی مین عبور کرنا کہ ہمیشہ واسطہ نظر مین ہو بسبب اس معنی کو بسبیل دوام رعایت کرے اسکے سرکو اُنکے سر کے ساتھ مناسبت محاد ہونے کی حاصل ہو اسواسطے سے جو کچھ مقصود اصلی ہی حاصل اُسکی حقیقت کو ہوگا۔

رشحہ اسی آیت کے معنے مین فرماتے تھے کہ جو کچھ اس واجب الامتثال سے سمجھا جاتا ہی یہ ہی کہ چاہیے کہ لگاؤ اور ارتباط کسی ایک صادق سے ہو صادقین وہ گروہ ہین کہ جو کچھ مستلے بغیر ہین آنکی چشم باطن کے سامنے سے اُٹھتے ہین مرمح صدوق اُس نیزہ کو کہتے ہین کہ جو کچھ نیزہ کو راستی اور ہنر سے چاہیے رکھتا ہو جو کچھ حقیقت

انسانی کو چاہیے اُسکے ساتھ متحلے ہو تاکہ اپنے درجہ کمال کو پہونچا ہو سوا اسکے کہ توجہ راست جناب حق سبحانہ مین برسبیل دوام ہو اور کچھ نہین ہے۔

رشحہ اسی آیت کے معنی مین فرماتے تھے کہ بیت با عاشقان نشین وہمہ عاشقی گزین + با ہر کہ نیست عاشق با اومشو قرین + پیش اُستادی کہ او نحوی بود + جان شاگردش از و نحوی شود + باز استادی کہ او محوی بود + جان شاگردش از و محوی شود + ترجمہ عاشقون کے ساتھ بیٹھ اور سب عاشقی قبول کر اور جو کوئی عاشق نہو اُسکے پاس مت پھٹک اُس اُستاد کے پاس جو کہ نحوی ہے جان اُسکے شاگرد کی اُس سے نحوی ہوگی ۔ پھر جو اُستاد کہ محوی ہو اُسکے شاگرد کی جان محوی ہوگی ۔ آدمی اس جہت سے کہ استعداد پوری اثر قبول کرنیکی اُسکو ہمنشینون سے حاصل ہے اس امر کا مامور ہوا کہ کوئی عمل یا کشش جو حق سبحانہ سے اس گروہ کی صحبت کی برکت سے واقع ہو مقابلہ و مقاومت کرسکتا ہے جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین ترجمہ ایک کشش کششہا ے حق سے برابر عمل دو جہان کے ہوتی ہے اسکی تائید کرنے والی ہے۔

رشحہ کلمہ لا الہ الا اللہ مین فرماتے تھے کہ بعض اکابر نے ذکر لا الہ الا اللہ کو ذکر عام کہا ہے اور ذکر اللہ کو ذکر خاص اور ذکر ہو کو ذکر خاص الخاص اور حالانکہ ذکر لا الہ الا اللہ کا خاص الخاص ہوسکتا ہے کسواسطے کہ تجلیات حق سبحانہ کے لیے نہایت نہین ہے اور اُس صورت مین ہر گز تکرار متصور نہین پس ہر آن مین ایک صفت کی نفی کرتا ہے اور ایک صفت کا اثبات پس ابدا لا آباد نفی و اثبات سے خلاص نہین ہوتا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ معنی لا الہ الا اللہ بعضون کے نزدیک کہ اللہ اسم ذات ہے من حیث ہے وہ ہوسکتے ہین کہ لا الہ نہین ہے اللہ کہ عبارت مرتبہ الوہیت سے ہے یعنے ذات مع الصفات الا اللہ مگر ذات بحت سب سے خالی ۔ اس معنی کو بہت آپ سے دور نرکھنا چاہیے کسواسطے کہ جب دل اغیار سے خالی ہو تو مشہور سے بجز ذات مقدس کے کوئی نہین ہے اور یہ نسبت مبتدیان خواجہ عبد الخالق قدس سرہ کی میسر ہے سمجھا جو سمجھا مصرع بانگ دو کردم اگر در دہ کس ست + اور اسی معنی مین فرماتے تھے کہ مبتدیان طریق خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کو اول قدم مین چاشنی غلبت ہویت کی حاصل ہے۔

رشحہ آیہ کریمہ قل اللہ ثم ذرہم کے معنی مین فرماتے تھے کہ مراد وہ ہے کہ نفس ذات کے ساتھ متوجہ ہو نہ صفات کے

رشحہ اس آیۃ کے معنی مین یا ایہا الذین آمنوا آمنوا فرماتے تھے کہ اشارہ ہے تکرار عقود یعنے ایمان کا کہ اس گروہ کے نزدیک عبارت ہے عقد قلب بحق سبحانہ کا امر کیا ہے کہ اس عقد کی تکرار کرو یعنے سعی کرو کہ جانو کہ یہ وصف تمہارے حصہ سے نہین ہے۔

رشحہ اس آیت کریمہ کے معنی مین فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات کے فرماتے تھے کہ ظالم

فمنہم ظالم لنفسہ اشارہ اُس گروہ کی طرف ہو کہ اپنے نفس پر ظلم بآن معنی کیا ہو کہ جو کچھ اُسکی مراد ہی لذت اور شہوت سے اُسکو محروم کیا ہو اور سب احوال مین اُسکی مخالفت لازم رکھی ہو تا کہ قبول موہبت کا مستعد ہو اس تحقیق کی نظر سے یہ گروہ مقتصدان سے مقدم ہون اور مقتصدان سابقان بخیرات سے۔

رشحہ ۱۲ اس آیۃ کے معنی مین سواء علیہم انذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون فرماتے تھے کہ شاید اشارہ اُس گروہ کی طرف ہو بنی آدم سے کہ قلب مومنین پر واقع ہوئے ہین جو ایک گروہ ملائکہ مین کہ انکو غایت استغراق سے مشہود ذاتی مین کوئی آگاہی اسکی کہ غیر ذات حق سبحانہ کے کوئی موجود ہی نہین ہی وہرگاہ یہ گروہ کسی چیز سے آگاہ نہین ہی تو ضرور کسی چیز پر ایمان نرکھتے ہونگے ناچار لا یومنون وصف ان بزرگوار ونکا آیا

رشحہ ۱۳ اس آیت کے معنی مین لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار فرماتے تھے ملک سے دل سالک کا مراد لیکن یعنے جب حق سبحانہ ایک دل پر تجلی احدیت سے تجلی کرے اُس دل مین اپنے غیر سے نشان نہ چھوڑے پس اس دل مین صداے لمن الملک الیوم والے اور جب اُس مملکت مین غیر اپنے نہ دیکھے آپ ہی جواب دے کہ للہ الواحد القہار صداے سبحانی ما اعظم شانی اور انا الحق وہل فی الدارین غیری ور انکے مثال اسی مقام سے

رشحہ ۱۴ اس آیت کے معنی مین یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ فرماتے تھے کہ سب آدمی محتاج حق سبحانہ کے ہین اور ہرگاہ حق تعالی اپنے علم قدیم سے جانتا تھا کہ آدمی حسب تقاضاے بشریت روٹی پانی اور اسباب دنیاوی کا محتاج ہوگا لاجرم جمال قیومیت کو مظاہر اشیا سے ظاہر کیا تاکہ آدمی جس چیز کا محتاج ہوتی بالتحقیقت محتاج بحق سبحانہ ہو باین وجہ کہ حق سبحانہ تعالے قیوم ہو۔

رشحہ ۱۵ ایک دن بعضے حاضرین مجلس کو سیاست اور ملامت کرتے تھے اور باتین فرماتے تھے اُس درمیان مین فرمایا کہ چون اور درواز ون پر بہت پھرو وہ کام کرو کہ تمسے کوئی نفع حاصل کرے جسطرح ہوسکے اپنے تئین گم کرو کوشش کرو کہ شہود احدیت کثرت مین حاصل ہو۔ بعضون نے معنی انا اعطیناک الکوثر الیسا تفسیر کیا ہی کہ دیا ہمنے تجھے کو شرینے شہود احدیت کثرت مین۔

رشحہ ۱۶ آیت کل یوم ہو فی شان مین باتین فرماتے تھے اور اُس اثنا مین ایک تقریب سے فرمایا کہ بقا بعد الفنا کے دو معنی ہین ایک یہ کہ بعد ازان کہ سالک شہود ذات کے ساتھ متحقق ہوا اور اسمین رسوخ تمام پایا اور استغراق اور غیبت سے شعور وحضور کی طرف عود کرکے مظہر تجلیات اسماء فعلی کا ہوتا ہی اور اسماء کونیہ کے آثار کو اپنے مین پاتا ہو اور ان اسماء سے ہر ایک اسم مین امتیاز کرتا ہو اور ہر ایک اسم سے ایک حظ خاص حاصل کرتا ہو۔ دوسرے معنی یہ ہین کہ ہر ایک آن اور ہر جزو لا یتجزے مین زمان سے اپنے اندر ایک اثر آثار اسماء ذاتیہ سے کہ اُسکے لیے خارج مین مظاہر نہین ہوتے پاتا ہو اور آنا فآنا یہ آثار قسم قسم کے

منزل اپنے باطن مین پاتا ہی اور باعتبار اختلاف آثار کے ہر ایک ادنیٰ زمانہ مین زمانون سے امتیاز کرتا ہی اور
یہ امر بہت نادر اور بہت بلند ہی اور افراد انسانی سے فرد کامل تر کو اہل ولایت سے یہ بات نادر طور پر حاصل
ہوتی ہی اور آیت کل یوم ہو فی شان بیان کرنے والی اس معنی کی ہی — بیت ہر دم ازین باغ بری میرسد
تازہ تر از تازہ تری میرسد ✤ ترجمہ ہر دم اس باغ سے ایک پھل پیدا ہوتا ہی تازہ تر ایک تازہ سے پہونچتا
ہی — اور جو کچھ بعضے احادیث کے معنی مین کہتے تھے وہ اکثر رشحہ مین وارد کیے جاتے ہین —
رشحہ اس حدیث کے معنی مین کہ القناعۃ کنز لا یفنی فرماتے تھے کہ قناعت ہمارے نزدیک یہ ہی کہ اگر نان جو
بغیر چھنے آٹے کے کوئی شخص پائے آرزو نکرے کہ چھنے ہوئے آٹے کی ہو اور اسکو بھی اُسقدر کھائے کہ ہاتھ
پانون جنبش نماز پڑھنے کے لیے کرین اور فرماتے تھے کہ اس طور پر رہنا چاہیے کہ کھانے پینے مین ہمیشہ علیہ
اور اُس چیز پر قناعت کرنی چاہیے کہ اُس سے فروتر نہو لیس اپنا دست مبارک کھولا اور فرمایا جب کوئی
بھوکا ہو ایک کف دست کلوخی یا آٹا اُسے کافی ہی جسنے ایسا کیا آسودہ ہوا — اور فرماتے تھے کہ جو شخص جنگل مین
جا پڑے مثلاً کہ اسمین نہ پانی ہو نہ آبادی اور کسی راہ سے طعام کی امید نہو اور اسکو کھانے کے لیے کوئی شئے
نہو اور اُسکے باطن مین بھی کوئی تفرع زاری نہو کہہ سکتے ہین کہ اُس مرد کو حقیقت قناعت حاصل ہوئی ہی
رشحہ اس حدیث مین التکبر مع المتکبر صدقۃ ترجمہ غرور غرور والے کے ساتھ کرنا صدقہ ہی فرماتے تھے کہ تکبر
دو قسم ہی مذموم اور محمود مذموم خلق خدا پر متعظم ہوتا ہی اور اُنکو حقارت سے دیکھنا اور اپنے تئین اُنسے یا اوسے
اور بہتر دیکھنا اور تکبر محمود سبب توجہی ماسوے اللہ کی طرف اور متعظم ہونا غیر حق سبحانہ پر یعنی کہ جو غیر حق سبحانہ
ہی وہ اسکی نظر مین حقیر اور بے قدر ہوا ور علاقہ اُسکے التفات کا اُس سے منقطع ہو جاسے یہ تکبر اصل ہی اور مرتبہ
فنا کو پہونچا دینے والا ہی —
رشحہ فرماتے تھے کہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ شیبتنی سورۃ ہود اس بنا پر ہی کہ سورہ ہود مین استقامت کا
امر واقع ہی جیسا کہ فرمایا حق سبحانہ نے فاستقم کما امرت اور استقامت ایک امر بہت سخت اور مشکل ہی اسلیے
کہ استقامت استقرار اور ٹھہرنا حد وسط مین ہی تمام افعال اور اقوال اور اخلاق اور احوال مین اس طرح پر
کہ تجاوز تمام افعال مین ضرورت سے صادر نہو اور کمی بیشی طرفین سے محفوظ ظاہر ہو اسی سبب سے کہا ہی کہ کام
استقامت رکھتا ہی اور ظہور کرامات اور خوارق عادات کا اعتبار نہین —
رشحہ اس حدیث کے معنی مین الیوم تسد کل فرجۃ آج کے دن سب روزن بند کیے جائین فرماتے تھے مسجد
جسمین حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرتے تھے اُسمین دروازہ تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے مرض موت مین فرمایا تھا کہ ان سوراخون کو بند کر دو اور وہ دروازہ چھوڑ دو جو صدیق اکبر رضی اللہ

عنہ کے گھر مین کو تھا پس فرمایا الیوم لیسد کل فرجۃ الا فرجۃ ابی بکر آج کے دن بند کیے جائین سب شگاف مگر شگاف
ابی بکر ارباب تحقیق اس باب مین سخن رکھتے ہین اور وہ یہ ہی کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو کمال نسبت جبی حضرت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ثابت تھی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین اسکی طرف اشارت
کی کہ تمام نسبتین اور طریق بمقابل نسبت جبی کے مسدود ہین اور جو کچھ موصل بمقصود ہی اس نسبت کے سوا نہین
ہی اور رابطہ عبارت اس نسبت جبی سے ہی صاحب دولت کے ساتھ کہ اعتقاد واسطہ ہونے کے لائق ہو
اور طریقہ خواجگان قدس اللہ اراحہم کا کہ حضرت صدیق اکبر کے ساتھ منسوب ہی اسی نسبت جبی کی تثبیت
ہی اور ان عزیزون کا طریقہ بتحقیقت نگہداشت اس نسبت جبی کی ہی ۔ ایک دوسرے وقت اس نسبت
جبی کی تحصیل کے بیان مین یہ ابیات پڑھین مثنوی ہین دریچہ سوی یوسف باز کن + وز شگافش فرجۂ آغاز کن +
عشقبازی آن دریچہ کردن ست + کز جمال دوست دیدہ روشن ست ترجمہ ہان دریچہ کھول یوسف کی طرف
اور شگاف اسکے سے فرجہ باشرف + عشقبازی وہ دریچہ کرنا باز + اور جمال دوست سے ہو بصر فراز + —
رشحہ فرماتے تھے کہ بعضے بزرگان طریقت خواجگان قدس اللہ ارواحہم نے اس حدیث کے معنی مین لی مع اللہ
وقت کہا ہی ای وقت مستمر شامل لجمیع اوقاتہ یعنے وقت دوامی کہ اپنے تمام اوقات پر مشتمل ہووے یعنے
سرحضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حق سبحانہ سے اتصال اور ارتباط بر سبیل دوام حاصل تھا کہ اسمین
کسی چیز کی گنجائش نہ تھی لیکن قوت مدرکہ مین جسکا نام قلب ہی سب چیزون کی گنجائش ہی مصالح دنیا اور
جنگ دشمنان اور معاشرت ازواج طاہرات وغیرہ سے اور بعضے حضرات نے کہا ہی لی مع اللہ وقت الوقت
عزیز نادر ترجمہ میرے واسطے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہی ای وقت عزیز نادر اور فرماتے تھے کہ خدمت خواجہ
علاء الدین غجدوانی علیہ الرحمۃ میل بقول ثانی کرتے تھے اور رکھتے تھے کہ کاملون کو بر سبیل ندرت یہ حال واقع ہوتا ہی
رشحہ فرماتے تھے کہ شب معراج کی حدیث مین واقع ہی کہ جب حضرت جبرئیل ہمراہی حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے باز رہے فرمایا کہ لو دنوت انملۃ لاحترقت ترجمہ اگر مین نزدیک آؤن انگشت بھر تو مین جلجاؤن
اہل تحقیق نے اسکے معنی مین کہا ہی اگر نزدیک... جاؤن بقدر سر انگشت کے اپنے مقام سے کہ شہود ذات
مع الصفات ہی ہر آئینہ مین جلجاؤن یعنے مین نہ رہون کچھ اور ہو جاؤن یعنے صفت جلجاے اور ذات رہجاے
رشحہ حدیث ادبنی ربی فاحسن ادبی مین فرمایا ای بان اعطانی الجنۃ الجامعۃ لجمیع خصایص النعوت المرضیۃ والخصایل
الحمیدۃ التی تقتضی لا یلایم حضرۃ المحبوب ترجمہ ادب سکھلایا مجھے میرے رب نے اور کیا اچھا سکھلایا یعنے اسطرح کہ
مجھے عطا کیا جنت جامع تمام نعوت پسندیدہ اور خصائل حمیدہ خاص کا جو کہ مقتضی اُس چیز کو ہی کہ ملائم اور
مناسب درگاہ محبوب کے ہی سلطنت محبت کے حملہ اور غلبہ مین کہ قطب دائرہ توحید ہی کون چیز ہی اسمین

کہ ملائم اور پسندیدہ حضرت محبوب کی نہین کہ مقہور اور مرتفع نہو اور کون چیز رہجاے سے خصائل حمیدہ اور اخلاق نفیس سے کہ حاصل نہو بعد از حصول محبت کے محب جمیع دقائق مرادات حضرت محبوب پر مطلع ہو کر اپنے تئین سواے مرضی اور ملائم حضرت محبوب کے صرف نہین کرتا بیت اُستاد تو عشق ست چو آنجا برسی + او خود بزبان حال گوید کہ چہ کن + ترجمہ اُستاد ترا عشق ہی ہیو پہنچے جو وہان تو + وہ خود بزبان حال کہدے کہ تو یہ کر + -

رشحہ فرماتے تھے کہ حضرت امیر المومنین علے رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لو کشفت الغطاء ولما ازددت یقیناً وہ معنی کہ مناسب استعمال حرف لو کے ہی اور وہ ایک کلمہ ہی کہ معنی اُسکے امتناع ثانی واسطے امتناع اول کے ہی کسی کے ذہن مین نہین آسکے اور وہ یہ ہی کہ یقین ہمیشہ ترقی اور تزاید مین ہی کسواسطے کہ کشف غطا ہرگز ممکن نہین اور یہ بات ارباب تحقیق کے نزدیک ثابت ہو چکی ہی کہ ذات من حیث ہی ہرگز ظاہر نہین ہوتی مگر پردہ صفات سے ہرگاہ یہ حقیقت ہمیشہ حجاب خفا اور استتار مین رہتی ہی پردہ کا کھلنا ہرگز ممکن نہین پس یقین لایزال کا تزاید مین ہوتا ہی — اور جو کچھ بعض کلمات اولیا کے معانی کہتے تھے وہ سات رشحہ مین ایراد ہوتے ہین

رشحہ اس سخن کے معنی مین کہ اصحبوا مع اللہ فان لم تطیقوا فاصحبوا مع من یصحب اللہ ترجمہ صحبت رکھو اللہ کے ساتھ پھر اگر طاقت اُسکی تم کو نہو تو اُن لوگون کی صحبت مین رہو جنکو صحبت اللہ کے ساتھ ہو فرماتے تھے کہ صحبت سے یہان مراد حضور اور آگاہی ہی کہ لازم صحبت ہی کسواسطے کہ مصاحبون کو لازم ہی کہ ایک دوسرے سے حاضر اور آگاہ رہین ایسا وارد ہوا ہی توجہ ایجادی مین بہ نسبت انسان کے کہ خلقتہ بیدی ای بالاوصاف المقابلۃ ترجمہ پیدا کیا مین نے اُسکو اپنے ہاتھون سے ای ساتھ اوصاف مقابلہ کے — یعنے جمیع اوصاف سے اُسمین کچھ ہی اور جملہ اوصاف سے حضور ذاتی ہی اسواسطے کہ حق سبحانہ ازلاً و ابداً اپنی ذات سے حاضر ہی پس جو کچھ کہ حضور و آگاہی سے افراد انسانی مین ظاہر ہی اُن افراد سے نہین ہی بلکہ ایک پرتو آفتاب حضور ذاتی سے ہی کہ دیوار مظاہر پر چمکا اور اُسکو روشن کر دیا انسان کا کمال نہین ہی مگر اسمین کہ تحقیق اپنے حال کی کرکے جانے کہ جو کچھ اُسے حضور وغیرہ سے حاصل ہی وہ اُسکا نہین ہی بلکہ حق کا ہی سبحانہ تعالی اور اُسکو اسمین کوئی حق نہین ہی جو کچھ پیر رات قدس سرہ نے فرمایا کہ التحقیق تلخیص مصحوبک ترجمہ کہ تحقیق آشکار کرنا اپنے ساتھی کا ہی اشارہ اس معنی کیطرف ہی

رشحہ اس سخن کے معنی مین کہ بعض محققین نے فرمایا ہی کہ لو اقبل صدیق الی اللہ الف الف سنۃ ثم اعرض عنہ لحظۃ فما فاتہ اکثر مما نالہ ترجمہ اگر کوئی صدیق اللہ کی طرف دس لاکھ برس پیش آئے پھر ایک لحظہ اُس سے اعراض اور روگردانی کرے فوت اُس سے زیادہ اُس سے ہی جسکو وہ پہونچا ہی — فرماتے تھے کہ تحقیق اس سخن کی وہ ہی کہ یہ گروہ بزرگوار اُس مقام پر پہونچتے ہین کہ ہر ایک دم مین کسب کمالات ما تقدم کرتے ہین اور حکایت مشہور ہی کہ اس گروہ کے بعض حضرات کی مذکور ہی وہ یہ کہ انکی غمازی خلیفہ کے سامنے کی اور کہا کہ یہ لوگ صوفیہ بیعین

ہین اور خلق کو گمراہ کرتے ہین اگر ایسا ہو کہ انکو قتل کرکے اُس لغزش کو دور کیا جاوے تو اجر عظیم اُسکا ہوگا اور جب انکو دار الخلافہ مین حاضر کیا خلیفہ نے اُنکے قتل کا حکم دیا شمشیرزن نے چاہا کہ ایک کو اُنمین سے گردن مارے دوسرا سامنے آیا اور درخواست کی کہ اول مجھے قتل کر جلاد نے اُسکا قصد کیا وہ دوسرا سامنے آیا اور یہی خواہش کی جلاد حیران اور عاجز ہوا اور کہا تم عجب لوگ ہو کہ اپنے قتل کے ایسے مشتاق ہو کہ ایک دوسرے پر سبقت اور مبادرت کرتے ہو کہا کہ ہم اہل ایثار ہین اور اس مقام کو پہونچے ہین کہ ہردم کسب کمالات سابقہ کرتے ہین پس ہر ایک اپنی حیات کو دوسرے پر ایثار اور تصدق کرتے ہین تاکہ اسقدر فرصت مین یاران دیگر چند نفس زندہ رہین اور کسب کمالات کرین یہ سخن خلیفہ تک پہونچے اُسنے آگاہ ہوکر اُنکے حال کی تحقیق کی بعد اُسکے کی اطلاع اُنکے کمالات پر ہوئی کہا اگر یہ طائفہ زندیق ہے تو عالم مین کوئی صدیق نہین ہے اُسوقت اُنکو عذر خواہی کرکے اعزاز تمام کے ساتھ رخصت کیا۔ حضرت فرماتے تھے کہ اسکی ایک تمثیل ہے کہ ایک شخص سو دینار کا سرمایہ دار ہے اور اس سے سوداگری کرتا ہے ایک مدت کوشش کی کہ ہزار دینار ہوگئے اور اس زمانہ مین جو حاصل ہوا اس مایہ سے [illegible] دینار تجارت کا فائدہ ہر آئنہ زیادہ اُس سے ہے جو اُسنے حاصل تھا اُس زمانہ سے جو پہلے سو دینار سے تھا پس اگر وہ اس زمانہ مین کسب وتجارت سے بیکار رہے مال فوت شدہ اسکا زیادہ ہوگا مال مایہ سے جو سو دینار تھے —

رشحہ فرماتے تھے یہ جو اکابر نے کہا ہے کہ من غمض عینہ عن اللہ طرفۃ عین لم یہتد طول عمرہ اسکے معنے ہین کہ جو زمان فوت شدہ کے تدارک کے لئے ہدایت یافتہ نہین ہوسکتا ہے —

رشحہ اس سخن کے معنی مین کہ بعضے عارفون نے کہا ہے کہ ارباب الاحوال یتبرؤن عن الاحوال ترجمہ صاحب احوال احوال سے تبرا کرنے والے ہین فرماتے تھے کہ استغراق اور استہلاک یعنے گم اور فنا ہونا بھی ترقی کا موجب نہین ہے اسواسطے کہ تحقیق کو پہونچا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ ترقی منحصر دوام عمل پر ہے اور استغراق اور استہلاک کا زمانہ درحقیقت عمل سے باز رہنے کا زمانہ ہے بلکہ استغراق اور استہلاک اُس وطن گاہ کے احکام سے ہے کہ تجلیات اس موطن مین ظاہر ہوا ہے اگر مقام دنیا مین ظاہر نہو تا مقام عقبیٰ مین بطریق اکمل ظاہر ہوتا پس بنا بر اس تحقیق کے ہے کہ ارباب احوال نے احوال سے تبرا اور بیزاری ظاہر کی ہے —

رشحہ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے لکھا ہے کہ حقیقۃ الذکر عبارۃ عن تجلیہ سبحانہ لذاتہ بذاتہ فی عین العبد من حیث اسم المتکلم ترجمہ ذکر کی حقیقت عبارت اس سے ہے کہ حق تعالے سبحانہ لذاتہ بذاتہ ذات بندہ سے بحیثیت اسم متکلم تجلی کرے اور فرمایا کہ یہ مقام بعدان اسکے کہ مدتون طالب ذکر کرے تاکہ اسکا دل دوام آگاہی پاوے میسر نہین ہے بعد ازان اگر دوسرا حال لاسکے اور اس نسبت کو آپ سے سلب کرے

حق سبحانہ کی طرف سے عنایت ہو پس یہ بیت پڑھی بہت یک حملۂ مستانہ مردانہ بکردیم + از علم گذشتیم و بمعلوم رسیدیم + ترجمہ مردانہ کیا حملۂ مستانہ اک ہمنے + معلوم کو ہم علم سے ہو پہنچے جسے چھوڑا +

رشحۂ اس سخن کے معنی مین کہ بعضے بزرگون نے کہا ہی سبحانہ من لم یجعل للخلق سبیلا الا بالعجز عن معرفتہ ترجمہ پاک ہو اللہ جسنے خلق کے لیے کوئی سبیل نہین رکھی الا عجز کے ساتھ اُسکی معرفت سے فرماتے تھے کہ عجز معرفت سے وہ ہو کہ معلوم ہووے کہ لایعرف اللہ الا اللہ ترجمہ نہین پہچانتا اللہ کو مگر اللہ یعنے معرفت مقتضا ترکیب انسانی کی نہین ہو جو کچھ معرفت ترکیب انسان مین ظاہر ہو وہ ازآن انسان نہین بلکہ انسان آئینہ ہوا ہو کہ اسمین صورت معرفت حق سبحانہ نے عکس ڈالا ہو ایسا عجز منافی معرفت انسان کے نہین جیسا کہ بعضے گمان لیگئے ہین کہ عجز معرفت سے جہل ہو اور یہ باطل ہو۔

رشحۂ فرماتے تھے کہ شیخ ابوبکر واسطی قدس سرہ نے کہا ہو ان کنت قائما بغیرک فانت فان بلا جمع ولا تفرقۃ ترجمہ اگر تو قائم اپنے غیر سے ہو تو تو فانی ہو بلا جمع اور بلا تفرقہ کے جمع سے یہان کنایہ عمل مین دید توفیق سے ہو اور تفرقہ عبارت ادائے وظائف عبودیت سے اپنے وصف سے ہو فرماتے تھے کہ جسنے اس سخن کا مضمون پالیا اور ذوقا اُسکا مدرک ہوا اخلاص ہوا اور تفرقہ اغیار سے چھوٹا۔

رشحۂ فرماتے تھے کہ اکابر نے جمع مین اور جمع الجمع مین ایسا کہا ہو الجمع ما علیہ وما لک علیک جمع الجمع ان یجمع مالہ وما لک علیہ ترجمہ جمع یہ ہو کہ جو اُسکے لیے ہو اُسپر ہو اور جو تیرے لیے ہو تیرے اوپر ہو اور جمع الجمع یہ ہو کہ جو اُسکے لیے ہو اور جو تیرے لیے ہو اُسپر جمع کیا جاے اور فرمایا مرتبہ جمع الجمع کے مرتبہ کو بیان کرنے والی یہ بیت ہو کہ حضرت مولوی قدس سرہ نے مثنوی مین فرمائی ہو بیت ماکیم اندر جہان پیچ پیچ + چون الف او خود ندارد ہیچ ہیچ + ترجمہ کون ہم ہین اس جہان پر پیچ مین + چون الف جسکی ہو گنتی ہیچ ہین —

فصل دوم اُن حقائق ودقائق اور حکایات کے ذکر مین جو مشائخ متقدمین اور متاخرین قدس اللہ ارواحہم سے نقل کرتے تھے اور وہ باون رشحہ کے اندر بیان کیے جاتے ہین۔

رشحۂ فرماتے تھے کہ اہل ارادت بہت کم ہین اس تقریب سے کہا کہ ایک شخص نے بزرگون سے ایک کے پاس آدمی بھیجا کہ اگر کسی مرید صادق کا پتہ معلوم ہو ہمارے واسطے بھیجدین اُس بزرگ نے جواب بھیجا کہ یہان مرید کمیاب ہین لیکن شیخ جسقدر چاہو تمہارے واسطے ہم بھیجدین۔

رشحۂ فرماتے تھے کہ مولانا رکن الدین خوافی علیہ الرحمۃ بڑے فضائل اور کمالات کے تھے اور دانشمند تبحر اس طائفہ سے اُنکو ارادت صادق تھی وہ کہتے تھے کہ مین اپنے کسی کام سے امیدوار نہین ہون الا ایک کام سے اور وہ یہ ہو کہ ایک روز صحرا مین خدمت شیخ زین الدین علے کلال جو شیراز کے بڑے شیخ تھے طہارت

مشغول تھے اور مین نے کلوخ استنجا اُنکے لیے اپنے رخساروں پر گھسا کہ اُس سے استنجا کیا۔

رشحہ یہ بھی اُس سے نقل کی کہ کہتے تھے اگر صورت ایک درویش کی دیوار پر نقش کرین اُس دیوار کے نیچے سے بادب گذرنا چاہیے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ جب شبلی کو اس طریق کی ارادت پیدا ہوئی اور باپ آنکے اُس زمانہ مین حاکم دماوند کے تھے محمد خیر کے ہاتھ پر جو مشائخ وقت سے تھے توبہ کی اور انابت لائے محمد خیر نے اُسے جنید کے پاس بھیجدیا صاحب کشف المحجوب نے کہا ہے کہ یہ بھیجنا نہ اس جہت سے تھا کہ وہ تربیت شبلی سے عاجز تھے بلکہ ادب جنید کا لحاظ کیا اور شبلی بھی خویشان جنید سے تھے جنید نے سات برس اُسکو پیشہ کرایا اور کہا اُسکی قیمت اُن مظالم کی رد مین دے کہ ایام حکومت مین تجھسے صادر ہوئے بعد ازان سات برس اور پاخانہ اور طہارت خانہ پر رکھا کہ ڈھیلے استنجا کے اور آب طہارت اصحاب کا مہیا کرتے تھے چودہ برس بعد اُسکو طریقہ تلقین کیا اور ریاضت کا حکم دیا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ سہل بن عبداللہ تستری قدس سرہ نے مدت دراز ریاضت کھینچی اور ہمیشہ ذکر مین مشغول رہے اور اس رتبہ کہ ایک روز خون آنکے دماغ سے روان ہوا ہر قطرہ کہ زمین پر ٹپکا نقش اللہ کا بنا بعد ازان کہ ایسی مشغولیان کی تلقین آنکے پیر نے اُنکو یادداشت کا حکم دیا۔

رشحہ دوبار حضرت سے استماع ہوا کہ فرماتے تھے سخن خواجہ عبدالخالق قدس سرہ کا ہے کہ شیخی کا دروازہ بند کر یاری کا دروازہ کھول خلوت کا دروازہ بند کر اور صحبت کا دروازہ کھول اور دوسری مرتبہ مین یہ ابیات مثنوی سے پڑھین ابیات خرقہ آموزی طریقش فعل است + علم آموزی طریقش قول است فقر خواہی آن بصحبت قائم است + نے زبانت کار مے آید نہ دست + ترجمہ پیشہ سیکھے راہ اُسکی فعل ہے + علم سیکھے راہ اُسکی قول ہے + فقر چاہے صحبتون مین رہ تو ساتھ + نا زبان کام آئے تیرے اور نہ ہاتھ۔

رشحہ فرماتے تھے کہ بعضے اکابر دین نے رضوان اللہ علیہم اجمعین کہا ہے کہ بعد نماز عصر ایک ساعت ہے کہ چاہیے اُس ساعت مین بہتر اعمال کے ساتھ مشغول ہووے بعضون نے کہا کہ بہترین اعمال اُس ساعت مین محاسبہ اسکا ہے کہ ساعات شب و روز کا حساب کرین کہ کسقدر اُسمین کا طاعت مین صرف ہوا اور کسقدر معصیت مین جو کچھ طاعت مین صرف ہوا ہے اُسکا شکر بجا لاوے اور جو معصیت مین گذرا اُس سے استغفار کرے بعضون نے کہا ہے کہ بہترین اعمال وہ ہین کہ اپنے تئین کسی ایسے شخص کی صحبت مین رکھے جسکی صحبت مین اُس چیز سے کہ غیر حق ہے سبحانہ ملول ہوں اور جناب حق سبحانہ مین مائل اور منجذب اہل تحقیق نے کہا ہے بہترین اعمال وہ ہین جنکی مشغولی مین رہنے کے سبب غیر حق سبحانہ سے ملول ہون اور حق سبحانہ کیطرف مائل ۱۲

رشحہ ۸ اس معنی مین کہ اجنبی کی صحبت موجب فتور نسبت کا ہوتا ہی فرماتے تھے کہ ایک روز فتور شیخ ابو یزید قدس سرہ کے وقت مین پڑا فرمایا کہ تلاش کرو ہماری مجلس مین بیگانہ پیدا ہوا ہی کہ یہ فتور اُسکے سبب سے ہی بعد از جستجو سے بلیغ کہا بیگانہ نہین ہی فرمایا کہ عصا خانہ مین تلاش کرو تلاش کی عصاے بیگانہ پایا دور پھینکا فی الحال اپنے وقت کو پایا اور وہ تفرقہ جمعیت سے بدل گیا۔ اور فرمایا کہ خواجہ احمد یسوی کو بھی قدس سرہ ایک روز نسبت مین فتور ہوا ہو فرمایا کہ بیگانہ اس صحبت مین ہی کہ اُسکے سبب سے سرشتہ نسبت گم ہوا ہی بعد از تلاش بسیار صف نعال مین بیگانہ کا جوتا پایا باہر پھینکدیا فی الحال جمعیت اور صفائی وقت حاصل ہوئی اور وہ تفرقہ اور کدورت دور ہوئی بعض مخدوموں نے فرمایا کہ ایک اصحاب بیگانہ کی پوشاک پہنے ہوئے تھے اور صبح کو وقت انعقاد صحبت کا تھا حضرت کی مجلس مین آیا تھا بعد از لحظہ حضرت نے فرمایا کہ اس مجلس مین بوے بیگانہ آتی ہو پس اُس عزیز سے کہا کہ یہ بو تجھسے آتی ہو شاید بیگانہ کا لباس تو نے پہنا ہو وہ عزیز اُٹھا اور مجلس سے باہر آیا اور وہ کپڑے اُتار ڈالے اور پھر آیا۔

رشحہ ۹ فرماتے تھے کہ ارباب تحقیق کے نزدیک انسان کے اعمال اور اخلاق کا اثر جمادات پر پڑنا ثابت ہو حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے اس باب مین تحقیقات بہت کی ہی اور ان جمادات کا اثر قبول کرنا اُس حد تک ہو کہ اگر ایک شخص افضل عبادت کہ نماز ہو ایسی جگہ ادا کرے جسپر کسی جماعت کے بُرے اعمال و اخلاق کا اثر پہونچا ہو تو اس عمل کا بہا اور جمال اُس عمل کے برابر نہین ہو کہ ایسی جگہ ادا کرے کہ اہل جمعیت کی جمعیت سے اثر پذیر ہوئی ہو یہی سبب ہو کہ دو رکعت نماز کی جو حرم مکہ مین پڑھی ستر رکعت کے برابر ہو جو دوسری جگہ پڑھی ہوئی

رشحہ ۱۰ فرماتے تھے کہ اس نسبت کے طالب کو عمل کرنا حضرت عزیزان کی رباعی پر ضرور ہی ۔ رباعی

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ✤ وز تو نرمید زحمت آب و گلت ✤ از صحبت وے اگر تبرا نکنی ✤ ہرگز نکند روح عزیزان بحلت ✤ ترجمہ جس کسیکے ساتھ تو بیٹھا اور دل تیرا جمع نہوا اور تجھسے زحمت آب گل یعنے طبیعت کی دور نہوئی صحبت اُسکی سے اگر تو بیزار نہو تو ہرگز روح عزیزان معاف تجھے نکریگی ۔

رشحہ ۱۱ فرماتے تھے کہ شیخ ابو طالب مکی قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ کوشش کر کہ تجھے غیر حق سبحانہ دکھائی نہ دے جب تو ایسا ہو جاے تو کام تیرا پورا ہو گیا دوسری بات اگر کچھ بھی ظاہر نہو احوال اور مواجید اور کرامات سے تو غم نہین ہی۔

رشحہ ۱۲ فرماتے تھے توحید اس زمانہ مین یہ ہو گئی ہو کہ بازارون مین لوگ جاتے ہین اور ساده رو لڑکون پر نظر کرتے ہین کہ حق سبحانہ کے حسن و جمال کا مشاہدہ کرتے ہین اس مشاہدہ سے خدا پناہ مین رکھے پس فرمایا کہ حضرت سید قاسم تبریزی قدس سرہ اس ولایت مین آئے تھے آنکے مریدون کی ایک جماعت نے

پھرتی تھی اور امرد لڑکون کو پیدا کرتی اور اُنسے تعلق رکھتی اور کہتی کہ ہم صور جمیلہ مین جمال حق سبحانہ کا مشاہدہ کرتے ہین کبھی حضرت سید فرماتے ہمارے یہ سور کہان گئے ہین اس سخن سے ایسا معلوم ہوا کہ وہ گروہ حضرت سید کی نظر باطنی مین بصورت خوک معلوم ہوتے تھے۔

رشحہ ۱۳ فرماتے تھے کہ مشائخ طریقت نے قدس اللہ تعالے ارواحہم اپنی اصطلاحات مین لفظ شاہد اور مفتون بالشاہد کا استعمال کیا ہے بعضون نے اُسکے معنی ظاہر پوچ کیے ہین کہ شاہد سے مراد شاہد صوری ہے اور مفتون بالشاہد سے وہ گروہ کہ رابطہ عشق ومحبت کا مظاہر جمیلہ کی نسبت رکھتے ہین پس فرمایا کہ یہ نسبت نہایت خراب اور پر خطر ہے اور اُسمین نفس کو دخل ہے ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ فرض کردیم نفس کو مشاہدہ صوری مین کوئی دخل او. خطر نرہا ہو آخر خطر روحانی خود باقی ہے اور اُسکا انکار نہین کرسکتے اور جس طرح کہ سالک کو نفسانی لذتون سے کہ پردۂ تاریک ہے گذرنا واجب ہے حظوظ روحانی سے جو پردہ نورانی ہے بھی گذرنا لازم ہے۔

رشحہ ۱۴ اکابر طریقت قدس اللہ تعالے ارواحہم نے کہا ہے جو بھی اور کالی کہ دوسرے سے تیری نسبت واقع ہو چاہیے کہ تو حقیقت مین جانے کہ تو وہ ہے اور اگر تجھے سور کتا وغیرہ کہین تو یقین کر کہ تجھ مین اُن صفات میں سے ایک حصہ ہے اسواسطے کہ آدمی ایک نسخہ جامعہ ہے اور جیسا کہ صفات ملکی رکھتا ہے صفات سبعی اور بہیمی سے بھی خالی نہین ہے سید الطائفہ جنید قدس سرہ کے پاس ایک شخص اکابر سے بیٹھے تھے شبلی آئے اُس بزرگ نے جنید کے سامنے شبلی کی بہت تعریف کی جب اُسکی بات ختم ہوئی جنید نے فرمایا کہ یہ سب تعریف اس سور کی تم نے کی ہے وہ بزرگ بہت شرمندہ ہوئے کہ میری تعریف کے باعث شیخ نے شبلی کو خوک کہا مگر شبلی کے ظاہر اور باطن مین اُس بات سے کسیطرح کا اثر کراہت ظاہر ہوا اور کوئی تغیر اُسمین پایا

رشحہ ۱۵ فرماتے تھے کہ درویشی وہ ہے کہ پیر ہرات قدس سرہ نے فرمائی ہے کہ خاکی بیختہ وآبی بران ریختہ نہ کف پا را ازان گردی و نہ کفت پا سے رادردی اور خلاصہ درویشی یہ ہے کہ سب کسی کا بار اُٹھا سکے اور کسی پر بار نہ رکھے نہ صورت مین اور نہ معنی مین۔

رشحہ ۱۶ فرماتے تھے کہ حق سبحانہ کی بلاؤن پر صابر بلکہ شاکر ہونا چاہیے کسواسطے کہ حق تعالی کے یہان ایک دوسرے سے زیادہ سخت بلائین بہت ہین۔ فرمایا کہ خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ دو بھائی جوڑوان تھے کہ ایک حمل سے پیدا ہوئے اور اُنکی پیٹھ چپکی ہوئی تھین جب بڑے ہوگئے ہمیشہ شکر الٰہی کیا کرتے کسی نے اُنسے پوچھا کہ باوجود ایسی بلا کے کہ تمپر ہے کیا شکر گذاری کی جگہ ہے اُنھون نے کہا ہم جانتے ہین کہ حق سبحانہ کے پاس اس سے سخت تر بلائین ہین اس بلا پر ہم شکر کرتے ہین مبادا کہ اس بلاسے

بلاے عظیم مین مبتلا ہون ناگاہ ایک اُنمین کا مرگیا دوسرے نے کہا دیکھو یہ سخت تربلا پیدا ہوئی اب اگر اس مردہ کو مجھسے قطع کرتے ہین مین بھی مرتا ہون اور اگر قطع نکرین تو مجھے مردہ کشی کرنی چاہیے جب تک کہ وہ افسردہ ہوکر گرے

رشحہ ۱۷ فرماتے تھے کہ شیخ ابویزید قدس سرہ نے کہا ہی کہ تیس سال حق سبحانہ سے مین نے باتین کین اور حق سبحانہ سے باتین سنین خلق نے جانا کہ اُنسے کہتا اور اُنسے سنتا ہون معنی اس سخن کے یہ ہین کہ جو مظہر سے ظاہر ہی وہ مظہر سے نہین ہی۔

رشحہ ۱۸ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ فرماتے تھے مین نے دو آدمی مکہ مبارک مین دیکھے زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً وکرامتہً ایک بڑا ہمت بلند اور دوسرا بہت کم ہمت پست ہمت وہ تھا کہ طواف مین کعبہ کے در خانہ مین حلقہ پکڑے ہوئے تھا اور ایسے بزرگ مقام اور ایسے وقت عزیز مین حق سبحانہ تعالیٰ سے غیر حق سبحانہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگتا تھا اور بلند ہمت تھا کہ بازار مین مین نے پچاس ہزار دینار کے قریب سودا خرید و فروخت کیا اور اُسوقت ایک لمحہ کو اُسکا دل حق سبحانہ سے غافل نہوا اُس جوان کی غیرت سے خون میرے دل سے نکلا

رشحہ ۱۹ فرماتے تھے کہ ابو یزید قدس سرہ راہ مین جاتے تھے ایک بھیگا ہوا کتا اُنکے سامنے آیا اُس سے دامن بچایا کتے نے زبان فصیح سے کہا کہ تیرا دامن اگر مجھسے لگ جاتا تھوڑے پانی سے پاک ہو جاتا مگر یہ دامن کہ تونے بچایا اور اپنے کو پاک تر خیال کیا کس پانی سے دھویا جائیگا۔

رشحہ ۲۰ ایک شخص نے حضرت کی مجلس مین اہل مراقبہ کی طرح گردن کج کی تھی اور اپنے تئین مراقب اور مشغول ظاہر کرتا تھا آپ اُسپر خفا ہوئے اور فرمایا کسی نے مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ کی صحبت مین سر جھکایا تھا فرمایا سر اونچا کر مین دیکھتا ہون کہ تجھسے دھوان اُٹھتا ہی تجھے مراقبہ سے کیا نسبت برسون تجھے اسکے واسطے تیار کرنے اور نجاست پاخانون کی دور کرنی چاہیے تب اس لائق تو ہوگا کہ اس طریق سے تیرے ساتھ بات کر سکین مراقبہ خود ابھی کہان ہی۔

رشحہ ۲۱ جسوقت کہ حضرت ایک فقیر کو خراسان کو اُلٹے جانے کی اجازت دیتے تھے فرمایا کہ جب مین خواجہ علاء الدین غجدوانی علیہ الرحمۃ کی خدمت سے جدا ہوتا تھا کہا اپنے دل مین ٹھہرا کہ فلانے موضع تک اپنی نسبت سے غافل نہونگا اور جب تو وہان پہونچے دوسرے موضع کا نام لے اور وہان تک اپنے کو نسبت پر قایم رکھ اسی طرح موضع بموضع اور منزل بمنزل اس نسبت کی ورزش کر جب تک کہ ملکہ حاصل ہو۔

رشحہ ۲۲ فرماتے تھے کہ سید الطائفہ جنید قدس سرہ سے منقول ہی کہ فرمایا مرید صادق وہ ہی کہ ایک سال کے قریب بائین طرف کا فرشتہ کوئی چیز نپاوے کہ لکھے اس بات کے یہ معنی نہین ہی کہ مرید معصوم ہو کہ اس مدت مین اُس سے گناہ نہو بلکہ یہ اس معنی مین ہی کہ فعل اسکے کہ بایان فرشتہ کچھ لکھے اُسکے تدارک مین [illegible]

اور آپسے اپنے سے دفع کرے کسی وجہ سے ہو۔

رشحہ[۲۲] فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ گرانی خلق سے اُٹھانی چاہیے اور وہ نہین ہوتا مگر کسب حلال سے دست بکار دل بیار طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین ایک امر مقرری

رشحہ[۲۳] فرماتے تھے کہ خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ دل کی زندگی کے بہت درجہ ہین زندگی دل کی حاصل نہین ہوتی مگر اقتصاد اور میانہ روی سے اور اقتصاد دوام ذکر ہو خواب اور بیداری مین خواب مین یہ ہو کہ خواب مین دیکھے کہ ذکر کرتا ہو اس ذکر کو جو خواب مین کرتے ہین حضرت شیخ محی الدین بن العربی اور بعضے دیگر مشائخ طریقت قدس اللہ ارواحہم موجب ترقی نہین کہتے ہین اسواسطے کہ ترقی وابستہ عمل کے ساتھ ہو کہ علم سے پیدا ہو جو خواب مین دیکھا جاتا ہو کہ ذکر مین مشغول ہو اس قبیل سے نہین ہو

رشحہ[۲۴] فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ ذکر کی مداومت اس جگہ پہونچتی ہو کہ حقیقت ذکر جوہر دل کے ساتھ ایک ہو جاتی ہو اس بات کے معنی ممکن ہو کہ یہ ہون کہ جب حقیقت ذکر ایک امر ہو منزہ حرف وصوت سے اور جوہر دل کہ عبارت لطیفہ مدرکہ سے ہو نہ بھی آمیزش کم اور کیف سے منزہ ہو پس بسبب کمال شغل کے یہ لطیفہ اُس امر منزہ از حرف صوت سے مل جل جاتا ہو اور وصف یکی اور یگانگی ظاہر اس حال مین ذاکر بسبب استیلا مذکور دل حقیقت ذکر مین کوئی فرق وتمیز نہین کرسکتا اسواسطے کہ دل کو اُسکے مذکور کے ساتھ ارتباط اس نہج کا ہو گیا ہو کہ غیر مذکور کو اُسمین گنجایش نہین ہو۔

رشحہ[۲۵] فرماتے تھے کہ مین ایک روز حضرت مولانا نظام الدین قدس سرہ کی خدمت مین گیا اور آپ ایک جماعت کے ساتھ مولویون سے مباحثہ کر رہے تھے اور مین خاموش تھا جب فارغ ہوئے مولانا نے میری طرف مخاطب ہو کر کہا سکوت اور آرام بہتر یا حدیث اور کلام اور پھر فرمایا کہ مین دیکھتا ہون اگر یہ مرد اپنی قید ہستی سے رہا ہو گیا ہو جو کچھ کرے تابع نہین ہو اور اگر گرفتار خودی ہو جو کچھ کرے اُسپر تاوان ہو حضرت نے فرمایا کہ مینے مولانا نظام الدین سے کوئی سخن اس سے بہتر نہین سنا۔

رشحہ[۲۶] فرماتے تھے کہ خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ شریعت طریقت اور حقیقت کو سب چیزمین بیان کرسکتے ہین مثلاً جھوٹھ بولنا جسکی نسبت نہی واقع ہو اُسکو اگر کوئی شخص سعی ومجاہدہ سے کہ بطریق استقامت ہو زبان سے دور کرے کہ زبان سے باختیار صادر نہو یہ شریعت ہو لیکن باوجود اسکے ممکن ہو کہ باطن مین ارادہ جھوٹھ بولنے کا باقی ہو سعی اور مجاہدہ اسمین کہ باطن سے ارادہ جھوٹھ بولنے کا دور ہو تو یہ طریقت ہو اور ایسا ہونا کہ باختیار اور بے اختیار اُس سے جھوٹھ سرزد نہو نہ دل سے اور نہ زبان سے یہ حقیقت ہو اس بات کو خدمت مولانا سے بہت نقل کیا کرتے تھے اور پسند فرماتے تھے۔

رشحہ ۲۸ - فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ نے فرمایا کہ شروع جذبہ مین مجھسے کہا کہ اس راہ مین کیونکر تو آتا ہی مین نے کہا اس شرط سے کہ جو کچھ مین کہون اور چاہون وہ ہو جاے خطاب پہونچا کہ جو ہم کہین اور چاہین وہ ہوتا ہی مینے کہا اسکی مجھے طاقت نہین ہی پندرہ رات دن مجھے مجھپر چھوڑ دیا میرا احوال خراب ہو گیا اور مین خشک ہو گیا جب نا امیدی کی سرحد تک پہونچا خطاب آیا کہ خبردار جو تو چاہتا ہی ویسا ہی رہ ہر چند حضرت نے فرمایا کہ مقامات حضرت خواجہ مین اسیقدر لکھا ہی لیکن خدمت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ سے نقل کی کہ جب خطاب پہونچا کہ خبردار جو تو چاہے ویسا ہی ہو مین نے وہ طریقہ اختیار کیا کہ قطعی موصل ہو —

رشحہ ۲۹ ایک روز حضرت نے یارون سے تیز ہو کر فرمایا کہ تم اس طریق کا بار نہین کھینچ سکتے یہ طریق بہت باریک ہی اپنی مراد سے درگذرنا اور دوسرے کی مراد پر قائم ہونا ایک بڑا کام ہی تم سے یہ کام نہین ہوتا اگر مین کہون کہ اب جاؤ اور خوکبانی کرو اور بت پرستی کرو سنے الحال میرے اوپر کفر کا فتوے لگاؤ یہ کام نہ تمھارا کام ہی تم کہان اور یہ طریق کہان پس فرمایا کہ مہمان خانہ مین حضرت خواجہ بہاء الدین کے قدس سرہ دو مولوی کہ آپ کی خدمت مین رہتے تھے ایمان کی بحث کرتے تھے گفتگو انکی دور دراز کھنچی حضرت خواجہ اُس گفتگو کو سنتے تھے آخر کو اُن دو عزیزون کے پاس آگئے اور فرمایا کہ اگر تم ہماری صحبت چاہتے ہو تمکو ایمان سے درگذرنا چاہیے یہ لوگ بہت مضطرب ہوئے اور ایک مدت تک اُس اضطراب مین رہتے تھے یہان تک کہ آخر اُس سخن کے معنی اُنپر ظاہر ہوئے —

رشحہ ۳۰ ایک دن حضرت نے ایک شخص کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اگر صحبت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ مین تجھے نسبت حاصل ہوئی ہو اور اُسکے بعد دوسرے بزرگ کی صحبت مین جا پڑے اور اُس سے بھی کوئی نسبت پائے تو کیا کرے خواجہ بہاء الدین کو تو چھوڑ دے یا نہین پس فرمایا کہ ہر ایک دوسری جگہ سے کہ وہ نسبت تو پالے چاہیے کہ تو اُسکو بھی حضرت خواجہ بزرگ سے جانے اور فرمایا کہ ایک مرید قطب الدین حیدر کا شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کی خانقاہ مین آیا جو کھانا بٹتا تھا اپنے پیر کے گانون کیطرف منھ کرکے کہا شیئاً للہ قطب الدین حیدر شیخ شہاب الدین اُسکے حال سے واقف ہوئے خادم کو فرمایا کہ کھانا اُسکے واسطے لایا جب درویش کھانے سے فارغ ہوا پھر اپنے پیر کے گانون کیطرف منھ کرکے کہا شیئاً للہ قطب الدین حیدر کہ ہمکو کہین تو نے فروگذاشت نہین کیا جب خادم شیخ کے پاس گیا اُس سے پوچھا کہ کیا تو نے اُس درویش پایا کہا ایک ذلیل آدمی ہی آپ کا کھانا کھاتا ہی اور قطب الدین حیدر کا شکر کرتا ہی شیخ نے فرمایا کہ مریدی اُس سے سیکھنی چاہیے کہ جہان فائدہ پاوے اپنے شیخ کی برکت سے جانتا ہو کیا ظاہر مین اور کیا باطن مین —

رشحہ ۱۳۱ اس تقریب سے فرماتے تھے جب مرید صادق کوئی شیخ زیادہ کامل اپنے شیخ سے پائے جائز ہو کہ کامل سے قطع کرے اور اکمل سے ملے اور فرمایا شیخ ابو عثمان حیری نے کہا ہی قدس سرہ کہ مجھے شروع سے خیال تھا کہ اس گروہ کے ذوق اور وجد سے بہرہ مند ہوون اتفاقاً شیخ یحییٰ بن معاذ رازی کے وعظ مین جا نکلا وہان میرا دل آرام سے ہوا اسکا ملازم ہوا پھر شاہ شجاع کرمانی کی صحبت مین گیا جب اُسکے سامنے ہوا تو مجھے اپنی مجلس سے نکلوا دیا اور فرمایا کہ وہ رجا پر دردہ ہو اُس سے کام نہو سکیگا اپنے دل مین کہا کہ میرا سر اور یہ آستانہ ایک مدت مجھے اپنی صحبت مین جگہ دی اور چندے اُسکی ملازمت مین رہا اس درمیان مین اُسنے شیخ ابو حفص حداد کی زیارت کا ارادہ کیا قدس سرہ مین بھی اُسکی ملازمت مین تھا جب شیخ ابو حفص کی صحبت ہوئی مین بالکل بے اختیار ہوگیا مگر مین شاہ شجاع سے نہین کہہ سکتا تھا کہ یہان رہجاؤن جب چلنے کا وقت ہوا شیخ ابو حفص نے شاہ سے کہا ہمکو اس جوان حیری سے دل خوش ہوا اسے یہان چھوڑ دو مجھے چھوڑا اور چلے گئے اور کام میرا صحبت اور خدمت مین شیخ ابو حفص کی تمام ہوا۔

رشحہ ۱۳۲ فرماتے تھے کہ اکابر دینی سے ایک مسجد کے دروازہ پر پہونچے شیطان کو دیکھا کہ سراسیمہ اس مسجد سے نکلا اُس بزرگ نے نظر کی ایک مرد دیکھا کہ مسجد مین نماز ادا کرتا ہو اور دوسرا مرد اُسکے پاس تکیہ لگائے سوتا ہی اُس سے پوچھا ای ملعون اس مسجد مین کسلیے تو آیا تھا کہا مین چاہتا تھا کہ وسوسے نماز اس نمازی کی فاسد کردون مگر اُس سوئے ہوئی کی ہیبت اور خوف نے مجھے نہ چھوڑا اُس سے مین ڈرا اور باہر نکل آیا۔

رشحہ ۱۳۳ فرماتے تھے کہ سید قاسم قدس سرہ نے کہ ایک روز مین مولانا زین الدین ابوبکر تایبادی کی مجلس مین بیٹھا تھا اور ایک مرد کہ مرید کسی ایک شیخ وقت کا تھا اُس مجلس مین حاضر تھا خدمت مولانا نے اُس سے پوچھا کہ اپنے شیخ کو تو زیادہ دوست رکھتا ہو یا امام اعظم ابو حنیفہ کو اُس مرد نے کہا کہ اپنے شیخ کو خدمت مولانا اس بات سے بہت غصہ ہوگئے اُس درجہ کہ اس مرد کو کُتا کہا اور اُٹھے اور گھر مین آگئے اور مین وہین بیٹھا تھا ایک لحظہ بعد خدمت مولانا باہر نکلے اور مجھسے کہا کہ اُس مرد پر ہم خفا ہوئے اور اُسکے منھ پر بُرا کہا آؤ چلین اور عذر کرین خدمت مولانا کے ساتھ مین بھی چلا وہ مرد راہ مین ملا اور کہا مین عذر خواہی کو آتا تھا اور چاہتا تھا کہ آپکی خدمت مین عرض کرون کہ اتنے برس سے امام اعظم کے مذہب پر مین تھا اور کوئی ایک صفت ناخوش مجھسے نہین گئی اور چند روز اس بزرگ کی خدمت مین تھا سب ناخوش باتین مجھسے جاتی رہین اگر ایسے شخص کو امام اعظم سے زیادہ دوست رکھون تو کوئی مانع ہو اگر کتابون مین لکھا ہو کہ یہ دوستی بُری ہو اور اُس سے منع کیا ہو تو اُس سے پھر جاؤن خدمت مولانا نے اُس سے بہت عذر خواہی کی اور استحسان کیا۔

رشحہ ۱۳۴ فرماتے تھے مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ کے ساتھ مین شیخ بہاء الدین عمر کی ملازمت مین

جاتا تھا اثناء راہ مین مولانا سعدالدین کہتے تھے ایک قطب چاہتا ہون کہ میرے باطن مین تصرف کرے اور مجھے خلاص کرے ایسی باتین ہوتی تھین جب شیخ کی ملازمت مین پہونچے اور بیٹھے شیخ نے سعدالدین سے کہا قطب کا تصرف کیا کرتا ہو اس گروہ کا تصرف اس سے زیادہ نہین ہو کہ بعض پردہ اور موانع کہ کسی کی استعداد پر گر پڑے ہون اُنکی صحبت کی تاثیر سے دور ہون اور وہ استعداد موانع ہٹکے دور ہونے سے ایک عطیہ کو قبول کرے اور سالک اپنی استعداد سے جو امر کہ مقصود ہو پالیتا ہو حضرت نے فرمایا کہ حضرت شیخ بہاءالدین عمر نے خدمت مولانا سعدالدین کی مراد کو نہین پایا اُنکا مقصود اور تھا طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین ایک تصرف ہوتا ہو اس طرح پر کہ دل سے متوجہ باطن طالب ہوتے ہین اور اس توجہ کے سبب اُسکے باطن کو اُنکے دل سے ایک ارتباط اور اتصال حاصل ہوتا ہو اور اُس ارتباط اور اتصال سے ایک اتحاد اُنکے دل اور طالب کے باطن کے درمیان واقع ہوتا ہو کہ انعکاس کے طریق سے ایک پرتو اُنکے دل سے اسکے باطن پر چمکتا ہو اور یہ ایک صفت ہو کہ اُنکی استعداد سے ناشی اور پیدا ہونے والی ہو کہ بطریق انعکاس اُس طالب کی استعداد کے آئینہ مین ظاہر ہوئی ایسے امر کو اپنی استعداد سے نہین طلب کرنا چاہیے لیکن اگر یہ ارتباط متصل ہو جو کہ بطریق انعکاس حاصل ہوئی تھی صفت دوام قبول کرے خدمت مولانا سعدالدین ایسا امر طلب کرتے تھے کہ اپنی استعداد کے باہر سے حاصل کرین نہ یہ کہ جو کچھ اُنکی استعداد مین ہو ظاہر ہو۔

رشحہ راقم اینحروف کہتا ہو بعضے محققون نے ایسا کہا ہو کہ ہر ایک اعیان ثابتہ سے جو موجود خارجی ہو گئے ایک اسم خاص کے مظہر ہو گئے خصوصاً ملائکہ کہ مرجع اُنکا وہی اسم ہو جسکے مظہر ہوئے اور اُنکا حضور اور اُنکی لذت اُس اسم سے ہو گئی ہو اور ہرگز اُس سے تجاوز دوسرے اسم کی طرف نکیا اور آیۃ کریمہ وما منا الا لہ مقام معلوم اس بات کی خبر دیتی ہو برخلاف انسان کے کہ وہ تیرگی ظلومی اور جہول کی رکھتا تھا اپنی خصوصیت اور تشخص اور تعین انسانیت سے گریزان ہوا اور کامل توجہ ایک چیز کے ساتھ اپنی خصوصیت اور تعین سے اور اُس وجہ سے بارحقیقت کا حامل اور امر بے نہایت کا پانے والا ہوا جو دائرہ استعداد بشری اور تعین انسانی سے خارج ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ صاحب بحرالحقائق شیخ نجم الدین دایہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہو افسوس ہو کسی نے قدر صحبت اولیا نہ جانی اور نجانے گا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ نے کہا ہو اُسکے ساتھ بیٹھ کہ ہمگی تو وہ ہو جائے یا وہ تو ہو جائے یا دونون حق سبحانہ مین گم ہو جائین اور نہ یہ رہے اور نہ وہ رہے۔

رشحہ کسیکو حضرت کی مجلس مین خطرہ گذرا کہ کیا ہو جو حضرت میرے باطن مین تصرف کرین حضرت اُسکے

باطن پر آگاہ ہوئے فرمایا کہ کمال تصرف اُس وقت ہوتا کہ میں تو ہو یا کوئی ہو چنانچہ پیر ہرات قدس سرہ نے اُس سخن کو زبان پر لائے کہ عبداللہ مردم ... پیدا باش ... در طلب آب زندگانی ناگاہ فرارسید تا آنجا یافت چشمہ آب زندگانی چندان بخورد کہ نہ دید ... نہ خور فانی۔

رشحہ ٣٩ فرماتے تھے کہ شیخ ابوسعید بن ابی الخیر نے قول ... مشائخ طریقت سے قدس اللہ ارواحہم ماہیت تصوف میں ... اور تمام ... اقوال کا یہ ہے کہ التصوف صرف الوقت بما ہو اولے بہ ترجمہ تصوف وقت کا خرچ کرنا اُس چیز میں کہ وہ اسکے لائق ہو۔

رشحہ ٤٠ فرماتے تھے کہ شیخ ابوالسعود ... نے اپنے اصحاب سے کہا ہے کہ میرے سامنے سوکھے گوشت کے ساتھ مت آو تازہ گوشت کے ساتھ آو حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فرمایا کہ مقصود شیخ ابوالسعود کا اس سخن سے ہمت کا سکھلانا اپنے اصحاب کا ہے یعنے اسرار و حقائق مردم کے ساتھ میرے سامنے مت آو بلکہ اُس چیز کے ساتھ آو کہ وہ خاص تمہارا ہو اور تمہاری پیشگاہ دل سے سرزد ہو۔

رشحہ ٤١ فرماتے تھے کہ سید الطائفہ جنید قدس سرہ ... ایک دن معارف اُنکے بے اختیار بلند ہوئے دیکھا کہ اہل مجلس کو لیاقت اُنکے ادراک کی نہیں ہے فرمایا کہ جستجو کرو شاید کوئی قریب میں ہو کہ اُسکی استعداد اور قابلیت ان حقائق کا جذب کرلی ہو بعد از تلاش ... حسین بن منصور حلاج کو پایا کہ ایک گوشہ میں بیٹھا تھا اور سر گریبان میں جھکایا شیخ نے فرمایا کہ اُسکو مجلس سے نکالدو۔

رشحہ ٤٢ فرماتے تھے کہ خدمت مولانا نظام الدین فرماتے تھے علیہ الرحمۃ شیخی وہ ہے کہ کوئی شخص اپنے تئین مریدون کی نظر میں متجمل اور آراستہ کمال کرے کس واسطے کہ جب تک جمال نہو رابطہ مرید کا مراد کے ساتھ اور صفت محبت کی کہ موجب جذب اور تصرف کے بھی ہے محکم نہیں ہوتی اور اسکو تدابیر عقل کے ساتھ ہم جانتے تھے لیکن ہمین اسکی فرصت نہین ہے کہ ہمیشہ تکلف کرین اور اپنے تئین باجمال دکھلائین تاکہ سبب فتور عقائد لوگون کا نہو اسی سبب سے ہے کہ سنت ہوگیا انگشتری ... میں کرنی اور اچھی پگڑی باندھنا وغیرہ اُن چیزون سے کہ زینت ظاہر سے تعلق رکھتی ہو۔

رشحہ ٤٣ فرماتے تھے کہ خدمت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ نے فرمایا ... میں ایک شیخ کی صحبت میں پہونچا کہ بڑا مبالغہ اسمین کرتا تھا کہ مرید کا کام شیخ کے بغیر نہیں پہنچتا ... میں نے کہا آیۃ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ترجمہ آج کے دن کامل کردیا میں نے تمہارے لیے دین تمہارا اور پوری کردی میں نے تمہارے اوپر نعمت اپنی کے مضمون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اور سنت کے موجب عمل کرنے میں کام پورا اور کفایت ہے اور لازم نہیں ہے کہ کسی کو بسبب ظاہر پیر اور معتقد ہوا اُس شیخ نے یہ سخن حضرت خواجہ بزرگ

خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے عرض کی حضرت خواجہ نے استحسان فرمایا اور مقرون بقبول کیا۔

رشحہ ایک روز تقریب توقیر اور تعظیم سادات کے فرماتے تھے کہ جس دیار مین کہ سادات رہتے ہین مین نہین چاہتا کہ اُس دیار مین رہون اسواسطے کہ بزرگی اور شرف اُنکا بہت ہے اور مین اُنکے حق تعظیم پر قیام نہین کرسکتا پس فرمایا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ ایک دن مجلس درس مین چند بار اُٹھ کھڑے ہوئے اور کسی نے اُسکا سبب نہین جانا آخر ایک شاگرد نے اُسکا سبب پوچھا فرمایا کہ ایک لڑکا سادات علوی کا ان لڑکون مین ہے کہ مدرسے کے صحن مین کھیل رہے ہین ہر بار کہ اس درس کے حلقہ مین آتا ہے اور میری نظر اُسپر پڑتی ہے اُسکی تعظیم کے لیے اُٹھتا ہون

رشحہ فرماتے تھے کہ اکابر سمرقند سے ایک شخص کو مین نے کہا کہ اگر کوئی خواب مین دیکھے کہ حق سبحانہ تعالی مرگیا ہے تو اُسکی تعبیر کیا ہے اُسنے کہا کہ بزرگون نے کہا ہے اگر کوئی خواب مین دیکھے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مرگئے ہین اُسکی تعبیر یہ ہے کہ خواب دیکھنے والے کی شریعت مین کوئی قصور اور فتور ہوا ہے اور وہ مرنا صورت شریعت کا ہے یہ بھی مثل اُسکے ایک رنگ رکھتی ہے۔ حضرت نے فرمایا ہوسکتا ہے کہ کسیکو حضور مع اللہ ہوا ہو ناگاہ وہ نرہے تعبیر اُس مرنے کی یہ ہوگی یعنے نسبت حضور اور شہود اُسکی نابود ہوئی۔ راقم حروف کہتا ہے کہ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن الجامی قدس اللہ سرہ السامی نے اس سخن کی دوسری تاویل کی تھی اور فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ بحکم آیۃ کریمہ افرایت من اتخذ الٰہہ ہواہ ایک کو اپنی ہوا اُن سے خواب دیکھنے والے نے اپنا خدا بنایا ہو اُسکے دل سے نابود ہوجاے وہ مرنا خدا کا عبارت نابود ہونے اس ہوا سے ہے پس یہ خواب دلیل اسپر ہوگی کہ حضور اور زیادہ ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ کشف قبور وہ ہے کہ روح صاحب قبر کی متمثل ایک صورت مناسب کے ساتھ صور مثالی سے ہو اور صاحب کشف اُسکو اُس صورت مین بچشم بصیرت مشاہدہ کرتا ہے لیکن ہرگاہ شیاطین کو قوت ہے کہ مختلف صورت اور شکل کے ساتھ متمثل اور متشکل ہون اسوجہ سے ہمارے خواجگان قدس اللہ ارواحہم اس کشف کی وقعت اور اعتبار نہین کرتے اور انکا طریقہ اصحاب قبور کی زیارت مین یہ ہے کہ جب کسی کی قبر پر پہنچین اپنے تئین سب نسبتون اور کیفیتون سے خالی کرتے ہین اور منتظر بیٹھتے ہین کہ کیا نسبت ظاہر ہوتی ہے اس نسبت سے حال صاحب قبر کا معلوم کرتے ہین اور طریق انکا مردم بیگانہ کی صحبت مین بھی اسیطور پر ہے کہ جو اُنکے سامنے بیٹھے اپنے باطن مین نظر کرتے ہین جو کچھ اُس شخص کے آنے کے بعد ظاہر ہوجاتے ہین کہ وہ نسبت اُسکی سے ہے اور اُنکو اسمین کوئی دخل نہین ہے بموجب اُس نسبت کے اُسکے ساتھ زندگانی کرتے ہین لطف سے یا قہر سے اور حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے اسکو تجلی مقابلہ کہا ہے اور ظہور اس معنی کا سبب کمال جلا اور صفا کے ہے کہ اُنکے باطن روشن کو حاصل ہے اور آئینہ اُنکی حقیقت کا نقوش کونیہ سے پاک اور

صاف ہوا ہی اور بسبب کمال محاذات کے کہ اس ذات بے کم وکیف کے ساتھ رکھے بجز تجلی ذاتی اسمین کچھ نہین رہا اور جسوقت کہ اُسکو اپنی طبیعت پر چھوڑ دے سوا اُس اور بے کیفیت کے کوئی اور چیز اسمین ظاہر نہوگی پس جو کچھ اُسمین ظاہر ہوگا اُنکے حصہ سے نہوگا تاکہ بواسطہ تقابل شخص ہوگا کہ اُسمین منعکس ہوا اور اس قول کی تائید مین فرمایا کہ ایک روز خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ نے فقیر سے کہا کہ آج مزارات ولایت شاش کے طواف کو ہم جاتے ہین اُنکے ساتھ مین گیا خدمت مولانا ایک قبر پر بیٹھے اسکے بعد پوری کیفیت کے ساتھ اُٹھے اور فرمایا اس قبر والے پر نسبت جذبہ غالب تھی اور وہ قبر شیخ ابراہیم لیبیا گر کی تھی کہ اپنے زمانہ کے مجذوبون سے ہوا ہی بعد ازان دوسری قبر پر گئے اور ایک لحظہ ٹھہرے پھر باہر آئے اور فرمایا نسبت علمیہ اس قبر والے پر غالب رہی ہی اور وہ قبر شیخ زین الدین کوسے چار قان کی تھی کہ علماے ربانی سے ہوئے ہین —

رشحہ ۴۷ فرماتے تھے کہ ارباب تحقیق کے نزدیک ثابت ہوا ہی کہ ترقی بعد موت کے ہی سخن حضرت شیخ محی الدین بن العربی کا اسکی طرف ناظر ہی اُنھون نے فرمایا ہی کہ ایک تجلی مین تجلیات سے ابوالحسن نوری کے ساتھ مین جمع ہوا مجھے بوسہ دیا اور مجھسے سیراب ہوا مین نے کہا کہ کیا تو نے نہین کہا توحید کا تشنہ غیر سے سیراب نہین ہوتا شرمایا مین نے کہا تب ذوق حال سے حاصل کرے غیر سے نہین لیا اور اسکے سوا اہل تحقیق کی بہت باتین ہین کہ ترقی بعد الموت پر دلالت کرتی ہین — راقم اینحروف کہتا ہی کہ حضرت شیخ محی الدین قدس سرہ نے فتوحات کے مقامات مین فرمایا ہی کہ اُن لوگون مین سے کہ ترقی بعد الموت کی نفی کی ہی ایک شیخ ابوالحسن نوری ہی پس اسکا حال موت کے بعد دو امر سے خالی نہین ہی یا علم الیقین سے جانا کہ ترقی بعد الموت واقع ہی یا جانا کہ واقع نہین ہی اگر جانا کہ واقع ہی تو مدعا ثابت ہی اور اگر جانا کہ واقع نہین ہی تو یہ علم دوسرا ہی کہ بعد از موت اُسے حاصل ہوا پس بہرحال ترقی بعد الموت واقع ہی —

رشحہ ۴۸ ایک دن صفت فقر ہی مین فرمایا کہ حق سبحانہ نے غوث الاعظم سے یہ خطاب کیا ہی کہ یا غوث الاعظم قل لاصحابک باختیار الفقر ثم بالفقر عن الفقر فاذا تم فقرہم فلا ہم الا انا — ترجمہ اے غوث اعظم اپنے اصحاب سے کہدے کہ فقر اختیار کرو پھر فقر کا حکم دے فقر سے پھر جب اُنکا فقر تمام ہوا تو وہ نہین ہین مگر مین —

رشحہ ۴۹ فرماتے تھے کہ بعضے بزرگان طریقت قدس اللہ ارواحہم نے کہا ہی کہ کوشش کر تاکہ عمل اپنا تو قرین نہ لیجاے اس سخن کے معنی گویا یہ ہین کہ چاہیے کہ تو جانے کوئی عمل تیری طرف منسوب نہین ہی حق سبحانہ کی توفیق کے ساتھ قائم ہی —

رشحہ ۵۰ فرماتے تھے کہ بعضے اکابر طریقت کا سخن ہی کہ حق سبحانہ مرتبہ احدیت مین اگر چاہے اپنے تئین پہچانے اس سخن کے معنی یہ ہین کہ حقائق موجودہ انسانی کے مرتبہ مین کہ بعض کی اصطلاح مین مرتبہ واحدیت عبارت

سے ہے اگر چاہے ایک علم اور استعداد خاص اپنی طرف سے عطا فرمائے کہ اُس علم و استعداد کے ساتھ خواص انسان اُسکو پہچانین اور ہرگاہ اُسکو بجز اُسکے علم کے نہین پہچان سکتے پس پہچان نے والا اُسکا بجز اُسکا نہ ہے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ ایک شب خواجہ باقی کو الم تھا نیند نہ آئی مین بھی اُسکے الم سے نہ سویا پس فرمایا سخت دل وہ شخص ہے جسے علاقہ کسی سے ہوا ور اُسکے درد سے بیچین نہو بلکہ چاہیے کہ ایسا ہو کہ جس چیز کو دُکھ پہونچے اُس سے بیچین ہو۔ ایکبار گھوڑے کے کوڑا مارا چنانچہ اُسکے پہلو سے خون ٹپکا ابو یزید بسطامی کے پہلو سے بھی خون ٹپکا۔ اس سخن مین جو حضرت نے فرمایا اشارہ مقام جمع کے ساتھ متحقق ہونیکا ہے اور بیان اس مقام کا ذکر حضرت حقائق پناہی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی مین جہان کہ اُنکی ملاقات مولانا شمس الدین محمد سے مذکور ہوئی ایک رشحہ مین وارد ہوئی ہے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہ کی مجلس مین ہم تھے آپ سے کسی نے پوچھا کہ بعض محققین نے اوائل حال مین کہا ہے کہ ممکن نہین واجب ہے اور آخر اُس سخن سے پھرے ہین اور کہا بلکہ واجب عین ممکن ہے سبب اسکا کیا ہے حضرت شیخ نے جواب مین اُس شخص کے کہا کہ پہلے سخن کو عدم مناسبت کے حال مین کہا اور دوسرا حال استقامت مین حضرت نے حاضرین مجلس سے خطاب کیا کہ فرق ان دونون سخن مین کیا ہے کسی نے گستاخی نہ کی اور کچھ نہ کہا اور حضرت نے بھی اس سبب سے کہ ایک جماعت [illegible] [illegible] سے آئی تھی کچھ نہ فرمایا۔

فصل سوم خاص باتون مین جو ہر باب سے حضرت کی زبان مبارک پر گذرتی تھین اور اُن خطابون مین جو کہ حضرت سے اہل بدایت او نہایت کے ساتھ صحبت مین صادر ہوتی تھین اور وے ایک سو چھبیس رشحے وارد ہوتی ہین۔

رشحہ فرماتے تھے کہ شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہ نے مجھسے پوچھا کہ مبتدی کو سفر بہتر یا اقامت مین نے اپنے کو جواب سے عاجز ظاہر کیا اور ادب کی رعایت کی آپ نے اصرار سے فرمایا کہ کہو مین نے کہا سفر مین مبتدی کو پریشانی دل کے سوا کچھ حاصل نہین پس حضرت نے فرمایا کہ سفر اُسوقت مبارک ہے کہ صفت تمکین کی حاصل ہوئی ہو ہمارے اعتقاد مین مبتدی کو سفر مناسب نہین ہے اُسے گوشہ مین بیٹھنا چاہیے اور صفت تمکین حاصل کرنی چاہیے جو شخص کہ اس طریقہ مین مشغول ہے اپنے ہی شہر اور ولایت مین رہنا اولیٰ ہے کس واسطے کہ اپنے آشنا اقارب اور لوگون کی ملامت اُسکو مانع ہوتی ہے اس بات سے کہ خلاف شریعت کوئی کام کرے اور کسی فعل ناپسندیدہ کا مرتکب ہو۔ اور بعضے مشائخ اسکے برخلاف گئے ہین اور کہا ہے کہ مبتدی کو سفر کرنا چاہیے تاکہ وطن اور بھائی بندون کی مفارقت کے سبب اُسکو خلاص عادات رسمی اور

اور ملاحظات طبعی سے ہوگا [illegible] اور مجاہدات سے [illegible] سفر کو لازم [illegible] اور ترک [illegible]
لیکن ہوا تحفظ و حفاظت [illegible] کا بھی قدس اللہ [illegible] افادہ [illegible] ہم کو بندی کو اسکے
سفر کرنا چاہیے کہ کسی [illegible] صحبت میں ان کو [illegible] پہنچے ایک [illegible] اور درست اور
ملازمت انسکی لازم [illegible] اور [illegible] جب تک کہ [illegible] کا [illegible] اور [illegible]
انکو [illegible] ہوا [illegible] ایسا شخص پایا [illegible] سے [illegible] کے
[illegible] سوا [illegible] کر [illegible] تبیع اوقات [illegible] حال
میں [illegible] کیا اور ایک شیخ کی صحبت میں [illegible] تو نے قدم [illegible]
ہوا [illegible] کو [illegible] طالب [illegible] ہو تی پر قیام کیا [illegible]
انکو [illegible] الدین [illegible] اسکے لیے
ہے کہ [illegible] زبان و مکالمہ [illegible]
اطلاع [illegible] کرنے کی [illegible]

رشحہ [illegible] کو چاہیے اوقات اور [illegible] حاصل [illegible] شامل
لاہوتی کا آئینہ نیستی میں ملاحظہ کرے —

رشحہ فرماتے تھے کہ [illegible] کمال سے [illegible] ان سے خوشبو اسکے دماغ
جان کو [illegible] تحقیق [illegible] لا فاعل سے الوجود الا اللہ [illegible] فاعل اللہ کے سوا
وجود میں [illegible] بہت سے [illegible] کمال ہو [illegible] سرور اور [illegible]

رشحہ فرماتے تھے کہ [illegible] کی [illegible] ایسی چیز کہنے [illegible] اس سے نقصان [illegible] لازم آئے البتہ اسکو ناخوش انکا
اور آدمی کی [illegible] اپنی طرف نسبت نقصان سے ناخوش [illegible] کام [illegible] کہ اس ناخوشی کو
اسی سے [illegible] نسبت نہیں ہوتا اہل حقیقت کے
نزدیک سالک [illegible] تعبیر کیا جاتا ہے —

رشحہ [illegible] کہ [illegible] قدس کہتے ہیں [illegible] کوئی [illegible] طبیعت کے موافق
نہ ہو تو [illegible] ہوتے ہیں [illegible] قدس کہنے والے [illegible] آپ سے [illegible] کرتے کہ ہر ایک چیز سے
[illegible] لیے بہتر ہوتا —

رشحہ [illegible] کوئی چیز [illegible] نسبت بھاری
[illegible] الاشیاء [illegible] فلا تشغل

ترجمہ ہر آئینہ سخت ترین بلا انبیا پر ہی پھر اولیا پر پھر اُنکے بعد درجہ بدرجہ اور اچھے لوگون پر۔ اس معنی کی طرف ناظر ہی اور ہم اس طریقہ کے معتقد ہین اور کوئی شخص ہمارے یارون سے اس عقیدہ پر نہین ہی۔

رشحہ ۷ فرماتے تھے کہ صاحب وجد وحال راہ مین جاتا ہی اور ایک کتا اُسکے راستے مین سوتا ہوا اُس کتے کو اُٹھائے کہ آپ آسانی سے گذر سکے جب گذر جاے اور اپنے اندر غور کرے اور وہ وجد اور حال باقی رہے تو جاننا اُسے چاہیے کہ وہ ایک مکر ہی بارے الٰہی سے اُسکی نسبت ہی کہ باوجود اس فعل کے وجد وحال کو اُسکے پاس ہنے دیا ہی۔

رشحہ ۸ فرماتے تھے مکر الٰہی دو ہین ایک نسبت عوام کے اور دوسرا نسبت خواص کے جو مکر کہ نسبت عوام ہی ہمیم دنیا نعمت کا ہی باوجودیکہ خدمت مین تقصیر ہی اور جو کہ نسبت بخواص ہی باقی رکھنا حال کا ہی باوجودیکہ ترک ادب ہو۔

رشحہ ۹ فرماتے تھے کہ وہ طائفہ کہ نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم کی ورزش کرتے ہین اُنکا دوام شغل اسطور کا ہی کہ اگر کوئی شاملکیت کی سنچائی کے لیے پٹی دارون سے لڑائی جھگڑا واقع ہو کہ سر اُسکا ٹوٹ جائے اور خون اُسکے منھ پہ بہے اور ظاہر مین لڑائی جھگڑا اُس سے نمایان ہو تو باطن کی رو سے کوئی کدورت اور کراہیت اُسکے دل مین نہو بلکہ اُنکی جفا سے خوشوقت ہوا اور اُنکو معذور رکھے اُسمین جو وہ کرتے ہین اور اپنی نسبت سے غافل نہوا اور انقطاع دل حق سبحانہ سے نکرے۔

رشحہ ۱۰ فرماتے تھے کہ حق سبحانہ دوام تجلی ایجادی کے ساتھ متوجہ تمام موجودات کا ہی پس جو لوگ کہ اپنے اختیار سے گوشہ پکڑتے ہین اور اُسکو خلوت اور عزلت نام رکھتے ہین کیا عذر رکھتے ہین اگر ایسی عظیم الشان تجلی کو باطل سمجھتے ہین نہایت جاہل ہین اور اگر اُسکو حق جانتے ہین تو اُسکے حق پر قیام کیون نہین کرتے۔ اور ایک کام کا گوشہ اپنے اوپر نہین لیتے۔ جو گروہ کہ شرف استغراق سے بحر جمع مین ایسے مشرف ہوئے ہین کہ دنیا کے اشغال مین نہین رہتے وہ دوسری بات ہی۔

رشحہ ۱۱ فرماتے تھے کہ اس بات کا بھید کہ نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم کی بلا اور صورت تفرقہ مین زیادہ ظاہر ہوتی ہی یہ ہی کہ یہ نسبت محبوب ہی جب محبوب کو خلوت مین بلا کر تو وہ حجاب مین ہو جاتا ہی۔

رشحہ ۱۲ فرماتے تھے اس نسبت کی لطافت اُسطرح کی ہی کہ نفس توجہ اُسکے طرف مانع اُسکے ظہور کی ہی جیسا کہ مثلاً جمیلہ مین یہ بات ظاہر ہی کہ جب اُنکی طرف خوب متوجہ ہون محجوب ہوتے ہین اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ لطافت اس نسبت کی اُسطرح کی ہی کہ اگر ایک کتے کو بے سبب ڈھیلا مارو یہ نسبت جاتی رہے۔

رشحہ ۱۳ فرماتے تھے کہ الاشیاء تتبین باضدادہا ترجمہ چیزین اپنی اضداد سے پہچان پڑتی ہین مشغولی بخلق ضد مشغولی بحق سبحانہ ہی اور جب ضد کو ضد سے کراہت ہوتی ہی تو مکروہ سے محبوب کی طرف منجذب ہوتا ہی

یہی وجہ ہو کہ اس سلسلہ کے لوگ بازارون مین اور ازدحام خلق کے مقامات مین جاتے ہین اور بیٹھتے ہین تاکہ بوجہ ضدیت خلق اور کراہت کے انکے شغل سے دل حق سبحانہ کی طرف منجذب ہوتا ہے۔

رشحہ ۱۴ فرماتے تھے کہ اس نسبت والون کو ابتدا مین صحبت غیر طائفہ کی کہ نسبت انپر غالب ہو بڑے فتور کا سبب ہوتا ہو اگرچہ وہ صحبت اہل زہد و تقوی کی ہو اور یہ نہ انکار زہد و تقوی کا ہو کہ وہ نہایت صفا اور نورانیت مین ہو لیکن چونکہ اس گروہ پر زہد و تقوی غالب ہو اس نسبت کے لوگون کو انکی صحبت مین وہی نسبت حاصل ہوتی ہو اور اپنی نسبت شریفہ سے کہ سب نسبتون پر فائق ہو باز رہتے ہین اسواسطے کہ حکم غالب کا ہو دیکھو کہ بدون اور بیگانون کی صحبت کی کیا تاثیر ہوتی ہو اور انسے کیا نسبتین تاریک حاصل ہوتی ہین۔

رشحہ ۱۵ فرماتے تھے کہ اس جماعت کے پاس بیٹھو کہ تمھارے اوپر غالب ہون تاکہ تمکو نہ کھا جاوین اور غالب نہون یعنے بسبب نفس اور ہوا کے قوی نہون اور تمھین نکھاوین یعنے تمھارے وقت کو ضائع نکرین۔

رشحہ ۱۶ فرماتے تھے کہ جس کسیکو اس طریقہ کا ارادہ ہوا اور اس اثنا مین خطرہ کچھ اسکو پریشان کرے چاہیے کہ بہت استغفار کرے اگر اس سے دفع نہو ایسی جگہ جاوے کہ عورتون سے دور ہو اگر اس سے دفع نہو ایک مدت روزہ اور قلت غذا پر مداومت کرے اور علاج کرے کہ قوت شہوی کو تسکین حاصل ہو اور اگر اس سے دفع نہو تو قبرستانون کے گرد پھرے اور مردون سے عبرت لے اور بزرگون کی ارواح سے ہمت چاہے اگر اس سے دفع نہو زندون کے گرد ہو اور اہل قلوب کے باطنون سے گدائی کرے شاید کہ بار اس خاطر کا اس سے اٹھالین اور اسکو اس بار مین ضائع نچھوڑین۔

رشحہ ۱۷ فرماتے تھے نکاح انبیا اور اولیا کو مناسب ہو کیا باعث انکے حق سبحانہ سے محجوب نہین ہوتے اور عوام الناس کو بھی لائق ہو کہ انکے سبب مرتبہ حیوانیت کی تکمیل کرتے ہین لیکن جو گروہ کہ درمیان مین ہین اور طریقہ کی آرزو رکھتے ہین انکے لیے بہت نامناسب ہو ایک سانس جو حق سبحانہ کے ساتھ اندر سے نکالین بہتر ہزار فرزند سے ہو کسواسطے کہ اسمین ہزار فائدہ اور نفع اور اسمین محض فتنہ و ضرر ہو۔

رشحہ ۱۸ فرماتے تھے کہ بالفرض اگر میری پانسو برس کی عمر ہوتی اور سب استغفار مین خرچ کرتا ہنوز اس گناہ کا تدارک جو مجھسے صادر ہوا نکر سکتا اور وہ گناہ گدائی ہو۔

رشحہ ۱۹ اگر ان باتون مین کہ حضرت سے نقل ہوئین کسیکو تشویش ہو کہ گدائی سنت ہو پسندیدہ اور اسکی تعریف آیات قرانی سے ظاہر ہو اور احادیث صحیحہ سے ثابت پس اسکی نفی کرنی روا نہین ہو اس دغدغہ کا جواب یہ ہو کہ یہان پر نفی نہ بطور اطلاق کے ہو بلکہ نسبت بعضے اشخاص کے ہو کہ انکے حال کے لائق تجرید ظاہر اور باطن کی ہو اور مخفی نرہے کہ ہر زمانہ مین بموجب حکمت الہی کے جو کچھ مناسب حال

طالبان اور مصلحت کار مریدان ہی اولیا اور اہل ارشاد کی زبان پر جاری ہوتا ہی کہ یہ لوگ وارثان علوم محمدیہ ہین علیٰ مصدرہا الصلوۃ والسلام پس ہرگاہ اس زمانہ مین مناسب حال مبتدیان طریقت کے شیوہ تجرد اور فراغت کا ہی لاجرم حضرت نے جو حکیم الٰہی ہین اور جامع حکم نامتناہی کے تجرد کا ایما کیا اور تاہل سے پرہیز بتلایا۔

رشحہ حضرت ایک دن مجلس کے حاضرین سے ایک کو مخاطب کر کے تعلق اور تعشق بمظاہر جمیلہ سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین نے اس نسبت کا مشاہدہ ایک قاز سے کیا ہی کہ اُسے صاحب جمال سے تعلق ہوا تھا جہان وہ جاتا وہ قاز اُسکے پیچھے جاتا سنا ہی کہ ایک شیر کی بھی یہ حالت تھی پس ایک غیر ضروری امر مین کہ جسکے شریک حیوانات ہون گرفتار ہونا اور عمر شریف کا اُسمین صرف کرنا مقتضاے ہمت نہین ہی لیکن اگر کسیکی استعداد اس ڈھنگ کی آن پڑی ہو کہ بے اختیار نسبت جمی مین گرفتار ہوتا ہی وہ دوسری بات ہی بعد ازان یہ عبارت فرمائی کہ نصیحت ناصحان را درکارخانۂ گرفتاران راہ نیست **ترجمہ** نصیحت گرون کی نصیحت کو گرفتارون کے کارخانہ مین راہ نہین ہی۔

رشحہ فرماتے تھے کہ جب ارباب جمعیت کی صحبت مین نشست ہو اور دل حق سبحانہ کے ساتھ جمع ہووے اور آرام پاوے وہان احتیاج ذکر کہنے کی نہین ہی کسواسطے کہ غرض ذکر سے اس نسبت کا حصول ہی ذکر اسواسطے ہی کہ جو محبت کہ دل مین مضمر اور پوشیدہ ہی ظاہر ہو۔

رشحہ ایک دن حضرت نے یہ ابیات پڑھین بیت تا بہا و ہوا شارت میکنی + یا بحرف ہا عبارت میکنی + بندۂ حرفے نیاید از تو کار + جہد کن تا از رہت خیزد غبار + ہا بفگن واو را آزاد کن + بندہ شو بی ہا و واوش یاد کن + **ترجمہ** ہا و ہو سے گر اشارت ہی تری + حرف ہا سے یا عبارت ہی تری + حرف کا تو بندہ ہی بیکار + سعی کر جاوے تری رہ سے غبار + ہا گرا دے واو کو آزاد کر + بندہ ہو بے واو و ہا بس یاد کر + بعد ازان فرمایا کہ یہ ابیات اشارت اُس نسبت سے ہی جو صحبت مین حاصل ہوتی ہی جو نتیجہ صحبت کا ہی ہا اور ہو کے توسط سے نہین ہی۔

رشحہ فرماتے تھے کہ جب کسی کی صحبت سے نسبت لو اُسکی نگاہداشت کا طریقہ اسکے ساتھ ہی کہ ایسی صحبت کرو کہ تمکو اُس شخص سے کراہیت نہو یہی وجہ ہی کہ کہا ہی شیخ کو چاہیے کہ اپنے کو مرید کی نظر مین محبوب کر سکے کسواسطے کہ پیدا کرنے والا اُس محبت کا کہ اس نسبت کے ظہور کا سبب ہوا وہ ہی پھر جس وقت اُس سے کراہت ہووہی کہ ضد محبت ہی محبت دور ہوگی اور جب محبت گئی تو نسبت نہ رہیگی۔

رشحہ فرمایا کرتے کہ جو شخص اس گروہ کی صحبت مین آوے چاہیے کہ اپنے کو مفلس ظاہر کرے تاکہ انکو اسپر رحم آوے

رشحہ فرماتے تھے ماحصل طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا ہمیشہ کے بیشش آمد جناب سبحانہ مین واسطہ

کہ اُس میں آمد میں کسی طرح کی کلفت نہو۔

رشحہ [۲۶] فرماتے تھے کہ مقصود کلی وہ ہی کہ لطیفہ مدرکہ کو علی الدوام حق سبحانہ میں ہمیشہ کی پیش آمد واقع ہو تجھسے چاہیے کہ پیش آمد واقع ہو تا کہ تو مقبل ہو۔

رشحہ [۲۷] فرماتے تھے کہ خواجگان این سلسلہ قدس اللہ ارواحہم ہر زراق اور رقاص سے نسبت نہین رکھتے انکا کارخانہ بلند ہی۔ خواجہ اولیاء کلان علیہ الرحمۃ نے کہ حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہ کے بڑے اصحاب سے ہین بخارا کی مسجد سر صرافان مین چلہ خواطر کیا تھا یہ کام اندازۂ عقل و ادراک کا نہین ہی یہ بات دائرہ ادراک سے باہر ہی ایسے پوچھا ہی کہ خلوت در انجمن کیا ہی فرمایا ہی کہ خلوت در انجمن وہ ہی کہ بازار مین تو آوے اور بازاریون کی آواز تیرے کان مین نہ پڑے یہ بزرگوار ایسی مشغولیان رکھتے تھے اس طریق کو آسان نہ سمجھنا چاہیے۔

رشحہ [۲۸] فرماتے تھے کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کو آسان نہ جانو حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ باوصف کمالات ظاہری اور باطنی کے ہمیشہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے رسائل ہمراہ رکھتے تھے اس سبب سے کہ کلمات قدسیہ کو ہمیشہ مطالعہ کرین اور ہمراہ رکھین ناگزیر ہی۔

رشحہ [۲۹] فرماتے تھے کہ خطرون کی پہچان کامل طور پر منحصر خواجہ عبدالخالقیان کے طریقہ مین ہی قدس اللہ ارواحہم باین وجہ کہ انکو پاس انفاس مین کمال احتیاط ہی۔

رشحہ [۳۰] فرماتے تھے کہ جو کچھ اس طریقہ سے ہمارے اعتقاد مین ہی یہ ہی کہ ہمیشہ دل بسبیل ذوق اور لذت کے آگاہ بحق سبحانہ رہے اور اس معنی کو اعمال مناسب کے ساتھ کسب کرتے ہین ابتدا اُسکی یہ ہی اور نہایت اُسکی یہ کہ کسب کو کچھ دخل نرہے اور یہ معنی ملک نفس اور ملکہ ہو جاوے۔

رشحہ [۳۱] فرماتے تھے ایسا یقین حاصل کرنا چاہیے کہ کوئی پانی اُسکو بہانہ لیجاسے اور کوئی آگ اُسے جلا نسکے مثلاً کسی کو ایک یقین حاصل ہوا ہی کہ گندم موجود ہی کوئی چیز اس یقین کو دور نہین کر سکتی برخلاف اُس شخص کے کہ گندم کو بتکلف اپنے منہ مین رکھتا ہی بہت ایسا ہووے کہ گوناگون اشتغال کے سبب اُس سے غفلت ہو جاوے۔

رشحہ [۳۲] فرماتے تھے کہ یہ بیت مجھے بہت پسند آئی ہی بیت بر آستان ارادت کہ سر نہادشبے + کہ لطف دوست بروئش دریچۂ نکشود + ترجمہ سر آستان ارادت پہ کسنے شب رکھا + کہ لطف دوست کی کھڑکی نہ اُسکے رخ پہ کھلی + بعدازان فرمایا کہ جسکے باطن مین نسبت ارادت نے ظہور کیا چاہیے کہ اُسکو حق سبحانہ کی طرف سلطنت عظیم جانکر اُسکے حق پر قیام کرے اور اُسکے حق پر قیام کرنا اسکے سوا نہین ہی کہ ہمہ تن جناب حق سبحانہ مین متوجہ ہو کر اپنی ہستی کو صرف اُس جناب کے کردے محققین کے نزدیک ثابت

ہوا ہی کہ وجدان طلب پر مقدم ہی اور اُس حدیث کو کہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی من طلب شیئاً وجدّ وجد ترجمہ جسنے ایک چیز طلب کی اور کوشش کی تو اُسکو پایا اس طرح سے تفسیر کیا ہی کہ من وجد شیئاً طلبہ ترجمہ جس شخص نے ایک چیز پائی اُسکو طلب کیا اسواسطے کہ جب تک حق سبحانہ کسی دل پر صفت ارادت کے ساتھ تجلی نکرے اُس دل کو حق سبحانہ کی طلب اور ارادت کی استعداد حاصل نہین ہوتی اور نتیجہ اُس تجلی کا یہ ہی کہ وہ جناب حق سبحانہ کی طرف مائل اور منجذب ہوتا ہی پس اول دل بندہ تجلی ارادی حق سبحانہ کا واجد اور یابندہ ہوتا ہی اُسکے بعد طالب اُسکا اور مرید ہوا اور اسکے لیے ایک تمثیل ہی اور وہ یہ ہی کہ ایک شخص ایک دریچہ کے نیچے سے گذرتا ہی اچانک ایک صاحب جمال نے دریچہ سے اُسپر جلوہ کیا اور اُسکے دل کو لیگیا اور اُسکے باطن مین میل اور انجذاب اُس صاحب جمال کی طرف پیدا ہوا پس اس صورت مین وجدان طلب اور ارادت پر مقدم ہی۔ بعضون نے سوال کیا ہی کہ ہرگاہ وجدان مقدم ہی تو پھر طلب سے کیا فائدہ ہی اُسکا جواب یہ ہی کہ طلب حظ کے پورا لینے کے لیے ہی دوسرے یہ کہ جو وجدان کہ طلب پر مقدم ہی بروجہ اجمال ہی اور فائدہ اُسکی طلب مین یہ ہی کہ وہ اجمال تفصیل پاتا ہی

رشحہ ۳۳ فرماتے تھے کہ مرد کی قیمت اُسکی حرکت مدرکہ کے موافق ہی جو اس گروہ قدس اللہ ارواحہم کے حقائق کی طرف ہی۔

رشحہ ۳۴ فرماتے تھے کہ کام نہ یہ ہی کہ توجہ اور مراقبہ کرین بلکہ کام وہ ہی کہ سب کامون کو تابع ایک مقصود کے کرین اور ادراک خاص تمام اشیا مین پیدا کرین۔

رشحہ ۳۵ فرماتے تھے کہ عمل کو محبوب رکھنا چاہیے نہ حضور وجمعیت کو کسواسطے کہ حضور اور جمعیت عطیات ہین اور نادر الوجود ہی اور اختیار مین نہین ہی اور اُسکا جاتا رہنا کسل اور فتور کا موجب ہی بخلاف عمل کے کہ وہ ایک کسب ہی اور اختیاری اور اُسکا وظیفہ کرنا باعث جمعیت اور حضور کا ہی بالخاصیتہ ایسا واقع ہی کہ حضور اور جمعیت مین فتور راہ پاتا ہی پھر یہ دو بیت پڑھین ابیات خالقا این سگم در باطن است راہ جانم سوی تو ناامین است ✤ یا بحکم شرع در کارش فگن ✤ یا بکلّے در نمکسارش فگن ✤ ترجمہ خالق میرے جب تک یہ کتا میرے باطن مین ہی میری جان کی راہ تیری طرف خطرناک ہی۔ یا شریعت کے حکم سے اُسکو کام مین لگا یا بالکل نمکسار مین پھینک دے۔

رشحہ ۳۶ ایک روز بعضے حاضرین کی نسبت تنبیہ کے لیے فرماتے تھے کہ جب تمکو میری صحبت مین نسبت حاصل ہوئی پھر آتے ہو اور اگر کلفت ہو سمجھ چلے جاتے ہو یہ ایک سہج کا لٹکا ہی۔ جو شخص کہ ایک فقیر کے پاس ذوق اور حال کے لیے آتا ہی یہ ایک محنت عارضی ہی نہ ذاتی بعدہ یہ بیت پڑھی بیت درد

چو شراب شوق ما میریزی * باید چو خمار گیردت نگریزی ـــ

رشحہ ایکدن حضرت معارف دلآویز اور لطائف شوق انگیز فرما رہے تھے اور ایک شخص نے حاضرین سے اپنے کو بالکل اُن باتون مین محو کر دیا تھا اور بڑے شوق و شغف سے گوش ہوش استماع پر رکھے ہوئے تھا حضرت نے فرمایا کہ تم بھی سخن کے سننے کا میل رکھتے ہو اپنے کو اُسکے مضمون کے ساتھ جو سنتے ہو دینا چاہیے سخن ایک ہی کہنے سننے سے کام نہین چلتا ـ

رشحہ فرماتے تھے کہ کلام کے واسطے ایک جمال ہی جب کسی پر حق سبحانہ نے عنایت کی اُسپہ ظاہر کیا ہی جو یہ کہ حق سبحانہ نے انبیا علیہم الصلوات والسلام کو کلام کے ساتھ بھیجا نہ جذب و تصرف کے ساتھ ـ

رشحہ فرماتے تھے زبان آئینہ دل ہی اور دل آئینہ روح اور روح آئینہ حقیقت انسانی اور حقیقت آئینہ حق سبحانہ حقائق علیہ غیب ذات سے یہ تمام بعید مسافتین قطع کرکے زبان پر آتے ہین اور وہان سے صورت لفظی قبول کرکے اُن لوگون کے کان تک پہونچتے ہین جو استعداد حقائق کی رکھتے ہین ـ

رشحہ فرماتے تھے کہ سخن کا جمال ہی کہ سامع کو سامع سے لے لیتا ہی اور سخن کو جمال نہین دیتا مگر متکلم اولیا پھر یہ ابیات پڑھین ابیات سہ نشان بود ولے راز نخست آن بمعنی * کہ چو روی وی ببینی دل تو باو گراید * دوم آنکہ در مجالس چو سخن کند ز معنی * ہمہ را ز ہستی خود بحدیث می رباید * سوم آن بود بمعنی ولی اخص عالم * کہ ز ہیچ عضوا ورا حرکات بد بنیاید * ترجمہ ولی کے تین نشان ہین اول یہ کہ جب اُسکا مُنہ دیکھے تیرا دل اُسکا مائل ہو دوم یہ کہ جب وہ مجلسون مین معنی سے سخن کہے سب کو حدیث کے ساتھ اپنی ہستی سے لیجاے تیسرے یہ ہی کہ معنی مین ولی خاص ترین عالم وہ ہی کہ اُسکے کسی عضو سے بُری حرکت نہو ـ

رشحہ فرماتے تھے کہ بعضے اکابر کی مین نے ملازمت کی اُنھون نے دو چیز عنایت فرمائین ایک یہ کہ جو مین لکھتا ہون جدید ہوتا ہی نہ قدیم دوسرے جو مین کہتا ہون مقبول ہوتا ہی نہ مردود ـ

رشحہ دوسری مرتبہ کہ راقم الحروف حضرت کی آستانہ بوسی سے مشرف ہوا ایک قصیدہ حضرت کی تعریف مین لکھا اور اُسمین تھوڑے معارف صوفیہ درج تھے کہ بعض ابیات اُسکے یہ ہین ابیات یار بردہ اشت پردہ از رخسار * این منشون یا اوسے الابصار * لمعہ آفتاب طلعت او * بد طلعت من مشارق الاظہار * ہمہ اشیا بلاک این اشراق * ہمہ ذرات محو این انوار * ہمہ را صاف ساخت است این نور * ہمہ را پاک سوخت است این نار * لمعۂ اوست در کین و مکان * جلوۂ اوست بر یمین و یسار * نیست تکرار در تجلی او * گرچہ باشد برون ز حد شمار * لیکن آن از تجدد امثال * می نماید بصورت تکرار * جملہ ذرات کون آئینہا ست * کہ دران جلوہ میکند رخ یار * در ہر آئینۂ بانئی * می نماید بعاشقان دیدار * گاہ مستور در پس پردہ *

گاہ مشہور بر سر بازار + گاہ در پردہ می نوازد ساز + گاہ بے پردہ می در اندازد + پردگی اوست ماہمہ پردہ + پردہ ساز اوست ماہمہ تار + تا شود نقش پردہ شان حائل + از تماشاے نور آن رخسار + او زبیند از غیر در پردہ + خیز و بردار پردۂ پندار + گر درین پردہ یار میخواہی + روے دل سوے نقشبندان آر + آن مقیمان بارگاہ الست + وان ندیمان صدر صفۂ یار + ہمہ در بزم شوق شاہ نشان + ہمہ در رزم عشق شاہ سوار + ہمہ عالی و زان میان اعلی + شاہ ابرار خواجۂ احرار + ترجمہ یار نے پردہ رخسار اُٹھایا - کہان تم جاتے ہو اے اہل نظر - اُسکی مہر صورت کا لمعہ اظہار کے مشرق سے طالع ہوا - تمام اشیا اس روشنی مین فنا - اور تمام ذرہ ان انوار مین محو ہین - سب کو اس نور نے صاف کیا اور اس آتش نے سب کو تمام جلا دیا - کین و مکان مین اُسکا لمعہ ہے اور داہنے بائین اُسکا جلوہ ہے - اُسکی تجلی مین تکرار نہین ہے اگرچہ شمار سے باہر ہون - لیکن تجدد امثال سے وہ تکرار کی صورت معلوم ہوتا ہے - تمام ذرات جہان آئینہ ہین - کہ اُنمین یار کا رخ جلوہ کرتا ہے - ہر ایک آئینہ مین ایک طرح سے عاشقون کو دیدار دکھلاتا ہے - کبھی پردہ مین پوشیدہ ہے اور کبھی مشہور بر سر بازار ہے کبھی پردہ مین ساز بجاتا ہے - کبھی بے پردہ تار نور اُسکا آتا ہے وہ پردہ دار ہے ہم سب پردہ ہین پردہ ساز وہ ہے ہم سب تار ہین - تاکہ اُنکے پردہ کا نقش حجاب نور رخسار کا ہو جاے اے کہ غیر کے گمان سے پردہ مین ہے اُٹھ او گمان کا پردہ اُٹھا - اگر اس پردہ مین یار چاہتا ہے تو دل کا رخ نقشبندون کی طرف لا - وہ بارگاہ الست کے رہنے والے ہین اور صفہ یار کے مصاحب ہین - سب بزم شوق مین مثل شاہ اور سب رزم عشق کے شہسوار ہین سب عالی اور اُن سب مین اعلے شاہ ابرار خواجہ احرار ہین - اور برادر طریقت مولانا موسے نے کہ اُس آستانہ کے خاص خادم اور اُس دولت خانہ کے محرم تھے یہ قصیدہ خلوت مین حضرت کی نظر مبارک سے گذرانا دوسرے دن حضرت نے فقیر کو مخاطب کر کے کہا کہ میرزا شاہرخ کے زمانہ مین ہم ہرات مین تھے اور حضرت سید قاسم قدس سرہ کے اشعار مشہور ہو گئے تھے بعضے جوانان نو عمر نے اُن اشعار کے مثل توحید آمیز اشعار کئے ظاہرا حضرت سید کے حقائق اور معارف باطنی جو پھیل گئے تھے اُن جوانون کے باطنون سے بے اختیار ظاہر ہوئے اگرچہ وہ سخن اُنکے حسب حال نہ تھے لیکن چونکہ اُنکی استعداد نے اُن حقائق و معارف کی مظہریت کو قبول کیا تھا اسوجہ سے یہ لوگ اپنے تمام ابناے جنس سے امتیاز رکھتے تھے -

رشحہ فرماتے تھے ایک پیر سے جو ہرات مین دروازہ ملک کے باہر کلہ پوش سیتا تھا ایک دو سخن آشنا مین نے سُنے اُس سے بوے مذاق اس طائفہ کی آتی تھی پھر اُس سے رعایت ادب مین نے ایسی کی کہ کسی راہ اور کسی بازار مین اُسکے قدم سے میرا قدم اُن دو سخن کی عزت کے سبب آگے نہ بڑھا -

رشحہ ۴۴ فرماتے تھے کہ اگر مین سنون اور جانون کہ ملک خطا مین کوئی اس طائفہ کی باتون کو سیدھی راہ سے کہتا ہے مین جاؤن اور اُسکی ملازمت کرون اور منت کش ہون۔

رشحہ ۴۵ اول سخن جو پہلے پہل حضرت سے مقام قرشی مین مسموع ہوا ہے یہ تھا کہ فقیر کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ایک بزرگ نے کہا ہے نحو ایک علم ہے کہ اُسکے اصول کو ایک ہفتہ مین کر سکتے ہین مجھے ارمان ہوتا تھا کہ کیا ہوتا کہ درویشی بھی ایک کتاب مین لکھی ہوتی کہ ایک ہفتہ مین سیکھ لیتے اور جو مقصود ہے سہولت سے حاصل ہوتا لیکن ایک درویش نے کہا ہے کہ درویشی آسان کام ہے۔ ایک آئینہ ہے بادشاہ کی طرف اُسکا منھ ہے درویشی یہی ہے کہ آئینہ کا منھ پھیر دے۔

رشحہ ۴۶ خلوت خاص مین ایک فقیر سے کہتے تھے کہ خلاصہ علوم متداولہ کا تفسیر حدیث اور فقہ ہے اور خلاصہ انکا تصوف اور موضوع اس علم کا بحث وجود ہے اسواسطے کہ کہتے ہین تمام مراتب الٰہی اور کونی مین نہین ہے مگر ایک وجود ظاہر بصور علمیہ یہ بحث نہایت مشکل اور باریک ہے عقل اور خیال نے اُسمین غور کرنا موجب گمراہی اور زندیقی کا ہے کسواسطے کہ اس عالم مین کتے اور سور وغیرہ حیوانات خبیثہ اور انواع نجاسات اور پیرک وغیرہ سے بہت ہین اطلاق وجود اُنپر کرنا نہایت قباحت اور بُرائی ہے اور مستثنیٰ انکا کرنا اور خارج کردینا موجب شکستگی قاعدہ اور خلاف اصطلاح اس طائفہ کے ہے تو صاحب نظر کا پر واجب ہے کہ نقوش کونیہ سے اپنے مراتب حقیقت کے تصفیہ مین مشغول ہون اور اُس شغل سے دوسرے امر مین توجہ نکرین اُسوقت تک کے تزکیہ اور تصفیہ محل سے پرتو وجود کا لطیفہ مدرکہ پر چمکے اور یہ بات جیسی کہ ہے ظاہر ہوجاے۔

رشحہ ۴۷ دوسری مرتبہ قصبہ کاشان مین کہ وہ ایک گانون ولایت قرشی کا بخارا کی طرف ہے صحبت مین خاص فقیر کو مخاطب بناکر یہ ابیات پڑھین ابیات تو مباش اصلا کمال اینست و بس + رو در وگم شو وصال اینست و بس + ای کمان و تیرہا بر ساختہ + صید نزدیک و تو دور انداختہ + نحن اقرب گفت من حبل الورید تو فگندہ تیر فکرت از بعید + ترجمہ جو تو ہرگز مت رہ یہی فقط کمال ہے جا اُسمین گم ہو بس یہی وصال ہے ایکہ تیر و کمان بہت سے بنائے شکار نزدیک اور تو نے دور تیر ڈالا۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید کہا تو نے اپنی فکر کا تیر دور پھینکا۔ ازان بعد التفات کرکے بہت سی باتین کہین کہ بعضی اُنمین سے یہ ہین کہ جب تو آیا ہے تیرے حال پر ہم متوجہ نہین ہوئے مگر چاہیے کہ اسکو تو سمجھے کہ بہت چیزین جو نہین دکار ہین تجھے جاتی رہین اور بہت چیزین کہ درکار ہین انکے بجاے قرار پاچکین لیکن تجھے انکی خبر نہین ہے اور تمثیلاً فرمایا کہ خربوزہ جب پھول سے نکلا ہر مرتبہ پختگی کو جاہر آن مین ایک خامی جاتی ہے اور اُسکے بجاے پختگی آتی ہے اور اُسکو خبر اسکی نہین ہے اور کوئی حس اسکا ادراک نہین کرسکتی اور اگر کاشتکار اُس سے کہے کہ بہت خامی تجھسے جاتی رہی کہ

اور بہت بختگی اُسکے بجاے آگئی وہ یقین نکریگا لیکن جب مرتبہ پختگی پر پہونچے اور اپنے اندر نظر کرے سر سے پاؤن تک پختہ دیکھے اور جانے کہ کاشتکار نے سچ کہا تھا اور ان باتون کے درمیان مین حضرت پر گریہ عظیم غالب ہوا اور آپ کی چشمہاے مبارک سے آنسو گرتے تھے غالباً نسبت گریہ اور رقت اُس مخاطب کی تھی کہ انعکاس کے طریق پر حضرت سے ظاہر ہوئی اور اللہ دانا تر ہے۔

رشحہ پہلی دفعہ کہ مجھے شرف ملازمت حاصل حضرت سے ہوا پوچھا کہ کہان کا ہے مین نے کہا سبزوار مین پیدا ہوا لیکن ہرات مین نشو و نما پائی آپ مسکرائے اور فرمایا کہ ایک سُنّی سبزوار مین جا گرا اور سایۂ دیوار مین بیٹھا ایک لحظہ بعد سر اُٹھایا تو ایک رافضی کو دیکھا کہ دیوار پر بیٹھا ہے پاؤن لٹکائے ہوئے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے نام اہانت کے لیے اپنے کف پا پر لکھے سُنّی کو غیرت دین آئی ایک چھری نکالی اور اُسکے کف پا مین اس زور سے ماری کہ دوسری طرف نکل گئی رافضی نے فریاد کی کہ یارو دیکھو کہ خارجی نے میرے چھری ماری رافضیون نے ہر طرف سے ہجوم کیا اُس سُنّی کو گھیر لیا کہ ہمارے یار کے چھری کسواسطے ماری دیکھا کہ اُس ازدحام اور غوغا مین تلف ہوتا ہون تو ایک حیلہ کیا اور کہا مجھے چھوڑ دو کہ مین اپنا حال کہون مین بھی تمھاری جنس سے ہون مین نے چاہا کہ اس دیوار کے سایہ مین آرام کرون اور راستہ کی تکان اُتارون جبکہ مین بیٹھا اور اوپر کو نگاہ کی تو دیکھا کہ اس شخص نے اپنے نام کو کہ مین ہرگز نہین دیکھ سکتا لا کر میرے سر پر رکھدیا مجھے بہت ناخوش معلوم ہوا یہ سبب تھا کہ چھری ماری کہ ان نامون کو میرے سر سے دور کرے رافضیون نے جو یہ بات سُنی اُسکے ہاتھ چومے اور آفرین کی اور وہ اس حیلہ کے ساتھ اُن لوگون سے نجات پاگیا اُسوقت حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ تم ایسے شہر کے ہو بعد ازان فرمایا کہ مشائخ وقت سے ایک شیخ روافض کی سرزمین مین پہونچا ایک گروہ اُنکے غالی دیرینہ لوگون مین سے قافلہ شیخ کے کنارہ آکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے لگا اور ناشایستہ کہا اصحاب شیخ اُسکے درپے ہوئے کہ اُنکو زجر و توبیخ کرین شیخ نے فرمایا کہ اُنکو رنجیدہ نکرو یہ ہمارے ابوبکر کو گالیان نہین دیتے ابوبکر ہمارے اور ہین اور اُنکے ابوبکر اور ہین یہ لوگ اپنے ابوبکر موہوم کو گالیان دیتے ہین کہ خلافت بے استحقاق چھین لی اور حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور اُسکے اہل بیت رضی اللہ عنہم سے نفاق رکھتا تھا روافض نے کہ یہ بات شیخ سے سنی متنبہ اور متاثر ہو کر طریق باطل سے منحرف ہوئے اور شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی بعد ازان پوچھا کہ تیرا باپ کیا کام کرتا ہے اور کیا اُسکا نام ہے مین نے کہا واعظ ہے اور مولانا حسین نام ہے فرمایا مین نے اُسکی تعریف سُنی ہے کہتے ہین کہ بہت فضائل اور کمالات رکھتا ہے اور اُسکا وعظ مقبول خواص عام ہے پھر فرمایا کہ مولانا شہاب الدین سرامی علیہ الرحمۃ کہ اُستاد شیخ زین الدین خوافی اور مولانا یعقوب چرخی کے تھے قدس سرہما سمرقند مین آگئے اور چاہا کہ مسجد جامع مین وعظ کہین خدمت مولانا محمد عطار سمرقندی کے

بزرگان طبقہ خواجگان سے ہین اور کمال علم و تقویٰ اور زہد و ورع سے آراستہ اور نسبت قوی اور لطافت تمام انکو تھی اس مجلس مین حاضر تھے خدمت مولانا شہاب الدین نے منبر پر چڑھنے کے وقت پایہ کو بوسہ دیا اور منبر پر چڑھ گئے خدمت مولانا محمد نے جب یہ صورت دیکھی فی الحال مجلس سے اُٹھے اور باہر آئے مولانا شہاب الدین فقیر سخن کہے منبر سے اُتر آئے اور اُنکے پیچھے گئے اور پوچھا محمد سے کیا بے ادبی ظاہر ہوئی کہ آپ باہر آگئے اور مجلس مین نہ بیٹھے اُنھون نے فرمایا کہ ہم ہمیشہ خاطر مشغول رکھتے ہین اور سعی و اہتمام کرتے ہین کہ کوئی بدعت لوگون مین نہ ہے تم یہ بدعت کہان سے لائے کہ منبر پر چڑھنے کے وقت منبر کے پایہ کو بوسہ دیتے ہو یہ کس کتاب اور سنت مین ہے اور ائمہ سلف سے کس امام نے یہ کیا ہے تم جیسے آدمی دانشمند سے جو ایسا واقع ہوا ایسا ہونا اس مجلس مین مصلحت نہین ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مولانا محمد عطار ہمیشہ سنت کے اتباع اور دفع بدعت مین کمال درجہ مبالغہ اور اصرار کرتے تھے اور اُنکے فرزند مولانا حسن کو خوب ملاحظہ دین و ملت مین والد شریف کے موافق تھا جب راقم الحروف حضرت کی ملازمت سے خراسان مین آیا اور خدمت والد علیہ الرحمۃ کی مجلس وعظ مین پہونچا دیکھا کہ منبر پر چڑھتے وقت پایہ منبر کو بوسہ دیا جب گھر مین آگئے یہ حکایت مولانا شہاب الدین اور مولانا محمد عطار سمرقندی کی کہ حضرت سے سُنی تھی والد سے عرض کی وہ رو دئے اور کہا یہ ایک نصیحت ہے کہ حضرت نے تیری زبانی میرے واسطے بھیجی ہے اور پھر ایسی ملاحظہ اور احتیاط بلیغ لازم کی اور حرکات فضول اور ہاتھ پانون سر منبر مارنے سے باز رہے حضرت کبھی کبھی بتقریب وعظ و واعظی والد علیہ الرحمۃ اور مراعات حسن التفات کے میرے سامنے اُن بڑے واعظون سے کہ دیکھے تھے نقلین فرماتے تھے بعضی انمین سے سید عاشق محمد سمرقندی کے ذکر مین آچکین اور بعضی یہ ہین کہ ذکر کی جاتی ہین —

رشحہ فرماتے تھے کہ دو شخص کا وعظ سمرقند مین مجھے بہت پسند آیا ایک وعظ سید قاسم اور دوسرے وعظ ابوسعید تاشکندی کا اور فرمایا کہ خدمت سید مرتاض تھے ہمیشہ گرسنگی کا اثر اور خشکی لب خدمت سید سے ظاہر تھی یہ بہت خوب پختہ وعظ کہتے تھے انکی مجلس کے کنارہ بہت مین کھڑا رہتا آثار ریاضت اور مجاہدہ کے اُنسے نہایت ظاہر تھے اور انوار طاعت اور عبادت کے اُنکے بشرہ سے روشن معلوم ہوتے تھے فرماتے تھے کہ ایک بزرگ نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک بڑی جماعت کھڑی ہے اور کہتے ہین کہ حضرت موسےٰ کلیم اللہ آتے ہین اُس بزرگ نے کہا مین بھی گیا اور کہا مین بھی اُنکو دیکھون جب آئے سید عاشق تھے حضرت نے فرمایا سید اسکے لائق تھے کہ اُنکو ایسا دیکھین —

رشحہ فرماتے تھے کہ پہلی مرتبہ جو ہرات مین زیارتگاہ پر گیا تھا دو تین روز مین رہا وہان سے پلٹ کر مولانا شمس الدین محمد سنکری کردی کے گانون مین پہونچا اور وہ علماے متقی سے تھا اور مرید شیخ

شاہ فرتی سے رحمہما اللہ تعالے اُسکی مسجد مین مغرب کے وقت پانسو آدمی ہونگے دوسرے دن علی الصباح وعظ فرمایا تھے وہ جگہ بہت پسند آئی دو شخص تاشکند کے میرے ساتھ تھے مین نے چاہا کہ یہ میرے سبب وہان ٹھہرین شہر مین آیا دو روز بعد گیا اور ایک ہفتہ رہا اور اُس مسجد مین اکثر اوقات اہل طاعت سے ایک جماعت رہتی تھی ایک روز مولانا شمس الدین محمد وعظ کہتے تھے اور اُس وعظ مین بہت روتے تھے مین کان لگائے ہوئے تھا کہ سبب اُنکے گریہ وزاری کا کیا ہی فرمایا کہ میرزا شاہرخ کو بادشاہ مسلمان کہتے ہین مین نے سنا ہی کہ دیوان کھرشاد کو ایک لونڈی کے ساتھ متہم کیا ہی حکم دیا ہی کہ اُسکو منارہ پر سے گرا دین خالی اس سے نہین ہی کہ شرع کے بموجب ثابت ہوا یا نہین اگر ثابت ہوا اور وہ مارنے چاہیین یا سنگسار کرنا اور اگر ثابت نہین ہوا بے جہت ایک مسلمان کو اسطور سے کیون قتل کرتے ہین بعد ثبوت کے منارہ سے گرانا مشروع نہین ہی اس سبب سے کہ یہ حکم میرزا شاہرخ کا حسب شریعت صادر نہوا تھا خدمت مولانا بہت دردمند ہوئے تھے اور بے اختیار روتے تھے بزرگان دین کا ایسا حال تھا دین وملت کا غم اُن لوگون کو سب غمون سے زیادہ تھا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ شیخ ابو عثمان حیری نے اپنے شیخ ابوحفص حداد قدس سرہما سے اجازت چاہی کہ خلق کو وعظ اور نصیحت کرین شیخ نے فرمایا کہ اس خواہش کا باعث کیا ہی کہا شفقت بر خلق کہا شفقت کس حد تک کہا اگر عوض تمام عاصیان محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے مجھے دوزخ مین لیجائین راضی ہون کہ اُنکو خلاص ہو شیخ نے کہا ایسے شخص کو پہونچتا ہی کہ نصیحت خلق کو کرے پس اجازت دی اور اُسکے منبر کے نیچے بیٹھے اور اُسنے وعظ کہنا شروع کیا اُس وقت ایک سائل اُٹھا اور کپڑا مانگا شیخ ابو عثمان حیری نے فی الحال جبہ بدن سے اُتارا اور اُسے دیدیا شیخ ابوحفص نے شیخ ابو عثمان کو للکارا کہ اُتر اے جھوٹے شیخ ابو عثمان سخن تمام کیے بغیر منبر سے اُتر آئے اور شیخ کے پاس گئے اور کہا مجھسے کیا جھوٹ صادر ہوا فرمایا تو نے کہا نہین تھا کہ باعث نصیحت اور موعظت شفقت بر خلق ہی اگر تجھے برادران مومن پر شفقت ہوتی توقف کرنا چاہیے تھا تاکہ فضیلت احسان اور اُسکے ثواب کی انہین سے ایک کو ہوتی طریق وہ تھا کہ تو صبر کرتا اگر کسی سے احسان ظاہر نہوتا اور وہ سائل محروم رہتا اُسکے بعد تو اُسپر اقدام کرتا۔

رشحہ ایک روز فقیر راقم این حروف نے اپنی خاطر مین یہ بات ٹھہرائی کہ اگر کسی وقت اوقات سے مین وعظ کہونگا حضرت کی زبان مبارک پر اُس باب سے سخن گذرے اور اس نیت سے حضرت کی مجلس مین آیا ایک لحظہ بعد فرمایا کہ ایک شخص سامنے ایک بزرگ دین کے گیا اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ وعظ کہون اُس بزرگ نے عجیب جواب اُسکو دیا فرمایا کہ معصیت مین نفع نہین ہی یہ جواب صحیح ہی کسواسطے کہ پیشتر از وقت

سخن کہنا اور نصیحت کرنا معصیت ہے پس فرمایا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درجہ سخن بس عالی ہے اس سخن کے بعد فرمایا کہ اب نقل کلام ہم اسطرف کرتے ہین کہ سخن کہنے کا وقت کب ہے اور اکابر طریقت کو قدس اللہ ارواحہم وقت وعظ کی بابت سخن بہت ہے بعضون نے فرمایا ہے کہ اسوقت سخن کہنا روا ہے کہ متکلم اس درجہ کو پہونچا ہو کہ زبان اسکی نائب دل ہوئی ہو اور دل اسکا نائب حق سبحانہ ۔

رشحہ فرماتے تھے کہ جب زنگ نقوش کو نیند کا آئینہ قوت مدرکہ سے چھپا جاے اسکے مقابل بجز ذات کے کچھ نہین ہے

رشحہ فرماتے تھے کہ جو شخص عمل کو کامل کمل سے با اصل کرے مداومت اسی سبب حصول کمالات عالیہ ہوتا ہے

رشحہ فرماتے تھے کہ اخلاق ردیہ کے دور کرنے مین مشغول ہونا مشکل ہے یا کچھ اعمال باطنی ... اپنے اوپر پیش جا یا منتظر رہے کہ ایکبارگی ایک امر ظاہر ہو اور مرد کو سب سے خلاص کرے ۔

رشحہ فرماتے تھے کہ ہمارے یارون کو چاہیے کہ دو امر سے ایک کو اختیار کرین یا یہ کہ ایک چیز وجہ حلال سے قبول کرین اور زراعت مین مشغول ہون اور سب مشغولیون مین اپنے کو نگاہ رکھین جیسا کہ طریقہ فقرا و خانوادہ خواجگان کا ہے قدس اللہ ارواحہم یا اپنے تئین گرادین اور ہونے نہونے سے اندیشہ نکرین اور خوب کوشش کرین کہ اپنی خواستگی کو دوسرے کی خواستگی مین گم کرین تاکہ سعادت عظیم سے کہ فنا فی اللہ ہے مشرف ہون پھر یہ بیت پڑھی بیت تو در افگن خویش قسم تو نزد دوست ٭ خواہ ماتم باش و خواہی سور باش ترجمہ تو اپنے کو چھوڑ اور درماندہ کر دوست سے تیرا حصہ خواہ ماتم ہو یا جشن ہو ۔

رشحہ فرماتے تھے کہ مردان غیب ہر زمانے مین اُس صالح شخص کی صحبت کی ملازمت کرتے ہین جو عمل عزیمت سے کرے اور رخصت سے بچے یہ لوگ ارباب رخصت سے گریز کرتے ہین رخصت پر عمل کرنا کام کمزورون کا ہے طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا عزیمت ہے ۔

رشحہ جسوقت کہ عزیمت اور احتیاط کا امر فرمایا کہا لقمہ اور طعام مین احتیاط لوازم سے ہے باورچی پاک ہو اور شعور و آگاہی سے ایندھن چولہے مین رکھے اور آگ جلائے جس طعام مین کہ اسپر غضب کیا ہوتا یا پریشان ہوتا حضرت خواجہ بہاءالدین قدس سرہ اسمین سے نکھاتے اور کہتے کہ اس طعام مین تاریکی ہے کہ ہمین اسکا کھانا جائز نہین ۔ حضرت جاڑے کے نہایت سرد موسم مین کہ بہت برف گری تھی تل کلانتان گانون مین جو سمرقند سے چھ میل ہے ایک صبح طہارت کو باہر آئے اور باورچیخانے کے در سے گذرے اُس موقع پر دو غلام باورچی نے بڑی بڑی دیگین پانی سے بھر کے آگ جلائی اور پانی اصحاب کے لیے گرم کرتے تھے اور اس کام مین باہم معمولی روزمرہ کی باتین کر رہے تھے حضرت کھڑے ہوگئے اور غلامون کو سامنے بلا کر خفا ہوئے اور لکڑی مانگی کہ انکو مارین اور اُس عتاب و خطاب مین فرمایا اتنا تم نہین جانتے کہ پانی گرم کرنے اور کھانا پکانے مین ل

حاضر رہنا چاہیے اور زبان بے معنی باتون سے نگاہ رکھنی چاہیے تاکہ اُس پانی سے وضو کرنا اور اُس طعام سے
کھانا دل مین نور حضور و آگاہی پیدا کرے اور پانی جو غفلت سے گرم کرین اور کھانا غفلت سے پکائین اُس
پانی سے وضو کرنا اور اُس طعام سے کھانا تاریکی غفلت کی باطن مین پیدا کرتا ہی خدمت مولانا لطف اللہ نے
کہ حضرت کے مقبول مقرب تھے اُن غلامون کے گناہ کی معافی چاہی حضرت نے عفو کیا اور طہارت خانہ مین گئے
رشحہ ۹ فرماتے تھے کہ بعض صوفیہ قدس اللہ ارواحہم نے جو آواز ذکر کو اختیار کیا اُسکا بھید یہ ہی کہ اُن بزرگون
کی نظر اصل مقصود پر تھی اور صفاے فطرت سے جانا ہی کہ مقصود اصلی وہ ہی کہ حقیقت انسانی کو قیود بشریت
سے رہائی حاصل ہو اور آواز ذکر کے سننے مین اُنکو یہ بات حاصل ہوئی ہی اسواسطے اختیار کی اور حکمت اُسمین
کہ بعض ائمہ نے جائز نہین رکھا یہ ہو سکتی ہی کہ ہر گاہ ذکر کو اہل ہوا و بدعت نے لیا اور سننا اُسکو شعار و دثار اپنا
بنایا ہی ان بزرگون نے اُنکی شرکت کے ننگ سے اُسکو سننا چھوڑ دیا اور اپنے مقصود سے درگذر کر تحصیل نسبت جمعیت
مین دوسرے اسباب سے تمسک کیا ہی —
رشحہ ۱۰ ایک دن مجلس شریف مین حضرت کی ایک شخص نے بتکلف اپنے تئین نسبت بیخودی اور کیفیت استغراق
دکھا حضرت نے اُسپر متوجہ ہو کر یہ بیت پڑھی کہ بیت کج مج میا بہ تہمت مستی کہ در طریق + مارا نشانہاست ازان
شاہ بے نشان + ترجمہ تہمت مستی اور بہانہ بیہوشی سے ٹیڑھی بانکی طرح مت آ کہ طریق مین اُس بے نشان
سے ہمارے پاس نشانیان ہین —
رشحہ ۱۱ فرماتے تھے کہ جب تک مرید کی نسبت نے قوت نہین پکڑی اور اُسمین تمکن اور استقرار نہین ہوئی اُسکے
ساتھ نرمی اور غمخواری کرتے ہین اور اُسکی جانب جاتے اور اُس سے مواخذہ نہین کرتے اور جو اُس سے ہوتا ہی
افعال اور اخلاق ناملائم سے تو اُسکا تحمل کرتے ہین لیکن جب اُسکی نسبت قوی ہو گئی اور اُسکو اس طریق کا
تعین حاصل ہوا اور کام اُس سے پڑا چاہیے کہ ہر دم اُسکا پاسبان رہے تاکہ اُس سے ایسا امر صادر نہو کہ کسی
خاطر کی گرانی اور کراہت کا سبب ہو اور اگر کوئی امر اُس سے سرزد ہو مواخذہ کرتے ہین اور تنبیہ کرتے ہین —
رشحہ ۱۲ فرماتے تھے کہ بعض نے کہا ہی کہ شیخ ایسا چاہیے کہ مریدون کو کھا سکے جو شیخ ایسا نہو اُسے شیخی نہین پہونچتی
اور مرید کے کھانے کے معنی یہ ہین کہ شیخ ایسا ہو کہ باطن مرید مین تصرف کر سکے اُسکے برے اخلاق کو دفع کرے
اور اخلاق حمیدہ اُسکے بجاے قائم کرے اور اُسکو حضور اور آگاہی کے درجہ کو پہونچا سکے —
رشحہ ۱۳ ایک روز حضرت اصحاب سے کہتے تھے کہ تم مین سے ایسا کون ہی کہ اُسمین ہیں بار اور زیادہ تصرف نہین کیا
ہر بار چلے جاتے ہو اور ضائع ہوتے ہو کسی کو کہ ایک دانگ برابر نور پیشگاہ سے کرامت کیا چاہیے کہ اُس نور سے
اپنے مصالح بناوے اور اُس نور سے اپنی تاریکی دیکھے اور اپنے تئین بیچ سے اُٹھا لے —

رشحہ[۱۷۱] فرماتے تھے کہ چند روز ہین زندہ ہون تم سعی نہین کرتے اور خدا ہین نہین ہوتے کب ہوگے اس فرصت کو غنیمت جانو کہ پشیمان ہوگے اور پشیمانی سے فائدہ نہ ملے گا۔

رشحہ[۱۷۲] جسوقت کہ حضرت نے ایک فقیر کو اشارہ بطریق رابطہ فرمایا یہ بیت پڑھی بیت جای کن در اندرونہا خویش را ✦ دور کن ادراک غیر اندیش را ✦ ترجمہ باطنون مین اپنی جگہ کر اور ادراک غیر اندیش کو دور رکھ پس ازان فرمایا کہ ادراک غیر اندیش کو دور دفع کر کہ لوگون کے باطنون مین تو اپنی جگہ کرے ۔ یعنے ہمہ تن متوجہ اسکے رہ کہ اپنی جگہ دل مروم مین کرے کہ عبارت مشائخ طریقت سے ہو جیسا کہ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا ہو کہ ہر دم نگہبانی کرنی چاہیے کہ ایسی چیز واقع نہو کہ خاطر پیر کا سبب کراہت نہو تا کہ اس جگہ پہونچے کہ اسکی سب مراد پیر کی مراد ہو جاوے اور پیر کی مراد اسکی مراد ہو اور اس نگہداشت کے سبب اس سعادت تک پہونچے کہ اس سے بالاتر متصور نہو اور وہ فنا فی اللہ ہی۔

رشحہ[۱۷۳] ایک فقیر مجالس صحبت مین حضرت کے روے مبارک کو بہت دیکھا کرتا ایک دن اُسے مخاطب کر کے فرمایا کہ ایک شخص حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے چہرہ مبارک کو بہت دیکھا کرتا کہا کہ زیادہ ہمارے منھ کیطرف نظر مت کر تا کہ دل کو تو برباد نکرے پھر حضرت نے یہ مصرع پڑھا مصرع دیوانہ شود ہر کہ ببیند رخ ما ✦ ترجمہ جو شخص ہمارا منھ دیکھے دیوانہ ہو جاے ۔ بعد ازان فرمایا کہ مرید کو چاہیے کہ پیر کے دو ابرو کے درمیان ہو اور اپنے تمام اوقات اور احوال مین پیر کو مطلع اور حاضر اپنے پاس سمجھے تا پیر کی عظمت اور ابہت اسمین تصرف کرے اور جو کچھ مناسب اُسکے حضور کے نہین ہو باطن مرید سے جاتی رہے اور اس معنی کی یہ انتہا ہو کہ پیر اور مرید کے درمیان سے پردہ اُٹھ جاے اور تمام مرادات اور مقاصد پیر کے بلکہ اُسکے احوال اور مواجید دید کے معائنہ اور مشاہدہ مین آوین مصرع این کار دولت است کنون تا کرا رسد ✦ ترجمہ یہ دولت کا کام ہی اب دیکھیے کسکے نصیب ہو

رشحہ[۱۷۴] فرماتے تھے کہ خواطر ردی اور تقاضا ہاے طبعی کی گرفتاری سے چھوٹنے کی سبیل ایک تین چیزون سے ہو سکتی ہو اول ایک عمل امتحان خیز سے اپنے اوپر لازم کرے اُس قسم کا کہ اس گروہ نے مقرر کیا ہو اور طریق ریاضت اختیار کی ۔ دوم یہ کہ طاقت اور قوت اپنی درمیان سے اُٹھاے اور جانے کہ وہ منجملہ اُنکے نہین ہو کہ اپنے تئین آپ سے خلاص اس بلا سے دے اور بسبیل نیاز و افتقار دوام تفرع اور انکسار سے جناب حق سبحانہ مین رجوع کرے چاہیے کہ حق سبحانہ اُسکو خلاص اس بلا سے کرے تیسرے یہ کہ پیر کے باطن اور ہمت سے خواہان مدد اور معاونت کا ہو اور اُسکو اپنی توجہ کا قبلہ بنا دے اس تقریر کے بعد حاضرین سے پوچھا کہ ان تین طریق سے کونسا اچھا ہو آپ ہی فرمایا کہ سب سے بہتر یہ ہو کہ ہمیشہ پیر سے استمداد اور اُسکی طرف توجہ بہتر ہو کسواسطے کہ طالب نے اپنے تئین توجہ حق سبحانہ سے عاجز

جانکر پیر کو وسیلہ اس توجہ اور وصول بحق سبحانہ کا کیا ہو یہ بات قریب نتیجہ کے حصول کی ہو اور طالب کا جو مقصود ہو اس سے جلد برآمد ہوگا کہ ہمت پیر سے استمداد کیا کرے —

رشحہ ۶ فرماتے تھے کہ جو شخص اس گروہ سے کسی کے پاس بیٹھے اُسے کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی حقیقت سے خبردار ہو بعد ازان یہ تین بیت مثنوی سے پڑھین ابیات من بہر جمعیتے نالان شدم + جفت خوش حالان و بدحالان شدم + ہر کسے از ظن خود شد یار من + از درون من نجست اسرار من + سر من از نالۂ من دور نیست + لیک چشم و گوش را این نور نیست + ترجمہ مین ہر ایک مجلس مین نالان اور گریان ہوا خوشحالون کے ساتھ بھی رہا اور بدحالون کے ساتھ بھی رہا ہر کوئی اپنے گمان مین میرا یار ہوا کسی نے میری اندرونی تلاش نہ کی — میرا بھید میرے نالہ سے دور نہین ہو لیکن آنکھ اور کان کو یہ نور نہین ہو کہ میرے بھید کو میرے نالہ سے دیکھتے اور سنتے —

رشحہ ۷ ایک دن اہل ہمت کی تعلیم مین فرماتے تھے کہ زیادہ بھوکھ اور زیادہ بیداری دماغ کو خراب کر دیتی ہو اور حقائق و دقائق کے دریافت سے باز رکھتی ہو اسی سبب سے لیئے اہل ریاضت سے غلطیان وقوع مین آتی ہین کسی کو بہت بیداری نقصان نہین کرتی کہ اُس بیداری مین سرور اور فرحت ہوتا ہو وہ سرور اور فرح نیند کا کام دیتا ہو اور دماغ کو یبوست سے نگاہ رکھتا ہو پس فرمایا کہ خواجہ علاء الدین غجدوانی علیہ الرحمۃ کہتے تھے کہ ایک روز حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ طوالیس مین آئے ہم اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ غجدوان مین تھے ہمکو بلایا ہم آئے جب رات قریب آئی شیخ محمد درزی طوالیسی کو کہ آپ کے خدام مخلص سے تھے بلایا اور کہا یارون کو لیجاؤ اور خدمت کرو ہم شیخ محمد کے گھر گئے نماز مغرب کے بعد حضرت خواجہ آئے اور صفہ کے کنارہ پر بیٹھے اور پاے مبارک لٹکائے اور شیخ محمد کو بلایا اور پوچھا کہ یارون کے لیے کیا پکاؤگے شیخ محمد نے کہا ایک مرغ اور کرنچ دل مین ہو فرمایا کہ مرغ لاؤ مین دیکھون کہ فربہ ہو یا لاغر شیخ محمد مرغون کو لائے اور حضرت خواجہ نے ایک ایک کو اپنے دست مبارک مین لیا اور ملاحظہ کیا فرمایا کہ اچھے ہین بعد ازان اصحاب سے کہا کہ کھانا کھاؤ اور رات کو سوؤ اور جب صبح ہو ہمارے پاس آؤ پھر اُٹھے اور گئے اور ہم شب کو وہان رہے اور کھانے کھائے اور سوئے اور صبح باتفاق یاران آپ کی خدمت مین گئے —

رشحہ ۸ فرماتے تھے کہ ذکر ایک بسولے کی مثال ہو کہ اُس سے خطرون کے کانٹے راہ سے دور کرتے ہین —

رشحہ ۹ فرماتے تھے کہ کام وہ ہو کہ ذکر مین استغراق ہو اسطرح پر کہ اُسکو نہ بہشت کا ذوق رہے اور نہ دوزخ کا خوف — خواب اور بیداری اُسے یکسان ہو شیطان کی کیا طاقت کہ اس بزرگوار کے پاس پھٹکے —

رشحہ ۱۰ فرماتے تھے کہ اگر سکوت صحبت مین اسلیے ہو کہ آگاہی بحق سبحانہ کی حفاظت ہو اور اُسکا ملاحظہ نہ ہو تو نہ کہا جائے

وہ صحبت بہشت کی ہی آیہ کریمہ لا یسمعون فیہا لغواً مین اشارہ ایسی صحبت کا ہی جن لوگون کا دل محبوب حقیقی کا گرفتار ہوگیا ہی سب حال مین اُنکا دل اُس بارگاہ کے ساتھ بمقام کلام اور مناجات مین ہی۔

رشحہ فرماتے تھے کہ محققین کے نزدیک یہ ہی کہ حق سبحانہ کسیطرح ادراک و فہم مین نہین آتا اور اُسکے ادراک کی راہ بند ہی اور عقل کامل وہ ہی کہ کسیطرح اُسکے ادراک کی طلب سے باز نہ رہے پس اس تقدیر پر سکون اور آرام عقل کا مقتضا نہین ہی بیت • دست دار دوست این آشفتگی • کوشش بیہودہ بہ از خفتگی • ترجمہ دوست رکھے دوست یہ آشفتگی • سعی بیہودہ بھلی نہ خفتگی •

رشحہ فرماتے تھے کہ ارواح انسانی جوار قدس مین ہمیشہ مشاہدہ کرتی تھین جب اس عالم مین اُنکو لائے اور ناسوتی پنجرہ مین قید کیا تو ابدان کے تعلق کی وجہ سے ابدان کی ضروریات کے اندر مشغول ہوئین جیسے مکان رہنے کا اور کپڑے پہننے کے اور کھانا وغیرہ اور نفسون کو باوجود اس شغل کے میل اور بیقراری اپنی قرارگاہ اصلی مین پہونچنے کی غالب آئی اور مزے ذائقہ بھی اور لذات طبعی کے مانع اُنکی توجہ بمقر اصلی کے نہین ہوئے کہان سے معلوم ہوا کہ وجود انسانی سے مقصود حصول اس اضطراب کا نہین ہی اگرچہ لوگ مقصود کو نوعدیگر بیان کرتے ہین۔

رشحہ فرماتے تھے عبادت اس سے عبارت ہی کہ اوامر پر عمل کرین اور نواہی سے پرہیز کرین اور عبودیت اس سے عبارت ہی کہ جناب حق سبحانہ کی جانب ہمیشہ توجہ اور اقبال ہو فرمایا کہ بعضی کتابون مین تفاوت عبادت اور عبودیت مین کہا ہی کہ عبادت اداے وظائف بندگی بموجب شریعت کے ہی اور عبودیت حضور و آگاہی دل بر صفت تعظیم ہی۔

رشحہ فرماتے تھے کہ انسان کی پیدائش سے مقصود عبادت ہی اور عبادت کا خلاصہ آگاہی بجناب حق سبحانہ صفت تضرع اور خضوع کے ساتھ سب احوال مین ہی۔

رشحہ فرماتے تھے کہ شریعت ہی اور طریقت ہی اور حقیقت ہی شریعت احکام کا اجرا ظاہر پر ہی اور طریقت عمدا اور بتکلف جمعیت باطن مین ہی اور حقیقت اس جمعیت کا اندر رسوخ ہی۔

رشحہ فرماتے تھے کہ معراج دو قسم ہی معراج صوری اور معراج معنوی اور معراج معنوی بھی دو قسم ہی اول صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ مین چلے جانا دوم ماسواے حق سبحانہ کی طرف جانا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ سیر دو قسم ہی سیر مستطیل اور سیر مستدیر سیر مستطیل بُعد در بُعد ہی اور سیر مستدیر قرب در قرب سیر مستطیل مقصود کو اپنے دائرہ کے باہر سے طلب کرنا ہی اور سیر مستدیر اپنے دل کے آس پاس پھرنا اور اپنے سے مقصود کی جستجو کرنا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ علم دو ہین علم وراثت اور علم لدنی علم وراثت وہ ہی کہ مسبوق بعمل ہی جیسے کہ حضرت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو من عمل بما علم ورثہ اللہ علم مالم یعلم ترجمہ جسنے عمل اُسکے ساتھ کیا جو جانا اُسکو اللہ علم اُس چیز کا دیتا ہو جسکو اُسنے نہین جانا اور علم لدنی وہ ہو کہ مسبوق بعمل نہو بلکہ بے سابقہ عمل کے حق سبحانہ محض عنایت بے علت سے ایک علم خاص سے بندہ کو منجانب خود مشرف کرے جیسا کہ حق سبحانہ نے فرمایا۔ وعلمناہ من لدنا علما ترجمہ اور سکھلایا ہمنے اُسکو اپنے پاس سے علم۔ اجر بھی دو ہین اجر ممنون اور اجر غیر ممنون اجر ممنون وہ ہو کہ مقابل کسی عمل کے نہو بلکہ محض عطا ہو اور اجر غیر ممنون وہ ہو کہ کسی عمل کے مقابل ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ عالم اور عارف مین فرق ہو مثلا کوئی شخص مسائل نحو کا علم رکھے کہ وہ قواعد کلیہ سے عبارت ہو کہ فاعل مرفوع ہو اور مفعول منصوب اُسکو علم نحو کا عالم کہتے ہین نہ عارف اور علم نحو کا عارف اُسوقت کہتے ہین کہ ہر ایک مسئلہ کو اُن مسائل سے بلا تکلف و توقف اپنی جگہہ عمل مین لاوے اسیطرح علم توحید کا عالم اُس شخص کو کہتے ہین کہ اُسکی توحید علم کی رو سے ہو یعنے وحدت افعال وصفات اور ذات کا اعتقاد کیا ہو اور اپنے دل مین قرار دیا ہو کہ لا فاعل فی الوجود الا اللہ ترجمہ وجود مین فاعل کوئی نہین ہو مگر اللہ ایسے شخص کو علم توحید کا عالم کہتے ہین اور اگر ایسے وقت مین کہ ہر ایک فعل اور وصف اپنے اور غیر کے مظہر مین ظہور کرے بلا تعقل اور تکلف اور توقف کے جانتا ہو کہ فاعل حق ہو سبحانہ وتعالیٰ اُسکو عارف کہتے ہین اور اگر اس بات کو تعقل کے ساتھ جانے یعنے بقوت ایمان اُسکو متعرف کہتے ہین۔

رشحہ ایک دن مثال دینے کے طور پر فرماتے تھے کہ سب پرندون نے اتفاق کیا کہ سیمرغ تک پہونچین ہر ایک پرند راستہ مین ایک عذر کے سبب رہگیا مگر جس کسیکو سیمرغ سے خبر تھی وہ سیمرغ تک پہونچ گیا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ لوگون نے خیال کیا ہو کہ شاید کمال انا الحق کہنے مین ہو کمال اسمین ہو کہ انا کو دور کرین اور اُسکی ہرگز یاد نکرین۔

رشحہ فرماتے تھے کہ اصل کام بے پیوندی ہو پھر فرمایا کہ میرے نزدیک کوئی شعر اس رباعی سے بہتر نہین ہو کہ پہلوان محمود پوریار علیہ الرحمۃ نے کہی ہو رباعی جانان بقمارخانہ رندی چند ند + با مردم کم عیار کم پیوندند + رندی چند ند کس نداند چند ند + بر سیم و نقد ہر دو عالم خندند + ترجمہ ای یار جوئے کے خانہ مین چند رند ہین کھوٹے آدمیون سے وہ کم ملتے ہین کتنے ہی رند ہین کوئی نہین جانتا کتنے ہین دو عالم کے نقد اور اُدھار پر وہ ہنستے اور قہقہہ لگاتے ہین۔ بعد ازان فرمایا کہ اگر کوئی لا آلہ الا اللہ کی حقیقت کو جانے اس سخن سے تاڑ جائیگا کہ درحقیقت پہلوان محمود کسی قید کا گرفتار نہین تھا اور ذاتی تجلی سے مشرف تھا۔

رشحہ ایک دن بعضے اصحاب اور خدام کو مخاطب کر کے باتین فرماتے تھے اس اثنا مین کہا کہ حاصل یہ کہ کوشش کرنی چاہیے تاکہ دل کو حق سبحانہ سے توجہ دائمی ہو بعد ازان بعد ہو سکتا ہو کہ اُسکو آگاہ کرین اس بات سے کہ توجہ

اُسکی طرف سے اُسکی ذات کے ساتھ ہی اور اُس متوجہ کو درمیان مین کسی طرح کا وصل نہین ہی۔

رشحہ فرماتے تھے کہ فناے مطلق کے یہ معنی نہین ہین کہ صاحب فنا کو اپنے اوصاف اور افعال کا شعور نہو بلکہ اُسکے یہ معنی ہین کہ اپنے اوصاف اور اپنے افعال کی نسبت کو اپنے سے بطریق ذوق نفی کرے اور فاعل حقیقی جل ذکرہ کے لیے ثابت کرے یہ جو صوفیہ قدس اللہ ارواحہم نے کہا ہی نفی یا اثبات جبتک نفی ترجمہ نفی کو اثبات سے اوّلی نہین ہی اسی معنی سے ہی اور فرمایا مثلاً یہ جامہ جو مین پہنے ہوئے ہون مانگے کا ہی اور مجھے اسکا علم نہین ہی اور اس سبب سے کہ مین اُسے اپنی ملک جانتا ہون اُس سے تعلق رکھتا ہون دفعۃً مجھے معلوم ہوا کہ عاریتی ہی فی الحال تعلق میرا اُس سے قطع ہوگیا حال آنکہ اُس جامہ کو میرا پہننا بالفعل موجود ہی سب صفات کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیے کہ سب عاریتی ہین تاکہ دل ماسوے اللہ سے منقطع اور پاک صاف ہو جاے۔

رشحہ فرماتے تھے وصل ہمارے نزدیک یہ ہی کہ دل کو جناب حق سبحانہ تعالے سے آگاہی حاصل ذوق کی راہ سے ہو اور اسکے غیر سے غفلت اور ذہول ہو جب یہ نسبت متصل ہو دوام وصل سے مشرف ہوا ہو جو کہ ہمین سے ہمارا معتقد ہی وہ یہ ہی۔

رشحہ فرماتے تھے وصل حقیقت مین وہ ہی کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ دل کو علی السبیل ذوق جمع ہو جب یہ معنی دائمی ہو جاے اُسکو دوام وصل کہتے ہین نہایت یہ ہی اور یہ جو حضرت خواجہ بہاء الدین قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے فرمایا ہی کہ ہم نہایت کو بدایت مین درج کرتے ہین مراد یہی ہی اور یہ جو فرمایا ہی ہم واسطہ وصول سے زیادہ نہین ہین ہمسے منقطع ہونا اور مقصود سے ملنا چاہیے یہی وصل ہی۔ اور فرمایا ہی کہ اگر اس نسبت کو تمھارے نزدیک قدر ہوتی چاہیے تھا کہ تمہیں دن کو اپنے سر پر اُٹھاتے اور فرمایا کہ ہرگاہ تم میری صحبت مین واصل ہوئے مجھے اُس سے کیا اور حق سبحانہ کو اُس سے کیا اور فرمایا کہ اکثر ایسا ہی کہ ہم خلق کے غم مین ہین اور خلق ہمارے سبب خوشی مین ہی اگرچہ یہ شرک ہی کہ کوئی اپنے تئین ایسا بڑا بنائے کہ اگر وہ خراب ہو تو عالم خراب ہو لیکن ہم کیا کرین کل یوم ہو فی شان ترجمہ ہر ایک دن وہ ایک شان مین ہی اسکے مضمون نے ہمکو ہمارے بغیر ایسا کلام کیا ہی۔

رشحہ فرماتے تھے کہ اگر ذکر اس طرح ملکہ ہو جائے کہ دل ہمیشہ حاضر ہو اور ذاکر اس حضور مین لذت پائے وہ ابرار سے ہی اور اُسکو حاضر مع اللہ کہنا چاہیے لیکن واصل مع اللہ نہین کہہ سکتے واصل وہ ہی کہ نسبت حضور کی اُس سے دور ہو اور اپنی ذات سے حق سبحانہ کو حاضر جانے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ جو نہایت کہ اُسکو اولیا پہونچتے ہین وہ ہی کہ مشاہدہ اُنسے غائب ہو یا آنکہ مشاہدہ اُنسے غائب ہو اسوجہ سے کہ آنکو شاہد حقیقی مین غایت درجہ استغراق ہو۔

رشحہ ۹۱ فرماتے تھے کہ تجلی کشف ہی اور اس معنی کا ظہور دو طرح ہوسکتا ہی ایک کشف عیانی اور وہ جمال مقصود کا مشاہدہ چشم سر کے ساتھ دار الجزا رمین ہی دوم یہ کہ بوجہ کثرت احضار کے غلبہ محبت کے ساتھ جو کچھ غائب ہی مثل محسوس کے ہو کسواسطے کہ خواص محبت سے ہی کہ غائب کو مثل محسوس کردے یہ نہایت اقدام اہل کمال کا دنیا مین ہی۔

رشحہ ۹۲ فرماتے تھے کہ آیا اس کام کی نہایت حضور اور مشاہدہ ہی یا فنا او نیستی جو کچھ اکابر کے کلام سے سمجھا جاتا ہی یہ ہی کہ نہایت حضور اور مشاہدہ ہی لیکن فی الحقیقت نہایت فنا او نیستی معلوم ہوتی ہی کسواسطے کہ گرفتار حضور و مشاہدہ کا بھی گرفتار غیر کا ہی۔

رشحہ ۹۳ فرماتے تھے کہ شہود کے دو معنی ہین ایک شہود ذات مقدس جو ظہور سے معرا لباس مظاہر مین ہی اور دوسرا شہود وہ ہی کہ اُس ذات مقدس کو پردۂ مظاہر سے مشاہدہ کرے بے وصف ہمگی بلکہ یکی اور یگانگی کے ساتھ اور اس شہود کو صوفیہ قدس اللہ ارواحہم شہود احدیت در کثرت نام رکھتے ہین اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعثت کے بعد اس شہود مین تھے۔

رشحہ ۹۴ فرماتے تھے مجھے اُس سے تعجب ہی جسنے کہا ہی مت دیکھ کہ کسنے کہا ہی اور دیکھ کہ کیا کہتا ہی اور کہنا ایسا چاہیے تھا کہ مت دیکھ کہ کیا کہتا ہی اور دیکھ کہ کون کہتا ہی یعنے کہنے والا پردۂ مظاہر سے حق سبحانہ ہی۔

رشحہ ۹۵ فرماتے تھے کہ حق سبحانہ نے عنایت فرماکے چند چیزین صفات سے بندہ کیطرف نسبت کین اور اُسکو اُسکے ساتھ منسوب کیا اور وعدہ وعید کو اُسپر متفرع کیا اور بندہ کا کمال اُسکے سوا دوسرے مین نہین ہی کہ بہت کوشش کرکے ہمگی اپنے تئین طریق مستقیم کے سلوک مین صرف کرکے آپ کو اُس جگہ پہونچائے کہ یہ جانے کہ جو کچھ اُسکو حق سبحانہ نے اُسکے ساتھ منسوب کیا ہی اُسکا نہین ہی دستدیشی ہی ہی لیکن لوگون نے اُسکو اور دراز کردیا ہی۔

رشحہ ۹۶ ایک دن ایک بزرگ سنے مجلس مین حضرت سے پوچھا کہ اکابر صوفیہ قدس اللہ ارواحہم نے کہا ہی کہ کوئی وجود غیر وجود حق او ہستی مطلق کا موجود نہین ہی اور پردۂ مظاہر سے بنابر تحقیق ایک ظاہر ہی اہل اسلام اہل کفر کی نزاع اور مخالفت کیا ہی حضرت نے جواب اُس عزیز کا اُن دو بیت سے مثنوی کی دیا ابیات چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد + موسیئے با موسیئے در جنگ شد + چون بہ بیرنگے رسے کان داشتے + موسے و فرعون دارند آشتی +

رشحہ ۹۷ فرماتے تھے کہ سر قدر کے جاننے والے مستریح ہین اور آرام کرتے ہین یعنے جب اُنھون نے یہ بات جان لی کہ سب معدوم اور نیست نابود ہین اور ان سب کی صورتون مین ظاہر وہ ہی آسودہ ہوگئے جیسے پانی کہ نہرون مین جاری ہی جب اُسنے جانا کہ سمندر کے پھیلنے سے ہی اُسکو ایک لذت اور مزہ اپنی اصل یعنی سمندر سے ملنے کا حاصل ہوا اور آرام مین پڑا بیت چون بدانستی کہ ظل کیستی + فارغی گر مُردی وگر زیستی + ترجمہ

جب تو نے جان لیا کہ تو کس کا سایہ ہے فارغ او بخت ہے خواہ جیا اور خواہ مرگیا ۔ پوشیدہ نرہے کہ والد کلمات قدسیہ اور کلام نفیسہ سے کہ جو مذکور ہوئے حقائق اور معارف بلند اور دقائق و لطائف ارجمند حضرت سے استماع ہوئے ہیں اور بوجہ قصور قوت حافظہ اور ظاہر امور مانع کے عبارت مین نہ آسکے لیکن بعض ابیات اور اشعار کہ معارف اور لطائف کے درمیان آپ کی زبان مبارک پر گذرتے تھے اور لوح دل پر مرتسم اور آئینہ خاطر پر منقش ہوتے تھے یہ ہین —

رشحہ ۹۸ جسوقت کہ حضرت خواجہ محمد یحیی علیہ الرحمۃ کو داوت کا امر کرتے تھے اس مصرع کو ترقی ہمت سے ساتھ پڑھا مصرع چون پلنگان سوی بالا خیز کن ۔ ترجمہ چیتے کی مثال اوپر کی ہمت کر —

رشحہ ۹۹ جسوقت کہ ترک ہستی اور خود پرستی کا حکم دیتے تھے پڑھا مصرع یک قدم بر فرق خود نہ وان دگر در کوی دوست ۔ ترجمہ ایک قدم اپنے سر پر رکھ دوسرا دوست کی گلی مین —

رشحہ ۱۰۰ جب کہ بیان شریعت کا کرتے اور ذکر جہر سے منع فرماتے پڑھا مصرع نعرہ کمتر زن کہ نزدیک ست یار ترجمہ نعرہ ست لگا کہ نزدیک یار ہے —

رشحہ ۱۰۱ جب تفاوت قابلیات کا بیان کیا تو پڑھا مصرع ہر روزنہ افتد بخانہ نور قمر ۔ ترجمہ روزن کے موافق چاندنی گھر مین آتی ہے —

رشحہ ۱۰۲ اس معنی کے بیان مین کہ عشق اور محبت مین ظہور معارف و حقائق کا موجب ہے یہ بیت پڑھی بیت گر عشق نبودی و غم عشق نبودی ۔ چندین سخن نغز کہ گفتی کہ شنودی ترجمہ جو عشق نہوتا نہ عشق کا غم ہوتا اتنی نادر باتین کون کہتا اور کون سنتا —

رشحہ ۱۰۳ اس معنی کے بیان مین کہ دوام آگاہی اوقات اور مانوسات کے چھوڑنے سے وابستہ ہے فرماتے تھے کہ شیخ خاوند طہور کے ایک رسالہ مین ہے بیت ما را خواہی ہمین حدیث ما کن ۔ خو با ما کن ز غیر ما خو وا کن ترجمہ ہمین تو چاہتا ہے تو ہماری باتین کر ۔ ہمارا عادی ہو دوسرے کے ساتھ ست خو کر —

رشحہ ۱۰۴ جب کہ طریق توجہ بصورت خاص کے ساتھ اشارت کرتے تھے یہ بیت پڑھی بیت آن دارد آن نگار کہ آن ست ہرچہ ہست ۔ آنرا طلب کنید حریفان کہ آن کجا ست ۔ ترجمہ معشوق وہ رکھتا ہے کہ وہ ہے جو کچھ ہے اُسکی تلاش اور طلب کرو یارو کہ وہ کہان ہے —

رشحہ ۱۰۵ اس معنی کے بیان مین کہ بعد ظاہری اہل رابطہ کو مانع قرب معنوی کا نہین ہے آپ پڑھتے تھے بیت گمان مبر کہ بر فتیم و مہرت از دل رفت ۔ بخاک پای عزیزت کہ ہمچنان باقی ست — ترجمہ مت خیال کر کہ ہم گئے اور تیری محبت جاتی رہی — پاے عزیز کی خاک کی قسم کہ ویسی ہی محبت باقی ہے —

رشحہ ۱۰۶ غناے ذاتی حق اور ادراک اُسکے سے عجز خلق کے بیان مین پڑھتے تھے بیت دلال عشق رغبت جانبازان دید * زد نعرہ و فریاد کہ صد جان بجوے * ترجمہ اُسکے دلال عشق نے جانباز عاشقون کی رغبت دیکھی تو نعرہ چلا چلا کر لگائے کہ سو جان کے عوض ایک جو —

رشحہ ۱۰۷ اس معنی کے بیان مین کہ اہل ظاہر حقیقت عشق سے بیخبر ہین پڑھتے تھے بیت عشق را بوحنیفہ درس نگفت * شافعی را در و روایت نیست * ترجمہ امام ابوحنیفہؒ نے عشق کا وعظ نہین کہا شافعی کی اُس مین روایت نہین ہی —

رشحہ ۱۰۸ طالبون کے ضعف ارادت کے بیان مین پڑھتے تھے بیت نگوار باب دل رفتند و شہر عشق شد خالی * جہان پر شمس تبریز است کو مردی چو مولانا * ترجمہ یہ نہ کہو کہ اہل دل جاتے رہے اور عشق کا شہر سنسان ہو گیا۔ جہان شمس تبریز سے مالامال ہی مگر مولانا روم کی مثال مرد کہان ہی —

رشحہ ۱۰۹ اس معنی کے بیان مین کہ بہت لوگون کو اس گروہ کی طرف التفات کرنے کے سبب ذوق حاصل ہوتا اور بیخودی سے ترک ادب مین وہ ذوق نرہا پڑھتے تھے بیت بردہ بودی و دولت آمدہ بود * چون تو بیچ باختی کسے چہ کند * ترجمہ تو بازی لیگیا تھا اور دولت تیرے آگے تھے جب تو نے پھینک دی تو پھر کوئی کیا کرے

رشحہ ۱۱۰ صحبت کی رغبت اور عزلت سے روکنے کے اندر پڑھتے تھے بیت شکر تنہا مخور با گل برآمیز * کہ در ترکیب باشد نفع بسیار * ترجمہ شکر خالی مت پھانک پھول مین اُسے ملا۔ کہ ترکیب مین بہت فائدہ ہی —

رشحہ ۱۱۱ اس معنی کے بیان مین کہ صفات بشری اور تقاضاے طبعی اہل کمال اور صاحب نفوس قدسیہ کو شہود مقصود سے مانع اور مزاحم نہین ہوتے ہین یہ قطعہ پڑھا قطعہ موسیٰ اندر درخت آتش دید * سبز تر میشد آن درخت از نار * شہوت و حرص مرد صاحب دل * اینچنین دان و اینچنین انکار * ترجمہ موسے نے درخت مین آگ دیکھی کہ وہ درخت آگ سے زیادہ سبز ہوتا تھا۔ شہوت اور حرص صاحب دل کی ایسی جان اور ایسی پہچان —

رشحہ ۱۱۲ قید بشریت سے شکایت کے بیان مین فرماتے تھے کہ شیخ ابوبکر قفال شاشی علیہ الرحمہ کے مزار کے دروازہ مین نے لکھا دیکھا قطعہ دانی چہ حکمت است کہ فرزند از پدر * منت ندارد ار چہ دہد روز و شب عطا * یعنے درین جہان کہ محل حوادث ست * در محنت وجود تو آوردہ مرا * ترجمہ تو جانتا ہی کیا حکمت اسمین ہی کہ فرزند باپ کا احسانمند نہین ہوتا اگرچہ رات دن عطا دیتا ہی یعنے اس جہان مین کہ حادثون کا گھر ہی وجود کی محنت مین تو ہی مجھے لایا ہی

رشحہ ۱۱۳ جسوقت کہ طریقہ رابطہ کا بیان کرتے تھے مثنوی کی یہ تین پڑھین ابیات آن یکے را روی او شد سوی دوست * وان یکی را روی او خود روی اوست * روی ہر یک می نگر میدار پاس * بو کہ گردی تو ز خدمت رو شناس * در میان جان ایشان خانہ گیر * در فلک خانہ کند بدر منیر * ترجمہ ایک کا منھ دوست کی طرف ہوا

وہ سہ یکجا متحد خود اُسکا نتیجہ ہر ایک کا شتہ دیکھو اور لحاظ رکھو تا کہ نعمت سے تو روشناس ہو جائے۔ اُنکی جانب میں
نگھر کر آسمان میں چودھوین رات کا چاند نگہ کرتا ہے۔
رشحہ ۱۱ اس معنی کے بیان مین کہ فکر غالب کے لیے ہے پڑھتے تھے مثنوی ای برادر تو ہمین اندیشۂ + مابقی تو استخوان
وریشۂ + گر گل است اندیشۂ تو گلشنی + ور بود خاری تو ہیمہ گلخنی + ترجمہ بھائی جان تو فقط اندیشہ ہے اور
باقی تو ہڈی اور ریشہ ہے۔ تیرا اندیشہ اگر پھول ہے تو پھلواری ہے اور جو تو کانٹا ہے تو بھاڑ کا ایندھن ہے۔
رشحہ ۱۱ نکتہ سادت انظار و نکتہ فراست کے آگاہ کرنے مین پڑھتے تھے بیت آدمی دیدہ است باقی پوست است
دید آن باشد کہ دید دوست است + ترجمہ آدمی دیدہ ہے یعنے مغز اور باقی پوست ہے دیدہ وہ ہے کہ دوست کو دیکھے
رشحہ ۱۱ جسوقت کہ بیان بیعت فرماتے تھے پڑھتے تھے ابیات ہمچو نابینا مبر سر سوی دست + با تو در زیر
گلیم است انچہ ہست + یار تو خرجین تست و کیسہ ات + در تو رامینی مجو جز ویسہ ات + ویسہ و رامین تو
ہم ذات تست + وین برونہا جملہ آفات تست + ترجمہ اندھے کیطرح ہاتھ کیطرف سر مت لیجا تیرے ساتھ
کمبل اندر ہے جو کچھ کہ ہے۔ یار تو خرجی تیرا ہے اور تھیلی تیری ہے اور اگر تو عاشق مثل رامین ہے تو سوا معشوق
مثل ویسہ کے تلاش مت کر۔ تیرا ویسہ اور رامین تیری ذات ہے اور یہ بیرونی چیزین سب تیری آفات ہین
رشحہ ۱۱ سر بیعت اور ذکر جہر کے منع کرنے کے بیان مین پڑھتے تھے بیت کار نادان کوتہ اندیش است
یاد کردن کسیکہ در پیش است + ترجمہ کوتہ اندیش نادان کا کام ہے یاد کرنا اُس شخص کو جو سامنے ہے۔
رشحہ ۱۱ شوق اور اضطراب کے حصول کی بابت آپ پڑھتے تھے بیت آب کم جو تشنگی آور بدست + تا بجوشد
آبت از بالا و پست + ترجمہ پانی کی تلاش مت کر پیاس کو حاصل کر تا کہ پانی تیرے اوپر اور نیچے سے جوش
کرے۔ اور اسی معنی مین پڑھتے تھے ابیات تشنہ بخفتند مگر اندکے + تشنہ کجا خواب گران از کجا ترجمہ
پیاسے نہین سوتے مگر تھوڑے۔ کہان پیاسا اور کہان خواب گران۔ چونکہ بخفتند بخواب آب دید + یا لب جو
یا کہ سبو یا سقا۔ جب کہ سو گئے خواب مین پانی دیکھا یا ندی کا کنارہ یا کہ گھڑا یا سقہ۔
رشحہ ۱۱ اس گروہ کے غلبات شوق و محبت کے بیان مین پڑھتے تھے بیت از عطش گرد قدح آبی خورند
ور درون آب حق را بنگرند + ترجمہ پیاس سے پیالہ مین جو پانی پیین + آب مین حق کو وہ دیکھین اور چیین +
رشحہ ۱۱ اس معنی کے بیان کرنے کے بعد کہ ایک حقیقت ہو مظاہر کے لباس مین ظاہر ہو یہ ابیات مثنوی
کی پڑھین ابیات گر کشایم بحث این را من بساز + تا سوال و تا جواب آید دراز + ذوق نکتہ عشق
از من میرود + نقش خدمت نقش دیگر میشود + بس کنم خود زیرکان را این بس است + بانگ دو کردم
اگر در دہ کس است ترجمہ اسکی بحث کو اگر مین سامان کے ساتھ کرون تو سوال اور جواب کو طول ہو۔

ذوقِ نکتۂ عشق کا مجھسے جا تا ہی نقش خدمت دوسرا نقش ہوتا ہی۔ بس کرتا ہون زکی آدمیون کے لیے یہ بہت ہی دو ہانک مین نے لگائین اگر گانوُن مین آدمی ہی۔

مقصد سوم بعضے تصرفات اور امور عجیبہ کے ذکر مین کہ خرقِ عادات کے طریق حضرت سے ظاہر ہوئے ہین اور ثقہ اور عادل لوگون کی نقل سے صحت کو پہونچے ہین۔ اسمین تین فصل ہین **فصل اول** اُن تصرفات کے ذکر مین کہ حضرت قوت غالب کے تسلط سے نسبت سلاطین وحکام وغیرہم کے اہل زمان سے پیش لگئے ہین۔ **فصل دوم** اُن خوارق عادات کے بیان مین کہ بعض بزرگ اور اہل زمان نے سوا اولاد اور کامل اصحاب حضرت کے نقل کیے **فصل سوم** اُن کرامات اور مقامات کے بیان مین کہ اولاد اور اصحاب کمل نے حضرت سے مشاہدہ کیے اور نقل فرمائی اور ہر نقل کے لانے مین تھوڑا حال نقل کرنے والے کا بھی بسبیل اجمال مذکور ہوگا۔

فصل اول اُن تصرفات کے ذکر مین کہ حضرت نے قوت قاہرہ کے زور سے سلاطین وحکام وغیرہم کی نسبت اہل زمان سے کیے ہین۔

رشحہ حضرت فرماتے تھے کہ ہمت اس سے عبارت ہی کہ خاطر کو جمع ایک امر خاص پر اسطرح کرے کہ اُسکے خلاف خاطر مین نہ گذرے اور ایسی ہمت سے مراد متخلف نہین ہی اصحاب کو چاہیے کہ کبھی کبھی ہمت کا امتحان کرین اور معلوم فرمائین کہ اُنکو مناسبت حضرات اسمائیہ مین کس درجہ تک پہونچی ہی اور اُنکی ہمت کو کیونکر تاثیر ہی فرماتے تھے کہ عنفوان شباب مین کہ ہم خدمت مولانا سعد الدین کاشغری کے ساتھ ہرات مین تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ سیر کیا کرتے کبھی کشتی لڑنے والون کے دنگل مین پہونچتے اپنی قوت اور توجہ کو آزمایا کرتے اور دو کشتی والون سے ایک پر ہمت مصروف کرتے کہ وہ غالب ہوتا تھا پھر خاطر دوسرے پر مصروف کرتے وہ دوسرا غالب آتا اسیطرح کئی بار اتفاق ہوتا تھا اور مقصود وہ تھا کہ معلوم ہو جاوے کہ تاثیر ہمت کس مرتبہ کو پہونچی ہی اور اسپر اعتماد ہو۔ خدمت خواجہ کلان صاحبزادہ مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے حضرت سے نقل کی کہ فرمایا حضرت مولانا سعد الدین والد تمہارے کے ساتھ ہم بہت سیر کیا کرتے اور دنگلون کے گرد پھرا کرتے جب بازار ملک اور خلقت کی بھیڑ مین ہم جاتے تو ہاتھ کی انگلیان ایک دوسرے کے ہاتھ کی انگلیون مین ڈالکر جاتے اور اپنے درمیان سے کسیکو نکلنے نہ دیتے ایک روز کشتی لڑنے والون کے دنگل مین ہم پہونچے دو شخص کشتی لڑ رہے تھے ایک نہایت جسیم اور گران ڈیل اور دوسرا دبلا پتلا ضعیف الجثہ تھا اور وہ جسیم اُس نحیف پر زیادتی کرتا تھا ہمین اُسپر ترس آیا ہمنے خدمت مولانا سعد الدین سے کہا کہ ہمت کرو اور توجہ خاطر کہ یہ ضعیف اُس قوی پر غالب آئے تم مشغول ہو ہم بھی مددگار ہونگے اُس کمزور کے حال پر نظر

مشغول ہوئی ایک لحظہ بعد ایک کیفیت عظیم اُس ضعیف الحال پر پیدا ہوئی ہاتھ بڑھایا اور اُس گران دیل مرد کو زمین کے اوپر سے پھرتی کے ساتھ اُٹھالیا اور سر پر لایا اور میدان کی خاک پر پٹکدیا ایک شور خلقت سے بلند ہوا اور لوگ اُس صورت سے حیران اور تعجب مین رہے اور کسی نے اُس بھید پر اطلاع نہ پائی اُسوقت مولانا سعدالدین آنکھین بند کیے ہوئے تھے مین نے اُنکی آستین کھینچی اور کہا تو جہ خاطر اُٹھا او کہ کام ہوگیا پھر بہت جلد سے۔

رشحہ حضرت فرماتے تھے کہ بزرگون نے کہا ہے جس طرح کہ معارضہ با قران ممکن نہیں ہے ہمت کے ساتھ بھی معارضہ ممکن نہیں ہے ہمت عارف خلاق ہے مرادات اُس سے تخلف نہین ہین جو شخص ایسی ہمت سے مقابلہ کرے البتہ مغلوب ہوگا یہان تک کہ کہا ہے اگر کوئی ہمیشہ اپنی خاطر کو ایک امر پر رکھے اور ہمت کسی چیز پر مصروف کرے قطعا میسر آوے ایمان اور عمل صالح کی اُسمین شرط نہین ہے جس طرح قلوب صافی کو تاثیر ہے نفوس شریرہ کو بھی تاثیر ہے۔ مولانا ناصرالدین اترارئی نے کہ مولانا زادہ اتراری کے بھائی ہین اور انکا ذکر تقسیم ثالث کی فصل اول مین آوے گا اس مقصد کی ابتدا مین نقل کیا ہے کہ حضرت نے خواب مین دیکھا تھا کہ شریعت انکے سبب قوت پائیگی آپ کی خاطر مین آیا کہ یہ مطلب بلامدد بادشاہون کے حاصل نہوگا اسواسطے سمرقند کیطرف آئے تاکہ سلطان وقت سے ملاقات کرین اور اُسوقت مین میرزا عبداللہ پسر مرزا ابراہیم ابن میرزا شاہرخ کا ولایت سمرقند کا حاکم تھا اور مین اُس سفر مین حضرت کے ساتھ تھا جب سمرقند مین پہونچے میرزا عبداللہ کا ایک امیر حضرت کی ملازمت مین آیا اور حضرت نے کہا کہ اس ولایت مین آنے سے ہماری غرض ملاقات تمھارے میرزا کی ہے اگر تم اس مطلب کے باعث ہو تو نیر کشتی کی بات ہے اُس امیر نے بے ادبانہ کہا کہ میرزا ہمارا جوان بے پروا ہے اُسکی ملاقات مشکل ہے اور درویشون کو اس قسم کی خواہشون سے کیا کام ہے حضرت نے تیز ہوکر فرمایا کہ ہمکو سلاطین کے اختلاط اور ملنے جلنے کا امر کیا ہے ہم اپنے آپ نہین آئے ہین اگر میرزا تمھارا پروا نکرے دوسرے کو یہان لاوینگے کہ جو پروا کرے تب وہ امیر باہر گیا حضرت نے اُسکا نام سیاہی سے اُس مکان کی دیوار پر لکھا اور تھوک سے اُسکو مٹا دیا فرمایا ہے کہ ہماری مہم اس بادشاہ اور اُسکے امیرون سے پوری نہین ہوتی اور اُسی روز تاشکند روانہ ہوئے ایک ہفتہ بعد وہ امیر گیا ایک مہینے بعد سلطان ابوسعید میرزا نے ترکستان کے نواح پر دور و دراز سے خروج کیا اور میرزا عبداللہ کے اوپر چڑھائی کی اور اُسکو قتل کر ڈالا۔

قصہ میرزا سلطان ابوسعید کے غالب آنے کا حضرت کی التفات سے میرزا عبداللہ کے اوپر

بعضے اصحاب جلیل القدر نے حضرت سے نقل کی کہ ہم ابتدا حال مین حضرت کے ساتھ فرکت مین تھے ایک دن دوات قلم منگایا اور لوگون کے نام ایک کاغذ پر لکھے اور اس درمیان مین لکھا سلطان

ابوسعید اور اُس نام کو دستار مبارک کے سرے مین رکھ لیا اور اُس شہر مین سلطان ابوسعید میرزا کا نام و نشان کچھ
نہ تھا بعضے محرم لوگون نے گستاخی کرکے پوچھا کہ اتنے نام آپ نے لکھے اور اس نام کی آپ نے تعظیم کی اور
سر دستار مین رکھ لیا یہ کس کا نام ہے فرمایا کہ اُس شخص کا نام ہے کہ ہم تم اور اہل تاشکند و سمرقند و خراسان کے
سب اُسکی رعیت ہو نگے چند روز بعد سلطان ابوسعید میرزا کا آوازہ ترکستان کی طرف سے آیا اور اُسنے خواب
دیکھا تھا کہ حضرت نے خواجہ احمد یسوی قدس سرہ کی اشارت سے اُسکے لیے فاتحہ پڑھی ہے اور اُسنے خواب
مین خواجہ احمد سے حضرت کا نام پوچھا اور یاد کر لیا اور اُنکی صورت خاطر مین نگاہ رکھی جب وہ جاگا اپنے
ملازمون سے پوچھا کہ کوئی بزرگ اس نام و نشان کے اس ولایت مین جانتے اور پہچانتے ہو بعضے لوگ جو عقیدہ
واقف تھے کہنے لگے ہان ایسے بزرگ جو آپ فرماتے ہین ولایت تاشکند مین رہتے ہین میرزا نے فی الحال
سوار ہوکر تاشکند کی طرف رخ کیا جب حضرت نے سُنا کہ وہ آتا ہے فرکت کی طرف گئے وہ جب تاشکند
مین آیا حضرت کو نہ پایا تفحص کی تو لوگون نے کہا کہ وہ فرکت گئے ہین وہان سے فرکت کا ارادہ کیا جب قریب
پہونچا حضرت نے اُسکا استقبال کیا جون ہی اُسکی نظر حضرت پر پڑی بیقرار ہوکر کہا واللہ کہ یہی ہین وہ
بزرگ جو خواب مین دیکھے ہین پس آپ کے ہاتھ پانوئن مین گرا اور بہت کچھ نیازمندی کی اور حضرت نے
اُسکے ساتھ صحبت کی اور اپنی طرف اُسکی خاطر کو کھینچا اور میرزا نے اُس صحبت کے اخیر مین فاتحہ کے لیے
التماس کی فرمایا کہ فاتحہ ایک ہی ہوتی ہے بعد ازان لشکر کثیر اُسکے پاس آن پہونچا اور اُسکا ارادہ سمرقند کے
لینے کا ہوا اور حضرت کے پاس آکر کہا کہ مین چاہتا ہون کہ سمرقند جاؤن اور آپ کے التفات خاطر سے امیدوار
ہون حضرت نے فرمایا کہ کس نیت سے جاتے ہو اگر نیت یہ ہے کہ شرع کی تقویت اور رعیت پر شفقت رکھو
تو جانا مبارک ہے اور فتح تمھاری جانب ہے اُسنے قبول کیا کہ تقویت شریعت مین دل و جان سے کوشش
اور رعیت کے اوپر شفقت کرنے مین سعی بلیغ کرونگا حضرت نے فرمایا کہ اب پناہ مین شریعت کی جاؤ کہ
مراد حاصل ہے بعضے اصحاب نے نقل کی ہے کہ حضرت نے سلطان ابوسعید مرزا سے کہا کہ جب دشمن کے مقابل
ہو جب تک تمھارے پیچھے سے کوّے جوق جوق نہ آدین دشمن پر حملہ نکرنا جب انکا لشکر میرزا عبداللہ کے
لشکر کے مقابل کھڑا ہوا میرزا عبداللہ کے لشکر نے گھوڑے اُٹھائے اور دھاوا کیا اور میرزا ابوسعید میرزا کے
لشکر میمنہ کو ہٹا دیا اور چاہا کہ میسرہ پر حملہ کرین کہ ایک ہی دفعہ ایک غول کوّون کا میرزا ابوسعید سلطان کے
لشکر کے عقب سے پیدا ہوا اُنھون نے جو وہ نشان دیکھا اُنکے دل کو قوت ہوئی اور ایکبارگی میرزا عبداللہ کے
لشکر پر حملہ آور ہوئے اور پہلے ہی حملہ مین میرزا عبداللہ کا لشکر مغلوب ہو گیا اور میرزا عبداللہ کا گھوڑا کیچڑ
مین پھنس گیا اُسیوقت گرفتار کر لیا اور سر اُتارا احسن بہادر نے جو اہل یمن کے اراکین سے ہے اور وہ بڑا قبیلہ ہے

ترکستان کا نقل کی ہے کہ جب میرزا سلطان ابو سعید تاشکند سے لشکر کو سمرقند لیگیا مین ہمراہ تھا دریاے بولونغور کے کنارہ پر میرزا عبد اللہ سے مقابل ہوئے اور صفین آراستہ کین مین سلطان ابو سعید کے قریب تھا اور ہمارا کل لشکر تخمیناً سات ہزار ہوگا اور میرزا عبد اللہ کا لشکر نہایت مسلح اور مکمل تھا اس اثنا مین ہمارے لشکر سے تھوڑے میرزا عبد اللہ کے پاس آگئے میرزا سلطان ابو سعید بہت بیقرار ہوئے اور خوف اُنپر غالب ہوا اس موقع پر میرزا نے تعجب کی راہ سے کہا ہے حسن تو کیا دیکھتا ہے مین نے کہا سلطان میرے حضرت خواجہ کو مین دیکھتا ہون کہ ہمارے آگے آگے جاتے ہین میرزا نے کہا واللہ کہ مین بھی حضرت شیخ کو دیکھتا ہون مین نے کہا میرزا اب دل مضبوط رکھو کہ ہمنے دشمن پر فتح پائی اس اثنا مین میری زبان پر کند راکباغی قاجتی یعنے دشمن بھاگا اور ہمارے تمام لشکر نے ایکبار یہ عبارت کہی اور ہمنے دھاوا کیا اور آدھ گھنٹہ مین لشکر میرزا عبد اللہ کا شکست کھا گیا اور وہ ہاتھ لگا اور قتل ہوا اور اُسی روز سمرقند کی فتح نصیب ہوئی حضرت نے فرمایا کہ جس وقت مین میرزا عبد اللہ قتل ہوا مین تاشکند مین متوجہ تھا دیکھا مین نے کہ ایک قوم سفید پوش ہوا کے اندر سے زمین پر گری اور اُسکو پکڑا اور قتل کیا مین نے جانا کہ وہ میرزا عبد اللہ ہے کہ اُسی دم اُسکا کام تمام کیا ہے بعد ازان میرزا ابو سعید سلطان التماس کر کے حضرت کو تاشکند سے بلا کر سمرقند مین لایا۔

قصہ میرزا بابر کے محاصرہ سمرقند کے سبب آنے اور اُسکے مایوس پھر جانے کا

میرزا بابر بن میرزا بایسنغر بن میرزا شاہرخ ایک لاکھ مرد جرار جنگ آور لیکر خراسان سے سمرقند کیطرف متوجہ ہوا میرزا سلطان ابو سعید حضرت کے پاس آیا اور کہا ہمکو اُسکے مقابلہ کی طاقت نہین ہے کیا تدبیر کرین حضرت نے اُسکی تسلی کی جب میرزا بابر دریاے آموبہ سے اتر آیا ایک گروہ میرزا سلطان ابو سعید کے امرا نے اتفاق کر کے مشورہ کیا کہ میرزا کو ترکستان لیجائین اور وہان قلعہ بند ہون اونٹون کو لاد چکے تھے کہ حضرت کو اطلاع ہوئی اور شتربانان کو دھمکایا اور فرمایا کہ اونٹون کا سامان اُتار ڈالو اور میرزا کے پاس آئے اور کہا کہ کہان جاتے ہو جانے کی حاجت نہین ہے کام یہین ہو جائیگا اور مین نے تمھاری مہم اپنے ذمہ لی ہے اندیشہ نکرو اور خاطر جمع رکھو بابر کی شکست میرے اوپر ہے اور امرا نے اضطراب کیا ہے اس درجہ کہ بعضون نے انمین سے پگڑیان زمین پر دے ماریں کہ حضرت خواجہ نے ہم سبکو قتل مین کر ڈالا چونکہ میرزا کو اعتقاد صادق تھا کسی کی بات کو نہ سنا اور توقف کیا اور امراء بابری کا یہ قول تھا کہ میرزا سلطان ابو سعید کو ہمارے مقابلہ کی طاقت نہین ہے قطعاً ولایت کو چھوڑ دیگا اور باہر نکل جائیگا۔ میرزا سلطان ابو سعید نے آغاز قلعداری کا اوپر اُسکے مشورہ کا کیا ہے جب میرزا بابر قلعہ سمرقند کے گرد پہونچا اُسکے

لشکر کا مقدمۃ الجیش خلیل ہندوچہ تھا عیدگاہ سمرقند کے دروازہ پر کھڑا ہوا شہر سے تھوڑے آدمی باہر آئے
اور لڑے خلیل گرفتار ہوا اور اُس سے زیادہ پیر براغ یعنے مشورہ دینے والا میرزا بابر کے لشکر مین کم تھا میرزا
بابر پر اسنے قلعہ سمرقند مین اُترا اُسکے آدمی ہر طرف جو رسد کے لیے جاتے اہل سمرقند اُنکو پکڑ کے ناک کان کاٹ
ڈالتے میرزا بابر کے لشکر سے بہت لوگون نے ناک کان برباد کر دیے میرزا بابر کا لشکر نہایت تنگ ہوا اور
چند روز بعد بڑی وبا اُنکے گھوڑون مین پڑی گھوڑے بہت ضائع ہوئے چنانچہ مردارون کی بدبو سے
لشکر اُسکا عاجز ہوگیا آخر الامر میرزا بابر نے مولانا محمد معانی کو حضرت کے سامنے بھیجکر صلح چاہی مولانا
محمد حضرت کی خدمت مین آیا ہر ایک جگہ کی باتین کین اُسکے بیچ مین کہا کہ میرزا ہمارا نہایت درجہ بادشاہ
غیور ہے اور عالی ہمت جس طرف وہ جُھک جاتا ہے بغیر لیے نہین رہتا حضرت نے اُسکے جواب مین کہا کہ
اگر اُسکے دادا امیرزا شاہرخ کے حقوق نہوتے کہ اُسکے زمانہ مین فقیر ہرات مین تھا اور اُسکے زمانہ کی برکت سے
فراغتین اور جمعیتین پائی ہین تو معلوم ہوتا کہ میرزا بابر کہان تک پہونچتا آخر کو صلح کے مقام مین آئے میرزا نے
استدعا کی کہ حضرت باہر آوین اور ہماری صلح کرا دین جب میرزا سلطان ابوسعید سے آپ نے کہا تو اُسنے راضی نہوکر
اس سے استبعاد کیا خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمہ کہ حضرت کے اصحاب کبار سے تھے مصالحہ کے لیے باہر آئے
حضرت فرماتے تھے کہ بعد ازان میرزا سلطان ابوسعید سے پوچھا گیا کہ کسواسطے ہمین تمنے اجازت ندی
کہ میرزا بابر کی صلح کیواسطے باہر نکلین اور اُسکے پاس جاوین میرزا نے فرمایا کہ بابر ایک جوان بڑا کریز خوشامدی
اور پُھسلانے والا ہے مین ڈرا کہ آپ کو اچانک اُسکے ساتھ میل نہو جاوے کہ ہمارا تمام کام برباد ہو اسواسطے کہ حقیقۃ
ہمارے امور دین و آخرت کے ہین اُنکی عنایت اور التفات پر موقوف ہین حضرت فرماتے تھے کہ ایسا شائع ہے
کہ جب میرزا بابر ایک جماعت ملاحدہ مثل شیخ زادہ پیر تیام وغیرہ کے ساتھ شہر سمرقند کے دروازہ پر آئے تو
سمرقند کے بعضے لوگون سے کہا تھا کہ ہم تمہارے لڑکون اور لڑکیون کے لیے آئے ہین اسواسطے ہمکو
شہر سمرقند کے باشندون پر رحم آیا کہ اُنکے درمیان بزرگ اور صالح لوگ بہت تھے اس جہت
سے دو تین دن خاطر اُس گروہ کے دفع کرنے مین مشغول کرنی چاہیے تھی فرماتے تھے کہ دشمنان
دین کے دفع اور سوانح کے رفع مین خاطر کو مصروف کرنا عیب نہین ہوتا سب انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام
نے باوجودیکہ دریاے توحید مین ڈوبے ہوئے تھے ہمت کو اسمین مصروف کیا ہے - فرماتے تھے کہ میرزا
بابر کو تصوف دانی کا دعوی تھا اور اُسکی مجلس مین مقدمات تصوف بہت ذکر کیے جاتے تھے شیخ زادہ
پیر تیام کہ متصوف تھا میرزا کی ملازمت مین رہا کرتا اور میرزا بابر کو اس گروہ علیہ سے بہت عقیدہ تھا
سمرقند کے حصار قدیم کی فصیل پر گردش کیلیے بلند آواز سے مکرر کہتا تھا کہ عارف کو ہمت نہین عارف کو ہمت نہین اگرچہ ہمیشہ

سمرقند نہین لیا مگر اسقدر معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ عارف نہ تھے ہمکو ہمت سے خراب کیا۔

رشحہ حضرت فرماتے تھے کہ میرزا بابر نے اس سخن کے معنی نہین جانے اسواسطے کہ عارف ایسی عنایت سے مشرف ہوا ہی کہ وہ اور جملہ اوصاف اُسکے عدم آباد مین گئے کہ اُس سے نہ نام باقی رہا ہی نہ نشان جو کچھ اُس سے صادر ہوتا ہی اُسکے ساتھ منسوب نہین ہی آیت کریمہ ومارمیت اذرمیت ولکن اللہ رمی اور آیہ کریمہ فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم اس معنی سے خبر دینے والے ہین اور اگر یہ ایسا ہوتا نسبت بانبیا مشکل ہوتی کہ ایک عالم کو غلبہ قوت قاہرہ سے برہم کردیا مثل نوح اور ہود علیہما السلام کہ اپنی قوم کو پانی اور ہوا سے ہلاک کیا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ جو کچھ حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ عارف کو ہمت نہین ہی اُسکے معنی یہ ہین کہ ممکن نظر بحقیقت و ذات خود کچھ نہین رکھتا اُسے جو کچھ اوصاف کمال حاصل ہین جیسے علم اور قدرت اور قوت اور ارادت بھی عاریت حق سبحانہ سے ہی پس عارف اپنی حد نہ جانکر مقام فقر حقیقی مین کہ نیستی محض ہی رہتا ہی جیسا کہ اُسکی ذات کا مقتضا ہی اور اوصاف عاریتی کے ساتھ ظاہر نہین ہوتا لیکن ایک گروہ جو ہوا جس نفسانی اور وساوس شیطانی سے بوجہ کمال عنایت اور ہیبت الٰہی کے خلاص پائے ہوئے ہین چاہیے کہ اپنے باطن کو ارادت اور مشیت الٰہی کے تابع کرین یعنے جس صورت مین کہ یہ لوگ الہام کیے جائین چاہیے کہ ہمت کے غلبہ سے ظالمون کے رفع دفع کرنے اور مسلمانون کو اشرار سے خلاص کرنے مین صرف ہمت کرین اور خاطر بالکل دفع اعدا پر تعین کرین۔

قصہ میرزا سلطان محمود کے آنے کا سمرقند کے محاصرہ کے لیے اور اُسکا مغلوب و مقہور ہوکر پھر جانا

جب کہ حضرت کو خبر پہونچی کہ میرزا سلطان محمود اپنے بھائی سلطان احمد مرزا کی لڑائی اور قصد محاصرہ سمرقند کے لیے متوجہ ہوا ہی یہ رقعہ سلطان محمود کو لکھا۔ رقعہ

رشحہ بعد از رفع نیاز اس فقیر کی عرضداشت اپنے حضرت مخدوم زادہ کے ملازمان کو یہ ہی کہ سمرقند کو بلدہ محفوظہ اکابر کہا ہی اور لکھا سمرقند کا قصد آپ کی طرف سے مناسب نہین معلوم ہوتا حق سبحانہ نے یہ نہین فرمایا اور شریعت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایسی واقع نہین ہی اپنے بھائی کے منہ پر تلوار کھینچی ملازمان حضرت کے لیے مناسب نہین ہی اس فقیر نے نہایت ہوا خواہی آپ کی خدمت مین اور وظیفہ خدمتگاری پیش کرکے بہت درخواست کی قبول نہ ہوئی لوگون کے سخن پر اس ولایت کا قصد کرنا اور اس فقیر کی خدمت کا قبول تعجب ہی حال آنکہ مین تمھاری خدمت کرتا ہون اور لوگ ہوا و ہوس اپنی پکاتے ہین سمرقند مین مردم عزیز بہت ہین صلحا بہت فقرا و مساکین بہت ہین ان لوگون کو آگے اس سے تنگ کرنا

مناسب نہین ہی مبادا اُسکا دل درد کرے پھر دلی دردمند دکھیے کیا کرے صلی رموسنین کہ تنگدل ہون ڈرنا چاہیے اس فقیر کی التماس کو کہ خدمت بے غرض ہی خالصاً توجہ اللہ قبول کرو ایک دوسرے کی مدد سے وہ کام کرو کہ حق سبحانہ اُس سے راضی ہو یکدل و یکجہت ہو کر کام جو حالت نقص مین ہین پورے کر دے حق سبحانہ کے ایسے بندے ہین کہ حق سبحانہ کمال عنایت سے کہ انکے ساتھ ہی اُنکے قصہ اور لڑائی کو اپنے ساتھ قصہ و محاربہ اور جفا کہا ہی صحاح حدیث مین یہ بات مقرر ہوئی ہی بیت بہ بیش جسم چو خاکسترم میا گستاخ + کہ ہست در تگ او آتشی و دریائی + ترجمہ میرے جسم خاکسترگون کے سامنے بے ادبانہ مت آ کہ اُسکی تہ مین آگ ہی اور دریا ہی حضرت نے فرمایا کہ میر مزید ارغون کہ سلطان ابو سعید کے بڑے امرا سے تھا اور بعد شکست لشکر عراق کے میرزا سلطان محمود کے پاس آیا اُسکو مین نے پیغام بھیجا کہ لڑائی اور مخالفت سے باز آؤ ابتک تمنے نہین جانا ہی کہ ایک لاکھ آدمی خواجہ عبد الخالق کے ایک جولاہہ سے معارضہ نکر سکا تم مغلوب ہو جاؤ گے خانوادہ ہمارے خواجگان کے متفرق ہین جو اُنکی خاطر شریف چاہتی ہی وہ ہوتا ہی وہ کسیکے تابع نہین ہوتے سلطان محمود اور اُسکے امرا باوجود اُس رقعہ اور پیغام پہونچنے کے متوقف نہو کر محاصرہ سمرقند کو متوجہ ہوئے ایک عزیز حضرت کے خدام آستانہ سے کہ پیشتر سپاہگری کرتا تھا اور اُس محاصرہ اور محاربہ مین موجود تھا اُسنے نقل کی کہ جب میرزا سلطان محمود ولایت حصار سے میرزا سلطان احمد کی لڑائی کے لیے متوجہ سمرقند ہوا لشکر بیشمار اور سامان کثیر کے ساتھ آیا اور علاوہ لشکر چغتائی کے چار ہزار ترکمان اُسکے ہمراہ تھے میرزا سلطان احمد کو طاقت اُسکے مقابلہ کی نہ تھی چاہا کہ گریز کرے حضرت کے سامنے نہایت اضطراب کے ساتھ آیا کہ اجازت چاہی حضرت شہر کے مدرسہ مین تھے فرمایا اگر تم بھاگتے ہو تو سب اہل سمرقند قتیل ہو جاوینگے ٹھہرو اور دل مضبوط رکھو کہ مین تمھارے کام کا ضامن ہون اگر دشمن مغلوب نہو تم مجھسے مواخذہ کرنا پس میرزا سلطان احمد کو مدرسہ کے ایک حجرے مین جو ایک درجہ تھا لے آئے اور آپ اُس حجرہ کی چوکھٹ پر بیٹھے فرمایا کہ ایک سانڈنی تیزرو کسی ہوئی اور چند روز کا توشہ اُسپر رکھا ہوا لاؤ اور اُس حجرہ کے سامنے روبرو میرزا سلطان احمد کے بٹھلاؤ اور فرمایا کہ اگر میرزا سلطان محمود سمرقند کو فتح کرلے اور اُس دروازہ سے کہ لڑائی کر رہا ہی آوے تم اس سانڈنی پر بیٹھکر اپنے مخصوص لوگون کے ساتھ دوسرے دروازہ سے نکلکر بھاگ جانا اس تدبیر سے میرزا کو تسکین دی اور خدمت مولانا سید حسین اور مولانا قاسم اور میر عبد الاول اور مولانا جعفر کو جو حضرت کے اصحاب اعظم سے تھے اور ذکر انکا تیسری فصل مین آئیگا بلایا اور فرمایا کہ جلد جاؤ اور اُس دروازہ کی چھت پر چڑھو جہان میرزا سلطان محمود ہی اور جب تک لشکر اُسکا فضیحت نہو اور بھاگ نہ جائے تم میرے پاس نہ آؤ اگر بالفرض وہ لشکر شکست نہو پھر ہرگز میرے یہان تمھاری راہ نہین ہی وہ چارون عزیز حضرت کے حکم سے متوجہ ہو کر اُس دروازہ کی

چھت پر چڑھے اور بیٹھے اور مراقبہ مین مشغول ہوئے خدمت مولانا قاسم نے فرمایا ہی کہ جیسے ہم اُس برج کے
اوپر بیٹھے پھر اپنے تئین بیٹھنے نہ دیکھا دیکھا کہ ہم نہین ہین سب حضرت ہین اور اُس معرکہ مین ایسا مشاہدہ ہوا
کہ تمام عالم حضرت کے وجود مبارک سے مملو ہی وہ عزیز جو اس حکایت کا ناقل ہی کہتا تھا کہ ہم ایک جماعت
سپاہیون کی پل روان کے اوپر لشکر سلطان محمود میرزا کے ساتھ محاربہ اور مقاتلہ مین مشغول تھے اور غلبہ
انکی جانب تھا اور مین دمبدم اُن عزیزون کی خبر لیتا رہتا تھا جو دروازہ کی چھت پر بیٹھے مراقبہ کر رہے
تھے مین دیکھتا تھا کہ سر آگے کو جھکائے ہوئے ہین اور منتظر بیٹھے ہین یہ لڑائی وقت چاشت تک ہوتی رہی
اور قریب تھا کہ مخالف غالب آوے اور شہر والون کے ہاتھ پانون پھول گئے سکتہ مین تھے کہ اچانک
یکبارہ دشت قبچاق کیطرف سے ایک تیز تند ہوا چلی اور لشکر اور لشکرگاہ میرزا سلطان محمود مین لپٹ گئی
اور اسطرحکا گرد غبار اُٹھا کہ کسیکو آنکھ کھولنے کی مجال نرہی مرد اور مرکب کو گرا دیتی تھی سوار پیادہ کو زمین
مین کھینچتی تھی اور خیمہ و خرگاہ اور سراپردہ اور شامیانون کو اکھیڑ کر اوپر ہوا مین لیجاتی تھی اور زمین پر
پٹک دیتی تھی ایک بڑا طوفان اُٹھا اور قیامت قائم ہوئی اس حال مین سلطان محمود میرزا ایک بڑی
جماعت امرا اور ترکمانون کے ساتھ زمین شگافتہ مین کرارون کے نیچے سوار ہوئے کھڑے تھے کہ اچانک ایک
بڑا ٹکڑا زمین کا اُس کرارے کے کنارے سے ٹوٹا اور عجیب آواز ہولناک پیدا ہوئی چار سو مرد اور گھوڑے جو
اُس سایہ دیوار مین کھڑے تھے دب کر ہلاک ہوگئے اور اُس آواز کی سختی سے ترکمانون کے گھوڑے بھاگنے
اور سرکشی کرنے لگے ہرچند سواران قوی بازو زبردست نے چاہا کہ گھوڑون کی باگ کھینچین کچھ حاصل
نہوا وہ لشکر آراستہ درہم برہم ہوگیا جوق جوق نے بھاگنا شروع کیا اور بڑا خوف اور رعب سلطان محمود
میرزا اور اُسکے لشکر کے دل مین پڑا اپنے تمام امرا کے ساتھ نقصان اور خجالت اُٹھا کر گھوڑے انگیز کیے اور شہر
کے دروازہ سے جسقدر جلد ہوسکا بھاگے اور سلطان احمد کے لشکری شہر کے عوام و اوباش کے ساتھ انکے
پیچھے جاتے تھے اور سوار اور گھوڑون کو پکڑتے اور باندھتے تھے قریب پانچ فرسنگ ترعی کے لوگون نے
پیچھا کیا اور سامان اور اسباب بیحد حاصل کیا ناقل کہتا ہی اُسکے بعد مین نے دیکھا کہ وہ عزیز دروازہ کے برج
پر سے نیچے آئے اور حضرت کی ملازمت مین گئے اور حضرت نے میرزا سلطان احمد کو مدرسہ کے حجرہ سے نکالکر
تخت سلطنت پر بھیجا اور آپ محلۂ خواجہ کفشیر کو تشریف لیگئے

قصہ حضرت کے صلح کرا دینے کے ذکر مین تین مخالف بادشاہون کے ایک معرکہ مین

حضرت سے نفوس سلاطین کے تسخیر کے آثار نہایت ظاہر تھے جسوقت اپنے تصرفات کا ذکر کرتے تھے
تو فرماتے کہ اگر ہم شیخی کرتے اس زمانہ مین کوئی شیخ مرید نپاتا لیکن ہمین دوسرا کام فرمایا ہی کہ مسلمانون کو

ظالمون کے شر سے محفوظ رکھین اس باعث سے ہو سلاطین کے ساتھ اختلاط کرنا اور انکے نفوس کو مسخر کرنا اور
اس عمل کے واسطے سے مقصود مسلمانون کا برآمد کرنا چاہیے تھا۔ فرماتے تھے کہ حق سبحانہ نے ایسی قوت عطا
فرمائی ہو کہ اگر مین چاہون ایک رقعہ مین بادشاہ خطا کو جو دعوی الوہیت کرتا ہو ایسا کر ڈالون کہ سلطنت چھوڑ کر
برہنہ پا خطا سے خار و خاشاک مین دوڑتا ہوا اپنے کو میرے آستانہ پر پہونچا دے لیکن باوجود اس قوت کے
منتظر فرمان خداوند کے ہم ہین جسوقت کہ چاہیے اور فرمان الٰہی پہونچے وجود مین آوے اس مقام کو ادب لازم ہو
اور ادب وہ ہو کہ اپنے کو تابع ارادت حق سبحانہ کا کرے نہ حق کو تابع اپنی ارادت کا۔ ایک روز محلہ ماتریدیہ مین
دیکھا گیا کہ میرزا سلطان احمد حضرت کی ملازمت مین آیا تھا اور حضرت کے سامنے دور سے دو زانو با ادب
بیٹھا حضرت نے ایک زانو نکالا تھا اور باتین فرما رہے تھے مجلس حضرت کی ہیبت اور وحشت سے گوشت
اسکے شانہ کا لرزتا تھا اور پسینے کے قطرات اسکی پیشانی سے ٹپکتے تھے اور تسخیر کے نشانات اس تاثیر اور تاثر کے
نہایت واضح تھے اس قول کا مصداق قصہ حضرت کے باہم صلح کرا دینے کا ہو ایک معرکہ مین میرزا
سلطان احمد اور میرزا عمر شیخ اور سلطان محمود خان کا جو کہ خانیکہ سے معروف تھا اور اس واقعہ کی صورت
بر سبیل اجمال یہ ہو کہ خدمت مولانا محمد قاضی نے جسکا ذکر فصل سوم مین آئیگا رسالہ سلسلۃ العارفین مین
لکھا ہو کہ سمرقند مین خبر آئی کہ میرزا عمر شیخ سلطان محمود خان کو کہ خانان دشت سے ایک خان تھا اپنے
بھائی سے لڑنے کی مدد کو لایا ہو اور شاہرخیہ مین باہم جمع ہوئے ہین میرزا سلطان احمد بھی لڑائی کا سامان
تیار کرکے ایک بھاری لشکر کے ساتھ متوجہ شاہرخیہ کی طرف ہوا اور حضرت کو استدعا کرکے اپنے ساتھ
لیگیا لوگون مین یہ چرچا تھا کہ میرزا حضرت کو التماس کرکے صلح کے واسطے لیجاتے ہین اور حضرت مدت
چالیس دن تک سلطان احمد میرزا کے لشکر مین تھے اور آقا تورخان مین کہ مضافات شاہرخیہ سے ہو فروکش ہوئے
اور میرزا کا داب یہ تھا کہ حضرت کو لشکرگاہ مین اپنے نزدیک اترواتے تھے کہ مجمع اور جماو بہت بڑا ہو ایسا نہو
کہ کوئی گستاخ نسبت خدام اور ملازمان حضرت کے بے ادبی کرے حضرت ایک روز بہت خفا ہوئے اور میرزا
سلطان احمد سے کہا کہ مجھے کسو اسطے لائے ہو مین خود مرد جنگ نہین ہون اگر جنگ کرتے ہو تو مجھے کسو اسطے
لائے اور اگر صلح کرتے ہو تو تاخیر کا سبب کیا ہو مجھے آیندہ اسکی مجال نہین ہو کہ تمھارے لشکرون مین رہون میرزا
سلطان احمد نے فرمایا کہ ہمکو کیا اختیار ہو کہ اس سے سوا ملازمان والا ہین جو صلاح اور صواب دید حضرت کا
ہو ہمکو اسکی فرمانبرداری بین چارہ نہین ہو حضرت سوار ہوئے ایک جماعت بموجب اشارت ہمراہ گئی اور
فقیر ملازمت مین تھا [illegible] حضرت متوجہ میرزا عمر شیخ اور سلطان محمود خان کے ہوئے
انھون نے سنا کہ حضرت آتے ہین آدھی راہ سے استقبال کو آئے پھر باہم ملکر شاہرخیہ کو گئے اُس ملاقات مین

حضرت نے التفات حد سے زیادہ سلطان محمود خان پر کیا اور اکثر اوقات خطاب مین اسکی طرف متوجہ تھے پھر امر صلح کو مقرر کیا اور اُسکی کیفیت کو اسطور سے قرار دیا کہ دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابلہ صف باندھے کھڑے ہوون اور اُن دو صف کے درمیان ایک شامیانہ نصب کرین اور دونون طرف سے بزرگ کنتی کے آدمی آوین اور سلاطین شامیانہ کے سایہ مین نشست کرین اور حضرت انکے باہم صلح کرادین اور قول قرار کرین آخیر وقت دن کے حضرت نے مراجعت کی اور آثار قدرت حضرت کے سلطان محمود خان مین دیکھے جاتے تھے علے الصباح سلطان احمد میرزا کا کل لشکر سوار ہوا مقرر یہ کہ جلتہ نہ پہنین اور سب ہتھیار اپنے لگائین اور موضع تل تھقہ مین پھولون کے آتے ہی پہنین حضرت پھر شاہرخیہ آئے تاکہ سلطان محمود خان اور عمر شیخ میرزا کو اپنے ساتھ لاوین سلطان محمود خان جلد نکل آیا لیکن میرزا عمر شیخ بہت دیر مین نکلے حضرت نے فقیر کو میرزا سلطان احمد کے دروازہ پر بھیجا کہ عرض کر میرزا عمر شیخ تاخیر سے نکلتا ہی تم بھی مستعد رہو تم پر اعتماد کرسکے ایسا نہو کہ احتیاط نہ کی ہو کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اعقل توکل مصرع با توکل زانوی اشتر بہ بند + ترجمہ رسی باندھ توکل کر۔ توکل کے ساتھ اونٹ کا زانو باندھ فقیر میرزا کے پاس گیا اور عرض کیا یہ بھی اپنے لشکر کو آراستہ کرکے حضرت کیطرف متوجہ ہوئے ایک گھڑی دو مین لشکرون نے بالکل ایک دوسرے کے مقابل صف باندھی جلتہ کے سوا اور سب ہتھیار اپنے بدن پر لگائے حضرت اپنے اصحاب اور موالی کے ساتھ اُن دونون لشکرون کے بیچ مین تھے اور شامیانے کے نصب کرنے مین گفت و شنود بہت سی ہوئی ہر فریق کہتے تھے اُس طرف کو نزدیک ہی اس نزاع کو طول ہوا یہانتک کہ حضرت نے ظہر کا وضو اُن دونون لشکر کے درمیان کیا بعد ازان فقیر سے کہا کہ سلطان احمد میرزا کے پاس جاکر کہو کہ مین اکیلا ہون اور ضعف پیری بھی ہی یہ سب ہتھیار تمھارے لڑائی کے اپنی پشت پر مین نے اُٹھائے ہین کہ تم باہم نہ لڑو انتہا کی یہی قوت ہی دوسری طاقت نہین اگر ہمارا اعتقاد تمکو ہی تو تم اختیار دو کہ شامیانہ کو جہان وہ چاہئین کھڑا کرین جب حضرت کا پیغام مین نے پہونچایا میرزا سلطان احمد نے فرمایا کہ چھوڑ دو تاکہ جہان وہ لوگ چاہین شامیانہ نصب کرین کہ مجھے حضرت کے سوا بھروسا نہین ہی ایک معین جگہ مین شامیانہ کھڑا کیا میرزا سلطان احمد اپنے خواص کی ایک جماعت کے ساتھ بقدر معین آئے اور شامیانہ کے پاس بیٹھے بعد ازان حضرت گئے اور سلطان محمود خان اور میرزا عمر شیخ کو لائے اور وہ بھی ایک جماعت معین کے ساتھ بقدر مردم میرزا سلطان احمد کے آئے جب شامیانہ کے نزدیک پہونچے اُتر پڑے میرزا سلطان احمد شامیانہ کے نزدیک سے اپنے خواص کے ساتھ استقبال کو آگے بڑھے حضرت اول سلطان محمود خان کو آگے لائے اور میرزا سلطان احمد سے معانقہ کرایا اور انھین سے ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا بعد ازان میرزا عمر شیخ کو آگے لائے میرزا عمر شیخ بھائی کا ہاتھ پکڑ کے منھ کو ملتا تھا اور روتا تھا

اور میرزا سلطان احمد کہ بڑا بھائی تھا اُسکی گردن کو بوسہ دیتا تھا اور دونون روتے تھے اور یہ حال دیکھکر
سب پر گریہ غالب آیا اور اُس مجمع مین ایک عجب شور شغب اُٹھا اُسکے بعد شامیانہ کے نیچے بیٹھے
اور ایسی مجلس باہیبت تھی کہ مین نے نہایت دہشت سے دسترخوان کو اُلٹا بچھایا اور وہ دو لشکر سوار
اسپر منتظر کھڑے تھے کہ اگر کوئی صورت دوسری ہو تو ٹوٹ پڑین اور آپسمین لڑین کھانا ہم ملکے جب
کھانے سے فراغت ہوئی قول قرار کیا اور صلح باہم ہو گئی حضرت نے تاشکند کو میرزا سلطان احمد
سے خان کے واسطے لیا اور عہدنامہ فقیر نے لکھا فاتحہ پڑھی اور اُٹھے راقم الحروف نے بعض مخدومون
سے سنا کہ اُسوقت کہ حضرت نے اُن تین بادشاہون کو ایک شامیانہ کے نیچے باہم بٹھلایا حضرت کے
اصحاب سے ایک صاحب اُس معرکہ مین لحظہ بھر آپ سے غائب ہوئے اُس غیبت مین اُنپر
منکشف ہوا کہ ایک میدان وسیع ہی جسمین تین شتر مست ہین مُنہ کھولے ہوئے ایک دوسرے کا
قصد رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ زخم دندان سے ایک دوسرے کو زخمی کرین اور حضرت اُس میدان
مین کھڑے ہین اور تینون مست اونٹون کی مہار ہاتھ پر لپٹی ہی اور اُنکو لڑنے نہین دیتے خدمت مولانا
محمد خان نے لکھا ہی کہ اُس روز تمام خلق خاص و عام حضرت کے تصرف سے حیرتناک اور مدہوش تھی اور یکدل
اور یکزبان ہوکر کہتی تھی کہ کمال تصرف اور قوت ولایت یہی ہی کہ جو حضرت سے ظہور مین آیا کہ ایک لاکھ
مرد جنگی اس طرح پر تھے کہ ایک دوسرے سے لڑنے ہلاک کرتے حضرت کی برکت قدم شریف اور یمن انفاس
مبارک سے ایک ساعت مین وہ تمام نزاع اور دشمنی اور کدورت دلون سے باہر ہوئی اس طرح کہ
کسی دل مین نشان اُس صفت کا نرہا اور اس امر عظیم کا مشاہدہ سب کے یقین کا حضرت کی نسبت سبب
ہوا بعد ازان کہ یہ معاملہ ہو چکا حضرت نے سلطان محمود خان سے کہا کہ تم تاشکند جاؤ کہ ہم بھی دوسری
راہ سے آئینگے اور اُن تینون لشکر کے درمیان سے اصحاب و خدام کے ساتھ نکلکر سمرقند متوجہ ہوئے
راستہ مین فقیر کی طرف رخ کرکے فرمایا ہمارے ان کامون کو تو کیا کہتا ہی اس واقعہ کو ہر آئینہ لکھنا
چاہیے یعنے ایک تاریخی واقعہ ہی ۔ خدمت مولانا نجم الدین علیہ الرحمۃ کہ ایک بزرگ خدام اور کارگزاران
حضرت سے تھے اور اکثر اوقات تجارت کے کام مین رہا کرتے اور بہت سرمایہ اُسمین لگا رکھا تھا اُنھون نے
حکایت کی کہ ایکبار بڑی جماعت کے ساتھ دیار طرفان ہم جاتے تھے جو سرحدی شہر ملک خطا کا ہی اور
طائفہ قلماق پر ہمارا گذر ہوا اچانک سو مرد کے قریب بڑے جرار جلیتہ پوش ہتھیار بند نے ہمارا راستہ روکا
قافلہ کے لوگون نے جبکہ اُس گروہ پرانبوہ کو دیکھا تھکے تھکے رہگئے اور خواری پر دل نہاد ہوئے اور قتل اور قید
ہونے پر تیار ہوئے اس محل مین میری خاطر مین آیا کہ لڑائی سے ہاتھ باز رکھنا اور حضرت کے سلامت

اور مال کو رہزنون کے لیے چھوڑ دینا اخلاص و ارادت اور مردانگی اور فتوت کے طریق سے نہایت بعید ہو کوئی بات اس سے بہتر نہین ہو کہ حضرت کے مال پر ہم مارے جائین کہ یہ موجب سرخروئی دنیا و آخرت ہو اسکے بعد اللہ توجہ تام کا حضرت کی خدمت مین کیا اور میان سے تلوارین نے کھینچی پھر مین نے اپنے تئین نہ دیکھا دیکھا مین نے کہ سب حضرت ہی حضرت ہین اسقدر مین جانتا ہون کہ مجھمین اور میرے گھوڑے مین ایک عجیب کیفیت اور عظیم قوت پیدا ہوئی بے اختیار اُس گروہ پر مین دوڑ گیا اور تلوار چلاتا تھا اور سر اور ہاتھ گراتا تھا کام اُس حد کو پہونچا تھا کہ اُس گروہ نے کاروان کو چھوڑ دیا اور سب نے فرار کیا قافلہ کے لوگ میری جرارت اور شجاعت سے متحیر اور متعجب ہوسکے اور میرا تعجب اور تحیر اُنسے زیادہ تھا کسواسطے کہ ہرگز مثل اس صورت کے نہین پیش آئی تھی اور کسی وقت مین نے لڑائی نہین کی اور کوئی معرکہ نہ دیکھا تھا یقین کیا مین نے کہ وہ حضرت کا تصرف تھا کہ میری بغیر قوت کے مجھسے ظاہر ہوا جب مین سفر سے واپس آیا اور حضرت کی ملازمت مین پہنچا اول بات جو آپ نے فرمائی یہ تھی کہ جس کمزور آدمی کو دشمن قوی سے کام پڑے تو جب صدق اور یقین کے ساتھ اپنی قوت سے باہر آوے البتہ ایک حول اور قوت سے تائید کیا جاتا ہو کہ اُس سے دشمنان دین و ملت پر غلبہ کر سکے۔ خواجہ مصطفا رومی ایک تاجر حضرت کے کارندون مین سے تھا۔ ایک دن بخارا سے سمرقند کو چلا تھا اور شہر سبز کی راہ سے گیا وہان میرک حسن سے کہ دیوان میرزا سلطان احمد کا تھا ملا میرک حسن نے کہا کہ خواجہ مصطفےٰ تو ایک مرد سادہ لوح اور بے تکلف ہو ایک بات میری ہو تو حضرت سے عرض کر سکتا ہو اُسنے کہا ہان کر سکتا ہون ایک نے اصحاب بزرگ سے نقل کی کہ مین حضرت کی مجلس مین حاضر تھا کہ خواجہ مصطفےٰ رومی شہر سبز کی جانب سے آیا اور حضرت سے عرض کیا کہ میر حسن دیوان نے ایک سخن کہا اور اصرار کیا کہ یہ سخن حضرت سے عرض کر دینا حضرت نے فرمایا کہ کہو کہا میر حسن کہتا ہو کہ میرزا سلطان احمد کے پاس تھوڑی ہی جگہ رہی ہو حضرت خواجہ عنایت فرما کر اُسے بھی لیلین اور ہمین خلاص کرین اس بات کے سنتے ہی حضرت بہت بگڑے اور غضب آمیز مستولی ہوا چنانچہ ریش مبارک کے بال حضرت کے سیدھے کھڑے ہو گئے دست مبارک پر پھیرا اور فرمایا کہ وہ کتا مجھے قصابی کا حکم دیتا ہو اور نہایت تغیر اور غضب سے فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور گھر مین گئے جو منادیم کہ حاضر تھے اُنھون نے خواجہ مصطفےٰ کو اس پیغام کے ... پر ملامت کی چودہ روز کے بعد میرک حسن کو ایک واقعہ پیش آیا کہ میرزا سلطان احمد اُسپر خفا ہوا اور فرمایا کہ زندہ اُسکی کھال کھینچین۔ ایک بار حضرت قرشی جاتے تھے عربی قراحمدنام کہ حضرت کے اونٹ اُسکی حفاظت مین رہتے تھے راستہ مین پہونچا اور بہت فریاد کی اور رویا کہ سید احمد ساردہ کہ داروغہ عرب تھا اُسنے مجھے بہت دکھ دیا حضرت اُسکے درد دل سے بہت متاثر اور متغیر ہوگئے

مگر کچھ نفرمایا جب سمرقند کی طرف پھرے کوچہ ملک مین سید احمد سارد ایک جماعت امرا کے ساتھ حضرت کے
استقبال کو آیا بعد از ملاقات کے بات مین مشغول ہوئے کہتے تیز ہوئے اور سید احمد کیطرف متوجہ
ہوکر فرمایا تو ہمارے آدمی کو مار پیٹ کر ایذا دیتا ہے بارے یقین کر کہ مین بھی مار پیٹ کرنے کو خوب جانتا ہون
اُسدن سے ڈر کہ ہم بھی تیری نسبت اس طریق سے پیش آئین اور خفگی سے اُنکو رخصت کیا عصر کا وقت
آچکا تھا نماز ادا کی اور صبح تک کسی سے کوئی بات نہ کہی اور کسیکو اسکی مجال نہ تھی کہ آپ سے بات کرے اُسی
ہفتہ مین سید احمد سارد بیمار ہوا اور مرض مین شدت ہوئی آدمی میرزا سلطان احمد کے پاس بھیجا کہ
میرا مرض حضرت کی طرف سے ہے جو مجھپر وہ غصہ ہوئے ہین سبب ایک بے ادبی ہے کہ مجھسے نسبت بعضے خدام کے ہوئی
میرزا کرم کرین اور حضرت سے میری سفارش کرین چند بار میرزا درویش امین کہ مقربان میرزا اور مخلصان
حضرت سے تھا میرزا کی طرف سے پیغام لایا اور التفات کی درخواست سید احمد کی نسبت کی اور اُسکی طرف
عفو چاہی حضرت نے تغافل کیا اور ہرگز التفات نہ کی میرزا نے الحاح حد سے گذرانی اور فرمایا سید احمد
میرے کام کا آدمی ہے ضرور عنایت فرماکے اُسکی تقصیر سے درگذرین اور معاف کرین جب مبالغہ حد سے گذرا حضرت
نے فرمایا عجب کام ہے کہ میرزا سید احمد مردہ کی مجھسے سفارش کرتے ہین مین عیسی مجرد نہین ہون کہ مردہ کو زندہ
کرسکے بعد از ان فرمایا کہ ہرگاہ خاطر میرزا کی خواہش ہے اُسکی عیادت ہم کرینگے اور سوار ہوئے جب دروازہ پر پہونچے
سید احمد کا تابوت سامنے آیا وہین سے پلٹ گئے نقل کی کہ میرزا سلطان احمد نے حضرت کی درخواست پر
محصول سمرقند کا معاف کردیا تھا ایک مدت بعد پھر ایک جماعت نے محصلان سے جنھون نے پہلے زمانہ
مین اُس راہ سے فائدے اُٹھائے تھے اتفاق کرکے محصول لینے لگے اور دہ بارہ آدمی تھے جنھون نے
مکر اور حیلون سے میرزا کو دھوکا دیا تھا اور امرا سے وعدہ رشوتون کا کیا اور اسپر آمادہ کیا کہ وہ بدعت پھر
از سرِ نو کرین یہ خبر حضرت کو پہونچی تیز ہوکر فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرہ نے ایک مدت
جلادی کی ہے ہم بھی اُنکے شاگردون سے ہین ہم دیکھین کہ کسکو فائدہ کریگا بعضے مجرمون نے اُسیوقت
حضرت کی مجلس سے نکلکر وہ بات میرزا سلطان احمد کے کان تک پہونچائی ڈرا اور اُس ارادہ کو خاطر سے
دور کیا اور اُسی دن یہ خبر ایک کو ان بارہ محصلان سے پہونچی وہ عقیل آدمی تھا فی الحال اُس نیت سے باز آیا
اور اُس عمل سے توبہ کی اور حق سبحانہ کی طرف رجوع کی اور اُس شب مین گیارہ آدمی مرگئے اور صبح کو
گیارہ تابوت محصلان کے شہر سے باہر نکلے شیخ ابو سعید آبہیزی نے جسکا ذکر پہلے مقصد کی فصل اول مین
ہوچکا ہے نقل فرمائی ہے کہ ایکبار حضرت ابتدا احوال اور عنفوان شباب مین ہمارے پاس آئے تھے اور ہم سب
فرزند اور متعلقان ہمیت حضرت کی خدمت مین مشغول تھے اور حضرت سے آثار جذبات اور احوال عجز

مشاہدہ کرتے تھے اور ملاحظہ آثار اور احوال کا ہمارے عقیدہ کو زیادہ کرتا تھا اتفاقاً ایک دن میرا بڑا بھائی روتا ہوا
گھر مین باہر سے آیا کہ اسد جو سے بال کے بیٹے نے مجھے تکلیف دی اور حد سے مجھے چھیڑا اس اثنا مین ہماری والدہ
نے بڑے اضطراب سے اور زاری اور عاجزی بے حد کے ساتھ حضرت سے درخواست کی کہ میرے فرزند کے لیے
خاطر مصروف کرو کہ یہ شخص ایک مرد نہایت فاسق اور ظالم ہے اور بہت فقیر اس سے دکھ پاتے ہین ایسا معلوم
ہوا کہ حضرت اضطراب والدہ سے متاثر ہوئے عصر کا وقت تھا فوراً نماز کو اٹھے جب نماز پڑھ چکے کہا کہ یہ کتا
ہماری نماز مین آیا ہمنے اسکا کام کر دیا تھوڑے عرصہ مین اس شخص نے کسی سے نزاع کی تھی اس نے خوب پیٹا
کیونکہ ہم فقیر آبا و اجداد کے وقت سے حضرت کے اور حضرت کے آباء کرام کے مرید مخلص تھے ہمارے گھر آیا
کرتے تھے دوسری بار جو تشریف لائے میری والدہ نے آپ سے عرض کی کہ آپ کی ہمت عالی کی برکت سے ہمارے
دشمن نے بہت ادب پایا حضرت نے فرمایا کہ جتنا جو ہمارا اسکا کام کیا یہ نہین ہے بلکہ وہ ابھی درپیش ہے
چند روز بعد بادشاہ وقت کے حکم سے گھوڑے کی دم مین اسے باندھکر ہلاک کر ڈالا پھر اسکے ٹکڑے بدن کے
جمع کرکے جلا دیے حضرت کے جملہ مخلصان سے ایک عزیز نے نقل کی کہ ایکدن ایک دولتمند آدمی کہ میرے
اور اسکے درمیان سابقہ تھا مجھے گھر لیگیا راستہ مین اسنے حضرت کی غیبت کی اور اسمین مبالغہ کیا مین بہت
متالم اور غمگین ہوا اور الٹے پھرنے کی مجال نہ تھی کہ مجھے بڑے اصرار سے لیے جاتا تھا جب ہم اسکے مکان مین
بیٹھے اور کھانا لایا اور کراہیت سے ہاتھ بڑھایا اور وہ کھانا نکھا سکا کہ اسیوقت اسکے گلے مین ورم ہوگیا تھا
اور ہر دم بڑھتا تھا اب نوبت یہان تک پہونچی کہ مطلقاً اسکے گلے تلے کوئی چیز نہ اتری اور اسی عارضہ مین ایک
ہفتہ بعد مرگیا۔ شیخ زادہ الیاس عشقی حضرت کے ابتداء ظہور مین ولایت سمرقند کے اندر شیخ اور مقتدا
ایک جماعت کا تھا اور کوہ نور مین جو سمرقند کے نواح مین ہے ایک لنگر جاری کر رکھا تھا اور ذکر جہر کرتا تھا وہ
شیخ خدائے قلی کا پوتا تھا اور وہ مرید شیخ ابو الحسن عشقی کا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کے زمانہ مین
شیخ اور حلقہ سلسلہ عشقیہ کا تھا ایک روز حضرت جنگل مین جاتے تھے اور دیکھا کہ ایک گروہ کاشتکارون کا
کھلیان وان رہے تھے اور بھوسہ سے دانہ الگ کر رہے تھے پوچھا کہ یہ کسکا کھلیان ہے کہا شیخ زادہ الیاس کا
حضرت گھوڑے سے اترے اور چک یعنی جیسی کہ پنج شاخہ لکڑی ہوتی ہے لیکر اور تھوڑا بھوسہ دانہ سے الگ کیا
زان بعد سوار ہو کر چلے گئے یہ خبر شیخ زادہ کو پہونچی نہایت بگڑا اور ناراض ہوکر کہا کہ خواجہ نے ہمارا
کھلیان برباد کر دیا اور اس درمیان مین اس سے بے ادبی ہوئی اور اسکا سلسلہ شکست ہوگیا خدمت مولانا
محمد قاضی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ مولانا شیخ محمد کشی شیخ زادہ الیاس سے متعرض ہوئے اس جہت سے کہ شیخ زادہ
ذکر جہر کہتا تھا انکے درمیان سخن کو طول ہوا آخر کوت کی ایک جماعت ولایت کش کی جو شیخ زادہ کی مرید تھی

مولانا شیخ محمد سے خصومت کرنے لگی اسکا وہم ہوا کہ مولانا شیخ محمد کو مار ڈالینگے حضرت نے اسوجہ سے کہ ایسا نہو کہ
اُن ترکون سے اچانک ضرر مولانا شیخ محمد کو پہونچے فی الجملہ مولانا شیخ محمد سے اظہار میل اور رغبت کا فرمایا اور
اسکے سوا غرض نہ تھی کہ انکا ضرر مولانا شیخ محمد کو نہ پہونچے ایک جماعت نے اس بات کو شیخ زادہ سے دوسری
طرح ظاہر کیا اور ایسا سمجھایا کہ شاید حضرت کو شیخ زادہ سے کینہ خاطر مین ہے شیخ زادہ نے بے تامل امیر درویش محمد ترخان کو
خط لکھ بھیجا اور حضرت سے تعرض کیا اور کہا کہ دین اور ملت مین یہ کیا سستی آگئی کہ شیخ جو سوداگری اور
دہقانی اور زراعت اُسکی شریعت مستقیم کے قاعدہ پر نہین ہے تمھارے باطن مین اسکی یہ سب وقعت ہوا کہ
اُسکی بات تم لوگون مین اسقدر دل اور موثر ہوا انجا کہ امیر درویش محمد ترخان کا عقیدہ حضرت کے ساتھ تھا
اُس خط کو پوشیدہ نرکھ سکا حضرت کے آگے لایا ایک دن یہ فقیر حضرت کی ملازمت مین تھا فرمایا کہ شیخ زادہ
الیاس کی کتابت تونے دیکھی کہ کیا لکھا ہے ہماری نسبت اور جو لکھا تھا بیان کیا اور اُس بیان کے درمیان
تند ہوئے اور فرمایا کہ اے شیخ زادہ جس دن سے کہ مین ظاہر ہوا ہون کتنے شیخ اور مولا میرے پانون تلے
چیونٹی کے مثال پس چکے ہین جسکا حساب خدا ہی کو معلوم ہے یہ شیخزادہ فقیر کیا کہتا ہے وہ شریعت نہین
جانتا ہم جانتے ہین۔ تھوڑے ایام مین وبا شیخ کے لشکر مین پڑی اور اُسکے بعضے فرزند اور آدمی اُسکے
سامنے مر گئے اور سب کے پیچھے شیخ زادہ بھی مرگیا۔ قاضی ابو منصور تاشکندی سے منقول ہے کہ اُسنے کہا ابتدائے
ظہور حضرت کے زمانہ مین بہت مشایخ تاشکند مین تھے جو خلق اللہ کو ہدایت کرتے تھے رفتہ رفتہ نیست اور نابود ہوگئے
اُس حسد اور دشمنی کے باعث کہ حضرت سے رکھتے تھے جب کہ حضرت باغستان سے تاشکند مین سکونت کی نیت سے
آئے اور تصرف آغاز کیا تاشکند مین ایک شیخ تھا کہ اُس ملک کا مقتدا تھا اور علوم ظاہر اور علوم صوفیہ کا عالم اور اسکے
مریدیت تھے چنانچہ پچاس آدمی کو اپنے اصحاب سے اجازت ارشاد کی دی تھی جب اُسنے دیکھا کہ حضرت مستعد
لوگون کے جذب مین مشغول ہوئے غیرت اُسے آئی ایک دن حضرت کی مجلس مین آیا اس قصد سے کہ کچھ تصرف
اور تعرض کرے جب بیٹھا تو متوجہ حضرت کا ہوا اور آنکھین حضرت مین گاڑین اور اپنی ہمت کے ساتھ شیخ
درپے ہوا کہ یار حضرت کے حوالہ کرے اور حضرت بھی اُسکی توجہ کے دفع مین مشغول ہوئے اور ایک ساعت بعد
سر مبارک اُٹھایا اور دست راست آستین سے باہر کیا اور رومال آگے رکھا تھا اُٹھایا اور اُسکے منھ پر مارا
اور کہا کیا صحبت ایسے دیوانہ مسلوب العقل کے ساتھ رکھون کہ اُسکی خاطر مین کوئی معلوم نہین رہتا پھر اُٹھکے
اور چلے گئے جب حضرت نے یہ عمل کیا اور وہ سخن کہا اور اُٹھے شیخ نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش لوٹا تھوڑی دیر
بعد آپے مین آیا اور جلد اُٹھا اور آنکے مکان سے باہر گیا اور اُسکے دماغ مین ایک تشویش اور سودا پیدا
ہوا اور دوسرے دن معلومات اُسکی سب فراموش ہوگئین اور ایسا ضائع اور ابتر ہوا کہ ننگا بازار مین

پھیرا کرتا اور اپنے تن بدن کا اُسے ہوش نہ تھا کبھی راستہ میں نسبت کو دیکھنا دور تک پیچھے دوڑتا اور ہرگز التفات کے ساتھ فائض ہوتا خواجہ مولانا داماد خواجہ عصام الدین کہ شیخ الاسلام سمرقند میں تھا ہمیشہ حضرت کی غیبت کرتا اور آپ کی نسبت تہمت اور اہانت کے درپے ہوتا ایک دن خلوت میں اپنے خواص سے پریشان باتیں کہہ رہا تھا انہیں سے ایک نے کہا اگر خواجہ ولی نہیں لیکن صاحب دولت خود ہیں اتنا مبالغہ کیوں کیجیے تو خواجہ مولانا نے کہا تو سچ کہتا ہے میں بھی جانتا ہوں مگر کیا کروں کہ نفس نہیں چھوڑتا اور طلب جاہ و ریاست کے تقاضا سے اس امر میں ناچار ہوں خدمت مولانا محمد قاضی نے لکھا ہے کہ حضرت فرماتے تھے کہ بعد اسکے کہ میرزا سلطان ابوسعید کے وفات کی خبر آئی ایک راستہ میں خواجہ مولانا سامنے آیا اور منہ ہمسے پھیر کر کہا خواجہ سلام علیک اور مطلقاً نہ ٹھہرا اور اپنے گھوڑے کو تیز ہانکا جاتا تھا حالانکہ ایک دن پہلے اس خبر سے راستہ میں ملا اور نصف فرسنگ تک ہی کیقدر ہمارے ساتھ پیدل ہی آکے اسے رخصت کیا آج معلوم ہوا کہ وہ اسکا کام کی فکر میں ہے چند روز بعد ظاہر ہوا کہ خواجہ مولانا نے امرا کے ساتھ اتفاق کیا ہے کہ پھر کبھی ہمارے گھر نہ آئیں اور بات ہماری نہ سنیں اور اعتبار نہ کریں اور فرمایا کہ میں فتوی دیتا ہوں کہ سب مال خواجہ کا لے سکتے ہیں اور اس اتفاق میں میر عبد العلی ترخان موجود تھا اور مجلس کے آخر میں پہونچا امیر درویش محمد ترخان نے کہا کہ ہمنے اتفاق کیا ہے تم دانشمند ہو چاہیے کہ تم بھی متفق ہو امیر عبد العلی نے کہا سب باتوں میں تمہارا تابع ہوں بڑے بھائی ہو جس بات پر تم ہو اسپر میں ہوں اسکے بعد پوچھا کہ تمنے کس بات میں اتفاق کیا ہے امیر درویش محمد نے قصہ خواجہ مولانا کی تدبیر اور اُسکے ساتھ امرا کے اتفاق کا شرح بیان کیا امیر عبد العلی نے سر جھکایا اور تامل کیا تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا اور کہا کہ تمنے اس معاملہ میں غلطی کی ہے اسواسطے کہ یہ عزیز ہمارے تمہارے اعتبار سے معتبر نہیں ہوا ہے بلکہ معتبر حقیقی حق سبحانہ کے اعتبار سے معتبر ہوا کل اُسکی ایک جہت سے ہم سب پست ہو جائینگے اور بجز شرمندگی اور خجالت کے اور کچھ نہ ہوگا جانے رہو کہ میں اس امر میں تمہارے ساتھ متفق نہیں ہوں اور اس مخالفت سے جو کچھ کرو مجھے پہونچے قبول ہے خدمت مولانا علی عزان کہتے تھے کہ خواجہ مولانا کے اتفاق با امرا کے بعد میں اُسکی ملاقات کو گیا کہنے لگا خوب آئے کہ اس شیخ گنوار کی ملاقات کو ہم جاتے ہیں دیکھنا کہ میں آج اسکے ساتھ کیا کرتا ہوں مولانا علے نے فرمایا کہ مجھے حضرت سے بڑا اعتقاد تھا اُسکی اس بات سے میں غمگین ہوا ہر چند میں نے سعی کی کہ مجھے رخصت کر دے نکیا اور کہا تمہارے سامنے جو کچھ کرتا ہوں کرونگا یہ بات دیکھکر قریب تھا کہ میں آپے سے باہر ہوں مگر ساتھ جانا پڑا اُس روز حضرت خواجہ ماترید میں تھے ماترید کو چلے اور میں ناچار ساتھ ہوا اور حق سبحانہ سے بکمال تضرع و زاری چاہتا تھا کہ جیسے وہاں کہ وہ چاہتا ہے میں نہ دیکھوں اور نہ سنوں جب ماترید میں ہم پہونچے حضرت خواجہ گنبد میں بیٹھے تھے ...

کیا جب ہم پہنچے حضرت خواجہ خود ہمارے واسطے گھر مین گئے اور جو کھانا موجود تھا باہر لاکر اپنے دست مبارک سے مولانا کے سامنے رکھا جب وہ کھانے لگا اور چاہتا تھا کہ حضرت کی نسبت کچھ کہے لب و دہن سنبھالے تھے کہ ناگاہ کوئی دوڑتا آیا کہ میرزا اور امرا آتے ہین حالانکہ خود اُن لوگون سے عہد کیا تھا اور قرار دیا تھا کہ پھر کبھی حضرت خواجہ کے یہان نہ جائینگے یہ کیا جانین کہ وہ کس لیے حضرت کے پاس آیا ہی اس صورت سے وہ فکرمند ہوا جب حضرت میرزا اور امرا کے استقبال کو باہر آئے خواجہ مولانا اور مین چار دیواری کے ایک دیوار سے باہر کیطرف پھاندپڑے تاکہ اُمرا و میرزا ہمین نہ دیکھین اور مین نے اس حالت مین حق سبحانہ کا شکر کیا کہ خیر اُسکی بیہودہ باتین مین نے نہین سُنی دونون کپڑے اور ڈاڑھی خاک آلودہ نیچے دیوار کے بیٹھے جب تک کہ ہمارے گھوڑے اُسطرف سے لائے گئے کھسیاتے اور لجاتے ہوئے سوار ہوا اور مین بھی بھاگا اور ہر ایک ایک جانب کو چلا گیا۔ ازان بعد میرزا اور امرا بدستور سابق بلکہ پہلے سے زیادہ حضرت کی خدمت مین آنے لگے اور میر عبد العلی ترخان کی راے صائب ان تحج ہوئی ایک دن خواجہ مولانا کی مجلس مین حضرت کا ذکر ہو رہا تھا خواجہ مولانا نے بے ادبی سے کہا اس گوبریلے کیڑے کا ذکر نکرو کہ اُسکی سراسر ہمت اسطرف ہی کہ دنیا جمع کرے یہ بات حضرت سے عرض ہوئی حضرت نے فرمایا کہ گوبریلے کیڑے کی موت مرے۔ مولانا معروف ولد خواجہ محمد جراح نے کہا مین ہرات مین تھا کہ خواجہ مولانا ہرات مین آیا کسواسطے کہ سمرقند مین نرہیگا بزرگان ہرات ایک دوبار اُسکی ملاقات کو آئے دیکھا کہ بہت پریشان اور بیہودہ باتین کہتا ہی پھر کوئی اُسکے لیے کم آیا آخر کو امیر چقماق کے مدرسہ مین جاکر رہا جو کوئی اُسکے پاس آیا کہتا تھا کہ یہ آوارگی جو میرے اوپر آئی اُس شیخ کی کرامات کا گمان نکرو۔ ایک دن کسی نے اُس سے کہا خواجہ تم شیخ الاسلام حاکم اور صاحب اختیار خطۂ سمرقند کے تھے اور باپ اُسکے وقت سے خلق کے مرجع و مآب اور عزیز مکرم اور ولایت ماوراء النہر کے خاص و عام سب تابع اور تمھارے خادم تھے بے سبب اخیر عمر مین غریب خستہ بیگانہ شہر ان تھے گرد تمام ذلت اور رسوائی کے ساتھ پھرتے ہو اور کسیکی خاطر کو تمھاری طرف میل نہین تو یہ بات بجز کرامات اُس بزرگوار کے کیا ہو سکتی ہی آخر کو اُسے ایک مرض لاحق ہوا اور اُس مرض مین اپنے آپ ایک مسہل لیا اور مین کبھی کبھی اُس مرض مین اُسکے پاس جاتا ایک دن گیا تو دیکھا کہ نجاست مین بیٹھا ہی اور نجاست مین ہاتھ ڈالتا اور ہاتھ سونگھتا ہی اور اُسکی بو سے خوش ہوتا ہی اور کہتا ہی ای مولانا معروف مسہل کیا خوب چیز ہی اور کبھی نجاست غلیظ سے گولیان بناتا اور اُس سے کھیلا کرتا اور اُس بیماری مین خوشبویات اور عطریات سے بہت متنفر اور محترز ہوتا اس اثنا مین مجھے حضرت کی وہ بات یاد آئی کہ فرمایا تھا کہ گوبریلے کیڑے کی موت مرے اور الحق ایسا ہی ہوا آخر کو اُس اسہال کی نوبت مرض سحج کو پہونچی جو آنتون کی خراش سے ہوتا ہی اور آنتین اُسکی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اُتر ین اور نجاست کے اندر مر گیا۔ یہ بھی خدمت مولانا محمد نے لکھا ہی کہ جس روز مولانا قریب مرگ تھا

مولانا محمد معانی اُسکے دیکھنے کو آئے آنکھ کھولی اور کہا کہ مولانا تم سے میری درخواست ہے کہ اگر کسی دن حضرت خواجہ کی ملازمت مین جاؤ میری تقصیرات کا عذر کرو کہ جو ہمنے کیا وہ نفس و ہوا کے تقاضے سے کیا اور اب سے ہمنے بازگشت کی عنایت اور کرم سے معاف کرو اور معذور رکھو اور اس بات پر جان نکلنے مین نے یہ بات اچھے محل پر حضرت تک پہونچائی بہت اسکا اثر ہوا اور ایسا پایا گیا کہ اُسکے گناہ سے بالکل درگذرے اور عفو کیا

فصل دوم خوارق عادات کے ذکر مین جو بعض بزرگ اور اہل زمان نے حضرت کی اولاد اور کامل اصحاب کے سوا نقل کیے ہین

بعض خدام سے سنا گیا کہ ایک دن حضرت مولانا سعدالدین کاشغری قدس سرہ ابتدے حال مین کہ حضرت سے رات دن صحبت اُنکی ہوتی تھی حضرت کے سامنے حسرت اور افسوس کرتے تھے کہ دریغ اس عمر بیحاصل سے کہ اس امت کے اقطاب زمان اور بزرگ اولیا کی صحبت سے دور ہو کر گذرتی ہے سعی کرنی چاہیے اور آپ کو اس گروہ کی صحبت مین پہونچانا لازم ہے کہ اُنکی برکت صحبت اور یمن ملازمت سے حضور اور جمعیت باطنی حاصل ہو اور اندرونی اعداء نفسی کے شر سے مخلصی ہو سکین — اور اس طائفہ کی آرزو اور طلب مین سخن کو طول دیا اور بہت مبالغہ فرمایا اور حضرت کو بنور فراست الٰہی معلوم ہوا تھا کہ حضرت مولانا سعدالدین نے پچھلے پہر اپنے دل مین سوچا ہے کہ مجھے کسی کی احتیاج نہین اور طریق روشن ہے کام کرنا چاہیے اور اپنے تئین تشویش دینا کیا ضرور ہے اور لوگون کے پاس نہین جانا چاہیے اور تردد کی حاجت نہین ہے — حضرت نے مولانا سعدالدین سے کہا کہ تم شب کو نہین کہتے تھے کہ آیندہ مجھے کسی کی حاجت نہین ہے اپنے کو تشویش دینی نہ چاہیے یہ سخن جو آپ اب فرماتے ہین اُس اندیشہ کی نقیض ہے جو شب کو فرماتے تھے حضرت مولانا سعدالدین کا حال حضرت کے اشراق سے کچھ اور ہو گیا اور تحقیق جانا ہے کہ حضرت کو اطلاع اور اشراق تمام ہے پھر اکثر اوقات حضرت سے کہا ہے تم سے ہو سکتا ہے کہ ہمسے ایسی صحبت رکھو اور التفات کرو کہ تمھاری مجلس مین اپنی خاطر ہم جمع پائین کیسو سے تاخیر کرتے ہو حضرت فرماتے کہ مین حضرت مولانا سعدالدین سے ایسا اختلاط کرتا تھا کہ اکثر لوگون کو یہ گمان ہوتا تھا کہ مین اُنکا مرید ہون لیکن باطن مین وہ مجھسے مدد چاہتے تھے اور وہی سخن فرماتے تھے — قاضی اندجان حضرت کے گرد بہت ہوتا اور یہ خواہش رکھتا کہ اُسے طریقہ بتلاوین اور حضرت مطلقاً التفات نہین کرتے اور اس بات پر نہ لاتے اور وہ اس وجہ سے غمگین رہتا تھا ایک روز بعضے مخلص صحبت خاص مین حضرت کے تھے اور حضرت خوش تھے کہا ہے کہ قاضی اندجان مدت سے امید کرتا ہے کہ حضرت نظر عنایت اُسپر کرین اور تعلیم طریقہ سے مشرف کرین حضرت نے فرمایا کہ جس کسی کے باطن مین ریاست اور جاہ معلوم کرتا ہون اور ایسا ہی کیون نہو کہ دس سال بعد اُسکا اثر ظاہر ہو خوش نہین آتا کہ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے

سخن اُس سے کہون بعض اصحاب فرماتے تھے ہمنے تاریخ حضرت کے سخن کی یاد رکھی جب دس برس اس
تاریخ سے گذرے حضرت نے دنیا سے رحلت کی تھی وہ قاضی ولایت اندجان مین بزرگ اور رئیس قوم ہوا اور
اُس دیار کا مرجع و مدار علیہ ہوگیا لیکن طریقہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم سے اُسکو بہرہ نہ تھا ایک طالب علم
سمرقندی کہ اپنے کو طبقۂ سالکان مین گردانتا تھا بہت روز تک حضرت کے گرد رہا تھا اور حضرت کے التفات
خاص سے ظاہرا مشرف نہین ہوا تھا چنانچہ ایک شب اس فقیر سے کہتا تھا کہ اٹھائیس سال ہوئے کہ
حضرت کے گرد ہون اور سفارشین اُٹھواتا ہون کہ ایسا ہو جو میرے اوپر عنایت فرماوین اور طریقہ بتلاوین
اور حضرت نے اس مدت مین کچھ رحم نہین کیا اور یہ بات نصیب نہین ہوئی کبھی کبھی اسپر آمادہ ہوتا ہون کہ
حضرت کے چھری ماردون یا آپ کو ہلاک کر ڈالون کو طاقت میری طاق ہوگئی ہے اور کوئی اثر حضرت کی
مہربانی کا ظاہر نہین ہوتا اُس تاریخ کے بعد کہ مجھسے یہ بات کہی حضرت کی آخر حیات تک وہ بھی اس امید مین حضرت کے
رہا اور کچھ کام نہوا اور سب اصحاب اس بات سے حیران اور متعجب تھے یہان تک کہ حضرت نے دنیا سے
رحلت کی اور حضرت کی وفات کے چند سال بعد خان اوزبک سمرقند پر مستولی ہوا اور اُس طالب علم کو
جاہ پیدا ہوا اور بعضے آدمیون سے سُنا گیا کہ وہ درپے قتل حضرت خواجہ محمد یحیی اور اُنکی اولاد بزرگوار کے ہوا
اور اسمین بڑی کوشش کی اُس حادثۂ عظیم کے وقوع سے اصحاب کو ظاہر ہوا کہ حضرت کی بے التفاتی کا سبب
انحراف اُسکے باطن کا تھا کہ چالیس سال پیشتر اُس سے حضرت پر ظاہر ہوگیا تھا۔ ایک شخص نے مخلصان سے
نقل کی ہے کہ مجھسے ایک لغزش ہوئی اور پیچھے پردۂ خجالت کے رہا اور چند روز تک حضرت کی ملازمت مین
نہ جا سکا جب اس بات کو بہت زیادہ عرصہ ہوگیا مینے اپنے دل مین کہا گناہ کرنا اور محجوب ہونا اور صحبت
اولیا کا ترک کرنا بڑے نقصان کی بات ہے جو کچھ ہوجانا چاہیے جب مین چلا بڑی شرمندگی سے فاتحہ و اخلاص
حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روح تازہ کرنے کے لیے مین نے پڑھین اور اُنکو شفیع لایا کہ مجھسے درگذر اور
معاف کرین جب حضرت کی ملازمت مین پہونچا مجھ مین نظر کی اور فرمایا کہ اگر ہمیشہ فاتحہ اور اخلاص پڑھنا
اور روح خواجہ کو تازہ کرنا میسر ہو تو بہت خوب ہے مگر فی الواقع ان چیزون سے کچھ نہین ہوتا چاہیے کہ کوئی
تمام اوقات اپنے احوال کا نگران رہے تاکہ اُس سے کوئی امر ناپسندیدہ ظاہر نہو حضرت کے کمال اشراق سے
میرا حال بدلا اور حضرت کے التفات سے پھر دوسری بار ایسی لغزش اور گناہ کے اندر مین مبتلا نہوا۔ میرزا
شاہرخ کے زمانہ مین کہ حضرت ہرات مین تھے مولانا شیخ ابو سعید مجلد کہ پیر عزیز بزرگ تھے اُسوقت مین جوان نہایت
صاحب جمال اور پاکیزہ معاش تھے اور حضرت اُنکے ساتھ التفات اور گوشۂ خاطر رکھتے تھے انھون نے حکایت
کی کہ جوانی کے ایام اور التفات حضرت کے دنون مین جیسا کہ سن شباب کا تقاضا ہے مجھے ایکبار ایک

حسین عورت سے ملاقات کا اتفاق پڑا اور وہ میرے مکان مین آئی اور مین نے چاہا کہ خلوت مین اُس سے صحبت رکھون اچانک اس اثنا مین حضرت کی آواز مین نے سُنی کہ فرمایا ہو ابوسعید یہ کیا کام تو کرتا ہی حال میرا بدل گیا اور ایک ہیبت عظیم اور خوف اور رعب قوی میرے دل پر غالب ہوا چنانچہ رعشہ میرے اعضا مین پڑا مین اُچھل پڑا اور فوراً اُس عورت کو مکان سے نکالدیا تھوڑی دیر مین حضرت پہونچے جیسے حضرت کی نظر میرے اوپر پڑی فرمایا کہ اگر نہ توفیق الٰہی تیری مددگار ہوتی شیطان تجھے ہلاک کر ڈالتا اُسی کی یہ حکایت کی ہو کہ ایکبار مجھے شراب کی ہوس ہوئی ایک رازدار سے مین نے کہا کہ جب پہر رات جائے شراب کا کوزہ میرے واسطے لانا رات کے اندھیرے مین شراب کا بھرا کوزہ لایا اور مین نے چھت کے اوپر سے دوپٹہ نیچے لٹکا دیا کہ اُس کوزہ کو اُس دوپٹہ مین باندھ دیا اور مین نے اُسے کھینچا اور کوزہ دیوار سے ٹکراتا تھا جب کوٹھے کے کنارہ پر پہونچا گرہ کھل گئی اور کوزہ گرا اور ٹوٹ گیا اور مین اُس صورت سے ملول ہوا اور سو رہا صبح اُٹھا اور پھوٹے ٹھیکرون کو اُس دیوار کے نیچے سے دور پھینکدیا اور زمین کو دھو ڈالا تاکہ شراب کی بو جاتی رہے جب دن روشن ہوا حضرت مہربانی کرکے آئے پہلی بات جو فرمائی یہ تھی کہ کوزہ جو تو اوپر کو کھینچتا تھا اُسکی آواز رات کے اندر ہمارے کان مین پہونچی اگر وہ کوزہ نہ ٹوٹتا تو ہمارا دل ٹوٹتا اور ہماری ملاقات تجھسے پھر ہوتی مین نہایت شرمندہ اور منفعل ہوا اور بہ دل انابت کی اور وہ بُرے دل کا میل حضرت کی طرف گیا مخلصان حضرت سے ایک عزیز نے نقل کی کہ جب حضرت سفر حصار اور ملازمت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ سے واپس ہوکر دوسری بار ہرات مین آئے مین راہ سے چلکر ایک مخلص کے گھر اُترے جو دروازہ ملک کے باہر رہتا اور کسب حلال مین مشغول اور خاندان خواجگان علی الخصوص حضرت کے ساتھ اُسے بڑا اخلاص تھا اور اتفاق سے اُس روز ایک گروہ دوستون کا اُسکے یہان مہمان تہا اور اُنکے ہمراہ ایک جوان نہایت صاحب جمال اپنے باپ کے ساتھ حاضر تھا کہ حسن و خوبی مین شہر کے اندر مشہور اور زبان زد پڑا ہوا تھا اور کھانا کھا چکے تھے اور دسترخوان بڑھا چکے تھے اور سیر بیابان کا ارادہ تھا جب اُس مخلص نے حضرت کو دیکھا پاؤن پر گر پڑا اور بڑی نیازمندی کی اور حد سے زیادہ تواضع بجا لایا چنانچہ مہمان لوگ حیران اور متعجب رہے مین کسواسطے کہ حضرت کو نہین پہچانا اور اُس مخلص کی موافقت سے ان لوگون نے بھی کسیقدر توجہ کی مگر وہ جوان حسن کا مغرور ہرگز جگہ سے نہ ہلا اور حضرت کیطرف کچھ التفات نکی اُس مخلص نے حکایت کی جب حضرت بیٹھے مین سامنے گیا اور زانو زمین پر ٹکائے اور کہا یارون نے ابھی کھانا کھایا ہی اور چولہا گرم ہی جو کھانا مرغوب ہو وہی پخت کراؤن قبل اسکے کہ حضرت ہان نہین کرین وہ جوان کہ سیر تماشا کا خواہش مند تھا اور چاہتا تھا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لیجائین بیادبانہ بول اُٹھا اس مرد مسافر کے لیے حاضری لے آؤ اب کھانا بڑھ چکا کسیکو فرصت کوئی چیز پکانے کی نہین ہی حضرت نے پہلے تو اُس سے غرور

[illegible]

ملاحظہ کیا اور ازان بعد یہ سخن اُس سے سنا آہستہ سے کہا چنانچہ مین نے سُنا کہ اے جوان خوش رو کہ حسن بے نہایت
مغرور ہے اگر تیرا منھ بھی اس صحبت مین سیاہ نکرو دن تو میرا گناہ ہے بس باواز بلند کہا کہ بڑی دور سے ہم آئے
ہین اور ہم بھوکے ہین اور گرم شوربا چاہیے مین اُسیوقت جھپٹا اور تھوڑا گوشت اور چاول اور چنے اور
باقی مصالحہ وغیرہ لے آیا اور اُس درمیان مین حضرت نے تھوڑا سکوت کیا اور اُس جوان کا دل اپنی
طرف کھینچا یکایک مین نے دیکھا کہ وہ جوان بیقرار ہو کر بے اختیار تمام لپکا اور حضرت کے روبرو آیا اور کہا
اگر اجازت ہو تو مین یہ خدمت بجا لاؤن فرمایا کہ کون مانع ہے مین نے دیکھا کہ چولھے کے سامنے آیا اور
آستین چڑھائین اور دامن کمر سے باندھ لیے اور مجھے چولھے کے سامنے سے معذرت کے ساتھ ہٹایا اور
آپ بیٹھا آگ جلانے لگا آگ کی گرمی سے منھ اُسکا سرخ ہو گیا اور پسینا آیا اور ہاتھ اُسکے ادھ جلی لکڑیون سے
کالے ہو چکے تھے اور کئی بار اپنے ہاتھ سے پسینا منھ اور پیشانی سے پونچھا تھا اور دونون رخسارہ اور پیشانی
اُسکی سیاہ ہو گئی باپ اور یار لوگ آفتابہ پانی کا لائے اور کہا منھ اپنا سیاہی سے دھو ڈال اُسنے ظرافت کی راہ سے کہا
النور فی السواد اور قسم کھائی کہ یہ سیاہی دور نکرون گا جبتک کہ کھانا حضرت کے سامنے نرکھون جب کھانا
حضرت کے سامنے رکھ لیا گیا اور ہاتھ منھ دھوئے اور وضو کامل کر کے آیا اور کمال ادب کے ساتھ آپ کے
سامنے بیٹھا اور کھانے مین شریک ہوا اور اُسکو حضرت کے ساتھ علاقہ محبت عظیم پیدا ہوا اور جبتک
حضرت ہرات مین رہے ہمیشہ ملازمت کرتا تھا اور حضرت بھی اُسپر نظر عنایت فرمایا کرتے ۔ حضرت کے
مخلصان سے ایک عزیز نے نقل کی کہ میری حاضری کا سبب حضرت کی خدمت مین یہ تھا کہ مین ایک لڑکی پر عاشق تھا
اور میل انتہا کو پہونچا مین بیقرار ہوا اور اس لڑکی کو مجھے نہین دیتے تھے جب حصول مراد سے عاجز ہوا اپنے دل مین
ایک فکر کی اور ایک حیلہ بنایا اور جھوٹے گواہ نکاح پر کھڑے کیے اور فکر کرتا گیا کہ قاضی کے پاس جاؤن
دعوی کرون اور گواہ اپنے پیش کرون اتفاقاً وہ قاضی حضرت کی ملازمت مین گیا تھا مین بھی حضرت کی ملازمت
مین گیا اور قاضی وہان حضرت کے پاس تھا مین نے اپنا قصہ حضرت کے سامنے پیش کیا آپ نے فرمایا کہ ہم
درخواست کرتے ہین کہ اس جھگڑے سے تو درگذر سے کہ تیری بات سے بوئے صدق نہین آتی حضرت کے
سخن سے ایک چیز میرے دل مین آئی اور مجھے متغیر کر دیا اُسیوقت مین اُس ہم سے درگذرا اور اس جماعت
کی مخاصمت قطع کر دی حضرت تاشکند کے ارادہ سے سوار ہوئے اور سواری کے وقت میری طرف
ایک نظر کی کہ آتش میرے تن بدن مین لگ گئی ہر چند چاہا کہ توقف کرون مگر نہو سکا بے اختیار فریادین
میرے دل سے نکلتی تھین پہلے تعلق کا قصہ فراموش کیا اور یہان کا تعلق جانسوز واقع ہوا ایک بڑی
بجلی گری تھی نہایت گرمی محبت سے موزے اپنے مین نے اُتار لیے کہ ننگے پاؤن اُس برف مین حضرت کے

پیچھے دوڑتا گیا یہان تک کہ تاشکند پہونچا حضرت اپنے حجرہ مین بیٹھے تھے مین پہونچا آگ جل رہی تھی اشارہ کیا کہ گرم ہو اور آپ باہر گئے اُس تاریخ سے حضرت کی ملازمت مین آرام کیا اور ہرگز وخدغہ دوسرے تعلق کا خاطر مین نگذرا اور بالکل خلاص ہوا۔ محبان حضرت سے ایک عزیز نے نقل کی کہ پیشتر اس سے کہ مین حضرت کی ارادت اور ملازمت سے مشرف ہون دل گرفتار حسن ایک صورت کا اور ایک جوان صاحب جمال سے تعلق محبت مستحکم تھا جب حضرت کی صحبت مین پہونچا اُس صحبت کے اثر سے تعلق خاطر بالکل میرے سینہ سے جاتا رہا اور اُسکے بجاے دل گرفتار حضرت ہوا ایکبار تاشکند مین حضرت کے سامنے مین بیٹھا ہوا تھا اُس جوان کی صورت خاطر مین لایا۔ فجأۃً میری طرف متوجہ ہوے اور نام اُس جوان کا لیا اور فرمایا کہ اُسکے سر و کار کو ہمنے برہم کردیا اور اُسکا علاقہ قطع کردیا اُسکو تو یاد کیا کرتا ہے حالانکہ اس صورت پر کسیکو اطلاع نہ تھی اس بات کا مشاہدہ زیادہ یقین حضرت کا سبب ہوا ایک عزیز نے محبان سے حکایت کی کہ جمعہ کے روز مین جامع مسجد گیا تھا باہر آنے کے وقت خدام حضرت کے ایک جماعت سے مین ملا انمین سے ایک نے یارون کی دعوت بازار کے طعام پر کی ایک آش پکانے والے کی دوکان پر ہم گئے اتفاقاً خوش منظران بادشاہ سے ایک جماعت دکان مین تھی بہت صاحب جمال اور عجیب وغریب شکل وشمائل انکی تھی۔ مینے یارون سے کہا کہ اسکی طرف تم کیون نہین دیکھتے یارون نے کہا یہ امر خلاف شرع ہے مین تو اُسکی طرف کیا دلالت کرتا ہے مین نے کہا اگر بنظر شہوت ہو تو نامشروع ہے لیکن اگر شہوت سے پاک ہو تو کیا پروا ہے اور نظر مین ٹھیرین اور نظارہ ہوے جب کہ حضرت کی مجلس مین ہم پہونچے فرمایا کہان سے آتے ہو مین نے کہا جامع مسجد سے فرمایا یعنی مت کہو عادت باعث جامع عید جانے کی ہے اور حضرت سے نشان غصہ کا ظاہر ہوا فرمایا آش پز کی دکان جاتے ہو اور جوانان صاحب جمال پر نظر کرتے ہو بعضے تم سے کہتے ہین کہ نامشروع ہے اور بعضے تاویل کرتے ہین کہ اگر نظر شہوت سے پاک ہے تو مضائقہ نہین ہے اس اثنا مین میری طرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ مین نظر بے شہوت نہین کرسکتا تم کہان سے پیدا ہوے کہ نظر بے شہوت کرو۔ بعض خدام سے سنا گیا کہ حضرت نے فرمایا سو بار جگر خون ہوتا ہے تب سلامت صاحب جمال سے گذرتا ہون بعض اصحاب عزیز سے مسموع ہوا کہ ایک دن حضرت تاشکند مین مراقب بیٹھے تھے اور ایک گروہ مخلص اور مخصوص لوگون کا اُس مجلس مین مراقبہ کررہا تھا اچانک حضرت نے سر اُٹھایا اور آثار تنفر اور توحش کے بشرہ مبارک آنحضرت سے ظاہر ہوے فرمایا ابھی ایسا ظاہر ہوا کہ ایک بڑی کتیا دودھ بھری چھاتیون سے پیدا ہوئی اور فوراً اُسکے ساتھ میری مجلس مین آئی حضرت اسی سخن مین تھے کہ دور سے دس آدمی نمایان ہوے اور وہ مولانا علی توشیجی کے شاگرد

ساتھ تھا کہ حضرت کی ملاقات کو آیا تھا جب صحبت مین بیٹھے حضرت نے طعام کا بہانہ کیا جلد اُٹھے اور حویلی مین گئے اور
اُنکے لیے کھانا باہر بھیجا جب وہ جماعت گئی حضرت باہر آئے۔ ایک روز خراسان کا ایک شخص جسکو قطب سعد اذہان
کہتے تھے حضرت کی مجلس شریف مین آیا اور وہ ایک فاسق تھا با اعلان اور دائم الخمر کہ عقائد فاسد رکھتا تھا
کبھی حضرت کی نظر سے نگذرا تھا جب بیٹھا حضرت نے اُسکو جھڑک کر مجلس سے نکالدیا خدمت میر عبد الاول
اُس مجلس مین حاضر تھے دل مین سوچے کہ ایک مرد مسافر اخلاص اور نیازمندی سے ملازمت مین آیا اگر اُسکو
سختی سے نہ نکالتے تو کیا ہوتا حضرت کو اُسکے خطرہ پر اشراق ہوا اور اُنکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اُس
شخص کا نکالنا اسوجہ سے تھا کہ وہ میری نظر مین سگ بچہ دکھلائی دیا بچۂ سگ کے ساتھ بہتر اس سے معاملہ
مین نہین کرسکتا میر عبد الاول نے بعد ازان حقیقت حال اُسکی معلوم کی اور اُسکے فسق و فجور اور دائم الخمر ہونے
اور اُسکے اباحت اور اُسکے عقائد کی قباحت پر آگاہ ہوکر جانا کہ سبب اُسکے نکالدینے کا وہ تھا کہ اُسکو بصورت
اُسکی صفت کے دیکھا تھا۔

رشحہ حضرت فرماتے تھے کہ اس اُمت مین مسخ صورت مرتفع ہے لیکن مسخ باطن واقع ہے اور علامت مسخ
باطن کی وہ ہے کہ صاحب کبیرہ کو ارتکاب کبائر سے باطن مین الم اور تاثر نہو اور غایت اصرار کرنے
سے فسق اور فجور پر اُس مرتبہ کو پہونچا ہو کہ جب کبیرہ اُس سے صادر ہو بعدہ اُسکے باطن مین ندامت اور
ملامت پیدا نہو اور اگر اُسکو تنبیہ کرین قساوت اور سخت دلی اُسکی ایسی ہو کہ تنبہ نہو خدمت میر عبد البا سط
ولد بزرگوار حضرت سید تقی الدین محمد کرمانی علیہ الرحمہ نے نقل کی ہے کہ جس زمانہ مین حضرت نے التفات فرماکر چاہا
کہ صاحبزادی اپنی کو میرے بھائی عبد اللہ کے عقد مین لاوین تو والدہ سید عبد اللہ اُس عقد مین کسیقدر مضائقہ
رکھتی تھین حضرت سید نے فرمایا کہ مضائقہ کا محل نہین ہے اس سعادت کو غنیمت جانو والدہ نے چاہا کہ اپنے
دل کے اطمینان کے لیے حضرت کا امتحان کرین دس خوان شیرمال روغنی میدہ کے اور اُنمین دس بڑی قوتی
یعنی ڈبے حلوائے ترنجبین کے اور اسنی خوان مصری سب ایک رنگ اور ایک نقش کے لگاکر حضرت کے پاس بھیجے
اور ان خوانون مین سے ایک کو اور اُن قوتیون سے دوسرے کو پوشیدہ اُنکے خادمون سے کیا اور دل مین سوچ
لیا کہ حضرت کو چاہیے کہ اس خوان کو اپنے سامنے منگائین اور اُسمین سے ایک نان توڑین اور کچھ تناول کرین
اور فلان قوتی طلب کرین اور تھوڑا اُسمین سے حلوا چکھین پس وہ خوان نان کا اور اُس قوتی حلوا کو الگ
ہمارے واسطے بھیجدین اور باقی نان اور حلوا حاضرین کو بانٹ دین۔ جب خادمون نے خوان حضرت
کی مجلس مین رکھے ہین حسب اتفاق حضرت اُسدن تعمیر کے کام پر تھے اور بہت آدمی گارے مٹی کے
کام مین لگے ہوئے تھے جب حضرت کی نظر مبارک اُن خوانون پر پڑی وہ خوان اُنمین سے اپنے سامنے

منگائے اور دونون کو کھولا اور اُس خوان نشان دار سے ایک ٹکڑا نان کا توڑا اور دو تین لقمہ کھائے اور دوسرے خوان سے وہ توقی نشان دار اٹھائی اور سر اُسکو لگر تھوڑا حلوا تناول کیا اور اُس خوان خاصہ پر رکھا اور اشارہ فرمایا کہ دونون کو دستر خوان مین لپیٹ کر ایک خادم کے ہاتھ جو اُس حرم کا محرم تھا والدہ میر عبد اللہ کے لیے بھیجین اور باقی نان و حلوا حضرت کے سامنے حاضرین کو تقسیم کردیا جب والدہ میر عبد اللہ نے یہ کرامت دیکھی مضطرب ہوکر اُس نسبت کے کردینے مین اہتمام کیا اور اُسی دن انجام کو پہونچی — واضح ہو کہ امیر نظام الدین کے حضرت کی دختر سے تین پسر اور دو دختر تھین لڑکون مین سے اول خواجہ عبد السمیع کہ میرزا خاوند مشہور تھے اور سلطان حسین میرزا انار اللہ برہانہ کے زمانہ مین ہرات مین شہید ہوے اور حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ کے تحت مزار پر مدفون ہین — دوم خواجہ عبد اللہ کہ دوست خاوند معروف تھے — سوم عبد الوالی کہ خواجہ شاہ مشہور تھے چہارم امیر ظہیر الدین محمد پنجم امیر طاہر الدین محمد مولانا برہان الدین محمد ولد مولانا کلان زیارتگاہی علیہ الرحمہ نے نقل کی کہ حضرت شیخ شاہ کی ملاقات کو زیارت گاہ مین آئے اور جب شیخ کے گھر سے باہر آئے مولانا عبد الرحمن اور مولانا ابو المکارم میرے بڑے بھائی آگے آئے اور ہر ایک نے حضرت سے التماس کی کہ حضرت انکے مکان پر چلین حضرت نے مجھسے فرمایا تو کس واسطے نہین کہتا اور ہمین گھر لیجانے کی مروت نہین کرتا مین نے کہا کہ یہ آرزو میرے دل کی نہایت تو یہی ہے لیکن بڑے بھائیون کے سامنے گستاخی نہین کرتا فرمایا ہم تیرے گھر چلتے ہین جب تشریف لائے فرمایا کہ دو من آٹے کا تتماج یعنے آش پکواؤ اس سے زیادہ نکرو فرمانبرداری کے سبب ویسا ہی مین نے کیا علما اور صلحا اور فقرا گانون کے جب واقف ہو گئے کہ حضرت میرے مکان پر تشریف لائے ایک ہی دفعہ آنے شروع ہوئے اور عزیزون سے دو بڑے صفے بھر گئے فرش بچھا دیے کہ سب آدمی بیٹھین جو گھر کے اندر نہ سمائے دالان کی دُکانون مین اور گھر کے باہر بیٹھے اس محل مین مجھے خطرہ گذرا کہ یہ سب بزرگ لوگ موجود ہین اور حضرت نے دو من آٹے کا کھانا پکانے کو حکم دیا اور تاکید کردی کہ زیادہ نکرنا اب کیا علاج کرون حضرت کے خلاف امر کر نہین سکتا اور جرارت نہین کہ اس بات کو ظاہر کرون اور اجازت چاہون کہ اور آٹا گوندھواؤ اور بہت سا کھانا تیار کرون کہ کثرت عظیم ہوگئی ہے اور مجھے بڑی شرمندگی ہوگی اسی رنج و غم مین تھا کہ حضرت نے سر اٹھایا اور فرمایا سخن وہی ہے جو ہمنے کہا ہے اُسی سے موافقت کرو اور زیادہ کا اندیشہ نکرو مین کیا جو پکایا تھا ایک بڑے طغار مین ڈالدیا اور کاسے کے کاسے اور طبق کے طبق اُس کھانے سے بھرتا تھا اور باہر کو بھیجتا تھا یہان تک کہ تمام دو صفہ اور گھر کا صحن تتماج کے کاسہ اور طبق سے بھر گیا اور ہمسایہ کے گھرون سے اور اہل محلہ کے مکانات سے خالی کاسے اور طباق مانگ لاے کے اور اندر باہر کے سب حاضرین نے کھانا سیر ہوکر

کھانا اور کاسہ طبق والون سے بھی کھانا گیا اور یہ کرامات بھی کھلی کھلی کہ اکثر لوگ اُسپر مطلع ہوگئے اور سب کو حسن عقیدہ حضرت کے ساتھ زیادہ ہوا۔ ایکبار حضرت تاشکند گئے اور بہار کی فصل کا آغاز تھا صبح کے وقت کنارہ آب پرک کے پہونچے اور رات کو اُسی تالاب کے قریب ایک مخلص کے گھر اُترے اُس مخلص نے حکایت کی کہ جب رات زیادہ آئی اور سونے کا وقت ہوا حضرت نے مجھسے کہا کہ تو ہمارے ساتھ اس مکان مین سو رہ اور مین نے اس مکان مین دور تر حضرت سے ایک جگہ پسند کی حضرت سو گئے آدھی رات کا وقت تھا کہ آپ پکارے فلانے سوتا ہی یا جاگتا مین نے کہا بیدار فرمایا جلدی کر اور جو اسباب اس گھر مین ہی باہر نکال اور آپ باہر گئے اور جو کوئی اُس حوالی مین سویا تھا اُسکو بیدار کر کے بڑے اصرار سے کہا کہ بہت جلد اسباب اور سواریان اپنی میرے پیچھے لاؤ اور آپ اُس گھر سے ایک تیر کے پلّے پر دور ہوئے اور اونچے پر ٹھہرے اور مین تمام اصحاب اور خدام کے ساتھ بوجہ حسن اعتقاد کے کہ حضرت کے ساتھ تھا جلد تر گھوڑون اور اسباب سمیت حضرت تک پہونچا اور بعضے آدمی کہ مذبذب خاطر تھے متحیر اور متعجب تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی کہ حضرت نے ادھی رات کے وقت یارون کی نیند خراب کی اور ایک جماعت نے اُٹھنے مین سستی کی ایک ہی بار دیکھا کہ بڑا سیلاب آ پہونچا کہ اُس مدت مین کسی نے اُس ملک کے باشندون سے سیلاب اس عظمت کے ساتھ نہ دیکھا تھا اور نہ سنا تھا اور وہ مکان جسمین حضرت نے آرام کیا غرق آب ہو گیا اور جو سواری اور اسباب کہ لوگون کے اہمال اور کسل سے رہگیا تھا اُن سب کو پانی بہا لیگیا اور بہت آدمیون کو پانی کھینچ لیگیا اور بڑی محنت سے اُنھون نے ڈوبنے اور مرنے سے نجات پائی اور اُس سرزمین کو اُس سیلاب نے بہت ویران کر دیا اور اس صورت کے مشاہدہ سے یقین حاضرین کو حضرت کی نسبت حاصل ہوا۔ شیخ عیان ولد شیخ بیان کہ گازرون کے گروہ خطیب سے اور طالب علم پرہیزگار تھے عراق سے خراسان آئے اور چند روز ہرات مین رہے بعد ازان سمرقند آئے اور ایک سال چند مہینے حضرت کے شرف آستان بوسی سے مشرف ہوے وہ کہتے تھے کہ ایام بہار مین تاشکند کی طرف مائل ہوئے اور مجھے اجازت دی کہ ملازمت مین گیا جب آب پرک کے کنارہ پہونچے موج پانی کے طغیانی کا تھا اصحاب نے بیڑا یا گھنائی باندھی اور اُسپر بیٹھے اور ایک ایک پانی سے گذرتے تھے حضرت نے بھی ایک گھنائی اختیار کی اور اُسپر بیٹھے اور مجھے بھی اپنے ساتھ اُسپر بٹھا لیا اور روان ہوئے جب ندی کے منجدھار مین پہونچے اچانک گھنائی کے بند ڈھیلے ہوکر ٹوٹ گئے اور مین نے دیکھا کہ بندھون کو پانی بہا لیگیا اور جڑے ہوئے بانس الگ ہونے شروع ہوئے ڈوبنے کا خوف میرے اوپر غالب ہوا اور مین مضطرب اور بیقرار ہوا اسواسطے کہ پیراکی نہین جانتا تھا اور پانی بہت تیز چلتا تھا اور ندی کے کنارہ تک فاصلہ ایک تیر کے پلہ پر تھا اور حضرت بیفکر تھے اور کوئی تردد انکو نہ تھا جب میرا اضطراب دیکھا ایکبار لفظ مبارک اللہ کا

بلند اور ہیبت کے ساتھ زبان مبارک پر لائے چنانچہ مین لرز گیا اُن بعد مین نے دیکھا کہ وہ بانس سب جمع ہونے
شروع ہوئے جست اور مستحکم ہوگئے جو پہلے سے بہتر تھے اُسوقت تک کہ ہم کنارہ پہونچ گئے حضرت نے
مجھسے کہا اُٹھ اور نکل آ مین نے جستی کی اور کنارہ پر اُتر آیا اور مین دیکھا تھا کہ حضرت نکمین تمام کے ساتھ اُس گذرنا پانی
سیدھے کھڑے ہوئے پھر پانی کے کنارہ پر قدم رکھا جیسے حضرت نے پانون گھنائی سے اُٹھایا ویسے ہی بانس ایک دوسرے
سے الگ ہوگئے علماء متقی سے ایک عزیز مولانا محمد بن مولانا سیف الدین نام کہ مولانا نظام الدین شہید سے قرابت
انکو تھی اور راقم این حروف ہرات مین اُنکا ہمسایہ اور کبھی کبھی استفادہ علوم کا اُنسے کرتا تھا ایکبار رمضان کے مہینے
مین بیمار ہوگئے تھے اور بہت ضعف ہوگیا تھا اسقدر کہ دوسرے کی مدد بغیر کروٹ نہین بدل سکتے تھے اور اولاد اور
اصحاب اور شاگرد انکے امید توڑ چکے تھے اور تجہیز و تکفین کی تیاری کر رہے تھے یہان تک کہ ایک روز انکو ضعف
نہایت درجہ تھا اور سختی مرض کی انتہا کو پہونچی تھی اتفاقاً وہ جمعہ کا دن تھا اور بعضے لڑکے مسجد جامع مین
گئے تھے اور بعضے تجہیز و تکفین کے انتظام مین تھے اور ہر شخص ایک کام مین لگا ہوا تھا یہان تک کہ دوپہر ہوگئی
اچانک کسی ایک شخص نے دروازہ تحانہ کا کھٹ کھٹایا مرد کوئی موجود نہ تھا ایک لونڈی پیچھے سے آئی اور ایک جوان دیکھا
سرخ رو سرخ مو قد اور سپاہیون کی صورت گھوڑے سے اُترا منھ ہاتھ گرد آلودہ کہا دور دراز راہ سے حضرت مولانا
کی عیادت کو آیا ہون کنیز آگے تھین اندر بلوالائی اور وہ گھوڑے کے سامنے گئی مولانا نے آنکھ کھولی ایک جوان
دیکھا کہ سفر کے آثار اُسکی صورت سے ظاہر تھے اشارہ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا اُسنے کہا کہ مین
ملازمان خواجہ عبید اللہ سے ہون اور حضرت نے مجھے تمہاری عیادت کے واسطے بھیجا ہی اور صحت کی بشارت دی
اور مین نے صبح کی نماز سمرقند مین حضرت کے ساتھ پڑھی ہی اور یہ بات ٹھہر گئی ہی کہ مغرب کی نماز آسی جگہ
ادا کرون اور حضرت کی ملازمت مین روزہ افطار کرون خدمت مولوی نے اُس سے جو یہ بات سُنی فوراً
اپنے مین قوت اور کیفیت معلوم کی بلامدد اپنے بچھونے پر بیٹھ گئے اور اُس جوان نے ہاتھ بڑھا کر تھوڑا شربت جو
طاق مین تھا اُسے اُتار کر اور ایک پیالہ شربت بنا کر اُنکو پلا دیا پھر رخصت ہوکر باہر گیا اور گھوڑے پر اپنے
سوار ہوکر تیز ہانکا اور نظر سے غائب ہوا اور جب وہ جوان سپاہی خدمت مولوی سے ملاقات اور بات چیت
کر رہا تھا والدہ فرزندان اُس کمرہ مین جو اس کمرہ کے قریب تھا گفتگو سن رہی تھی جب وہ جوان چلا گیا وہ اُنکے
پاس آئی اور انکو صحت اور قوت کے ساتھ بستر پر بیٹھا پایا اور شربت کا پیالہ اُنکے سامنے زمین پر دیکھکر حیران اور
متعجب ہوئی اور صورت حال پوچھی انھون قصہ سب بتلایا اور اُس دن کی نماز عصر کی کھڑے ہوکر پڑھی اور
دو تین دن بعد صحت کامل پا کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور درس ... بیس برس گئے ایک عزیز نے حضرت کے اصحاب سے جو
ہرات مین رہتا تھا یہ قصہ مجھسے سنا کہا ایک جمعہ اسی اثنا ان کا خدمت مولوی کہتے ہین حضرت کے کارون مین

بلند اور ہیبت کے ساتھ زبان مبارک پر لائے چنانچہ مین لرز گیا ان بعد مین نے دیکھا کہ وہ بانس سب جمع ہونے
شروع ہوئے جیسیت اور مستحکم ہوگئے جو پہلے سے بہتر تھے اُسوقت تک کہ ہم کنارہ پہونچ گئے حضرت نے
مجھسے کہا اُٹھو اور نکل آ مین نے جستی کی اور کنارہ پر اُتر آیا اور مین دیکھتا تھا کہ حضرت کمین تمام کے ساتھ اُس گہرائی
سیدھے کھڑے ہوئے پھر پانی کے کنارے پر قدم رکھا جیسے حضرت نے پانوں گہرائی سے اُٹھایا ویسے ہی بانس ایک دوسرے
سے الگ ہوگئے علماء متقی سے ایک عزیز مولانا محمد بن مولانا سیف الدین نام کہ مولانا نظام الدین شہید سے قرابت
اُنکو تھی اور راقم این حروف ہرات مین اُنکا ہمسایہ اور کبھی کبھی استفادہ علوم کا اُنسے کرتا تھا ایکبار رمضان کے مہینے
مین بیمار ہوگئے تھے اور بہت ضعف ہوگیا تھا اسقدر کہ دوسرے کی مدد بغیر کروٹ نہین بدل سکتے تھے اور اولاد اور
اصحاب اور شاگرد اُنکے امید توڑ چکے تھے اور تجہیز اور تکفین کی تیاری کر رہے تھے یہان تک کہ ایک روز اُنکو ضعف
نہایت درجہ تھا اور سختی مرض کی انتہا کو پہونچی تھی اتفاقاً وہ جمعہ کا دن تھا اور بعضے لڑکے مسجد جامع مین
گئے تھے اور بعضے تجہیز و تکفین کے انتظام مین تھے اور ہر شخص ایک کام مین لگا ہوا تھا یہان تک کہ دوپہر ہوگئی
اچانک کسی ایک شخص نے دروازہ خانہ کا کھٹکھٹایا مرد کوئی موجود نہ تھا ایک لونڈی پیچھے سے آئی اور ایک شخص کو دیکھا
سرخ رو سرخ مو قد اور سپاہیون کی صورت گھوڑے سے اُترا منہ ہاتھ گرد آلودہ کہا دور دراز راہ سے حضرت مولانا
کی عیادت کو آیا ہون کنیز اُسکے تئین اندر بلا لائی اور وہ گھوڑے کے سامنے گئی مولانا نے آنکھ کھولی ایک جوان
دیکھا کہ سفر کے آثار اُسکی صورت سے ظاہر تھے اشارہ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا اُسنے کہا کہ مین
ملازمان خواجہ عبید اللہ سے ہون اور حضرت نے مجھے تمہاری عیادت کے واسطے بھیجا ہے اور صحت کی بشارت دی
اور مین نے صبح کی نماز سمرقند مین حضرت کے ساتھ پڑھی ہے اور یہ بات ٹھہر گئی ہے کہ مغرب کی نماز اسی جگہ
ادا کرون اور حضرت کی ملازمت مین روزہ افطار کرون خدمت مولوی نے اُس سے جو یہ بات سُنی فوراً
اپنے مین قوت اور کیفیت معلوم کی بلا مدد اپنے بچھونے پر بیٹھ گئے اور اُس جوان نے ہاتھ بڑھا کر تھوڑا شربت جو
طاق مین تھا اُسے اُتار کر اور ایک پیالہ شربت بنا کر اُنکو پلا دیا پھر رخصت ہو کر باہر گیا اور گھوڑے پر اپنے
سوار ہو کر تیز ہانکا اور نظر سے غائب ہوا اور جب وہ جوان سپاہی خدمت مولوی سے ملاقات اور بات چیت
کر رہا تھا والدہ فرزندان اُس کمرہ مین جو اُس کمرہ کے قریب تھا گفتگو سن رہی تھی جب وہ جوان چلا گیا وہ اُنکے
پاس آئی اور اُنکو صحت اور قوت کے ساتھ بستر پر بیٹھا پایا اور شربت کا پیالہ اُنکے سامنے زمین پر دیکھکر حیران اور
متعجب ہوئی اور صورت حال پوچھی اُنھون قصہ سب کہہ سنایا اور اُس دن کی نماز عصر کی کھڑے ہو کر پڑھی اور
دو تین دن بعد صحت کامل پاکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور درس و تدریس پر گئے ایک عزیز نے حضرت کے اصحاب سے جو
ہرات مین رہتا تھا یہ قصہ مجھسے سنا کہ ایک شخص اسی [illegible] کہ خدمت مولوی کہتے ہین حضرت کے [illegible]

دیکھا ہے گروہ ہمیشہ امور دنیوی کے سرانجام مین حضرت کے مشغول رہتا ہے اور اس حالت کی سی امید کوئی آپ سے نہین رکھتا ۔ اول مرتبہ پھر فقیر خواجہ کلان ولد بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے ساتھ ولایت قرشی مین شرف آستانہ بوسی حضرت سے مشرف ہوا اور چند روز خدمت اور ملازمت حضرت مین حاضر رہا اکثر اوقات مجلسون کے درمیان فقیر سے خطاب کرتے کہ تو خراسان کیون نہین جاتا ہے کہ تیرے ماں باپ مجھے تشویش دیتے ہین اور مین اس خطاب سے شرماتا تھا تا آنکہ جب خدمت خواجہ کلان کو خراسان واپس جانے کی اجازت دی مجھے بھی والدین کی خدمت مین واپس جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ خراسان جلد جاؤ کہ ماں باپ تیرے مجھے تشویش دیتے ہین اور یہ سخن مکرر فرمایا بتعمیل امر حضرت خواجہ کے ساتھ سمرقند سے بخارا کو روانہ ہوا یہ چند روز وہان ٹھہرے اور فقیر حضرت کے حکم کی تعمیل کے لیے جلد خراسان کو روانہ ہوا اور جب والدین کی خدمت مین پہونچا حضرت کی وہ بات جو کئی مرتبہ فرمائی تھی کہ فلانے خراسان جا کہ تیرے ماں باپ مجھے تشویش دیتے ہین عرض کی باہم دیکھنے لگے اور بہت روئے اور کہا ایک سچا نشان ہے کس واسطے کہ ہم ہر نماز فرض کے بعد حضرت کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور گریہ وزاری کے ساتھ تجھے حضرت سے طلب کرتے تھے اور کہتے تھے یا حضرت خواجہ ہمارے فرزند کو ہمارے پاس بھیجدو اور دوسری مرتبہ کہ حضرت کے حریم واجب التعظیم کی نیت باندھی مین نے والدین سے بگریہ وزاری التماس کی کہ پھر مجھے حضرت سے طلب نکریا اور حضرت پر چھوڑ دو جب آستانہ بوسی کا شرف حاصل ہوا تو اس مدت مین ہرگز کبھی وہ الفاظ زبان مبارک پر نلائے اور خراسان جانے کا اشارہ نکیا۔ حضرت کے محبان مخلص سے ایک عزیز نے نقل کی ہے کہ سمرقند مین چار مہینے ایک غلام میرا غائب رہا اور دنیا سے وہی ایک غلام میری قسمت کا تھا سمرقند کے گرد نواح مین کوئی جگہ نہین تھی کہ بار بار مین وہان نہین گیا اور جستجو نہین کی ہر چند مین سعی کرتا تھا پہاڑ اور جنگل ناپتا تھا لیکن کوئی نشان اُسکا نہین ملتا تھا نہایت حیران اور ناچار ہو گیا کہ وہ غلام میرے ہاتھ پانو تھا اور اُسکی مجھے بہت احتیاج تھی اور پریشان مین پھرا کرتا دفعۃً ایک صحرا مین حضرت سوار ملے اور اصحاب اور سوالی کی ایک جماعت اُنکی ملازمت مین تھی مین نہایت اضطرار کے ساتھ آگے بڑھا اور حضرت کے گھوڑے کی باگ پکڑ کے بڑی نیازمندی کے ساتھ واقعہ حیرانی اور گمہ بات کا اپنا عرض کیا اور کہا میری مشکل حضرت ہی آسان کرینگے فرمایا ہم گنوار آدمی ہین ہم ان باتون کو کیا جانین ڈھونڈھنا چاہیے تاکہ وہ ملجاوے اور مین اُسیطرح الحاح اور اصرار اور تضرع وزاری کرتا رہا اور نہایت ناچاری سے اپنے غلام کو حضرت سے مانگتا تھا اسوجہ سے کہ مین نے سنا تھا کہ اولیاء اللہ کو اسکے مثل تصرفات ہوتے ہین کہ کھوئے ہوئے کی خبر دیتے ہین بلکہ غائب کو حاضر کر دیتے ہین ہر چند حضرت اس بات کو اپنے سے بعید کرتے تھے لیکن حضرت کے گھوڑے کی باگ نہ چھوڑی چونکہ مین نے حضرت کو از حد جانے نہ دیا

بنایا تھا تو کوئی علاج نہ کیا تھوڑی دیر سکوت کیا پھر فرمایا اس گانون مین جو سامنے نظر آتا ہے بہت تلاش کیا پھر
مین نے کہا بارہا گیا ہون اور تلاش کی اور محروم پھر آیا فرمایا پھر تلاش کرو کہ پاؤ گے وہ ایسا ٹھہرا تیزی سے نکلا اور مین
اُس گانون کو چلا جون ہی گانون کے کنارے پہونچا غلام کو دیکھا کہ گھڑا پانی سے بھر کے اپنے سامنے رکھا ہے متحیر و
متفکر اپنی جگہ چپ کھڑا ہے جب میری نظر اُس پر پڑی بے اختیار مین چلا اُٹھا کہ غلام اتنی مدت تو کہان تھا وہ بولا
کہ مین تمھارے گھر سے نکلا ہی تھا کہ ایک شخص نے مجھے پکڑا یا اور خوارزم لیگیا اور کسی کے ہاتھ بیچڈالا اور اُسکی خدمت
مین رہتا تھا جتنے کہ آج اُسکے یہان ایک مہمان آیا تھا مجھسے کہا کہ ایک گھڑا پانی بھر لا کہ کھانا تیار کرون مین گھڑا لیکر
پانی بھرنے آیا اور بھرا اور جب پانی نکالا تو اپنے تئین یہان موجود دیکھا اور نہایت حیرت اور دہشت سے چپ اپنی جگہ پر
رہا مین نہین جانتا کہ یہ صورت خواب مین دیکھتا ہون یا بیداری مین ۔ مین سمجھا کہ یہ ایک تصرف ہے کہ حضرت سے ظہور مین آیا
ہے اس حال کے مشاہدہ سے میرا حال متغیر ہو گیا فی الفور غلام کو آزاد کر دیا اور حضرت کی طرف متوجہ ہوا اور
یہ صورت میرے پہونچنے کی حضرت کی خدمت مین ہوئی اگرچہ حضرت بوجہ اسکے کہ سلاطین مانع ہوئے اور ائمہ دین نے
فتوی دیا سفر حج کے جانے سے ممنوع تھے اور ظاہراً حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کی زیارت نہین کرنے گئے لیکن خدمت میر
عبدالوہاب شیخ الاسلام عراق کئی بار نقل کرتے تھے کہ مین حضرت شیخ عبدالمعطی کی ملازمت مین پہونچا تھا جو بعد
حضرت قطب العارفین شیخ عبدالکبیر یمنی قدس سرہ کے مقتدائے اہل حرم شریف تھے عالمان علم شریعت و طریقت
تھے ایک روز حضرت کے مناقب اور خصائل سے کسیقدر شیخ عبدالمعطی سے کہنے لگا فرمایا حاجت تعریف اور توصیف
کی نہین ہے مین نے حضرت سے یہان بہت صحبت رکھی ہے اور ملازمت بھی کی ہے اور کھڑے ہو گئے اور اسقدر خصوصیات
اور حسن عادات حضرت کے بیان کیے کہ وہ سزاوار اسکے تھا کہ برسون حضرت کے مصاحب رہے ہین بعضے ثقات نے
حضرت مولانا زادہ فرکتی سے نقل کی جو خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کے مرید تھے اور حضرت مولانا کی وفات
کے بعد اُنھون نے حضرت کی بہت ملازمت کی ہے کہ اُنھون نے فرمایا کہ ایکدن حضرت کے ساتھ مین ایک
موضع سے دوسرے موضع مین جاتا تھا اتفاق سے جاڑے کی فصل تھی اور دن بہت ہی چھوٹا ہوتا تھا ہمنے
عصر کی نماز پڑھی اور بالکل شام ہو چلی تھی اور دھوپ مین زردی آگئی تھی اور ابھی منزل دو فرسخ رہا ہے اور
اُس صحرا مین کوئی نشان اور آرامگاہ نہ تھی مجھے خطرہ ہوا کہ بیوقت ہو گیا اور راہ خوفناک اور ہوا سرد اور مسافت
بعید ہے اب کیا ہوتا ہے حضرت تیز گھوڑے کو چلاتے تھے جب بہت یہ خطرہ دوبارہ آیا اور غلبہ آنے کیا تبسم کیکر
فرمایا مت ڈرو اور تردد نکرو اور تیز چلو ممکن ہے کہ اسکی پہلے آفتاب غروب نہوگا کہ منزل مقصود کو ہم پہونچینگے یہ فرمایا
اور گھوڑے کو ایک چابک مارا اور بہت تیز ہانکا اور ہم بھی حضرت کے پیچھے تیز ہانکتے تھے اور ہر دم آفتاب کو مین دیکھتا
تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایسا ہی آفتاب افق کے کنارہ ٹھہرا ہوا ہے کسیطرح کا غروب نہین کرتا اور اسکے ساتھ

ہی کہ گویا اُسے کسی نے مینخ سے جڑ دیا ہی یہان تک کہ اُس گانوں کی چار دیواری کے قریب ہم پہونچے اُس وقت دفعۃً آفتاب ایسا غائب ہوا کہ کوئی نشان سرخی اور سفیدی شفق کے جو غروب کے بعد ہوتی ہی باقی نرہے اور عالم یکبارگی تاریک ہوگیا اسقدر کہ رنگ اور شکل نہین دکھائی دیتی تھی حیرت اور ہیبت مجھپر غالب آئی اور مجھے یقین ہوا کہ وہ تصرف تھا کہ حضرت نے دکھلایا آخر مین بیطاقت ہوگیا گھوڑا اُٹھایا اور حضرت کے نزدیک چلایا اور کہا کہ میرے خواجہ حسبتہً للہ فرمائیے کہ یہ کیا اسرار تھا جو مین نے دیکھا فرمایا کہ یہ طریقت کے شعبدون سے ہی

فصل سوم اُن کرامات اور مقامات کے ذکر مین کہ اولاد اور اصحاب کامل نے حضرت سے مشاہدہ کیے تھے اور نقل کیے اور ہر نقل کے بیان مین تھوڑا سا احوال نقل کرنے والے کا مجملاً مذکور ہوگا

حضرت خواجہ کلان جو مشہور خواجگان خواجہ رحمۃ اللہ ہین فرزند اول حضرت کے تھے اور انواع علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ اور دانشمند اور متبحر تھے اور علوم عقلی و نقلی مین درجۂ کمال انکو تھا اور علوم کتاب و سنت کے حقائق کے اندر ایسے باریک بین اور تیز نظر تھے کہ کوئی دقیقہ اُنکی نظر حقیقت بین پر پوشیدہ نرہتا تھا اور علاوہ تبحر علوم ظاہری کے حضرت کی نسبت باطنی سے بہت بہرہ مند تھے اور بعضے مخدوم جو ہمیشہ اُنکی ملازمت مین رہے تصرفات اور خوارق عادات اُنکے سے حکایت کرتے تھے حضرت خواجہ کلان کی بہت تعظیم اور توقیر کرتے تھے اُس سے زیادہ کہ باپ بیٹون کی کرتے ہین ایکدن محلہ خواجہ کفشیر مین مشاہدہ ہوا کہ حضرت احاطہ ملایان کے حجرہ مین تھے دو پٹہ ریشمی شیر شکر کا باندھے بے تکلف بیٹھے تھے اور بعضے خاص اصحاب اور خدام ملازمت مین تھے دفعۃً کوئی خبر لایا کہ خدمت خواجہ کلان آتے ہین اور وہ ان دنون درسین خاصہ موضع مین تھے اور وہ شہر سے دو شرعی دور تھا اور دو تین مہینے مین ایکبار حضرت کی ملازمت مین آیا کرتے تھے اُس کینہ و عناد کے سبب کہ اُنکے اور خدمت خواجہ محمد یحییٰ چھوٹے بھائی کے درمیان تھا جب حضرت نے سُنا کہ خواجہ کلان آتے ہین فرمایا کہ پگڑی اور مرزئی اور موزے میرے لاؤ تب دو پٹہ سر مبارک سے اُتارا اور پگڑی باندھی اور موزے چڑھائے اور مرزئی پہنی اور اُٹھے اور چند قدم خواجہ کلان کے استقبال کو گئے پھر خواجہ کو حجرہ مین لائے اپنے پاس سب اصحاب سے بالاتر بٹھلایا اور ایک گروہ علما اور موالی سمرقند کے بھی خواجہ کے ہمراہ آئے بعد اسکے کہ تھوڑی دیر سکوت کیا حضرت نے خواجہ کلان سے کہا سخن کہو اور فائدہ دو خواجہ کلان نے تواضع کی اور حضرت نے تفسیر قاضی اُٹھائی اور کھولی اور ایک آیت مین گفتگو شروع کی اور خواجہ کلان نے اُس آیت مین بہت سے اقوال علماء ظاہر اور حقائق اہل باطن کے بیان کیے چنانچہ سب دانشمند حاضر اُنکے استحضار اور تبحر سے متحیر ہوئے بعد ازان خوان طعام لائے اور جب فارغ ہوئے ایک لحظہ بعد خواجہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت نے چند قدم مشایعت کی اور

پہنچ گئے اور موزے اتارے اور دوپٹہ باندھا ایک روز حضرت تاشکند سے خواجہ کلان کی پرسش کی عزیمت سے وہین
کی طرف گئے اور فقیر پیدل اکیلا پیچھے چلا اور راستہ بھولا اور سرگردانی اٹھائی اور اُس رات رستہ مین رہا دوسرے
دن وہین پہونچا حضرت دوسرے گاؤن کو تشریف لیگئے تھے لیکن وہان خواجہ کلان کی شرف ملاقات حاصل ہوئی
اور انھون نے اس سے پیشتر ان فقیر کا نام سنا تھا اور والد علیہ الرحمہ کی بعض تصنیفات دیکھی تھین جب فقیر کو
دیکھا بہت مہربانی کی اور والد کا حال پوچھا ... فرمایا مین نے سنا ہے کہ انکو ... کی تالیف ہے خواہ تمام
یا خاص اور دقائق تفسیر اور حقائق تاویل ... اور بے عدیل ہین یہ باتین ہو نے لگین تھا ... کوئی
بردگا وسلاما علی ابراہیم ... اقوال اہل ظاہر و باطن کے بہت بیان کیے اور حکماء کی دلیل
کہ وہ کہتے ہین مراد نار سے ... غضب ... ٹھنڈا ہونا اسکا ... غضب کا ہے اسکو رد کیا اور
نیز مقدمات معقولہ کیساتھ ثابت کیا کہ ... اسکی ماہیت کو عارض ہوئی اور اس بیان
معنی کے اثنا مین ... تحقیق کے بیان کیے کہ اگر کوئی اسکو لکھتا تو اسکا ایک
رسالہ بن جاتا بعد ازان فقیر کو تین شبانہ روز اپنے پاس رکھا اور سونے کے وقت کے سوا اکیلا چھوڑا اور ان
شبانہ روزی مین حسب ظاہر و باطن التفات کرتے تھے اور عنایات فرماتے اور خلوات مین حضرت کے آداب اور
ملازمت کے شرائط کی اشارت کرتے اور اس گروہ عالی کے طریقہ کے دقائق سے بہت نکتہ باریک بیان
فرماتے تین روز بعد فقیر کو رخصت کیا اور سوار محلہ خواجہ کفشیر مین واپس بھیجدیا اور یہ خواجہ شاہ بخت خان کے
ظہور اور استیلاء ازبک مین سمرقند سے اندجان کیطرف بھاگ گئے اور وہان انتقال کیا پھر انکو جانب تاشکند سے
لائے اور حضرت شیخ ابوبکر قفال شاشی قدس سرہ کے مزار فائض الانوار مین نزدیک قبر حضرت مولانا
نظام الدین خاموش کے دفن کیا ۔ خدمت خواجہ کلان فرماتے تھے کہ شروع احوال مین جب کہ حضرت
تاشکند مین رہتے تھے ایکبار پھوپھی نے خواہش کی کہ قرابت دار ضعیفہ ہمسائی بیمار کی عیادت کرین حضرت نے
فرمایا کہ عیادت ضرور نہین اور منع کیا ازان بعد فرکت چلے گئے پھوپھی نے حضرت کے جانے کے بعد دو تین روز
گذرے کہ اُس ضعیفہ کی عیادت کا قصد کیا اور اپنے دل مین کہا کہ حضرت فرکت گئے ہین ایک لحظہ کو بیمار
پرسی کر آؤن اور صلۂ رحم بجالاؤن جب قدم گھر سے باہر رکھا ہے حضرت کو دیکھا کہ سوار ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ
عیادت کو جاتی ہو اٹھی پھر تم نہین ڈرتین کہ تم بھی بیمار ہو جاؤگی اور تمکو عیادت کرنا پڑیگا وہ واپس آئین جب
گھر مین پانون رکھا بیمار ہوگئین ۔ اور تپ محرق کے سبب بستر پر پڑین چند روز بعد حضرت فرکت سے واپس ہوئے
پھوپھی کی عیادت کو آئے اور فرمایا کہ کسواسطے چاہیے بیمار کو پوچھنا اور بیمار ہونا ۔ اور یہ بھی خدمت خواجہ کلان
نے فرمایا کہ پھوپھی میری زبان عارفہ تھین اور حضرت کے التفات کے باعث درجات بلند کو پہونچین کبھی کبھی

حضرت سے نقلین کرتین اور کہتین کہ حضرت جوانی کے ایام مین تاشکند مین سے تھے جسوقت کہ حضرت کو قبض عارض ہوتا کبھی بار دگر گھر سے باہر جاتے اور پھر اندر آتے اور ہر بار کہ گھر مین آتے بطریق خلع ولبس کے دوسری صورت مین ظاہر ہوتے اگر بالفرض دس بار آتے ہر بار دوسری صورت مین ہوتے چنانچہ اونکے بچے حرم کے بیگانہ کی شکل کا دھوکا کھاکر فریاد کرتے اور حضرت اُس صورت کا خلع کرکے مسکراتے اور اُسی سے قبض دور ہوتا اور یہ صفت خلع اور لبس کی حضرت سے اکثر قبض کی حالت مین دیکھی جاتی اور حضرت کے سوا خلع ولبس کے ہر جو کچھ حضرت مخدومی مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی قدس اللہ سرہ السامی نے نفحات الانس مین لکھا ہے کہ جناب ارشاد مآب خواجہ ناصرالدین خواجہ عبیداللہ نے ادام اللہ تعالی ظلال ارشادہ علی مفارق الطالبین فرمایا کہ جب مین حضرت مولانا یعقوب چرخی کی صحبت مین پہونچا آپ کے چہرہ مبارک پر تھوڑی سفیدی تھی مشابہ اسکے جو موجب نفرت طبیعت ہوتی ہے اور میرے ساتھ لباس سیاست اور سخت کلامی مین ظاہر ہوے اور اسقدر سختی کی اور درشت کہا کہ قریب تھا کہ میرا ایمان اُنسے منقطع ہوجاے اور مجھے یاس تمام حاصل ہو مین بہت غمگین ہوا دوسری بار جو آپ کی مجلس شریف مین پہونچا میرے اوپر ایک محبوب کی صورت ظاہر ہوئی کہ ہرگز کسیکو ایسا محبوب نہ دیکھا تھا اور میرے ساتھ بہت لطف کیا اور اسوقت کہ حضرت خواجہ یہ سخن فرماتے تھے اس فقیر کی نظر مین بصورت اُس عزیز کے نکلے کہ مجھے ربط ارادت اور محبت تمام کا اُسکے ساتھ تھا اور تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ وہ دنیا سے گئے تھے اور فی الحال اُس ربط کا خلع کیا مجھے وہ تصور ہوا کہ شاید وہ صورت یہی میرے خیال مین رہی ہو بعد ازان بعضے ہمراہیون سے مین نے سُنا کہ اُسنے وہی مشاہدہ کیا تھا اور اس فقیر کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ خلع اور لبس اُنکے شعور اور اختیار مین تھا اور اثبات اُس معنی کا کہ خدمت مولانا یعقوب چرخی سے نقل کیا راقم اینحروف نے خدمت مولانا حاجی مزاری اور حافظ اہل روجی سے کہ دونون اصحاب حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ سے تھے سنا کہ کہا ہم اُس روز ہمراہ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی کے تھے وہ خلع اور لبس حضرت سے مشاہدہ کیا کہ بصورت حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ کے نکلے تھے اور یہ صورت ہرات مین برلب جوے انجیل بمنزل سیدنا سلطان ابوسعید میرزا کے زمانہ مین واقع ہوئی تھی خدمت خواجہ کلان علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ اُس تاریخ مین کہ حضرت نے ہنوز میرزا سلطان ابوسعید کی التماس سے تاشکند سے سمرقند کو کوچ نہین کیا تھا ایک شخص حضرت کے خدام سے سمرقند کو جاتا تھا حضرت نے اُس سے کہا کہ وہان سے ہمارے واسطے چند قوتی یعنے مرتبان خالص شہد کے لیتے آنا اُسنے سمرقند مین مرتبان تلاش کرکے شہد سے بھرے اور اُنکے مُنھ بند کرکے مہر کرکے اُٹھایا اور چلا اتفاقاً سمرقند کے بازار مین ایک کام کے لیے تھوڑی دیر ایک بزاز کی دکان پر بیٹھا اور مرتبانون کو اپنے آگے رکھا اچانک ایک خوبصورت عورت مست جو بزاز کی آشنا تھی وہان پر آئی اور دکان کے کنارہ بیٹھ گئی

اُس بزاز سے بات چیت کرنے لگی اور اُس خادم نے دو تین نظر حرام نا شایستہ اُسکی طرف کین ہوا اُس سے نظر پھیر لی اور مرتبانون کو اُسکے سامنے سے اُٹھا کر تاشکند لایا جب حضرت کے مکان پر پہونچا حضرت صحرا گئے تھے ان مرتبانون کو حفاظت سے رکھکر چاہا کہ پیچھے سے جا بیٹھے اچانک حضرت آن پہونچے وہ مرتبانون کو سامنے لایا جب نظر مبارک حضرت کی اُسپر پڑی خشمناک ہوئے اور فرمایا کہ ان مرتبانون سے بوے شراب آتی ہے اور اُسکی نسبت تیز ہوگئی فرمایا کہ اے بے سعادت مین نے تجھسے شہد منگایا تھا تو میرے لیے شراب لایا ہے وہ بولا کہ مین شہد لایا ہون جس مرتبان کا مُنھ کھولا شراب سے بھرا تھا پوشیدہ نرہے کہ حضرت خواجہ کلان داماد حضرت سید تقی الدین کرمانی کے تھے اور اُنکے حضرت سید کی صاحب زادی سے تین بیٹے اور دو بیٹیان پیدا ہوئین خواجہ نظام الدین عبد الهادی اور خواجہ خاوند محمود اور خواجہ عبد الحق ادام اللہ ظلال افضالہم اور حضرت خواجہ کلان کو بعد از وفات دختر حضرت سید کے دوسری نسبت خواجہ محمد نظام سے ہوئی جو اولاد صاحب ہدایہ سے تھے اور انکی صاحب زادی سے تین پسر اور دو دختر پیدا ہوئین لڑکے خواجہ عبد العلیم اور خواجہ عبد الشہید اور خواجہ ابو الفیض اور نیز حضرت خواجہ کے ایک اور لڑکا خواجہ محمد یوسف نام تھا

حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمہ اللہ

یہ فرزند دوم حضرت کے نہایت محبوب اور مقبول حضرت کے تھے چنانچہ آخر حیات مین حضرت نے خواجہ کو اپنا قائم مقام کیا اور اپنے مزار فائض الانوار کی تولیت اُنکے سپرد کی ہر گاہ کہ خدمت خواجہ حضرت کی مجلس مین حاضر ہوتے تو حضرت حقائق اور معارف بہت کہتے اور اُن باتون مین مخاطب خدمت خواجہ ہوتے باآنکہ اکثر اصحاب کبار عالم عارف حاضر ہوتے تھے حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس اللہ سرہ السامی خدمت خواجہ محمد یحییٰ کے نہایت معتقد تھے اور تعریف فرماتے تھے ایک روز کہتے تھے کہ خدمت خواجہ محمد یحییٰ طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے ساتھ پوری مناسبت رکھتے ہین نسبت علیہ خدمت خواجہ کلان خواجہ پر غالب ہے اور نسبت جذبہ خواجہ محمد یحییٰ پر جن ایام مین کہ خدمت خواجہ محمد یحییٰ ہرات مین تشریف لائے تھے ایک دن فرمایا کہ مولانا محمد روجی کی ملاقات کو ہم جاتے ہین تو بھی ساتھ رہ اُسکے ساتھ مین گیا اور خدمت مولانا بڑے ادب اور تعظیم کے ساتھ اُس مکان سے کہ متصل جامع مسجد تھا باہر آئے اور خدمت خواجہ سے ملاقات کی اور مکان مین لیگئے اور صحبت گرم رکھی اور اول سے آخر تک وہ مجلس سکوت کے ساتھ بسر ہوئی دوسرے دن مین مولانا کی خدمت مین گیا فرمایا فلانے کیا لطافت اور حسن استعداد ہے جو خدمت خواجہ کو حاصل ہے کل جو صحبت مین بیٹھے مین ایسا شیفتہ اُنکے لطف نسبت کا ہوا کہ نزدیک تھا کہ میری ذات سے فریاد نکلے یہ بات اُنکی خدمت خواجہ سے مین نے عرض کی خوشدل ہوئے اور فرمایا کہ مین نے

کل صحبت مولانا مین اپنی نفی اور انکا اثبات کیا جو کچھ مجھسے دیکھا ہو وہ آپ سے دیکھا ہی خدمت خواجہ بعد از وفات
حضرت کے حضرت کے مزار فائض الانوار پر بطریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے بڑی مشغولی رکھتے تھے اور
خاطر شریف نسبت جمعیت پر ان عزیزون کی جماتے تھے اور کئی سال انکا وظیفہ یہ تھا کہ جب عشا کی نماز جماعت
سے ادا کرتے پٹکا کمر باپتی چہ گز والا کمر پر مضبوط باندھ لیتے اور قبر مبارک حضرت کے مقابل دو زانو مراقبہ مین بیٹھا
کرتے اسطرح کہ ہاتھ پانون انکے حرکات فضول سے محفوظ رہتے اور نماز تہجد کے سوا نہین اُٹھتے لاجرم اصحاب
اُنکے آثار نسبت سے صحبت مین وہی جمعیت حضرت کی پاتے تھے اور بہت اثر قبول کرتے ۔ ایک شخص اہل خراسان سے
جو خانوادۂ خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے ارادت اور اخلاص تمام رکھتا تھا حضرت کی وفات کے بعد سمرقند
گیا تھا وہ کہتا تھا کہ محلۂ خواجہ کفشیر مین حضرت کے مزار پر خواجہ محمد یحییٰ کی ملازمت مین جایا کرتا اور آنکی صحبت
سے حضور تمام پاتا ایک مرتبہ انکی ڈیوڑھی پر مین گیا اور آپ حرم سرا مین تھے دالان مین صحن کا تختہ پر بیٹھا اور اُنکا انتظار
کر رہا تھا اس اثنا مین مجھے یہ خطرہ ہوا کہ حضرت کبھی کبھی مستعدون کے باطن مین تصرف کیا کرتے تھے اور انکو عالم
بیخودی اور بے شعوری مین پہونچا دیتے تھے آیا خدمت خواجہ کو تصرف نہین یا کوئی قابل نہین کہ اُسکی جمعیت پر
خاطر مصروف کرین اسی اندیشہ مین تھا اور اس خطرہ نے میرے اوپر غلبہ کیا اچانک خواجہ باہر آئے اور میرے
پاس بیٹھے اور تھوڑی دیر سکوت کیا بعد از ان فرمایا کہ اہل تصرف انواع اقسام کے ہین بعضے ماذون اور
مختار ہین کہ حق سبحانہ کے اذن اور اپنے اختیار سے جسوقت چاہین جسکے باطن مین چاہین تصرف کرین اور اسکو
فنا اور بیخودی کے مقام مین پہونچا دین بعضے اس قبیل سے ہین کہ باوجود قوت تصرف کے سوا امر غیبی کے تصرف نہین کرتے
اور جب تک بارگاہ سے مامور نہون کسی کی طرف توجہ نہین کرتے اور بعضے ایسے ہین کہ کبھی کبھی ایک صفت اور ایک
حالت اُنپر غالب ہوتی ہی کہ اُس حال کے غلبہ مین جسوقت مغلوب ہون مریدون کے باطن مین تصرف کرتے ہین
اپنے حال سے اُنپر اثر ڈالتے ہین پس جو شخص کہ نہ مختار ہے نہ ماذون اور نہ مامور اور نہ مغلوب اُس سے چشم تصرف
اور اُسکی امید نرکھنی چاہیے اور اس کہنے مین ایسا التفات کیا کہ مجھے ایسی کیفیت حاصل ہوئی کہ مین بیخود ہو گیا اور بیخبر گر پڑا
اور اپنے اور غیر سے غافل ہو گیا اور یہ بیخودی بہت دیر تک رہی جب افاقہ مجھے ہوا اور آنکھ کھولی دیکھا کہ اُس تختہ
پر ایک پہلو سے لوٹا ہوا ہون اور خدمت خواجہ آنکھ بند کیے مراقبہ مین بیٹھے ہین فی الحال مین اُٹھ بیٹھا اور مجھے
یقین ہو گیا کہ خدمت خواجہ صاحب تصرف ہین خدمت خواجہ بہت غیور اور تند خو تھے اور نہایت محبت سے حضرت پر
بڑی غیرت رکھتے تھے جب کبھی حضرت کی مجلس مین آتے اصحاب اُنکے خوف سے صحبت کو چھوڑ جاتے کسواسطے
کہ بعضے لوگ خواجہ سے صدمہ اٹھا چکے تھے اور خواجہ تین بار اصحاب کی غیرت سے حضرت کی صحبت اور ملازمت
ترک کرکے اور مجلس کو چھوڑ کے سفر حجاز کو چلے گئے پہلی دفعہ بخارا تک اور دوسری دفعہ ہرات تک اور تیسری دفعہ یزد تک

گئے لیکن ہربار کہ خواجہ نے سفر اختیار کیا حضرت نے قوت جاذبہ اور توجہ باطن کے ساتھ خواجہ کو راہ ہی سے واپس کر لیا ایک روز خواجہ نے قرشی میں نماز ظہر کے بعد حضرت کے ساتھ خلوت کی اور اپنے احوال باطن کو عرض کیا اور حضرت نے مہربانیاں فرمائیں اور صحبت بہت گرم رہی اور اصحاب باہر تھے یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا اور موذن کو اس صحبت اور خلوت کی خبر نہ تھی اول وقت اذان دیدی اور حضرت وضو کے لیے اٹھے اور بعضے سخن بغیر تمام ہوئے ادھورے رہ گئے اور خواجہ کو یہ گمان ہو کہ شاید اصحاب نے غیرت اور رشک کر کے موذن کو قصداً اس پر رکھا کہ جلد تر اذان کہدے اور صحبت برہم کرے نہایت غیظ و غضب سے باہر آئے اور اصحاب سے کہا کہ اب میں چلا اور حضرت کو تمہارے واسطے چھوڑا تاکہ میری مزاحمت بغیر فراغت سے صحبت رکھو اور اسی لحظہ بدون اسکے کہ حضرت سے رخصت سفر کی حاصل کریں سوار ہو کر سفر حجاز کے ارادہ پر خراسان کی طرف چلے چنانچہ بہت عرصہ بعد نوکروں اور انکے متعلقوں نے واقف ہو کر اونٹ اور خچر اور اسباب سفر مرتب کر کے جلدی سے پیچھے پیچھے لگ گئے اور دریاے آموبہ کے کنارہ خدمت خواجہ سے ملے جب خواجہ قرشی سے صبح کو روانہ ہوئے اصحاب میں شور و غوغا پڑا اور وہ قصہ حضرت سے عرض کیا اور حضرت خواجہ کے جانے سے مغموم ہوئے اور ایک قاصد فوراً خراسان کو حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی قدس اللہ سرہ السامی کے پاس بھیجا کہ اگر ہو سکے تو خواجہ کو واپس بھیجدیں اور جب خواجہ ہرات میں آئے مزار حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ پر خواجہ ابوالبرکہ کے گھر اترے اور حضرت مخدومی مقدمات واپس پھرنے کے حسن عبارت اور لطف استعارت سے درمیان میں لائے اور خواجہ نے ادب اور تواضع کی راہ سے کہا کہ اس سفر کی عزیمت ایسی خاطر میں مقرر ہوئی ہے کہ اُسکے دفع کرنے پر قادر نہیں ہوں حضرت مخدومی نے کچھ لکھا اور حضرت کا قاصد مایوس پھر گیا اور خواجہ ایک ہفتہ بعد جانب شہر یزد متوجہ ہوئے جب یزد میں پہونچے ہر دفعہ جو وہاں سے جانے کا قصد کرتے تھے انکو تپ محرق آجاتی اور جب ارادہ فسخ کر دیتے فوراً تپ دور ہو جاتی آخر کو جانا کہ حضرت نہیں چھوڑتے تا آنکہ جن ایام میں کہ بمقام یزد آئے ایک شب خواب دیکھا جب بیدار ہوئے اسی رات کے اندر بڑے اضطراب سے بیخود بستر سے اٹھکر جوتا پہنکر طویلہ میں گئے اور ناصر گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوئے کہ موزہ پہننے اور زین کھینچنے کی مہلت نہ دی نوکر چاکر پیچھے کے آگے گئے خواجہ نے فرمایا کہ موزہ اور گھوڑا کھینچکر میرے پیچھے لے آؤ کہ حضرت نے مجھے بلایا ہے اور دیر کرنے کی مجال نہیں ہے گھوڑے بے زین کو ایڑ لگائی اور بہت جلد خراسان کیطرف متوجہ ہوئے اور نوکر چاکروں نے بڑی جلدی اور پھرتی سے اسباب اور رسالت دوسری منزل پر خواجہ کے پاس پہونچایا جب ہرات پہونچے ٹھہرنے کی مجال نہ تھی راقم الحروف بھی آپ کی رفاقت اور ملازمت میں سمرقند کو گیا اور وہ سفر شروع ماہ ربیع الآخر سنہ ۸۹۳ آٹھ سو ترانوے میں تھا اور

باوجودیکہ اس فقیر کے پاس گھوڑا اور سانڈنی راہوار زور آور تھی چہل دختران سے آگے ہمراہی نکرسکا اس
جہت سے کہ خواجہ نہایت تیز جاتے تھے اور گھوڑا آپ سے بہت تھکا جاتا تھا بارہا دل مین آتا تھا کہ خواجہ کی
خدمت مین عرض کرون کہ وہ ارادہ سفر حجاز کا کیا تھا اور یہ مراجعت جلدی کیا ہی پھر ادب کا لحاظ رکھتا تھا تاکہ
وہ خود اظہار کرین جب چہل دختران مین پہونچا ہوا تو فرمایا فلانے مین بہت تیز جاتا ہون اور تو میری ہمراہی
سے تشویش مین پڑتا ہی چاہیے کہ تو میرے نوکرون کے ساتھ جو اونٹ والے ہین فراغت سے آئے تاکہ سمرقند
مین ہمسے ملے اور شاید تیری خاطر مین گذرے کہ وہ عزیمت مصمم حجاز کی کیا تھی اور یہ مراجعت جلدی سے کیا ہی
حال یہ ہی کہ ایک شب یزد کے مقام مین سفر حجاز کا عزم جزم کیا خواب مین نے دیکھا کہ حضرت آئے اور میری کفش سمرقند کیطرف
پھیر دی جب مین جاگا قلق اور اضطراب اور شوق اور جذب حضرت کیطرف اپنے باطن مین پایا جسنے مجھے بیتاب
اور بے آرام کر دیا اور ٹھہرنے کی طاقت نرہی اُسی آدھی رات کے وقت جگہ سے اُچھلا اور جوتا پہنے طویلہ مین گیا اور
ننگی پیٹھ گھوڑے پر سوار ہوا اور دوڑتے ہوئے جیسا کہ تو دیکھتا ہی روانہ ہوا حضرت کی التفات نے جذب کی کمند
میری گردن جان مین ڈالی اور کشان کشان اپنی طرف دوڑاتے ہین اور یقین ہی کہ جب تک حضرت کی خدمت مین
نہ پہونچون یہ قلق اور اضطراب تسکین نہ پائیگا یہ کہکر گھوڑے کو کوڑا مارا اور یہ جا وہ جا چلدیئے اور فقیر ملازمان اور
ساربانان کی جماعت سے تیس روز بعد سمرقند مین حاضر خدمت ہوا خدمت خواجہ فرماتے تھے کہ یزد سے پھر کر
چند عرصہ بعد پھر ارادہ سفر حجاز کا میرے دل مین آیا اور بڑھتا گیا مولانا سید حسن کی خدمت سے توسل چاہا کہ
میرے لیے رخصت حاصل کرین خدمت مولانا نے فرصت کے وقت حال عرض کیا حضرت نے پوچھا کہ اس سفر سے
غرض کیا ہی مولانا نے مجھسے پوچھا مین نے کہا میری باعث یہ حدیث ہی کہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ
من زارنی میتا فکانما زارنی حیا حضرت نے فرمایا کہ ہمین تین دن کی مہلت جواب کے لیے دو تاکہ مین دیکھون کہ
مصلحت کیا ہی تیسری شب مین نے خواب مین دیکھا کہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے مین نے حضرت
کے قدم مین سر رکھا فرمایا اپنے باپ کو بلا کہ صحبت رکھین مین دوڑا اور حضرت کو خبر دی جلدی سے آئے اور حضرت نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو داہنی طرف اپنے بٹھلایا اور مین سامنے انکے بیٹھا اور سر آگے جھکالیا اور آنکھ بند کر لی ایک
لحظہ بعد سر اٹھایا اور نظر کی حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دو تن دیکھا اور حضرت نتھے ہرچند غور سے دیکھا آنحضرت اور
انکے درمیان کسی طرح امتیاز نہوسکا اور معلوم نہوا کہ آنحضرت کون ہین اور یہ کون ہین اسی حیرت اور دہشت
مین جاگ اٹھا صبح کا وقت تھا اسیوقت وضو کیا اور حضرت کی ملازمت مین آیا دیکھا کہ تہجد کی نماز پڑھکر مراقبہ
مین بیٹھے ہین آہستہ آہستہ مین گیا اور بیٹھا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ خواجہ غرض تمھاری حاصل ہوئی اور اپنی
مراد پاگئے پھر ہمین تشویش ندو ہم بوڑھے ہوئے اور دیدار غنیمت ہی مین نے سر انکے قدم مبارک پر رکھا اور

بار دیگر ایسے ارادے باطن مین نہ لایا۔ خواجہ فرماتے تھے کہ حضرت نے مجھے طریق رابطہ کا اشارہ کیا تھا ایک بار اُس شغل کے آغاز مین حضرت کے سامنے مین بیٹھا ہوا تھا اور اصحاب کی ایک جماعت حاضر تھی میری خاطر مین آیا کہ توجہ روے مبارک پر حضرت کے کرنی چاہیے یا حضرت کی چشم پر جب حضرت کی جانب نظر کی انگشت شہادت درمیان دو ابرو مبارک اپنے کے رکھی معلوم ہوا کہ نظر آپ کے دو ابرو کے درمیان کرنی چاہیے بعد اسکے کہ اصحاب چلے گئے اور خلوت ہوئی اُسی طرح صراحت کی اور یہ بھی خواجہ فرماتے تھے کہ ایکبار میرے باطن مین تشویش تھی خاطر مین نہایت پریشان حضرت کے پاس مین آیا اور ایک جماعت کارندہ حساب پیش کر رہی تھی اور اُنکی گفتگو ملول ہوا مین بہت ملول اور تنگدل ہوا ناگاہ جیسے ایک درخت چڑیون کا بھرا ہوا ور کوئی اُس درخت پر پتھر پھینکے اور سب چڑیان اُڑین اور بھاگ جائین مجھے ایک کیفیت ہوئی کہ میرا باطن بالکل ہجوم خواطر کے سبب مجھے جو پریشانی تھی خلاصی اور اطمینان دلی حاصل ہوا اس حال مین حضرت کیطرف مین نے دیکھا کہ چشم مبارک حضرت کی میرے اوپر ہے اور تیز تیز مجھے دیکھ رہے ہین پس آہستہ ایسا کہ مین نے ہی سنا فقط فرمایا کہ یہ ہے اور یہ بھی ہے بعدہ اُنکار دلت یہ کیا اُنھو کہ اُس سے مجھے کام ہے جب آدمی چلے گئے حضرت میرے اوپر تیز ہوئے اور فرمایا اس وجہ سے کہ تیرے باطن مین کوئی تشویش ہوا اسکی خاطر ہم اپنے کاروبار کو نہین چھوڑ سکتے اس قسم کی چیزین خاطر مین نہ لانی چاہیین مبادا کوئی محل ایسا ہو کہ وہان بدری لیسری کی سمائی نہو تمھی اُمین کرنی چاہیے کہ کوئی ان چیزون کے دیکھنے سے دل تنگ نہو اور فکر مین نہ پڑے حضرت نے خلوت مین خواجہ محمد یحییٰ علیہ الرحمہ سے حضرت امام ہمام سعید شہید ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ کا بہت کچھ ذکر کیا اور آن حضرت سے حکایتین اور احوال بیان کیے اور فرمایا کہ تیری استعداد کو حضرت امام کی روحانیت سے مناسبت تمام ہے اور آنحضرت کے شرب سے بہت حصہ تجھے ملیگا حضرت کی وفات بعد جب شاہ بخت خان ولایت سمرقند پر تسلط ہوا شروع ماہ محرم سنہ ٩٠٦ نوسو چھ مین خدمت خواجہ سے مواخذہ اور مطالبہ کیا اور تمام وجوہ و اموال و اسباب و املاک آپ کی ضبط کر لی خدمت خواجہ آن اوقات مین فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ ان ایام عاشورا مین اُس مناسبت کا اثر کہ حضرت نے بارہا مجھے اُسکی بشارت دی تھی ظاہر ہو آن دنون مین خان نے اُنکو اجازت سفر خراسان کی دی اور آپ مع اولاد و ازواج اور تمام متعلقان و ملازمان کے خراسان کیطرف روانہ ہوگے اُسوقت مین ایک بڑی جماعت نے امرا سے ازیکیہ اپنی ناقص راے سے خواجہ اور اُنکی اولاد کا خراسان مین پہونچنا اچھا نہ جانا خان سے عرض کیا کہ خواجہ اور اُنکی اولاد کا خراسان روانہ کرنا مناسب نہین مبادا وہان کوئی فتنہ برپا کرین صلاح ملک اسمین ہم جانتے ہین کہ یہین وہ قتل کیے جائین خان نے یہ امر تجویز نہ کیا اور اس بات پر اپنے کو نہ لایا اور اُنھون نے حد سے زیادہ مبالغہ کیا اور نہایت درجہ اصرار کیا چنانچہ خان مجبور ہوا اور کہا جسمین صلاح ملک و دین کی ہو وہ کرو اور تحقیق

ایک راہوار گھوڑا زور آور اپنے خاصون سے ایک ہمراز محرم کو دیا اور اُسے خواجہ کے پاس بہت جلدی سے ساتھ بھیجا کہ ایک گروہ امرا تمھارا قصد رکھتے ہین اور ہمارے روکنے سے نہین باز رہتے ایک راہوار گھوڑا مضبوط ہم بھیجتے ہین کہ ہمین اُسپر پورا بھروسا ہے اور ایک شب مین تین فرسنگ یعنے نو۹ میل جاتا ہے اور تکان نہین ہوتی چاہیے کہ فوراً آپ اپنے لوگون مین سے علحدہ ہو اور اکیلے سوار ہو کر خراسان کو روانہ ہو اور اولاد و ازواج اور متعلقین کیطرف سے خاطر جمع رکھو کہ ہم اُنکے حامی اور مددگار ہین اور ایسا ہم نہونے دینگے کہ نقصان یا اہانت اُنکو پہونچے جب محرم خان کا گھوڑا خواجہ کیخدمت مین پہونچا از انجا کہ غیرت و حمیت آپ کی طبعی اولاد و ازواج اور متعلقین کا تنہا چھوڑنا جائز نہ رکھا خان کے محرم سے کہا کہ حضرت نے مجھے خلوت مین ہمیشہ بشارت دی اور اشارہ کیا اور مجھے انتظار ہے اور امید ہے کہ جو میری چیز ہے میرے سامنے آوے۔ خان سے کہدو کہ تمنے احسان و کرم کیا اللہ تمکو جزاے خیر دے اور گھوڑا خان کو الٹا پھیر دیا اور راہ کرمینیہ سے خراسان کو متوجہ ہوے یہانتک کہ تاشکند پہونچے ہین کہ ستائیس میل سمرقند سے دور ہے راستہ مین تعجب اور تحیر کی راہ سے فرماتے تھے کہ مجھے حیرت ہے یقینے جانتا ہون کہ حضرت کی اشارت اور بشارت حق اور صادق ہوگی اور کوئی نشان اُسکا ظہور مین نہ آیا دیکھیے اسمین کیا حکمت ہے تھے کہ قصبہ کرات مین کہ مقامات تاشکند سے ہے پہونچے ہین اور وہ دن سال مذکور سے محرم کا پندرھوان ہے اچانک ایک بڑا غول قوم ازبک کا تین سَو کے قریب سوار خواجہ کے پیچھے سے اُس صحرا مین پہونچے اور خواجہ کو مع دو فرزند بزرگوار خواجہ محمد زکریا اور خواجہ عبد الباقی کے بدرجہ شہادت پہونچایا اور تمام اولاد اور متعلقین کو سمرقند مین واپس لائے اور ایک جماعت محبان و مخلصان خواجہ اور اُنکی اولاد کی نعشون کو محلہ خواجہ کفشیر مین لائے اور اُس روز سمرقند مین کثرت ازدحام خواص و عوام سے خواجہ اور اُنکی اولاد کی نماز جنازہ کے لیے ایک قیامت قائم ہو گئی اور جنازہ کی نماز کے بعد جسد مبارک خواجہ اور اُنکی اولاد کا احاطہ ملایان مین حضرت کی قبر کے پاس دفن کیا رحمہم اللہ رحمۃً واسعۃً ۔ مخفی نرہے کہ حضرت خواجہ بعد از وفات والدہ حضرت خواجہ کلان کی ایک پردہ نشین بی بی کو رشتہ دارون سے اپنے حبالۂ نکاح مین لائے ہین اور خدمت خواجہ محمد یحیے اُس سے پیدا ہوئے اور خدمت خواجہ کو شادی بعد حق تعالی نے تین پسر اور دو دختر کرامت فرمائی پسران خواجہ محمد زکریا اور خواجہ عبد الباقی اور خواجہ محمد امین روح اللہ ارواحہم ۔ مولانا سید حسن رحمہ اللہ تعالے حضرت کے اصحاب اعظم سے تھے اور سابقان و ملازمان قدیم سے بعض مخدوم نے اُنکی نسبت کہا ہے کہ آغاز حال مین جب کہ خدمت مولانا کم سن تھے والد اُنکو تاشکند مین مجلس حضرت مین لائے اتفاقاً حضرت کے سامنے شہد کا برتن بھرا رکھا تھا حضرت مولانا اُس شہد کی طرف متوجہ اور فریفتہ اُسکے ہوئے اس درمیان مین حضرت نے مولانا سے پوچھا کہ صاحبزادہ تیرا کیا نام ہے مولانا نے کہا کہ عسل حضرت مسکرائے اور فرمایا کہ اس

لڑکے کی قابلیت تمام ہو اس مقدار سے کہ منھ اُسکا شہد سے شیرین ہوا ایسا فریفتہ اُسکا ہو کہ اپنا نام یا د عسل مین گم کیا نام عسل کے سوا زبان پر نہین لاتا اگر اُسکے کام جان کو ایسی چیز سے جو شہد سے زیادہ شیرین ہو چاشنی گیر کرین ضرور اُسکی توجہ اور فریفتگی اُسکے ساتھ نہایت قوی ہو گی پس خدمت مولانا کو اُنکے والد سے لیکر اپنی کنار تربیت مین لائے اور مکتب مین بھیجا کہ قرآن اور سواد اُسکا روان کیا ہو بعد ازان تحصیل علوم مین حضرت کے امر سے مشغول ہوئے حتے کہ دانشمند تبحر ہوئے اور اُس عرصہ مین حضرت کے تصرفات باطن سے تربیتین پائی ہین کہ مرتبہ کمال بلکہ درجہ تکمیل و اکمال کو پہونچے ہین بعضے بزرگون سے سنا ہو کہ خدمت مولانا سید حسن مستعدون کے تصرف باطن مین قوت کامل رکھتے تھے لیکن حضرت کی رعایت ادب سے کسی کے باطن مین تصرف نہین کرتے اور اپنے تئین اُس مقام مین نہین رکھتے بعضے عزیزون نے نقل کی ہو کہ چند روز خدمت مولانا سید حسن احاطہ ملایان مین بیمار ہوئے تھے حضرت نے اُس درمیان مولانا قاسم سے پوچھا ہو کہ مولانا سید حسن کی عیادت تمنے کی ہو فرمایا ہو کہ نہین حضرت نے تیز ہو کر کہا ہو تم اُسپر کیا گمان کرتے ہو تمھارا گمان ہو اُس سے برتر ہو تجھکو اے مولانا قاسم تو ہنوز پچاس سال اُسکی ملازمت کرنی چاہیئے بعضے عزیزون سے سنا گیا ایک روز حضرت نے مولانا سید حسن کے حق مین یہ عبارت فرمائی ہو کہ مولانا سید حسن کمالات معنوی مین شیخ رکن الدین علاء الدولہ قدس سرہ سے کچھ کم نہ تھا ان دونون مین فرق اسیقدر تھا کہ شیخ رکن الدین علاء الدولہ شیخ ہوئے یعنے مسند شیخوخیت اور ارشاد پر بیٹھے اور مولانا سید حسن شیخ نہوئے۔ حضرت فرماتے تھے کہ مولانا رکن الدین خوافی علیہ الرحمۃ کہتے تھے کہ بدایت شیخ بہاء الدین عمر اور نہایت شیخ رکن الدین علاء الدولہ کی۔ مین نے یہ سخن خواجہ فضل اللہ شیخ ابو اللیثی کے روبرو نقل کیا بہت غصہ ہوئے اور اُسکو بعید جانا لیکن کوئی دلیل اُسکے محال ہونے پر نہ رکھتے تھے بلکہ حدیث مثل امتی المطر الحدیث دلیل جواز ہو اور حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین قدس سرہ سے بھی منقول ہو کہ فرمایا ہو بدایت بہاء الدین اور نہایت ابو یزید بسطامی۔ یہ سخن خواجہ کا بھی بوجہ نہو گا لیکن حسن عقیدہ بسلف بعضون کا باعث ہوا کہ اس بات کو دور رکھتے ہین لیکن اُس حدیث کی رو سے اور اکابر متاخرین کے کمالات سے بعید نہین ہو سب سلف اور متقدمین سب خلف اور متاخرین پر فضیلت دار نہین ہو راقم انحروف جب کہ حضرت محلہ خواجہ کفشیر مین رہتے تھے اکثر اوقات خدمت مولانا سید حسن علیہ الرحمۃ کی ملازمت مین جاتا تھا اور اُنسے بہت التفات دیکھتا ایک روز حضرت ایک سفر سے مراجعت کرکے محلہ خواجہ کفشیر مین اُترے سمرقند کے بادشاہ امرا اور اعیان حضرت کی ملازمت مین آنے شروع ہوگئے دو تین روز فقرا صحبت ہاے خاص حضرت سے محروم تھے اُن ایام مین یہ بات بہت میرے خاطر مین پھرتی تھی اور یہ تمنا دل مین گذرتی تھی کہ کاش حضرت کو سلاطین اور حکام سے اختلاط نہوتا اور گوشہ مین وطن کرتے تو اس سے زیادہ طالبون کے حال پر متوجہ ہوتے اس خیال اور ملال کو لیے ہوئے خدمت مولانا کی ملازمت مین گیا دیکھا کہ وہ تین چار پیر بزرگ

اہالی اور موالی سمرقند کے ساتھ بیٹھے ہین اور کتاب احیاء العلوم متعدد نسخے آگے رکھے اور مقابلہ و تصحیح کر رہے ہین جونہی مجھے دیکھا مقابلہ چھوڑ کر تھوڑی دیر سکوت کیا بعد ازان فقیر کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ ایک دانشمند نے نقل کی ہے کہ ایک بار حضرت کی ملازمت مین جاتا تھا میری خاطر مین آیا کہ حضرت کسواسطے پہاڑ کی کھوہ مین نہین بیٹھتے کہ یہ سب تفرقہ لوگون مین کھینچتے ہین اور سلاطین کی آمد رفت اور حکام اور ظلمہ کے ملنے جلنے مین مبتلا ہوگئے ہین اُسکی فرصت انھین نہین کہ طالبون کی طرف متوجہ ہون اور خاطر مبارک انکی جمعیت خاطر پر جاوین یہ خطرہ مکرر ہوا اور استوار ہوگیا جب حضرت کے سامنے مین گیا اور بیٹھا فی الحال میرے متوجہ ہوے فرمایا کہ ہمپر ایک مسئلہ مشکل ہوا ہے تمسے مین پوچھتا ہون ایک شخص ہے کہ سلاطین حکام اور ظلمہ اُسکے سخن کو سُنتے ہین اور اُسکی درخواست سے مسلمان لوگ ظالمون کے ظلم سے نجات پاتے ہین اور اُسکے سبب رسم و عادت زبردست جبر کرنے والون کی برطرف ہوتی ہے آیا اُسکے لیے روا ہے کہ مظلومون کو ظالمون کے ہاتھ مین چھوڑ دے اور ایک پہاڑ کی کھوہ مین جائے اور عبادت اور اہل راہ کی تربیت مین مشغول ہو ان دو کام سے اہم واولے اس شخص کی نسبت کونسا ہے اور ان دو مین سے کس امر مین مشغول ہو جو بہتر ہو مین نے کہا کہ عزلت کا ترک اور اختلاط ظالمون کا اس تقدیر پر فرض ہے قریب ہے کہ اس وقت مین عزلت نشینی اور عبادت اور فروگذاشت مسلمانان بظالمان موجب گناہ اور وبال کا ہو حضرت نے اس سخن کے بعد مسکراتے ہوئے کہا کہ جب تم خود فتوے دیتے ہو پس اعتراض کسواسطے کرتے ہو خدمت مولانا سید حسن نے اس نقل سے اس فقیر کا رفع الم کیا۔

مولانا قاسم رحمہ اللہ تعالے

یہ حضرت کے اجلہ اصحاب اور خادمان قدیم اور جملہ مقبولان و محبوبان سے تھے اُس ملک کے بزرگوار انکو سایۂ حضرت خواجہ کہتے تھے حضرت کی پیروی مین مثل سایہ اپنے سے فانی تھے اور حضرت کے ساتھ باقی ابتدائے حال مین حضرت نے خدمت مولانا کو باغبانی کا حکم دیا یہ ہر صبح کلھاڑی گردن پر باغ کو جاتے انکی بی بی دو ایک قرص نان آپکی جیب مین رکھدیتی اور یہ چلے جاتے جب گھر آتے رات کو کمر کھولتے تو وہ قرص جیب سے انکی گر پڑتے بسکہ وہ بطریق خواجگان مشغول رہتے اور ان عزیزون کی نسبت اور کیفیت کا غلبہ تھا قدس اللہ ارواحہم بھول جاتے کہ جیب مین نان ہے یا کھانا چاہیے کھانا اور ایسی حکایات انکی فراموشی کی بہت منقول ہین کہ اُسکی تفصیل موجب تطویل ہے نسبت غیبت اور کیفیت استغراق و بیخودی اُنپر غالب تھی ایک دن حضرت ایک گانون مین تھے اور ایک خیمہ مین بیٹھے ہوئے اور ایک جماعت بزرگ اصحاب اور خدام کی حضرت کے گرد حلقہ باندھے تھی اور حضرت کا وقت بہت خوش تھا اور رنگ رخسار مبارک نہایت روشن اور معارف بلند اور حقائق ارجمند فرما رہے تھے خدمت مولانا قاسم اس مجلس مین ہر دم آپ سے غائب ہو جاتے تھے اور حضرت انکو حاضر کرتے اور یہ حالت مکرر واقع

ہوئی آخر حضرت تند ہوئے اور فرمایا مولانا مگر نہیں جانتے ہو کہ جو کوئی دائرہ میں بیٹھا اُسے دائرہ کے گرد پھرنا چاہیے دائرہ
سے باہر قدم رکھنا طریق ادب نہیں ہے۔ حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبد الرحمن الجامی قدس اللہ سرہ السامی کسیکو
حضرت کے اصحاب سے مولانا قاسم کے برابر اعتقاد نہ رکھتے تھے اور اُنکی بہت تعریف کرتے تھے بارہا فرماتے کہ مولانا قاسم
اس نسبت میں مثل نان شوربا میں چوری کی ہوئی روغن میں ہے یعنے درج تمام مسامات اُسکا مملو اس نسبت سے ہے راقم
الحروف نے پہلی مرتبہ کہ حضرت کی ملازمت اور آستانہ بوسی کی عزیمت کی تھی حضرت مخدومی سے اجازت چاہی
فرمایا کہ تو کم سن ہے اور حضرت خواجہ بہت مسن ہیں اور فقیر اُسوقت میں بائیس سال کی عمر کا تھا فرمایا کہ حضرت خواجہ اب
طالبوں کی طرف متوجہ کمتر ہوتے ہیں مبادا تو وہاں جاوے اور جلد ملول ہو اور اگر ایسا ہی تجھے جانا ہے تو چاہیے کہ مولانا
قاسم کی خدمت میں زیادہ جانا اور ملازمت اُنکی اکثر رہنا میں نے کہا اگر عنایت کرکے دو ایک کلمہ بطور سفارش کے اُنکو لکھ دیجیے
باعث اُنکے التفات کا ہوگا حضرت مخدومی نے مولانا قاسم کی خدمت میں یہ رقعہ لکھا کہ بعد از عرض و نیاز مندی و شکستگی
معروض آنکہ خدمت مولوی مولانا فخر الدین علی نے کہ نسبت بفقیران التفات خاطر بہت رکھتے ہیں ملازمت آستانہ ولایت
آشیانہ کی زمین بوسی کی آرزو میں توجہ کی ہے شک نہیں ہے کہ عین عنایت سے ملحوظ اور اس آرزو کے حصول میں محظوظ ہونگے والسلام
والاکرام الفقیر عبد الرحمن الجامی جب کہ خواجہ کلان ولد حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ کی رفاقت اور ملازمت میں
قرشی کے مقام پر حضرت کی شرف آستان بوسی سے مشرف ہوا وہ رقعہ مولانا کو دیا بوسہ دیا اور کھڑے ہو گئے اور سر پر رکھا اور جب تک
فقیر وہاں تھا ظاہرا اور باطنا بہت التفات اور مہربانی کرتے رہے اور دوسری مرتبہ جو پھر سعادت ملازمت سے مشرف ہوا زیادہ
عنایت کی اور باتیں درمیان میں لائے اور اپنے حالات ابتدائی کے حکایات کہا کرتے ایک دن فرمایا کہ ابتدائی محبت
حضرت میں ایسا گرم تھا کہ ٹھنڈے موسم سرما میں کہ ولایت ترکت سے حضرت کی ملازمت میں آتا اور پاے برگ
سے گذرتا ژالہ میرے پاؤں پر یخ باندھتا اور کچھ خبر مجھے اس سے نہوتی ایک روز خدمت مولانا خلوت میں فقیر کو
لطیفہ باریک آداب و شرائط صحبت حضرت کے مجھے بتلاتے اور آگاہ کرتے تھے فرمایا کہ مجھے کوئی علم اور ہنر حاصل
نہیں ہے کہ تجھے مسئلہ اور کوئی چیز سکھلاؤں لیکن چونکہ تو سفارش حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبد الرحمن کی لایا
ہے اور ایک جوان نیاز مند تو ہے کچھ تجھے دون اور کچھ بابت حضرت کی کہ دوسرے سے نہیں کہی ہے کہوں چاہیے
کہ تو جانے کہ حضرت جمیع احوال خلائق پر مشرف اور ضمیروں اور حقائق پر مطلع ہیں جو کچھ ساٹھ برس کی مدت میں مجھ
او پر گذرا ہے افعال و احوال ظاہری و باطنی سے سب پر حاضر اور آگاہ تھے اور پیش از وقوع اسکے مجھے
اُسکی اطلاع فرما دیتے تھے اور ساتھ اس معنی کے مجھے علم الیقین کی حاصل ہوئی ہے جب تو نے جان لیا کہ
حال اس منوال پر ہے پس چاہیے کہ ہمیشہ وقت حضور حضرت میں تو حاضر رہے اور غیبت کی صورت میں دل میں
حضرت کا ناظر کر ان اوقات میں حضرت کو سلاطین و حکام کے ساتھ اختلاط ہے اور مشاغل ظاہری آپ نے بہت

ہوگئے ہین آپ کو فرصت اس بات کی کہ طالبون کو نفی واثبات اور توجہات اور مراقبات بتلاوین نہین رہی ہی اب حضرت کی نسبت سے وہ شخص فائدہ حاصل کرے کہ حضرت سے طریقہ رابطہ کی ورزش کرے بہت سے طالب اور بہت سے لوگ اطراف عالم سے آئے اور جب یہ سررشتہ نپایا محروم ہوکر اُلٹے چلے گئے خدمت مولانا محمد قاضی علیہ الرحمۃ نے اپنے مسموعات مین لکھا ہی کہ مرض اول مین جو حضرت نے مجھے ہرات کو طبیب کے بلانے کو بھیجا خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمہ تندرست تھے مجھسے بہت مبالغہ کیا کہ جلد تر طبیب لانا کہ ہمین آگے حضرت کے مرض دیکھنے کی طاقت نہین ہی اور بہت دور تک میرے ساتھ بطور مشایعت کے آئے جب مین طبیب لایا خدمت مولانا وفات پاچکے تھے کل زمانہ مفارقت کا پینتیس ۳۵ روز تھے حضرت سے کیفیت فوت مولانا کی پوچھی گئی فرمایا کہ ایک دن مولانا قاسم میرے پاس آئے اور کہا مین اپنے کو فدا آپ پر کرتا ہون مین نے کہا قاسم تو مرد فقیر ہی اور تیرے متعلق بہت ہین ایسا نکر کہا مین تمھارے پاس اس امر مین مشورہ کرنے کو نہین آیا ہون یہ کام مین نے کیا ہی اور حق سبحانہ نے قبول فرمایا ہی ہرچند مبالغہ کیا گیا اُسنے جواب مین اُسکے سوا سخن نہ کہا اور اسی پر روانہ ہوا معا لادہ ہوا کہ دوسرے دن مرض حضرت کا خدمت مولانا کیطرف منتقل ہوا اور دنیا سے رحلت کر گئے اور حضرت ایسے تندرست ہوگئے تھے کہ طبیب کی حاجت نہ پڑی بعضے مخدوم جو وقت وفات مولانا قاسم علیہ الرحمۃ کے حاضر تھے فرماتے تھے کہ جب مولانا کو احتضار ہوا حضرت اُنکے سرہانے تشریف لائے اور وہ حالت نزع مین تھے حضرت پر حاضر ہوئے بعد ازان بڑی دیر اپنی چشمہاے مبارک کو گوشہ خانہ مین جمائے رکھے اور تیز تیز دیکھتے تھے اچانک گوشہ خانہ سے نظر پھیر کر حضرت کے متوجہ ہوئے اور حضرت کے روے مبارک مین علے الاتصال دیکھتے تھے جب تک کہ نفس اُنکا منقطع ہوا اُس محل مین حضرت نے فرمایا کہ بہشت کو مع قصور وغیرہ کے ساتھ جو کہ اُسمین ہی مولانا قاسم کی نظر مین لائے اور اُسپر عرض کیا اور اُسنے سب سے رخ پھیر کر ہماری طرف متوجہ ہوا اور مُنہ ہماری طرف جان تسلیم کی بعض مخدوم نے فرمایا کہ جب مولانا قاسم علیہ الرحمہ نے انتقال کیا حضرت نے قبر احاطہ ملایان مین سامنے مولانا علی عمران کے مقرر فرمائی اور اُس اثنا مین کہا شاید کہ بعضے اعتراض کرین کہ وہ ایک عامی کو ایک دانشمند کے سامنے دفن کرتا ہی اور حالانکہ مولانا قاسم کی سوانح چالیس مولانا علی مخدوم سے برابر تھی اُسکے بعد گریان ہوئے اور فرمایا کہ مولانا قاسم کو اس عالم مین کسی نے نہ پہچانا اُسکا مرتبہ اور کمال اُس عالم مین ظاہر ہوگا اور حضرت میر عبد الاول علیہ الرحمۃ نے اپنے مسموعات مین لکھا ہی کہ روز دوشنبہ چھٹی تاریخ ذی الحجہ ۸۹۱ھ آٹھ سو اکیانوے مین عصر کے آخر وقت خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمہ نے وفات پائی نماز شام کے بعد شرف ملازمت کو مین پہونچا حضرت کو رقت ہوئی اور اعمال پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ اُنکے بیان کئے اور فرمایا غنا اور تجرید باطن مین بے مثل تھا ہمارا اب کون رہا ایک لحظہ سکوت کیا اور فرمایا اشتغال انکو توجہ سے اونکے معلوم ہوتا ہی — امام غزالی رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا ہی سلوک بیچ سیر اپنے اللہ اعراض اور اقبال

بغیر میسر نہین ہے کلمہ لا الٰہ الا اللہ اسکا ترجمہ ہے خدمت میر نے اس سخن کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یعنے فنا اور تجرید باطن کی تحصیل کے لیے جسکے ساتھ مولانا قاسم متصف تھے استدلال بذکر توجہ سے اولے ہے بعضے حضرات نے تاریخ وفات خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ مین یہ رباعی کہی ہے ۔ رباعی شمع فقرا قاسم انوار وجود ۔ سرمایۂ بحر جمع و دریاے شہود ۔ زان روکہ سرشتہ بود از فیض وجود ۔ تاریخ وفات او ز فیاض کشود ۔ ترجمہ فقرا کا شمع اور انوار وجود کا بانٹنے والا فانی دریاے جمع اور شہود مین تھا اس وجہ سے کہ بنایا گیا فیض وجود سے تھا تاریخ اسکے وفات کی لفظ فیاض سے ظاہر ہوئی کہ اسکے اعداد آٹھ سو اکیانوے ہین ۔

ذکر میر عبد الاول رحمہ اللہ تعالے

حضرت کے اصحاب کبار سے تھے اور حضرت کے شرف دامادی سے مشرف ہوئے ابتداء احوال مین نیشاپور سے ملازمت حضرت مین ماوراء النہر آئے اور ذاتی رابطہ اختیار کیا سات برس برابر اس نسبت شریفہ کی ورزش کی اور اسکے شرائط بجا لائے اور اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جب حضرت کی نظر خدمت میر پر پڑی انکو مجلس سے نکال دیا اور سخن درشت فرماتے تھے سات برس بعد انکو فرزندی مین قبول کیا اور اپنی دختر شریفہ انکے عقد نکاح مین لائے اور اس شریفہ کو خدمت میر سے تین پسر اور دو دختر تھے اور پسران میر کلان میر سیاند میر خرد معروف اور مشہور تھے خدمت میر فرماتے تھے کہ ابتداے زمانہ مین کبھی جو حضرت کھیتون اور گاؤن مین جاتے مین پیادہ پا پیچھے سے جایا کرتا ایسا ہوتا کہ رات جبکہ وہان اس موضع مین پہونچتا جب حضرت کی چشم مبارک میرے اوپر پڑتی فرماتے کہ عجب سید زادہ پست ہمت اور بے حمیت تو ہے کہ کھانا کھانے کے لیے میرے سامنے تو آتا ہے اور اسی دم سوار ہوتے اور دوسری جگہ چلے جاتے مین روتا ہوا پھر انکے پیچھے روانہ ہوتا یہ معاملہ سات برس تک کھنچا کبھی بمقتضاے بشریت ضعف اور سستی ہوتی پھر اسی طرح زندگی کرتے کہ اس طور مین گرم تر ہوتا فرماتے تھے کہ ایک روز مین اپنے حجرہ مین پاؤن پھیلائے لیٹا تھا اور دوپٹہ اوپر تان لیا اپنے دل مین کہا اے عبد الاول بہت آدمی ہین کہ دولت ولایت سے محروم ہین تو بھی انہین سے ہو محنت کی حد ہی ہو چکی جو تو نے کھینچی اور زیادہ نہین ہو سکتی ایک لحظہ گذرا کہ اپنے حجرہ مین آہٹ چلنے کی مجھے معلوم ہوئی اسکے باوجود مین نے خیال ادھر نہ کیا اور اسی طرح سوتا رہا اچانک مجھے سنائی دیا کہ حضرت فرماتے ہین کہ میر عبد الاول فراغت سے سو کہ تیرے سب کام حسب دلخواہ پورے ہو گئے مین بے چین ہو کر اٹھ بیٹھا اور حضرت کو دیکھا کہ میرے حجرہ سے باہر گئے اور مین بدستور سابق اسیطرح ہو گیا کہ تعلق اور اضطراب مین پڑا ۔ فرماتے تھے کہ ایک دن حضرت غیظ غضب کی حالت مین یہ بیت پڑھی ۔ صحرا فراخست ای جوان تو گوشۂ ما گوشۂ ۔ ہمچون ملخ از کشت ما خوشۂ تو خوشۂ ۔ ترجمہ جنگل بہت وسیع ہے ای جوان ایک گوشہ تجھے ایک گوشہ مجھے ۔ ٹڈی کی طرح بادشاہ کے کھیت سے ایک بالی میری ایک بالی تیری

اور یہ بھی آپ سے سنا اور اپنے مسموعات مین لکھا ہی کہ ایک فقیر رابطہ کے طریق سے مشغول اور ہمیشہ کے اشتغال سے اثر پذیر تھا اور اس طریق کے لوازم سے پریشان اور غم آلودہ تھا اور خطاب کے شرف سے اُسے مشرف کر کے فرمایا

بیت چون من خراب و مست را در خانہ خود رہ دہی + خود می ندانی این قدر این بشکنم آن بشکنم + ترجمہ مجھ سے خراب اور مست کو تو اپنے گھر مین آنے دیتا ہی ہر آئینہ تو اسقدر نہین جانتا کہ وہ توڑون یہ نہ توڑون ۔ ایک دن خدمت شریف مین فرمایا کہ حضرت کی برکت التفات سے مجھے ایک نسبت بیواسطہ قول اور زبان اور بغیر کہے اور زبان ہلائے حاصل ہوئی تھی اور ہمیشہ براہ باطن آنحضرت سے تائید اور تقویت بدون کہے اور بغیر زبان ہلائے مین پاتا تھا سینہ کو اُس نسبت سے ایک انشراح اور دل کو اطمینان و افزایش حاصل تھا اور روز بروز ترقی مین تھا یہانتک کہ ایک مدت اُسپر گذر گئی یکایک بے سبب وہ تائید اور تقویت چھوڑ دی اور عتاب و خطاب کرنے لگے اور قہر و غضب انکا حد سے بڑھ گیا ایسا کہ قریب تھا میرا نفس اطاعت کی قید سے باہر ہو میری خاطر مین گذرا کہ مجھے یقین ہی کہ جو کچھ حضرت کی مجلس شریف سے حاصل ہوتا تھا آپ حضرت مطلع تھے اور اُسکی تائید اور تقویت مین مدت تک سعی کرتے تھے ۔ اور عنایت التفات کرتے تھے اگر وہ درست نتھے پھر کیا سبب ہی کہ اب اُسکے موافق نہین چلتے اور اگر اس طریق خواہش مین کہ طریق رابطہ ہی دخل نرکھتا تھا کیون نہین منع کیا اور نہ جھڑکا اور تائید و تقویت کی جب یہ معنی بار بار خاطر مین آئی اور حضرت کی جفا اور جھڑکیان بہت ہو گئین اپنے دل مین کہا کہ قیامت کے روز بڑی خلقت کی انبوہ مین تمام انبیا اور رسول اور خواص اولیا کے سامنے مین سوال کرونگا کہ اس کمترین نے اپنے سب کام آپکے سپرد کیے اور اختیار دیا تھا اور مدت تک التفات اور عنایت بھی رکھتے تھے اگر وہ ضروری تھا اُسکی راہ پر کسواسطے نہین چلے اور اگر کچھ نہ تھا تو کسواسطے نہ روکا اور نہ جھڑکا بلکہ تائید اور تقویت آپ نے کی جب اس سوال جواب کے خطرہ نے فقیر کو بیقرار کیا اُنکے حجرہ مین گھس گیا اور بیتاب ہو کر یہ چاہا کہ جو کچھ دل مین ٹھہرا ہی عرض کرون اتفاقًا آپ کی ملازمت مین ایک شخص موجود تھا اُسے باہر ایک کام پر بھیجا اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تمام انبیا و رسل اور خواص اولیا مین کسواسطے مجھسے جھگڑا تو کرتا ہی شکر کر کہ وہان مین جھگڑا نکرونگا بعدہ فرمایا کہ جو عمل کہ تیرے رنج اور الم کا سبب ہوا ہی مین نے کب تجھے کہا کہ اُسے کر تو نے خود اختیار کیا ہی اُسکی تدبیر تو ہی جانے بعد ازان تیزی سے اُترے اور ازسرنو سے عنایت اور التفات کے کہا کہ امور مین صبر کرنا لازم اور اعتقاد پیرون کا مریدون کو ہونا چاہیے کہ جانے سب حال اُسکا پیر کو معلوم ہی اور بعضون کے لیے مصلحت نہین ہی کہ اظہار کرے بے قول و زبان چاہیے کہ جواب پاوے الحاصل فرمایا وہ شیخ کیا کہ مشرق مین ہو اور مرید اُسکا مغرب مین اور مرید کے سب احوال سے باخبر نہو ۔ راقم الحروف کے والد علیہ الرحمۃ خدمت میر عبد الاول رحمہ اللہ تعالی سے ابتدا سے حال مین نیشاپور کے مقام حنید سال ہم حجرہ اور ہم سبق تھے اور والد سبزوار سے خاص تحصیل کی غرض سے نیشاپور آگئے تھے اور حضرت امیر عز الدین

طاہر نیشاپوری قدس سرہ کے سامنے جو خدمت میر کے جد بزرگوار اور کمال زہد و تقوی اور علوم ظاہری و باطنی کے ساتھ آراستہ تھے شاگرد کرتے تھے اور کتب مستند ایاد و تفسیر حدیث پڑھی جب یہ فقیر سمرقند میں حضرت کی آستانبوسی سے مشرف ہوا خدمت میر عبدالاول قدیمی تعارف کے سبب کہ فقیر کے والد سے رکھتے تھے اور بملاحظہ رعایت حقوق کہ باہم واقع تھا اس فقیر کے حال پر بہت توجہ رکھتے تھے اور انواع اقسام کے الطاف سے نوازتے تھے اور حضرت کی ملازمت اور صحبت کے آداب اور دقائق سے آگاہ کرتے اور کبھی کبھی اپنے شروع حال کی حکایتیں کہا کرتے فرماتے تھے کہ جب میں سمرقند آیا حضرت کی ملازمت کا قصد کیا اور جیسے حضرت کو دیکھا اسی ایک نظارہ میں گرفتار حضرت کا ہوگیا اور طریق رابطہ کی ورزش میں مشغول ہوا سات سال برابر حضرت میری توبیخ و زجر کرتے رہے اور اکثر اوقات آثار قہر سے ظاہر ہوتے تھے اور سختیاں کرتے تھے اور مجھے اسقدر جلایا اور گلایا کہ خاک راہ کے برابر کردیا اب جو اپنے تئین دیکھتا ہوں آپ کو کیڑے کھائے دانت کی مثال پاتا ہوں کہ کسی کام کا نہیں اور کسی چیز کے لائق نہیں میرے اوپر واجب ہے کہ حضرت کی عنایت اور التفات سے تو ڈرتے رہنا کہ اُسکے نیچے ایک قہر پوشیدہ ہے اور حضرت کی جھڑکی اور سیاست سے امیدوار رہنا کہ اُسکے حق میں لطف اور عنایت چھپا ہوا ہے —

رشحہ یہ سخن میر عبدالاول علیہ الرحمۃ کا رنگ اُسی سخن کا رکھتا تھا کہ ایک دن حضرت نے فرمایا کہ حق سبحانہ کا قہر اپنے اولیا کی نسبت ظاہری ہے اور لطف اُسمین مخفی۔ لطف مخفی وہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اُس ظاہری قہر کے ساتھ اُسکی حقیقت کو قیود اور لوازم بشری صاف پاک کردے اور پھر حق سبحانہ کو اپنے دشمنوں کی نسبت لطف ظاہری ہے اور قہر اُسمین مخفی۔ قہر مخفی یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اُسکے ساتھ لطف ظاہر سے علاقہ اُسکے باطن کا عالم اجسام میں استحکام دے تاکہ اُس گرفتاری کی سبب سے اس عالم کے قیود میں عالم اطلاق کے کھلنے اور لذات روحانی سے بے نصیب رہیں۔ حضرت میر عبدالاول علیہ الرحمہ کا انتقال اوائل ماہ مبارک ذی الحجہ سنہ نو سو پانچ میں ہوا یعنی چالیس دن تخمیناً پہلے شہادت خواجہ محمد یحییٰ سے اور اُنکے فرزندان بزرگوار سے اللہ تعالیٰ اُن سب پر رحم کرے

مولانا جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ خاص حضرت کے اصحاب سے تھے عالم عامل عارف کامل اور کیفیت بیخودی اور استغراق کی اُنپر غالب تھی جب نماز میں کھڑے ہوتے یعنی تھوڑی قرأت پڑھتے اور رکوع سجدہ میں بہت دیر لگاتے اور سجدہ سے بمشکل سر اُٹھاتے اور اُنکی چشم مبارک سے آثار غلبہ اور جذبہ کے نہایت ظاہر تھے ہر چند حضرت نے چاہا کہ خدمت مولانا جعفر اپنی نسبت باطنی کو کسی شغل ظاہری مثل کھیتی کیاری یا سوداگری وغیرہ میں جمع کریں چونکہ نسبت استغراق اور کیفیت بیخودی تمام غالب تھی اسلیے کچھ بن نہ پڑتا جسوقت میں خواجہ کفشیر کے محلہ حضرت کی ملازمت میں آتا نسبت سکوت اور خود رفتگی کی اُنپر غالب ہوتی اور بہت کم بات کرتے ایک دن کہا کہ شروع حال میں

تحصیل علوم رسمی سے میرا دل کند ہوا اور طریق اولیا کی طرف کھنچا رات کو خواب مین دیکھا کہ حضرت کی ملازمت مین پہونچا ہون اور پوچھا کہ بندہ خدا کو کب پہونچے فرمایا کہ جب اپنے سے تنہا ہوا اور جاتا رہے جب مین جاگا اس خواب سے مین متاثر ہوا اور صبح مدرسہ کے حجرہ سے نکلا اور حضرت کی خدمت کا ارادہ کیا اور پیشتر حضرت کو دور سے دیکھا تھا لیکن صحبت نہین ہوئی تھی جب حضرت کی ملازمت مین آیا فرمایا مولانا جعفر کچھ جانتے ہو کہ بندہ خدا کو کب پہونچا ہو جب کہ اسکی بندگی مین اپنے آپ سے فانی ہو بعد ازان مولانا جلال الدین قدس اللہ سرہٗ کی یہ بیت پڑھی بیت

چون تو نبودی کہ بود جملہ خدا بود و بس ÷ چون تو نمانی کہ ماند جملہ خدا ے گدا ÷ ترجمہ جب تو نہ تھا کون تھا سب خدا تھا اور بس - جب تو نہ رہا کون رہا سب خدا اور گدا- مولانا جعفر کی بیماری موت کے وقت حضرت محلہ خواجہ کفشیر مین نہ تھے بعضے دیہات مین گئے ہوے تھے جب شدت مرض مولانا جعفر کی خبر حضرت کو پہونچی بڑی جلدی سے روانہ ہوے کہ حضرت کے پہونچنے تک خدمت مولانا نے انتقال کیا تھا بعد از غسل و تکفین حضرت نے تمام اصحاب اور اہالی و موالی اور خواص و عوام کے ساتھ احاطہ ملایان مین اُنپر نماز پڑھی اور اُسدن ہوا بہت گرم تھی حضرت جنازہ کے ساتھ قبر کے کنارہ آئے اور گورکن ابھی فارغ نہوا تھا ایک ساعت قبر کے کنارہ بیٹھے رہے اور اس فقیر نے فرجی اپنی کھولی اور باتفاق ایک اور خادم کے حضرت کے سر پر سایہ کیا اور سایہ مین تھے جب تک کہ دفن مولانا سے فارغ ہوے جب گورکن قبر سے نکلا حضرت نے اپنے دست مبارک سے بند کفن مولانا کا اوپر سے پکڑا اور اصحاب کی مدد سے جو کہ قبر مین کھڑے تھے تابوت سے نکالکر قبر مین اُتارا بعضے اصحاب نے اُنکو لحد مین رکھا حضرت قبر کے کنارہ سے اُٹھے اور حافظون نے قرآن پڑھا اور یہ واقعہ ۸۹۳ھ آٹھ سو ترانوے مین ہوا بعد از وفات خدمت مولانا برہان الدین ختلانی اور حضرت نے اُس تعزیت مین تین روز بعد بڑا کھانا دیا چنانچہ اسقدر بکرے فقط بریانی کے لیے ہوئے تھے-

مولانا برہان الدین ختلانی رحمہ اللہ تعالے

یہ حضرت کے اصحاب کبار سے تھے دانشمند تبحر اور صغر سن مین تحصیل علوم متداولہ کر چکے تھے اہل سمرقند دو شخص کو دانشمند مادر زاد کہتے تھے ایک مولانا زادہ مولانا عثمان کو اور دوسرے مولانا برہان الدین ختلانی کو - اور خدمت مولانا نے چالیس سال حضرت کی دولت ملازمت اور صحبت کی پائی تھی اور سفر و حضر مین خدمت پر قائم رہے فرماتے تھے کہ ایکبار سلطان احمد میرزا نے فصل زمستان مین کہ سوا ٹھنڈی چلتی تھی سرستان کے سفر کا ارادہ کیا اور حضرت سے چاہا کہ ہمراہ چلین حضرت نے بے تامل قبول کیا اور ہمراہ گئے اور ایک جماعت خدام کو ساتھ لیگئے اُنمین سے ایک مین بھی تھا اور اس سفر مین بہت محنت حضرت اور تمام رفقا کی پہونچی ہو کہ ہوا نہایت خنک تھی میرے دل مین کئی بار آیا کہ اگر حضرت یہ سفر اختیار نکرتے میرزا کو اصرار کی طاقت نہ تھی اب یہ تمام تکلیف خود حضرت کو پہونچی ہو اور

خدام و ملازم بھی محنت اور زحمت میں تھے اور اس سفر کا کوئی فائدہ بھی منصور نہیں ہے ہر چند اس خطرہ کو میں نفی
کرتا تھا دور نہیں ہوتا تھا اور بداں میں میرزا سے لڑائی آپڑی آخر حضرت کو بہت اور بیدائی محنت میں ڈالا اور
بڑی جماعت کو مشوش کیا۔ جب شاہرخیہ میں اترنے پر دو تین روز گذرے تو دفعۃً ایک خوغا شہر میں پڑا کہ چار ہزار
مغول اور ہزار ازبک سب کافر او بت پرست نے شاہرخیہ کا قصد کیا ہے اور اس نواح تک تاخت لاکے اور کئی قصبے
تاراج اور زیر و زبر کئے اور اس ہول اس حالت کے ایک ہی دفعہ حضرت کے متوجہ ہوئے اور گریہ و زاری
شروع کیا اور کہا میرزا سلطان احمد سے لشکر نہیں لائے ہیں کہ ان کافروں سے مقابلہ کر سکیں اور اس بلا کا
دفعیہ بجز التفات حضرت کے ممکن نہیں ہے اور میرزا سلطان احمد بھی کمال اضطرار اور اضطراب سے حضرت کے پاس آئے
اور آپ کے دامن عنایت اور حمایت میں پناہ لی اور حضرت چند خدام کے ساتھ باہر آئے اور انکے درمیان گئے اور
اُس لشکر کے سرداروں اور اعیان سے صحبت گرم رکھی اور سب کو خوش کیا کہ بہت متاثر اور مغلوب کیا اس طرح کہ تمام اہل
مجلس نے بتوں کو گلے سے نکالا اور جوا میں پھینک دیا اور حضرت کے ہاتھ پر ایمان لائے اور تیرہ آدمیوں کو اسلام کی
طرف ہدایت کی اور وہ کل لشکر چھوٹے سے بڑے تک اور مرد و عورت شرف اسلام سے مشرف ہوگئے اور قریب ہزار
لڑکیاں اور لڑکے اور زن و مرد اور غلام آزاد اور ہزار اونٹ اور گھوڑے اور گائے اور گدھے اور بکریے کہ اس گرد
نواح سے لوٹ کر لائے تھے سب کے سب حضرت کو نذر دیئے اور حضرت نے قیدیوں کو باسامان اُنکے وطن بھیج دیا
اور دو خادم اپنے خدام سے اس لشکر کے ساتھ کئے ایک کا نام ملا نظام الدین اور دوسرے کا نام احمد سکملا ہے اور ایک مفتی کہ انہیں
علم دین کا تعلیم کریں اسکے بعد حضرت شاہرخیہ کو واپس آئے اور میرزا سے پوچھکر سمرقند کو روانہ ہوئے خدمت مولانا
برہان الدین بھتیجے سفر کی محنت ایسی ہوئی تو ان کے سینے پر تپ شکستگی نے قبول کی ہے مولانا برہان الدین کے مرض الموت میں
ایک دن حضرت خانہ خواجہ کفشیر کے احاطہ ایوان پر انکی عیادت کو آئے اور راقم حروف مع دو خادم ایک کہ حضرت کو
اٹھائے ہوئے تھے ملازمت میں رہے جب حضرت مولانا کے سرہانے بیٹھے فرمایا کہ مولانا محمود مولانا نے کہا ہے بیت
جدائی مبادا مرا از خدا ٭ دگر ہر چہ پیش آید بم شاید م ٭ ترجمہ جدائی خدا سے نہووے مجھے ٭ سوا اسکے جو پیش آئے
سو خیر ہے ٭ بعد ازاں فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کے قول سے ایمان تازہ ہوتا ہے یہ واقع ہے ترجمہ اسکا جددوا ایمانکم بقول
لا الہ الا اللہ تجدید ایمان ہے یہ کہ یہ کلمہ کہیں اور ہو سکتا ہے کہ یہی مراد ہو کہ یہ کلمہ تکرار یا سے تجدید ہے محبت او انجذاب
او محبت کے جناب حق سبحانہ سے ہووے جب اس کلمہ کی تکرار میں رعایت اس معنی کی کریں اور جددوا کے معنی
پر عمل کیا ہو اور فرمایا کہ خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ جددوا ایمانکم کے مضمون سے ایسا سمجھا
جاتا ہے کہ ایمان شاید پرانا ہو جاتا ہے فرمایا کہ ایمان کی کہنگی یہ ہے کہ کسی کو موجودات کے ساتھ انجذاب اور شوق
اور شیفتگی نہ ہے پس چاہیئے کہ طالب صادق سب احوال میں اس کلمہ کے بار بار کہنے سے کسب شوق اور کشش کا کرے

جو صورت شوق و ولہ ہے۔ خدمت مولانا نے اس صحبت سے تین روز بعد وفات پائی اور حضرت نے تمام اصحاب و اعیان اور خواص و عوام سمرقند کے ساتھ انپر نماز پڑھی اور احاطہ ملایان میں دفن کیا بعد انکے اٹھ روز ہوئے تھے خدمت مولانا جعفر نے انتقال کیا جیسا کہ گذرا طبیب خراسانی جسنے علاج مولانا برہان الدین اور مولانا جعفر میں خطائیں کیں اور خبط کیا ان ایام میں کہ تعزیت مولانا جعفر علیہ الرحمہ کی درپیش تھی ایک روز حضرت آئے اور غصہ اور بہت تیز ہوئے اور سخت باتیں کہیں اور فرمایا تو نے دو آدمی میرے مار ڈالے کہ تمام روے زمین میں انکا نظیر نہ تھا اگر سات طبقہ زمین و آسمان کے برابر سونے تو ڈال دے پھر بھی انکی قیمت زیادہ ہے اور تو نے

ایسے دو آدمی میرے مار ڈالے۔

مولانا لطف اللہ ختلانی رحمہ اللہ

یہ بھانجے خدمت مولانا برہان الدین کے تھے اور حضرت کے بزرگ اصحاب سے اور مقبول تھے عالم علوم شریعت و طریقت کے اور ان پر ہمیشہ بسط کی صفت غالب تھی اور اکثر اوقات ہنستے اور مسکراتے رہتے اور مدام حضرت کو شیرین باتوں سے مسکرانے کی طرف لاتے اور حضرت بھی خدمت مولانا کے ساتھ اکثر اوقات ہنسی مذاق کیا کرتے۔ ایک دن مولانا سے بسبیل طیبت پوچھا کہ جس وقت تو بیاہ کرے تو کیسی بی بی کریگا اسنے کہا سبز شیرین حضرت نے فرمایا کہ تو نے غلطی کی نہیں جانتا تو نے کہ چند روز بعد شیرینی جاتی رہتی ہے اور سبزی رہتی ہے اور پھر فرمایا کہ طالبان طریق کو کدخدائی ناشایستہ ہے پھر یہ بیت پڑھی بیت کدخدائیت مایہ ہوس ہست + کد رہا کن ترا خداے بس است + ترجمہ کدخدائی کی ہے ہوس تجھکو + چھوڑ کد کو خدا ہے بس تجھکو + خدمت مولانا لطف اللہ نے ایسا فرمایا کہ میں صغرسن کے ایام میں کہ اپنی ولایت میں تھا ایک شب حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ایک صورت نہایت حسن و جمال میں اور وہ صورت ہمیشہ میرے دل میں حاضر تھی جب حضرت کی ملازمت سے مشرف ہوا ایک دن اثناء سخن میں کسی تقریب سے فرمایا کہ آدمی کبھی حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کو صورتوں میں دیکھتے ہیں اور دفعۃً اس محل پر میری طرف دیکھا اور اسی صورت زیبا کے ساتھ کہ میں نے اس زمانہ میں حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا ظاہر ہوئے اور سچ یہ ہے کہ اس صورت کا مشاہدہ موجب گرفتاری کا حضرت کے ساتھ ہوا اور نیز بھی خدمت مولانا نے فرمایا کہ ایکبار دابج میں کہ سغد سمرقند کا اک گاؤں دو بارہ میل پر شہر سے ہے وہاں حضرت کی ملازمت میں تھا اور ایک گروہ مولویوں کا ہمراہ تھا شرح منازل شیخ کمال الدین عبد الرزاق کاشی علیہ الرحمہ کی مجلس میں موجود تھی حضرت اس سے ایک بحث مذکور کرتے تھے اور مولویوں سے پوچھ رہے تھے جیسا کہ قاعدہ حضرت کا تھا اس فقیر کی خاطر میں کچھ آیا عرض کیا فرمایا کہ مذاق سخن اس طائفہ کا دوسرا ہے ملاؤں کی تاویلات چھوڑ دو میں چپ ہوگیا

اور آپ ہی آپ سوچا کہ جو خاطر مین آیا اچھا معلوم ہوتا ہے حضرت نے قبول کیون نہین فرمایا اس اثنا مین صورت غضب کی حضرت سے ظاہر ہوئی اور باتین کرنے لگے کہتے کہتے گرم ہو گئے مین نے اپنے مین ثقل اور بار عظیم کا احساس کیا اور گمان ہوا کہ سوسن کا بوجھ میرے اوپر رکھدیا اور نہایت گرانی اور بے طاقتی سے ہلاک آیا اور جنبش کی طاقت مجھسے جاتی رہی اس حال پر آنکھ میری حضرت کے روے مبارک پر پڑی دیکھا کہ حضرت کا چہرہ نورانی بڑا ہوتا شروع ہوا اور لب مبارک ہلتا تھا اور کوئی چیز مسموع اور مفہوم نہین ہوتی تھی اور ایسا بڑا ہوا کہ تمام گھر کو گھیر لیا اور کوئی جگہ خالی نرہی اور مین ایسا تنگ ہوا کہ قریب تھا میری سانس رک جاے اور یہ حالت مدت تک رہی پھر دیکھا کہ تھوڑا تھوڑا منھ حضرت کا اپنے حال پر آتا چلا اور مین سبک ہوتا تھا حتی کہ حال اصلی پر آگیا اور مین اس تمام ثقل سے خلاص ہوا اور اہل مجلس کو اس ماجرے سے کچھ خبر نتھی۔ اور یہ بھی خدمت مولانا نے فرمایا کہ محلہ خواجہ کفشیر کے اندر بملازمت حضرت مین تھا گرم دن تھا کہ کرتہ پہنے حرم سے نکل کر حجرہ مین آئے حضرت کا جثہ میری نظر مین بہت حقیر معلوم ہوا خاطر مین گذرا کہ یہ سب تصرف ملکون مین حضرت سے ظاہر ہین اس جثہ کے ساتھ محض عنایت اور قدرت حق ہے سبحانہ تعالی اس خطرہ کی آتے ہی ایک نسبت نفیر بمقام عنایت والتفات ہوئی اور باتین کرنے لگے اور پھر اسی طرح روے مبارک حضرت کا بڑا ہوا اور اس حد کو پہونچا کہ تمام حجرہ روے مبارک سے پر ہوا اور مین ایک گوشہ مین ہو گیا اور تنگ ہوا اور بدستور حس و حرکت جاتی رہی ایک آواز میرے کان مین آتی تھی لیکن کچھ سمجھ مین نہ آتی تھی اور اس حالت کو طول ہوا اور مین بیخود تھا جب ہوش آیا دیکھا کہ حضرت کا چہرہ مبارک اصلی حالت پر آگیا۔ اور یہ بھی خدمت مولانا فرماتے تھے کہ غرجستان مین ایک بار حضرت کے ساتھ موضع کمانگران کی طرف ہم جاتے تھے اور گھوڑا میرا بہت سست اور بد راہ تھا اور اس وجہ سے حضرت کے آگے آگے بڑی تشویش اور محنت سے ہانکتا تھا کہ ایسا نہو حضرت کی سنگت سے رہجاؤن ناگاہ حضرت میرے عقب سے آئے اور ایک کوڑا میرے گھوڑے کے مارا اور فرمایا گھوڑا تمھارا راہوار نہین ہے فی الحال میرا گھوڑا ایسا راہوار ہو گیا کہ ہر چند حضرت تیز ہانکتے تھے میرا گھوڑا راہواری مین انکے گھوڑے کے ساتھ گیا اور ایک قدم پیچھے نرہا اور مین اسکی پیٹھ پر آسودہ ہوا اور جو اصحاب کہ ہمراہ تھے اور حقیقت حال سے آگاہ تھے حیران اور ششدر ہو گئے اسکے بعد وہ گھوڑا جب تک جیتا رہا اسی طرح راہوار تھا ہرگز کبھی اس سے سستی ظاہر نہوئی اور اس احوال کا مشاہدہ میرے یقین کی ترقی کا سبب حضرت کی نسبت ہوا۔

مولانا شیخ ادام اللہ ظلال افاضتہ

یہ بزرگ اصحاب حضرت سے ہین اور بہت سون حضرت کے امور دنیوی کا انتظام انکی سپردگی مین تھا بعضے اعزہ سے سنا گیا کہ جب رات کو مولانا اپنے گھر جاتے ہین تھوڑی دیر اپنے اہل خانہ کے ساتھ بیٹھتے ہین اور کچھ کھانا (۲۶۴)

تناول کرتے ہین جب اُنکے آدمی لیٹ رہتے ہین مولانا پھینٹا باندھکر دم صبح تک قبلہ رو بیٹھتے ہین اور بڑے اہتمام سے اُس نسبت کو جو حضرت سے حاصل کی ہو ورزش اُسکی کرتے ہین حضرت مولانا شیخ کی باتون سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حبس نفس اور نفی و اثبات پر مامور رہتے تھے اور اُسکے موید یہ ہو کہ ایک روز خلوت مین کسی تقریب سے فرمایا کہ ایک سانس مین اکیاون دفعہ ذکر کہا جاتا ہو ساتھ اسکے کہ ملاحظہ ہو نفی غیر کا اور اثبات مقصود کا اور رعایت بازگشت اور وقوف قلبی اور وقوف عددی بغیر اسکے کہ نفس کو تہی کرے یا دل کو خفقان ہو یا کوئی اثر صدریہ ظاہر ہو ایک دن محلہ خواجہ کفشیر احاطہ ملایان کے ایک طالب علم کے حجرہ مین ایک جماعت اصحاب مخلص کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت کے تصرفات اور کرامات عجیب و غریب کا تذکرہ ہو رہا تھا اور ہر ایک شخص ایک نقل کرتا تھا اور خدمت مولانا خاموش تھے دل مین آیا کہ کیا ہو کہ یہ بھی اس باب مین کوئی سخن کہین ایک لحظہ بعد فرمایا کہ جتنے سب تصرفات آفاقی اور ظاہری حضرت کے بیان کیے کوئی تصرف انفسی و باطنی آپکا نہ بیان کیا اصحاب نے کہا کہ آپ کرم کرین اور اس باب سے کوئی حکایت کہو فرمایا کہ ابتدا جب مین حضرت کی ملازمت مین پہونچا اور ایک تعلیم سے فیضیاب ہوا بہت جان توڑی اور بڑی ریاضت کھینچی تب تھوڑے تھوڑے نتیجہ اور آثار مشغولی کے ظاہر ہونے لگے اور حضرت کے التفات سے روز بروز اُنکو قوت ہوتی رہی تب چند روز بعد کسیقدر جمعیت خاطر کی اور رفع الحجاب نسبت آگاہی حاصل ہوئی اچانک حضرت نے مجھے بعضے امور زراعت وغیرہ کے انصرام کا امر فرمایا اور دنیا کے امور مین مشغول رہنے سے عمل باطن مین فتور آیا اور وہ نسبت تھوڑی تھوڑی ضعیف ہونے لگی اور مجھے اس جہت سے بڑا رنج ہوا اور حزن بہت دامنگیر ہوا مین نے کہا جاؤن اور اپنے دل کا درد حضرت سے عرض کرون اور فرصت تاکتا رہا اور ایک خلوت مین حضرت کے حجرہ کے اندر پہونچا اور مین نے چاہا کہ اپنی پریشانی حال سے ایک شمہ عرض کرون فرمایا کہ مولانا شیخ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین خلوت در انجمن قاعدہ کلی ہو اور انکے کاروبار کی بنیاد اسپر ہو اور یہ اصل لی گئی اس آیت سے ہو رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ان بزرگون کی نسبت شریفہ محجوب ہو غیرت محبت اسکی مقتضی ہو کہ محبوب مستور رہے محب غیرتمند کب روا رکھے کہ محبوب بے پردہ ہووے اس نسبت کو بے پردہ ورزش کرنا اس گروہ کا داب اور قاعدہ نہین ہو اس سے چارہ نہین ہو کہ اس نسبت کو کسی شغل کے ساتھ اشغال ظاہری سے جمع کرے مین نے در باطن زاری کی و دو امر کی جمع سے مین عاجز ہون اس عمل مین فرمایا کہ ہمت کرو اور حملہ شاید کہ حق سبحانہ ایک قوت عطا فرمائے اور کام پورے ہون اور اسی حال کے قریب التفات کی کہ جو کچھ تکلف کبھی کبھی میسر آیا تھا باطن پر غالب ہوا اور ثابت متمکن ہو گیا اور دل اسکے ساتھ مطمئن ہوا اور خاطر سے تردد گیا اور پھر سب اشغال اور سب احوال مین اور خواب و بیداری مین نصیب الیمین ہوا اور اللہ تعالیٰ کا اسپر شکر ہو

مولانا سلطان رحمہ اللہ

یہ حضرت کے اجلہ اصحاب سے ہین اور دانشمند متبحر اور عالم علوم ظاہر اور علوم باطنہ اور حضرت کی اجازت سے سفر مبارک حجاز کا کیا تھا اور حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وکرامۃ کی زیارت سے بہرہ یاب ہوئے اور پھر ملازمت مین آئے کہتے تھے کہ مین ابتداے حال مین ایک دن قصبہ ماترید کو جاتا تھا کہ ملازمت حضرت مین پہونچون ہر چند راہ مین سعی کی کہ اپنے تئین توجہ یا مراقبہ کے طریق سے جمع کرسکون تا کہ جمعیت خاطر کے ساتھ حضرت کی خدمت مین حاضر ہون یہ بات حاصل نہوئی آخر بطریق نفی واثبات کے مین مشغول ہوا اور چند ذکر اُسکے شرائط سے کیے تب تھوڑی سی نسبت حضوری کی حاصل ہوئی اُس نسبت کا حفظ کرکے حضرت کی مجلس مین آیا جب مین بیٹھا ایک لحظہ کے بعد فرمایا کبھی طریق نفی واثبات سے تو مشغول ہوتا ہو مین نے کہا اکثر فرمایا جب تو بیٹھا تو ایک نسبت ظاہر ہوئی جو نتیجہ نفی اور اثبات کا ہو حضرت کے سخن سے مجھے معلوم ہوا کہ اگرچہ حضور مع اللہ ایک ہو لیکن نسبت حضوری جو ذکر سے حاصل ہوتی ہو ایک رنگ خاص رکھتی ہو اور جو نسبت کہ توجہ یا مراقبہ یا رابطہ سے حاصل ہوتی ہو ہر ایک کا رنگ علیحدہ ہو ان گوناگون رنگ مین فرق کرنا فراست خاص پر موقوف ہو کہ اخص الخواص اولیا اہل اختصاص کو ہوتی ہو جو علم لدنی کی تائید پائے ہوئے ہین۔ اور اللہ دانا تر ہو۔

مولانا ابو سعید اوبہی دامت فوائدہ

یہ اصحاب مقبول حضرت سے ہین اور پینتیس برس حضرت کے آستانہ پر حاضر ہوتے رہے کہتے تھے کہ میری حاضری کا سبب حضرت کی خدمت مین یہ تھا کہ ابتدا مین جب مین سمرقند گیا مرزا الغ بیگ کے مدرسہ مین چند روز تحصیل علوم کرتا رہا اور بالکل مطالعہ پر جھکا ہوا تھا دفعتہً بے سبب میری طبیعت تحصیل سے برگشتہ ہوگئی اور داعیہ درویشی اور صحبت اور خدمت درویشون کا دل مین آیا مدرسہ کے حجرہ سے باہر آیا ایک طالبعلم آشنا ملا مین نے کہا تو کہان تھا اور تیرا حال کیا ہو کہا کہ کوہ نور مین شیخ الیاس عشقی کے پاس تھا اور اب اُنکے پاس سے آتا ہون اور اسقدر اُسکی تعریف کی کہ مجھے اُسکی صحبت کو بہت جی چاہا اسدرجہ کہ حجرہ مین پھر پلٹ کر نہ گیا اور انھین قدمون کوہ نور جہان اُسکا لنگرگاہ تھا متوجہ ہوا اتفاقاً میرا گذر حضرت کے مدرسہ کے دروازہ پر ہوا دیکھا کہ اُسی وقت حضرت بھی راستہ سے پہونچے اور مدرسہ کے دروازہ پر اتر پڑے اپنے دل مین کہا کہ حضرت کی ملازمت کبھی نہین کی اول اُنکی صحبت رکھون پھر کوہ نور کو جاؤن سو حضرت کے پیچھے پیچھے مدرسہ مین داخل ہوا دیکھا کہ ایک جماعت یارون کے ساتھ صفہ مدرسہ مین بیٹھے ہین مین بھی گیا اور یارون کی صف مین حضرت کے روبرو بیٹھا ایک لحظہ سکوت کیا بعد اُسکے سر مبارک اُٹھایا اور مجھے مخاطب کرکے یہ بیت پڑھی بیت در کوہ چہ میروی بمن باش + امروز معاذ جبل نیست ترجمہ کیا کریگا کوہ مین جاکر اور میرے پاس رہ + آج کے دن کوہ مین موجود کب ہین وہ معاذ + یہ کہکر اُٹھے اور مدرسہ

سے نکلکر سوار ہو گئے اور میرے باطن کو اپنی طرف کھینچا اور مین حیران مضطرب رہگیا اپنے دل مین سوچا کہ حضرت نے ہرگز
میرا نام نہین سنا کیا جانا اور کیا بیت تھی جو میرے اوپر پڑھی سراسیمہ مدرسہ سے باہر آیا اور مدرسہ میرزا الغ بیگ کے
طلبا کو مین نے پیغام بھیجا کہ جو کچھ میرے حجرہ مین کتابین اور اجزا وغیرہا ہین حق طلبہ ہی اسمین تصرف کرین پھر گیا او
حضرت کے آستانہ کو لازم کیا ایک سال گذر گیا اور اس مدت مین حضرت نے مطلقاً بظاہر التفات نہ کیا مگر میری
کشش اور گرفتاری باطنی روز بروز حضرت کے ساتھ زیادہ ہوتی تھی اور اس عرصہ مین ایک قبا کہنہ
سوزنی کی مین گذرانتا تھا جسکے نیچے نہ کرتہ تھا نہ ازار تھی ایک سال بعد تھوڑی التفات حسب ظاہر آپ سے
ظاہر ہونے لگی۔ اور یہ بھی خدمت مولوی کہتے تھے کہ ایک دن حضرت سے بار عظیم میرے اوپر پڑا اور وہ کشش کہ
لحظہ لحظہ باطن مین حضرت سے مجھے پہونچتی تھی منقطع ہوئی اور اسدرجہ قبض میرے اوپر غالب ہوا کہ خوف ہلاک
تھا اور وہ بار اور قبض ہفتہ شبانروز تک اُٹھایا آخر کو مین بیتاب ہو گیا مین نے بعض بزرگون سے سنا تھا کہ اگر
تہجد مین یسین پڑھین تو اُسکے بعد جو دعا کرین قبول ہوتی ہے ایک شب اس بیتابی مین بعد از نماز تہجد دعا کی کہ خدایا
اگر میری ذات مین ایسی چیز ہے کہ حضرت کے مکروہ ہے تو وہ مجھسے دور کر اور میری استعداد اگر اسطرح کی ہے کہ حضرت کے
موجب کدورت کا ہوتا ہون تو مجھے دنیا سے اٹھا لے یا اس آستانہ سے دور ڈال ایسی باتین مناجات مین کرتا تھا
اور بہت رویا جب صبح حضرت کی ملازمت مین گیا اول سخن جو فرمایا یہ تھا کہ تمنے گمان کیا کہ ہم کام ایک کرتے ہین اب جو
تمھین ناخوش آتا ہے اور اپنی مرگ اور دوری چاہتے ہو تو الگ ہو جاؤ اس سخن سے حضرت کے معلوم ہوا کہ وہ بار
اور قبض کہ فقیر کے حوالہ کیا تھا ایک تربیت تھا بعد ازان مجلس مین انبساط اور انشراح تمام دل مین پیدا ہوا اور حضرت
مولوی کے کلام سے یہ تین رشحہ ہین —

رشحہ [۱] کہتے تھے کہ اس کاروبار کا حاصل ذوق یافت اور الم نایافت ہی چاہیے کہ طالب جو کچھ پاوین واردات خواہ جیسی
سے ذوق یاب ہون اور پھر اس ذوق سے خالی ہو کر اس چیز کے لیے جو نہین پائی اور باقی ہے دردمند اور متالم ہون
اسواسطے کہ مقصود بے نہایت ہے جو کچھ اُس سے پاوین بنسبت اُسکے جو نہین پایا نیم قطرہ کے حکم مین نسبت دریا
محیط کے ہے پھر اگر کوئی چیز پاوین سر جھکائین اور اُسکے ساتھ آرام حاصل کرین اور اُسکے ذوق مین رہین اور اُسی وقت
کے ساتھ اس عالم سے باہر جائین ابد آلاباد اسی مین قید او رمحبوس رہین اور ذوق و مواجید دیگر سے جو
بے نہایت ہین محروم اور اگر عمر ابدی کے ساتھ اس یافت اور نایافت مین سیر کرین ابھی کچھ نگیا نہ کچھ راہ چلے
رشحہ [۲] ایک دن سورہ اخلاص کے آیات کے معنی فرماتے تھے اول موجود کہ حق سبحانہ کی ایجاد سے بلا واسطہ
دوسری شی کے وجود مین آیا صادر اول تھا ہرگاہ مبداء فیاض سے اظہار صادر اول کا مشابہ زادن یعنے تولد
سے تھا لاجرم حق سبحانہ نے اس سورہ مین آیہ کریمہ لم یلد سے اُس مشابہت کی نفی کی اور ہرگاہ حق سبحانہ نے بعد ایجا

موجودات اور اظہار تعینات کے مظاہر الٰہی و کونی مین بحسب ذات و صفات و اسماء و افعال کے ظہور فرمایا اس قسم کا ظہور مظاہر سے زادہ شدن یعنے مولود شدن کے مشابہ اور مماثل تھا لاجرم حق سبحانہ نے اس صورت مین آیہ کریمہ ولم یولد کے ساتھ نفی اس مشابہت کی فرمائی اور ہرگاہ بعد از ایجاد موجودات کے نوع انسان کو بحکم خلق اللہ آدم علیٰ صورۃ الرحمٰن کے پیدا کیا اللہ نے آدم کو صورت رحمٰن پر نسخہ جامعہ اور مظہر جمیع اسماء کیا اور اسکو اپنی ذات و صفات اور افعال بے نہایت کا آئینہ بنایا جامعیت کی حیثیت سے اسکو مشابہت اور مماثلت ساتھ ذات یگانہ مقدس کے جسکی صفت آیہ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد ہے (کہو اللہ ایک ہے اللہ پاک ہے) پائے گئے کہ اسمین وہم تصور کفو کا تھا لاجرم حق سبحانہ نے آیہ کریمہ ولم یکن لہ کفوا احد ترجمہ نہین تھا اسکا کفو کوئی نفی اس مشابہت اور مماثلت کی فرمائی۔

رشحہ کہتے ہین کہ ایک دن اپنے والد کے ساتھ مجلس وعظ خواجہ شمس الدین کو موی مین گیا تھا اس مجلس مین خواجہ سے ایک کرامات دیکھی اور ایک آیت کی تفسیر سُنی کہ وہ دونون عجیب غریب تھین کرامات یہ تھی کہ خواجہ معارف الٰہی اور لطائف نامتناہی مین ایک باریک سخن اور نکتہ غامض فرماتے تھے کہ اہل مجلس سے بعض کو بوجہ پوشیدہ ہونے اس سخن کے اور نہ منکشوف ہونے اسکے معنی کے ایک غنودگی آگئی تھی اور پینک مین تھے خواجہ کو غیرت آئی فرمایا کہ تم اونگھتے ہو حال آنکہ مین اگر اس سخن کو مسجد کی چھت سے کہون اسیر اثر ہوجاے اور جگہ سے ڈگمگا جاے جب خواجہ نے اشارہ مسجد کی چھت سے کیا چھت مین ایک کپ کپاہٹ پڑی اور وہ چھت لکڑی سے پٹی تھی لکڑیون مین سے چڑاڑ چڑاڑ کی آواز آنے لگی چنانچہ مسجد والے اوپر تلے گرتے پڑتے دروازہ کے پاس پہنچے باہر کو بھاگے اور جو منبر کے پاس تھے دوڑے اور منبر کے پایون مین لپٹ گئے از انجا کہ مین کم عمر تھا حاضرین سے بلد تر دوڑا اور منبر کے پایہ سے چمٹ گیا اور خواجہ نے بہت دیر تک منبر کے اوپر سکوت کیا بعد از ان پھر وعظ کہنے لگے اور لوگ خوب حاضر اور متوجہ ہوئے اور اس آیت کی تفسیر تھی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے احسن کما احسن اللہ الیک نکوئی کر جیسی کہ نکوئی کی ہے خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ بھلائی خدا کی بندہ کے ساتھ وہ تھی کہ سب سے پہلے ازل الازال مین خدا تعالیٰ ظاہر تھا اور بندہ پوشیدہ پس بندہ کے سنگ یہ بھلائی کی کہ بندہ کو ظاہر کیا اور آپ چھپ گیا پس بندہ کو تعلیم دیتا ہے اور حکم کرتا ہے کہ بھلائی کر جیسی کہ خدا تعالیٰ نے تیری نسبت بھلائی کی ہے یعنے تو بھی اپنے کو نفی وجود سے پوشیدہ کرتا کہ خدا تعالیٰ ظاہر ہووے

مولانا محمد قاضی ادام اللہ برکات افادتہ

یہ حضرت کے اصحاب مقبول سے ہین اور انھون نے حضرت کے مناقب اور شمائل اور خصوصیات اور فضائل مین ایک کتاب بنائی ہے بنام سلسلۃ العارفین و تذکرۃ الصدیقین اسمین لاتے ہین کہ سنہ ۱۲۹۵ھ آٹھسو پچاسی مین شہر کی

خدمت مین پہونچا اور بارہ سال کے قریب حضرت کی ملازمت مین رہا اور اللہ تعالیٰ کا شکر اسپر ہی چونکہ خدمت مولانا لطائف اور معارف صوفیہ قدس اللہ ارواحہم کے پا جانے مین طبیعت بلند اور فہم ارجمند رکھتے تھے لاجرم حضرت حقائق اور دقائق اُس گروہ کے فرماتے وقت خدمت مولوی کو بہت مخاطب کیا کرتے کہتے تھے کہ ایک روز حضرت نے مجھسے استفسار کیا کہ ان باریک باتون سے جو ہمسے سُنتے ہو کوئی نقصان اُن عقائد مین پاتے ہو جو یہان باپ اُستاد سے بچپن مین سیکھے تھے مین نے کہا کہ نہین — فرمایا کہ پس تیرے ساتھ اس رنگ کے سخن کہہ سکتے ہین خدمت مولانا سے سنا گیا اُ سلسلۃ العارفین مین بھی لکھا ہی کہ ابتدا میری ملازمت کی حضرت سے وہ تھی کہ ایک طالب علم کرانی مولانا نعمت اللہ نامی کے ساتھ سمرقند سے ہرات کے ارادے پر باہر آیا تھا جب مین وہ شادمان مین پہونچا اور گرم ہوا اور لونکے سبب توقف کیا عصر کا وقت تھا کہ حضرت پہونچے سلام کو گیا پوچھا کہان کا تو ہی مین نے کہا سمرقند کا پھر باتون مین مشغول ہوگئے اور جتنا کچھ خاطر مین تھا سب ظاہر کردیا از انجملہ ایک سخن یہ تھا کہ فقیر کو آوارہ کرکے اس ولایت سے لیے جاتا ہی اس بات کو ایسا ظاہر کیا کہ میری خاطر حضرت کی طرف بہت ہی منجذب ہوئی اور اثنائے سخن مین فرمایا کہ اگر مقصود تحصیل علوم ہو یہان بھی میسر ہی اور اُسوقت ثابت ہوگیا کہ میری مخفی باتون سے کوئی چیز نہین ہی مگر یہ کہ حضرت اُسکے مجموعہ پر مطلع ہین اور یقین ہوا کہ حضرت کو خلق کے باطنون پر اشراق عظیم ہی باوجود اس علم کے میری خواہش جو سفر کی تھی کم نہوئی کہ بہت ہی ہرات کے دیکھنے کو جی چاہتا تھا قرشی کا ارادہ کیا منع کیا اور کہا بخارا کی طرف جاؤ اور صبح حاضر ہوا کہ اجازت مانگون کسی نے کہا کتابت مین مشغول ہین ٹھہر گیا ایک لحظہ گذرا دیکھا کہ حضرت اپنی نشست کی جگہ سے اُٹھے اور میری طرف آئے اور فرمایا کہ سچ کہو ہرات درویشی کے لیے جاتا ہی یا تحصیل علم کو مین نہایت دہشت سے خاموش تھا مولانا نعمت اللہ نے کہا درویشیان اُسپر غالب ہین تحصیل کو روپوش کیا ہی مسکرائے اور فرمایا اگر یہ ہو تو اچھا ہی اور میرا ہاتھ پکڑکے پائین باغ کو چلے اور اسقدر گئے کہ لوگون سے دور ہوگئے کھڑے ہوئے بعد اسکے کہ حضرت کا دست مبارک میرے ہاتھ مین آیا آپ سے غائب ہوگیا اور تھوڑی دیر اس غیبت پر گذرے جب مین حاضر ہوا باتون مین مشغول ہوگئے فرمایا کہ ہمارے خط کو تو نہین پڑھ سکتا اور جیب مبارک سے ایک خط نکالکر پڑھا لپیٹا اور مجھے دیا اور فرمایا ہماری کتابت کو خوب احتیاط سے رکھنا اور وہ تحریر یہ ہی کہ حقیقت عبادت کی خضوع و خشوع اور شکستگی اور نیازی کو شہود اور عظمت حق سبحانہ سے دل پر ظاہر ہو ایسی سعادت موقوف پر محبت ہی اور ظہور محبت اسپر موقوف ہی کہ متابعت سید الاولین و الآخرین علیہ من الصلوات اتمہا ومن التحیات اکملہا پر ہی اور متابعت موقوف ہی اسپر کہ طریق متابعت کو جانے پس بضرورت ملازمت علما کی کرنی چاہیے جو وارثان علوم دینی ہین اور ملازمت اُن علما سے جنھون نے علم کو وسیلہ معاش دنیوی اور سبب حصول جاہ کیا ہی دور رہنا چاہیے اور صحبت اُن درویشون سے کہ رقص اور سماع کرتے ہین اور جو کچھ ہو بے تحاشا ہین

اور دکھائیں پر پرہیز کرنا چاہیے اور توحید و معارف کے سننے سے کہ نقصان عقیدہ کا سبب اہل سنت وجماعت کے مذہب
میں ہو دور رہنا چاہیے۔ تحصیل ظہور معارف حقیقت کے لیے کہ متابعت محمد رسول اللہ سے وابستہ ہے صلے اللہ
علیہ وسلم کرنی چاہیے والسلام۔ اُسکے بعد لوگوں کے پاس آئے اور مجھے سفر ہرات کی اجازت دی اور فاتحہ
پڑھی اور سوار ہوگئے ہم حضرت کے اشارہ کے موافق بخارا کو چلے تھوڑی دور ہم راستہ چلے تھے کہ ہمارے عقب
سے ایک پیادہ دوڑتا آیا اور دوسری ایک کتابت لایا جو خدمت خواجہ کلاں ولد بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین
کاشغری قدس سرہ کے واسطے لکھی تھی کہ حامل رقعہ ہذا سے خبردار ہوشیار رہیں اُسے فرصت نہ دیں کہ بیکار رہے
اور جسکے ساتھ چاہے اختلاط کرے اس خط نے بڑی تاثیر کی گویا ایک تیر تھا کہ زخم رسیدہ سینہ پر لگا دل بالکل
حضرت کی ملازمت کا شیفتہ ہوا یہاں تک کہ قالب متوجہ بخارا کا تھا میں بیتاب اور بے آرام ہوا اور ہر منزل میں یہ
چیز واقع ہوئی کہ پلٹ جانا چاہیے مگر یہ عجائب بات تھی کہ سفر کی تشویش خاطر سے نہیں نکلتی تھی بخارا تک پہونچنے میں
مجھے سواری بدلی گئیں اور ہر منزل میں ایسی صورت پیش آئی کہ اُس سواری میں نہیں ہوا ہو سکتا تھا جب بخارا
پہونچا ہوا درد چشم ہوگیا چندے اس سبب سے سفر موقوف رہا اسکے بعد چند بار پھر وہاں سے سفر کا قصد کیا ہر بار
ایک عارضہ پیش آیا کہ مانع سفر ہوا آخر کو تپ لرزہ آیا اپنے دل میں کہا اگر آئندہ سفر میں کوشش کرتا ہوں
تو مرنے کا خوف ہے بالکل سفر کا خیال خاطر سے میں نے دور کیا بعد ازاں حضرت کی ملازمت کا قصد کیا جب
تاشکند پہونچا خیال ہوا کہ لنگر شیخ زادہ الیاس کو جاؤں چونکہ اُسکے رشتہ ارادت میں ہوں آخر اُنکو دیکھا
ہوگا اور باطناً ایک قسم کی اجازت چاہی کسواسطے کہ حضرت کے جذبہ صحبت نے غالب آکر بے آرام کر دیا ہے اپنی
سواری بھی کتابوں کی خرجین سمیت ایک آشنا کے سپرد کیا اور بازار میں آیا کہ درویشوں سے کسی کو تلاش کروں
کہ اُسکے ساتھ لنگر جاؤں ایک شخص آیا اور کہا اپنی سواری کے گھوڑے کو لے آؤ کہ لنگر کو چلیں میں آیا کہ اپنی سواری
لیکر جاؤں ایک بولا کہ الاغ تیرا کتابوں کی خرجین سمیت گم ہوگیا ہے اور بہت آدمی اُسکی جستجو کر رہے ہیں ایک کنارہ
میں بیٹھا اور فکر میں سر جھکا لیا اس اثنا میں مجھے خطرہ ہوا کہ طبقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم عجیب آدمی ہیں اسقدر
میری طرف التفات کرکے متوجہ ہوئے اور تو دوسرے کی زیارت کا ارادہ کرتا ہے اچھا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے ضرر نہیں پہونچا
ہے اپنے دل میں اس عزیمت سے منحرف ہوا اور استغفر اللہ پڑھی اچانک ایک آواز میرے کان میں آئی کہ تیرا مرکب مل گیا
اور کوئی نقصان نہیں ہوا سر اٹھایا دیکھا کہ میرا گھوڑا لا کر آگیا ہے وہ آشنا کہتا ہے ایک امر عجیب واقع ہوا کہ تیرا
گھوڑا اپنے سامنے میں نے باندھا تھا ایکبار جو دیکھا تو مرکب نہ تھا اور اچنبھے میں ہوا اور بہت دشوار ہے کہ بازار تاشکند
میں کوئی چیز گم ہوگئے اور پھر پانے اسواسطے کہ بڑا اژدحام وہاں ہوتا ہے یہ بہت نادر بات ہے کہ بلا کسی نقصان
کے ایسا ہو۔ اور اس امر کی خوشی سے مجھ میں ایک کیفیت پیدا ہوئی سوار ہوا اور سمرقند کو چلا

اور شیخ کے لنگر کو نہ گیا جب حضرت کی صحبت سے مشرف ہوا مسکرا کر فرمایا خوش آمدی مجھے معلوم ہوا کہ میرے سب گذشتہ احوال سے خبردار ہین بلکہ وہ تمام سوانح سفر کے حضرت کی طرف سے ہوئے ہین اور یہی خدمت مولانا محمد کہتے تھے کہ ایک بار میری شروع حاضری مین کہ حضرت رباط خواجہ مین رہتے تھے دل مین آیا کہ خواجہ ذکریا ورق سیری کے طوف کو جاؤن جب گنبد مزار کے در پر آیا قبل اسکے کہ گنبد مین قدم رکھون ایک کیفیت عجیب واقع ہوئی کہ مین گر پڑا اور اپنے اندر ایک درد عظیم پایا کہ مجھے دوہرا کردیا قریب تھا کہ روح بدن سے نکلجائے میری خاطر مین آیا کہ حضرت کی صحبت سے باہر آیا اور حضرت کی بلا اجازت مزار کی زیارت کو تو متوجہ ہوا خوب نہ تھا فوراً استغفار کی اور گنبد مین قدم بغیر رکھے واپس چلا آیا جب حضرت کے سامنے بیٹھا پہلی مرتبہ کہا تو نے کیا نہین سنا کہ بزرگون نے کہا ہے گربہ زندہ به از شیر مردہ ترجمہ زندہ بلی مرے شیر سے بہتر ہے اس حال کا مشاہدہ میرے لیے موجب زیادہ یقین کا حضرت سے ہوا بعضے اصحاب بزرگوار کہتے تھے کہ جب حضرت کو احتضار موت کا وقت ہوا اور ایک جماعت بیٹھے ہوتے اور خواص اصحاب موضع کے نگران ہین حضرت کے سرالین پر بیٹھے تھے اس محل مین فرمایا کہ ہر ایک شخص ہمارے لوگون سے ایک چیز پسند کرے فقر و غنا سے اور پہلے خدمت مولانا محمد کی طرف متوجہ ہوگے کہ اول تو اختیار پسند کر خدمت مولانا نے فرمایا مین نے وہ اختیار کیا جو آپ کا مختار ہے حضرت نے فرمایا کہ ہمارا مختار فقر ہے اسکے بعد ایک اہلکار کو اشارہ کیا کہ چار ہزار رشاہرخی مولانا محمد کو دے کہ وہ فقر اختیار کرے کہ اسکو سرمایہ یعنے جمع پونجی بنائے اور رفقا اور کی فراغت کے لیے جو اسکے گرد ہونگے اور خدمت مولانا نے تعمیل امر کے لیے وہ نقدی لے لی اور اپنا اور اپنے اصحاب کی معیشت کا سرمایہ کیا

مولانا خواجہ تاشکندی رحمہ اللہ تعالے

یہ حضرت کے قدیم اصحاب اور بڑے وکلا سے تھے اور ابتدائے حال مین تاشکند کے مقام شرف قبول سے مشرف ہوئے ہین بعضے عزیزون نے خدمت مولانا سے نقل کی کہ فرمایا ابتداءً جب حضرت نے خراسان سے اصلی وطن کو مراجعت کی اور زراعت کے کام مین مشغول ہوئے اسوقت مین بیس برس کی عمر کا جوان تھا حضرت کی ملازمت کیا کرتا اور حضرت میرے اوپر بہت التفات کرتے تھے اس اثنا مین ایک جماعت ہم صحبت نے کہ تحصیل علوم کا ارادہ رکھتی تھی اور سمرقند کے جانے کو مستعد تھی مجھے بہت تشوق دلایا کہ تاشکند مین تیری اوقات ضائع ہوتی ہے اور جاہل اور ناخواندہ رہا جاتا ہے اسقدر کہا کہ میری طبیعت بھی جانے کی طرف مائل ہوئی مین دل مین سوچا کہ اگر حضرت سے جانے کی اجازت چاہتا ہون غالب ہے کہ مانع ہون اس سے بہتر نہین ہے کہ رقعہ مین ذوق تحصیل و سمرقند جانے کا قصہ لکھون اور جسوقت حضرت موجود نہون جہان وہ بیٹھے ہین رکھدون اور جانے کو تیار ہون جب رقعہ کے مضمون سے مطلع ہون اور مین حاضر نہون تو مانع نہونگے اور اس صورت مین اجازت بھی

حاصل کرونگا پس رقعہ مین نے لکھا اور وہان رکھا اور چلدیا۔ اتفاقاً اُسدن حضرت اُس مکان مین نہ آئے شام کو مغرب کے وقت آئے وہ رقعہ دیکھا جب بُلایا تو مین نہ تھا اُس صورت سے متغیر ہوئے اور فرمایا کہ وہ زبان قلم سے ہمارے ساتھ بات کرتا ہے اور بحیلہ ہمسے اجازت چاہتا ہے ہم بھی دیکھین کہ کس طرح جائیگا اور اُسی دم حضرت بگڑے اور یہ بات فرمائی مین یاران تاشکندی کے ساتھ پہلی منزل مین اُترا تھا وقت شام اور وقت خواب کے درمیان درد سر نہایت سخت اور بڑی تپ محرق عارض ہوئی اسقدر کہ مجھے بیتاب اور بے آرام کردیا فریاد اور نالہ کرنا مین نے شروع کیا یہان تک کہ وقت شبگیر کا ہوا اور آدمی سواریون کے بار کرنے مین مشغول ہوگئے ایک یار جو میرے سفر پر باعث کلی تھا میرے گھوڑے کو کسنے لگا اور چاہا کہ خرجین ڈالے اور سوار کرائے اُس موقع پر درد سر اور حرارت مجھے المضاعف ہوگئی اسدرجہ کی کہ مین نے جانا سر پھیر اگیا اور جلتی آگ کے اندر پڑا اور قریب ہلاکت ہوگیا مین نے فریاد کی کہ یارو مجھے چھوڑ دو اور تم جاؤ کہ حرکت اور سواری کا امکان نہین ہے ہر چند یارون نے چلنے کا سیانو کیا اشارہ سے منع کیا کہ بات کرنے کی طاقت نہ تھی جب یار لوگ نا امید ہوئے اور گئے مین اپنے دل مین سوچا کہ غالباً یہ عارضہ حضرت کے سبب سے ہے کہ میرے جانے پر راضی نہین ہین اس حالت مین مراجعت کی نیت مین کی فوراً درد سر اور حرارت کم ہونی شروع ہوئی اسقدر کہ وہ قوت حاصل ہوئی کہ مین اُٹھا اور خرجین گھوڑے پر رکھی اور سوار ہوا اور تاشکند کے راستہ پر روانہ ہوا جو قدم کہ گھوڑا رکھتا تھا اُس عارضہ مین تخفیف ہوتی جاتی تھی ستے کہ تاشکند کے سواد مین پہونچا اُس صداع اور حرارت سے کچھ اثر باقی قطعاً نہ رہا تھا فی الحال اپنے گھر آیا اور اپنا گھوڑا باندھا اور حضرت کی ملازمت مین حاضر ہوا اور سلام کیا جواب دیا اور تبسم کیا فرمایا کسواسطے سمرقند تو نہین گیا گر میرے اوپر غالب ہوا زمین کو بوسہ دیا اور اُس بے ادبی کا عفو چاہا عنایت کرکے فرمایا جاؤ خدمت کرکہ مین تیرے سے بہت کام رکھتا ہون اور امور کلی درپیش ہین۔ جب حضرت مرزا سلطان ابوسعید کی درخواست پر تاشکند سے سمرقند کو آئے تمام مہمات دنیوی مولانا خواجہ علی کے اہتمام کے ذمہ رکھین اور اختیار امور کا اُسکے انتظام سرانجام مین دیا اور مولانا کا تصرف مہمات مین اُس مرتبہ کو پہونچا کہ ایک دن مین حضرت کی طرف سے بیس بیس رقعہ بادشاہ زمان اور امراو دیوان کو لکھتے اور کسی ایک کو یاد رہ سکا ہو تا کہ مضمون رقعہ مولانا سے بچا تا کرتا اور تعمیل حکم مین دیر اور سستی کرتا

شیخ حبیب تجار تاشکندی رحمہ اللہ تعالے

یہ قدیم اصحاب مقبول حضرت سے ہین اور حضرت نے ترتیب سفر و اصحاب کی تاشکند مین اُسکے سپرد کی تھی اُسنے حکایت کی ہے کہ ایکبار حضرت تاشکند مین بعض یارون سے خفا ہوئے تھے ذرکت کو متوجہ ہوئے یاران حضرت کے عقب مین بڑی نیازمندی اور مسکنت سے معذرت کو گئے جب وہان پہونچے دریافت ہوا کہ حضرت موضع

منار مین مولانا سیف الدین مناری کی قبر پر مولانا اسمٰعیل فرکتی کے حجرہ مین ہین کہ ولد عزیز مولانا سیف الدین کے تھے
تو سب یار متوجہ منار او رحجرہ مولانا اسمٰعیل کے ہوئے اور وہان حضرت بصفت ہیبت وجلال متصف تھے جسنے
یارون مین سے اُس حجرہ مین قدم رکھا او راُسکی آنکھ حضرت پر پڑی بیہوش ہوکر سر کے بل لوٹا اور قریب اسکے
ہوگیا کہ اثر حیات اُن سب سے دور ہوا و رآخر الامر مولانا اسمٰعیل اُس دیار کی ایک جماعت مخلصان کے ساتھ آئے
اور اپنا سر برہنہ کرکے سفارش کی اور حضرت نے اُن مخلصون کی التماس کے سبب گناہ یارونکا معاف کیا اور لطف
و مرحمت کے آثار نمایان ہوئے اِسکے بعد ایک ایک یار ہوش مین آتا تھا اور اُٹھتا تھا یہان تک کہ سب اپنے اصلی حال پر آئے

مولانا نور الدین تاشکندی

یہ مقبولون اور منظورون سے تھے ایک روز حضرت محبت ذاتی مین سخن فرما رہے تھے فرمایا کہ اصطلاح صوفیہ
قدس اللہ ارواحہم مین محبت ذاتیہ عبارت ارتباط او رتعشق سے ہے حضرت حق سبحانہ کے ساتھ اس بات کے بغیر کہ
اُسکا سبب جانین یا موجب پہچانین بلکہ وہ ایک میل اور انجذاب وکشش ہے جسکی دفع پر قدرت نہو اور فرمایا کہ
دو لڑکون سے نواح تاشکند مین اس نسبت کو پہنچے پایا ایک ہمیشہ ہمارے حلقہ کے گرد پھرا کرتا اور دور جا کر بیٹھتا اور
گردن ٹیڑھی کر لیتا ایک روز وضو کے لیے مین اُٹھا طہارت کی چہاگل کی طرف مبادرت کی جب مین وضو کر چکا اُس
سے مین نے پوچھا کہ یہان تیرے آنے کا سبب کیا ہے اور کیون اس حلقہ کے گرد پھرتا ہے کہا مین بھی نہین جانتا ہون لیکن
اسقدر واقف ہون کہ جب مین یہان آتا ہون اپنے باطن مین ایک کشش اور میل حضرت حق سبحانہ کی طرف پاتا ہون اور
اپنے کو سب مرغوبات سے خالی دیکھتا ہون اور اُس سے بڑی لذت میرے دل مین پہونچتی ہے اور جب باہر جاتا ہون اُس نسبت
سے خالی ہو جاتا ہون اور وہ دوسرا لڑکا بہت خوبصورت تھا اور ہمارے اصحاب سے ملا جلا رہتا تھا اور اُس نواح
مین بہت آدمی اُسکے ساتھ خاطر کا تعلق رکھتے تھے اور ہمارے اصحاب کو بھی اُسکے ساتھ متہم اور
مطعون کرتے تھے مین نے کہا اُس سے معذرت چاہو تاکہ چلا جاے ہر چند مبالغہ کیا او رہانکا کچھ فائدہ نتھا یہان تک کہ
آخر وہ رونے لگا اور بہت اضطراب کیا اور کہا تمکو اسمین کیا فائدہ ہے کہ مین یہان نہ آؤن اور باہر لوگ مجھے تشویش دیتے
ہین اور میرا دل کشاکش دلخواہ چیزون مین پڑتا ہے اس حضور اور جمعیت باطنی سے کہ اس حلقہ مین اپنے رو برو پاتا ہون
دور جا پڑونگا یارون نے اُسے چھوڑ دیا اور معذور رکھا اور کام اُسکا وہان تک پہونچا کہ اس نسبت کا مغلوب
ہو گیا اس طرح سے کہ بارہا اپنے گھر کا راستہ بھول جاتا اور جس وقت مجھے اُس سے ضرورت ہوتی اور جب چاہتا
کہ اُسے کام کہون وہ کام کر چکا ہوتا یا اُس کام مین ہوتا اور یہ پسر صاحب جمال کہ حضرت اُسکا ذکر کرتے تھے مولانا
نور الدین تاشکندی ہین ۔ بعضے اصحاب بزرگ سے ایسا سنا گیا کہ جب مولانا نور الدین تاشکند مین ابتدا آغاز
ظہور حضرت مین شرف ملازمت کو پہونچے دو سیر مصری کرانی حضرت کے سامنے لائے اور حضرت کا قاعدہ تھا کہ

کسی سے کوئی چیز قبول کرین یہ اُس سے قبول کی اور حاضرین کو تقسیم کردی اور اُس اثنا مین اُنسے کہا کہ فائدہ اِس گروہ
کی صحبت کا یہ ہی کہ کسی کو اُسکے گم شدہ سے یاد دلائین مثلاً کسی نے ایک جواہر قیمتی کھو دیا ہو اور اُسے خبر نہین اچانک
کسی کی صحبت مین پہونچا کہ جواہر کے گم کرنے اور اُسکے گم شدہ سے خبر دے اس صحبت کا فائدہ یہ ہو وہ حاضر ضرور
ہو وے اپنے جواہر کے گم ہونے پر اور اس سے اثر قبول کرے اور پھر اپنے گم شدہ سے خبر پاوے اس سخن نے اُسمین بڑا اثر
کیا اور حضرت کی ملازمت کو لازم پکڑا ہر چند اُسکو اجازت دیتے اور رد کرتے نہین جاتا اور کہتا کہ مجھے اس درگاہ مین کوئی
غرض نہین ہی بجز اسکے کہ مجھے چھوڑ دین کہ کبھی کبھی حضرت کے دیدار مبارک کو دیکھا کرون اُسکو چھوڑ دیا اور اُسے طریقہ
رابطہ بتلایا اور اُس نسبت کی ورزش مین از حد مشغول ہوا اور تھوڑی فرصت مین مغلوب اس نسبت کا ہوگیا
ایک روز مولانا زادہ فرکتی نے کہ اس مقصد کی فصل دوم کے آخر مین اُسکا ذکر ہو چکا ہی طریق مشغولی باطنی مولانا
نورالدین پر اطلاع پائی ہو اُس سے پوچھی کہا ہی کہ اگر وقت نماز مین اس طریق سے تو مشغول ہو تو کفر کو پہونچتی
ہی زنہار نماز کے وقت اس طریق سے مشغول نہونا تکبیر تحریمہ سے نماز سے باہر آنے تک سلام کے ساتھ اس
نسبت سے تو باز آئے اور اپنے دل کو نگاہ رکھ لیتے مولانا زادہ کے جواب مین یہ بیت میر حسینی رحمہ اللہ کی پڑھی
بیت زان روے کہ چشم تست احول * معبود تو پیر تست اول **ترجمہ** اس وجہ سے کہ تیری آنکھ بھینگی ہی معبود
تیرا اول تیرا پیر ہی ۔ یہ خبر تعرض مولانا زادہ اور جواب مولانا نورالدین کی حضرت کی عرض مین پہونچائی ہی حضرت نے
مولانا زادہ سے کہا ہی کہ ایک شخص کو نماز کے اندر دل املاک و اسباب اور غلام و زر بل اور مویشی اور انبار و سائر اشیار
خسیس کم قیمت مین جاتا ہی کافر نہین ہی اگر ایک مومن کا دل ایک مومن سے مربوط ہو تو وہ کسواسطے کفر کو پہونچے
بعض مخدومون سے ایسا مسموع ہوا کہ مولانا نورالدین نے آخر اپنے کو حضرت پر فدا کیا ہی اور وہ ایسا ہوا کہ
حضرت کو وبا اول مین مرض طاعون پیدا ہوا اور دانہ بڑا نیلے رنگ کا بائین پہلو سے نکلا کہ وہ اشد اور صعب
ہی اور اُسکا بڑا خطرہ ہی اسواسطے کہ قلب صنوبری سے کہ روح حیوانی کا معدن اور حرارت عزیزی کا منبع ہی
قریب تر ہی اور وہ حضرت کی خدمت مین گیا اور بڑی نیازمندی سے درخواست کی اور کہا کہ اجازت دیجیے
تاکہ مین اس مرض کو اُٹھالون کسواسطے کہ دنیا مین کوئی امر میرے وجود سے بندھا ہوا نہین ہی اور حضرت کے
وجود مبارک مین لاکھ حکمت اور مصلحت اور حق سبحانہ کو حضرت کے ساتھ بہت کاروبار ہین حضرت نے فرمایا تو
جوان نو عمر دنیا کا نادیدہ اپنے مین امیدین اور دل مین تمنائین رکھتا ہی وہ رونے اور کہنے لگا کہ مجھے کوئی امید اور
کوئی آرزو اسکے سوا نہین ہی کہ اپنے آپ کو آپ کے اوپر قربان کرون حضرت نے اُسے اجازت دی اور وہ مشغول ہوا اور
اُس بار کے نیچے آیا اور مرض کو کھینچا اور اُٹھا لیا اور وہ نیلا دانہ حضرت کے بائین پہلو سے اُسکے بائین پہلو مین منتقل ہوا
اور حضرت بصحت تمام بستر مرض سے اُٹھ کھڑے ہوے اور مولانا نورالدین نے سر بالین بیماری پر رکھا اور تین دن

مین بجوار رحمت حق سبحانہ ملا۔ بعضے اصحاب کہ کشف قبور وغیرہ کے ساتھ متحقق تھے اُنھون نے فرمایا کہ ایک روز اسی کے قریب کہ مولانا نورالدین نے وفات پائی تھی حضرت کے ساتھ سوار گورستان تاشکند کے پورب کو ہوتا ہوا مین گذرتا تھا دیکھا کہ مولانا نورالدین لحد مین پھرے اور حضرت کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت نے فرمایا کہ اے مولانا نورالدین سیدھا سو وہ پھر گیا اور قبلہ کی طرف منھ کیا اُسکی وفات آٹھسو چالیس مین ہوئی کہ تاریخ میلاد لہٗ ہے

مولانا زادہ اتراری رحمہ اللہ

یہ اصحاب کبار اور اجلہ مقبولان حضرت سے ہوئے ہین نام اُنکا محمد عبدالعد ہے اور مولانا زادہ اتراری مشہور ہین حضرت مولانا زادہ اتراری نے کہا ہے کہ جب حضرت کے شرف قبول سے مین مشرف ہوا ایک دن حضرت کی مجلس شریف مین مجھے خطرہ گذرا کیا سبب ہے کہ حضرت نے مجھے سبق ذکر کا تلقین نکیا اور اُسکا غلبہ ہوا ناگاہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا ہر کام ہر ایک کے مناسب نہین ہے ذکر اور لوگون کے مناسب ہے تمھاری استعداد اور نسبت لطیف ہے تمھین اُسکی احتیاج نہین ہے۔ اور یہ بھی خدمت مولانا زادہ نے فرمایا کہ آغاز حال مین کہ حضرت کے یہان مین حاضر ہوا میری خاطر مین ایک خلش تھی کہ پیشتر مین گروہ عشقیان مین تھا اور چند روز اس طریقہ کی ورزش کی ہے ایسا نہو کہ اب سلسلہ ارادت سے مین باہر آؤن اُنکی ارواح سے مجھے زحمت پہنچے یہ تمامی فکر زور پر رہی اور یہ وسوسہ غلبہ کرتا تھا جب فجر کو حضرت کی ملازمت مین آیا مجھسے پوچھا کہ مشایخ سے کس طبقہ کے ساتھ تونے اختلاط کیا ہے کہا پہلے عشقیان سے مجھے ارادت تھی اور اُنکے طریق کی ورزش پر میری خاطر جمعی ہوئی تھی فرمایا کہ آج شب کو ایسا دیکھا گیا کہ ایک گروہ مشایخ ترک شربے سلاح (ہتھیار) کے ساتھ ہمارے احاطہ اور حویلی کے گرد چکر لگاتے تھے اور کسی طرح اُسکی طاقت اُنھین نہ تھی کہ احاطہ کے اندر آسکین اور تصرف کرین غالبًا تمھارے لیے ہوا ہو بعد ازان میری طبیعت اس وسوسہ و غدغہ سے بالکل خلاص ہوئی اور یقین کیا کہ آپ کے ظل حمایت اور عنایت مین ہمیشہ آفات ظاہری اور باطنی سے محفوظ رہونگا اور یہ بھی مولانا زادہ نے فرمایا ہے کہ ایکبار حضرت میرے حجرے مین آکے تحت کرائی اور کہا اسباب باورچی خانہ مولانا خواجہ علی سے لو اُسوقت منصرم مہمات اور وکیل علے الاطلاق مولانا خواجہ علی تھے جب کھانا لایا گیا حضرت نے نکھایا مگر یارون نے کھایا بعد کھانا کھانے کے کہا کہ اس کھانے مین بے احتیاطی ہوئی ہے تحقیق کرو اور انھین مبالغہ کیا بڑی تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ لکڑی مین کچھ قصور ہوا ہے نہایت غضب و قہر کیا فرمایا کام کی جڑ بنیاد غذا ہے اسمین احتیاط عظیم واجب ہے اسواسطے کہ بدن پر جو نازل ہوتا ہے اپنا اثر سالک پر ظاہر کرتا ہے بسبب بے ذوقی اور پریشانی جسقدر کہ دیکھتے ہو اکثر لقمہاے پریشان کے کھانے سے ہے بعض مخدومون نے نقل کی ہے کہ ایک روز حضرت فقیرون کی جماعت سے ایک مخلص کے حجرہ مین اصحاب سے صحبت گرم رکھتے تھے اور حضرت کے تصرف کا اثر سب مین ظاہر تھا نا بمجردے کہ جو کوئی اُس مجلس مین آکر بیٹھتا تھا اُسکو کیفیت ہوتی تھی کہ پھر اُٹھ نہین سکتا تھا اس درمیان مین کھانا لا کے خدمت

مولانازادہ کو بڑا استغراق تھا اور اسطرح اپنے سے غائب ہوئے تھے کہ ہرچند اُنکو جنبش دیتے تھے ہوش مین نآتے تھے ایک حضرت کی نظر اُسوقت اُنپر پڑی دیکھا کہ کوئی مولانازادہ کو چاہتا ہو کہ ہوش مین لائے اور ہشیار کرے اُسپر تیز ہوکر فرمایا کسواسطے تونے اُنکو کیا ہو تم تو ہمین جانتا کہ ہر ایک ہمسے اپنی استعداد کے موافق ایک چیز لیتا ہو اس وقت مولانازادہ ہمسے ایسے حال کے ساتھ مشرف ہو کہ دو جہان کی اُسے خبر نہین ہی اور اگر تجھے معلوم ہوا وہ کیا حال رکھتا ہو اُسکے رشک لذت سے کبھی نا تجھے نہ لگا یا جاسنے یہ بیت پڑھی بیت این شیوہ عشق ہر کسی را نبود + این واقعہ بو الہوسی را نبود + منکر چہ شوی بحالت زندہ دلان + سنے ہرچہ ترا نیست کسے را نبود + ترجمہ یہ عشق کا شیوہ ہر کسیکو نہوا و یہ ماجرا ہر ایک بوالہوس کو حاصل نہو۔ زندہ دل لوگون کی حالت کا تجھکو کیا انکار ہو یہ نہین ہو کہ جو تجھے نہین وہ اور کسیکو بھی نہین ہو۔ خدمت مولانازادہ نے حضرت کے عالم حیات مین اجازت سفر حجاز کی پائی ہو اور حرمین شریفین کی زیارت کے بعد زادہما اللہ شرفاً وکرامۃً ولایت شام مین آئے اور دمشق مین مقیم ہوئے اور ایک مدت اُس ملک مین مرجع طالبان رہے اور وہان دنیا سے رحلت کی راقم الحروف نے مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس اللہ سرہ السامی کے خط مبارک سے لکھا دیکھا ہو کہ ایک کتاب کی پشت پر یہ کلمات لکھے تھے خدمت خواجہ عبید اللہ دام اللہ تعالے نے مولانازادہ اتراری اور مولانا محمد عبید اللہ دمشق کو لکھا تھا کہ بعد از عرض نیازمندی یہ التماس ہو کہ ہمت اسیر رکھین کہ آخر حیات مین اُس آلائش سے جسکی تعبیر اُسکی آلائش سے کرنا باعث حیا ہو چاہیے کہ نجات ہو والسلام

مولانا ناصر الدین اتراری رحمہ اللہ

یہ منجملہ خدام مقبول حضرت کے ہین اور وہ چھوٹے بھائی مولانازادہ اتراری کے ہین اُنسنے کہا ہو کہ اوائل حال مین کہ ابھی اہل سمرقند نے حضرت کو نہین پہچانا تھا ایک جماعت تاشکند سے آئی تھی بعضے صفات وعادات اور کرامات حضرت کے نقل کیے اور امور عجیب غریب کہتی تھی اُن حکایات کے سننے سے کہ وہ بجز علامات ارباب ولایت ہو نہین سکتے میری خاطر مین حضرت کیطرف ایک کشش واقع ہوئی مگر اس سبب سے کہ دل ایک مظہر جمیل سے متعلق تھا توقف ہوا اور جب وہ خبرین متواتر پہونچین باوجود گرفتاری خاطر اُسطرف کی توجہ پر ارادہ مصمم کیا اور اس طریق کے طالبون کے ساتھ تاشکند مین آیا اُسوقت حضرت باغستان مین تھے کہ کوہستان کے تلیٹے سے ہو جب ملازمت مین پہونچا ہوا جوکچھ سنتا تھا اُس سے زیادہ آنکھون سے دیکھا اور بعد از چند روز کہ فصل ربیع نزدیک تھی خاطر مراجعت پر غالب آئی اور اُس جوان کے عشق کے خیال نے دل کو بے آرام کیا اور چاہتا تھا کہ نوروز کے دن پشت کوہک کی سیر اور تماشے مین جیسا کہ عادت اہل سمرقند کی ہی موجود ہو اور اس جوان سے ملاقات ہو وہین اجازت لینے کو حضرت کی ملازمت مین آیا اور رخصت واپس جانے کی چاہی اجازت نہ دی جب نوروز کی صبح ہوئی اُس جوان اور پشت کوہک کی سیر کی یاد نے مجھے ملول کیا اور بڑے غم نے مجھے پکڑا اور حضرت ایک جماعت اصحاب کے ساتھ

سوار ہوئے اور ایک گاؤن کو چلے اور مجھے ہمراہ رکاب لیگئے اور اُس سیر صحرا مین ہرگز دل کو شگفتگی حاصل نہوتی تھی کہ اُس جوان اور سیر آب کوہک کی طرف بڑا میل تھا اور مین اُس صورت سے نہایت شرمندہ اور منفعل تھا اچانک اُس صحرا مین ایک لالہ زار پر پہونچے اور پشت اسپ سے ہاتھ بڑھا کر لالہ لیا اور میرے ہاتھ مین دیا اور فرمایا کہ مولانا ناصر الدین تجھے شرم نہین آتی کہ ایسی صحبت اور صحرا اور لالہ زار مین یاد جوان اور سیر لب آب کوہک کی تو کرتا ہے جب حضرت نے یہ بات ظاہر کی مین سر سے قدم تک عرق تشویر مین غرق ہوگیا اور بڑا شرمندہ ہوا حضرت نے جب وہ حالت میری مشاہدہ کی فوراً التفات فرمائی کہ علاقۂ محبت اُس جوان کا میرے دل سے بالکل منقطع ہوگیا اور بجاے اُسکے حضرت کی محبت ثابت اور قائم ہوئی اور یہ بھی اُسنے کہا ہے کہ جب سلطان ابوسعید مرزا نے سمرقند کو فتح کیا اور حضرت اُسکی استدعا سے تاشکند سے سمرقند آئے ایکدن مکان کے پسند کرنے کو محلات اور باغات مین سمرقند کے باہر سیر کرتے تھے یہان تک کہ محلہ خواجہ کفشیر کے اندر پہونچے اور اُس جگہ کو پسند کیا اور مین اُس سیر مین ہمراہ تھا جب رات ہوئی اور حضرت نے استراحت کی میرے دل مین آئی کہ حضرت آج بہت چلے ہین اور جانتا ہون کہ تھکے ہونگے اور مین اپنی ذات سے یہ جرأت اور بے ادبی نہین کر سکتا کہ حضرت کے بلا حکم پاس جاؤن اور خدمت کرون کیا ہو اگر حضرت سے امر خدمت کا ہو اس بات کے خطور کے بعد اشارہ کا منتظر تھا اچانک فرمایا کہ مولانا ناصر الدین تو بھی تھکا ماندہ ہے اور نہ خدمت موقع کی ہے جب اتنی اجازت مین نے پائی تو جھپٹا اور خدمت کیا اُسنے کہا ہے کہ شروع احوال مین کہ سمرقند سے حضرت کی ملازمت مین بمقام تاشکند آیا وہان ایک دانشمند تھا کہ علم منطق مین اور تمام علوم ریاضی مین تبحر مولانا میر جمال نام کہ قلندریہ لباس مین رہتا تھا اور نمدا پہنتا اور نماز نہین پڑھتا تھا اور ارتکاب محرمات مین نہایت بیباک اور دلیر تھا اور طریق مشائخ اور اولیا کا منکر ہمیشہ حضرت کی مذمت اور غیبت کیا کرتا اور بے ادبانہ سخن ناشایستہ کہتا ایک دن ایک مجلس کے اندر مین پھنس گیا کہ وہ وہان موجود تھا حضرت کی تشنیت سفاہت کرتا تھا اور خباثت دکھلاتا تھا جب مجھے دیکھا اور جانتا تھا کہ حضرت کے خادمون سے ہون تعرض شروع کیا اور کہا تم معتقد ایسے شخص کے ہوئے کہ اُسے نہ علم ہے نہ حال ہے نہ ذکر نہ خلوت اور مین آج اُنکی مجلس مین جاتا ہون اور اُس سے پوشیدہ ڈھنگ ہون اور اُسپر حکم کرتا ہون کہ فلان طعام اور حلوا میرے لیے بنوائے تا کہ تم جانو کہ اُسے کوئی باطن اور حال نہین ہے اور کام اُسکا کوئی اصل اور مغز نہین رکھتا مین اُسکے بدزبانی اور بیہودہ گوئی سے نہایت بے وقت اور بے لطف ہوا لیکن اُسکے مقابلہ مین خاموشی کے سوا مصلحت نہ دیکھی اُسی دم اُٹھا اور اُس مجمع سے باہر نکل آیا اور حضرت کی طرف متوجہ ہوا اور وہ میرے پیچھے پیچھے تین طالب علم کے ساتھ کہ وہ ہنسی دل لگی اور ظرافت اور تعرض اور سفاہت کے درپے تھے آن پہونچے اور بالاتفاق حضرت کی مجلس مین آئے اور مین بہت اندیشے کے اندر تھا کہ مبادا وہ نادان سبک عقل بیحیائی اور گستاخی کرے جب وہ بیٹھا قبل اسکے کہ سخن شروع

کرے تھوڑی بھنگ جامہ ندکی آستین سے حضرت کی نظر بچا کر نکالی اور منھ مین رکھی اور چاہا کہ نگل جاوے اُسکے گلے مین اٹک گئی اور سانس اُسکی رک گئی ہر چند سعی کی اور بڑی جد و جہد کہ اُسکے گلے سے اتر جاوے میسر نہوا آخر حال اُسکا متغیر ہوا حضرت نے فرمایا کہ ایک مکا زور سے اُسکے گلے پر مارا اور وہ بھنگ اُسکے گلے سے مجلس کے درمیان نکل پڑی سب حاضرین اُسپر ہنسے اور وہ اسقدر شرمندہ ہوا کہ بیان نہین ہو سکتا اور اُسی خجالت مین شاگردون سمیت حضرت کی مجلس سے باہر نکل پڑا اور اس قصہ نے ولایت تاشکند مین شہرت پائی اور اُس ملک مین فضیحت ہوا اور پھر وہان نرہ سکا اور وہان سے بھاگا اور پھر کسی نے اُسکا نشان ندیا

ہندو خواجہ ترکستانی رحمہ اللہ

یہ حضرت کے مقبول اور منظور تھے اور قدیم اصحاب سے اور وہ ایک جوان تھا سپاہی ترکستان کے شیخ زادون سے کہ حضرت نے اُسکے ساتھ التفات کیا ہے اور ایک شغل کا امر فرمایا اور اُس سے احوال غریبہ اور آثار عجیب ظاہر ہوتے تھے یہان تک کہ ایک دن حضرت نے اُسے ایک صحرا مین دیکھا ہے کہ مثل طیور بلند پرواز کے ہوا مین لگا ہے حضرت کو یہ طور اُسکا پسند نہ آیا غصہ ہوئے اور وہ کیفیت اُس سے سلب کر لی اور وہ ہوا سے ایسا زمین پر گرا کہ اُسکے تمام اعضا چور چور ہو گئے اور بنہایت بے نسبت و اجنبی ہو گیا اُٹھا اور معذرت کی اور حضرت کے پاے مبارک پر سر رکھا ہر چند زاری اور تضرع کیا کچھ فائدہ نہوا اور ایک سال کے قریب بے التفاتی حضرت کی طرف سے اُسکی نسبت رہی آخر الامر ہندو خواجہ نے بیتاب ہو کر خشونت اور بے ادبی شروع کی اور حضرت سے کہا کہ میری بہت اور حالت کو غارت آپ نے کر دیا اگر مجھے واپس دو تو بہتر ورنہ حضرت کو مین قتل کر دونگا اور اگر حضرت کو نہ پاؤن تو خودکشی کر لونگا اس سخن پر بھی التفات نہین کیا اور وہ ہمیشہ گھات مین رہا کیا اتفاقاً ایک وقت حضرت کو باغ کے کوچہ مین پیادہ تنہا اُسنے پایا حضرت پر چھری کھینچکر حملہ کیا جہان کوئی بچاو کی جگہ نہ تھی حضرت بطریق خلع و لبس کے ایک جنگلی چرواہے کی صورت مین متشکل ہو گئے کہ کالی ٹوپی بال دار سر پر رکھے اور پشمین سفید قبا بدن مین اور سوٹا لٹھ ہاتھ مین تھا جب اُسنے ایک بیگانہ مرد دیکھا ہاتھ اور چھری روکی حیران اور متعجب ہو کر اپنی جگہ پر بیحس و حرکت رہگیا اور اُسکے ہاتھ کی حرکت بالکل جاتی رہی حضرت نے چھری اُسکے ہاتھ سے لے لی اور صورت اصلی پر آ کر مسکراتے ہوئے کہا کہ اگر مین تجھے اس چھری سے مار ڈالون تو کیا کرے وہ حضرت کے سامنے خاک پر منھ ملکر زار زار اور بنہایت درد دل کے ساتھ رویا آخر کو حضرت نے اُسپر رحم کیا اور پھر اُسکو کام پر لائے اور اُسنے حضرت کے دست مبارک پر عہد کیا کہ پھر ایسی حرکت نکرے اور کرامات و خوارق کو چھپاوے اور اُسکے اخفا مین حسب مقدور کوشش کرے راقم الحروف نے سمرقند مین ایک پیر عزیز سے کہ حضرت کے چچیرے بھائیون سے تھے یہ حکایت سُنی اور اُس عزیز نے فرمایا کہ مین نے جوانی مین ہندو خواجہ کو دیکھا تھا اور اُس سے صحبت رکھی ایک جوان وجیہ با ہیبت تھا اور جذبات کے آثار اُس سے ظاہر تھے اور یہ رباعی اُنکی مجھے یاد ہے کہ پڑھا

کرتا مقاربا عمی برلحظہ بصورتے رخ دوست ببین + درآئینہ روے توجہان روست ببین + تو دیدہ نداری کہ تو بینی او را
ورنہ زسرت تاقدمت او دست ببین + ترجمہ ہر دم رخ دوست دیکھ اک منظر مین + ہی عکس رخ اُسکا ہی ترے پیکر
مین + آنکھین نہین تجھکو جو اُسے دیکھے تو ورنہ تو سراپا ہی وہی مظہر مین +

مولانا اسمعیل فرکتی رحمہ اللہ

یہ حضرت کے قدیم اصحاب اور مقبولان بارگاہ مین اور وہ خدمت مولانا سیف الدین مناری کے فرزند ارجمند ہین
کہ بڑے اصحاب خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ سے تھے اور انکا ذکر اس رسالہ کے مقالہ مین آچکا ہی اور خدمت مولانا
سیف الدین کے دو فرزند تھے دونون عالم عامل اور فاضل کامل بڑے فرزند مولانا سلیمان فرکتی ہین کہ حضرت خواجہ
محمد پارسا قدس سرہ کے شاگرد تھے اور وہ اجازت کہ حضرت خواجہ نے اُنکے لیے جزو حدیث پر لکھی ہی میری نظر سے
گذری ہی اور وہ یہ ہی کہ خواجہ کے خط مبارک سے منقول ہوئی تیمنا باسمہ سبحانہ وتعالی اجازت صاحب ہذا الجزو صفوۃ الاقران
مولانا سلیمان بن مولانا سیف الدین زید توفیقہ ورحم اللہ والدہ فی مجلس سمعوا علی ہذا الفقیر من الاحادیث النبویۃ والموارث المصطفویۃ
صلے اللہ علیہ وسلم وطلبوا الاجازۃ العامۃ فانشد ہذا الفقیر ایجابا لسؤلہم ہذہ الابیات الاربعۃ مقتبسا من کلام احد الاکابر
السلف رحمہم اللہ ورضی عنہم اجمعین ابیات اخلائی اجزت لکم سماعی + وما صنفت من کتب الحدیث + اجزت
لکل ذی دین وعقل + یرید العلم بالطلب الحثیث + علے شرط الاجازۃ فاحفظوہ + من التصحیف والغلط الخبیث
واوصیکم بتقوی اللہ کیما + تنالوا البر من رب مغیث + کتبہ العبد محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخاری یوم السبت الثانی
من ربیع الآخر سنۃ تسع عشر وثمانمایۃ حامدا ومصلیا ومسلما اولا وآخرا وباطنا وظاہرا ترجمہ اس جزو کے رکھنے والے
کے برگزیدہ ہمسران مولانا سلیمان بن مولانا سیف الدین نے زیادہ اُسکی توفیق ہو اور اللہ اُسکے والد پر رحم کرے
جماعت مین اس فقیر کے سامنے احادیث نبوی اور مدیث مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم کو سماعت کیا اور اجازت
عام طلب کی سو اُنکے سوال کے قبول کرنے کے لیے مین نے یہ چار ابیات پڑھین درحالیکہ اُنکو اقتباس کلام ایک
بزرگ کے بزرگان سلف سے کرتا ہون اللہ اُنپر رحم کرے اور آن سب سے وہ راضی ہو ترجمہ ابیات میرے دوستو
یا میرے بزرگو مین نے اجازت تمکو اپنے سماع کی دی اور مین نے کوئی حدیث کی کتاب نہین تصنیف کی۔ اجازت مین نے
دی ہر ایک صاحب دین اور عقل کو جو علم کی خواہش بطلب تمام کرتا ہی۔ اور شرط اجازت کے سو اُسکی حفاظت
کرو تصحیف اور غلطی خبیث سے۔ تمھین وصیت مین کرتا ہون اللہ کے خوف سے تاکہ تم اللہ فریادرس سے
درجات ثواب کو پہونچو۔ اسکو لکھدیا ہی بندہ محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخاری نے شنبہ کے دن دوسری
تاریخ ربیع الآخر ۸۱۹ھ آٹھ سو اُنیس مین درحالیکہ مین حمد کرتا ہون اور صلوۃ اور سلام بھیجتا ہون اول اور
آخر اور باطن اور ظاہر۔ انتہی اور دوسرے فرزند مولوی سیف الدین کے مولوی اسمعیل ہین کہ اصحاب قدیم

حضرت سے ہین واضح ہو جیسا کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے اصحاب مین چار مولانا سیف الدین تھے کہ انمین سے ہر ایک کا ذکر مولانا سیف الدین مناری کے ذکر مین وارد ہوا اسلیکے اصحاب حضرت مین بھی چار مولانا اسمعیل تھے اور ہر ایک کا ذکر تھوڑا تھوڑا مولانا اسمعیل فرزند مولانا سیف الدین کے ذکر مین وارد کیا جاتا ہی —

اول مولانا اسمعیل فرکتی فرزند مولانا سیف الدین مناری کے اور وہ ابتداے ظہور حضرت مین تاشکند کے مقام مین شرف قبول نسبت سے مشرف ہوئے انھون نے فرمایا ہی کہ مین اوائل حال مین بہ نیت ملازمت حضرت کے کبت سے تاشکند آیا اور حضرت نے بملاحظہ اُس نسبت ارادت کے جو میرے والد کو حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ سے تھی خاطر شریف اس ضعیف کی جانب مصروف رکھی اور مقام عنایت مین ہوئے اور اُسی مجلس مین حضرت کے یمن التفات سے نسبت بزرگ اور جمعیت قوی حاصل ہوئی اور بموجب سرور و انبساط باطن ہوا جب رات کو سویا خواب مین ایسا دیکھا کہ ایک سفید باز میرے ہاتھ پر ہو اور مجھو اُسکے ساتھ بہت دل اور محبت ہی اچانک میرے ہاتھ پر سے اُڑ گیا جب خواب سے اُٹھا قبض اور ملال عظیم غالب ہوا اور اُس نسبت خوب سے خاطر سے اثر نہ رہا صبح کے وقت کہ مجلس جمع ہونے کا محل تھا حضرت کی ملازمت مین آیا نہایت ملول اور غمگین حضرت نے میرے ملال کو دریافت کیا اور پوچھا کہ سبب ملال کیا ہی مین نے اپنا خواب عرض کیا فرمایا اس خواب کی تعبیر یہ ہی تمکو صحبت مین نسبت خوب حاصل ہوئی جب کہ تم سوئے وہ نسبت جاتی رہی شاید کہ اسکے ذہاب کا سبب حالت اور ہم اسکا تدارک کر سکتے ہین بصورت باز کہ اسباب شکار سے ہی دیکھا کہ اُسکا نسبت ہو شاید کہ پھر ہاتھ مین آوے اور اسی کے قریب التفات فرمائی کہ مجلس ہی مین جمعیت اور نسبت خوب ظاہر ہوئی اور وہ قبض و ملال مبدل بانبساط اور انشراح باطن ہوگیا اور سرور عظیم حاصل ہوا یہ احوال دیکھکر مین پھر حضرت کی ملازمت سے ہرگز جدا نہوسکا اور بسبب میرے وصول اور پیوستگی کا حضرت کے ساتھ یہ تھا حضرت نے فرمایا کہ مولانا اسمعیل فرکتی کے ساتھ اس نسبت سے کہ پسر مولانا سیف الدین مناری کا تھا ہماری خاطر مصروف رہنی چاہیے تھی تاآنکہ اُسکو نسبت خوب اور جمعیت قوی حاصل ہوے بعدہ پھر وہ ہمارے ساتھ رہتا اور پھر ہمسے وہ جدا نہوسکتا اور ایک جماعت دیگر بھی پیدا ہوئی اور صحبت قائم ہوئی اس جماعت کی کفایت احتیاج کے لیے ضرور تھا زراعت اور اُسکے سرانجام کے کام مین خاطر مصروف کرنی درکار تھی تاکہ ایک جماعت بفراغت مشغول رہ سکے اور اُنکی خاطر باحتیاج ضروری کے سبب متفرق نہو اشتغال دنیا اور اُسکی تحصیل کا سبب یہ تھا جب کسی قدر دنیا کو تجویز کیا تو وہ ایکبارگی ہماری طرف متوجہ ہوئی اور ہمکو چھاپ لیا اور آخر الامر اس مقر سے خلل ہماری اولاد کے کارخانہ مین راہ پا گیا — خدمت مولانا اسمعیل فرکتی نے فرمایا ہی کہ ایک دن ایک جماعت اصحاب حضرت فرکت سے ہماری گھر تھی اور صحبت بہت خوش گذر رہی تھی اس محل پر سب کی خاطر مین یہ بات آئی کہ کسقدر بڑی سعادت ہوتی اگر حضرت اس محل پر اس گھر مین تشریف رکھتے ہوتے اسی اثنا مین حضرت تاشکند سے آن پہونچے اور داخل مجلس ہوگئے

اور آثار کیفیت عظیم حضرت کے بشرہ مبارک سے ظاہر تھے جب حضرت کی نظر یارون پر پڑی اور سبکو بجمعیت خاطر دیکھا تو
بیت پڑھی بیت برشکر علطید ای سودائیان ❊ از برای کورسے صفرائیان ❊ ترجمہ لوٹ شکر پر کر سودائیو ❊
کوردیدہ ہو تم ای صفرائیو ❊ ایسی حالت توی باطنی اصحاب مین ظاہر ہوئی کہ سب ایکبارگی لوٹ گئے اور دیر تک
بیہوش پڑے رہے پھر ایک ایک حضرت کے التفات سے ہوش مین آتا گیا تھے کہ سب اُٹھے اور ہر ایک کو کیفیت
عظیم پیدا ہوئی تھی اور اُسکا اثر بعض کے باطن مین تین دن تک باقی تھا اور بعض مین ایک ہفتہ تک اور بعض مین
دس روز تک زیادہ حسب تفاوت استعداد و قابلیت کی جیسی تھی دوم مولانا اسمعیل قمری ہین اور وہ
ایک دانشمند متقی تھے ترکمان تبریز کہ ہرات سے سمرقند آئے تھے اور حضرت کی ملازمت اختیار کی تھی اور اکثر اوقات
حضرت کے ساتھ سوار ہو کر آتے اور حضرت کبھی کبھی اُنکے ساتھ تذکرہ علمی کیا کرتے بعضے اصحاب ایسا کہتے تھے ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ نسبت علمیہ مولانا پر غالب ہو اور نسبت باطنی ان عزیزون سے چندان تاثیر نہین رکھتی ایکدن حضرت قصبہ
شادمان کے حجرہ مین بیٹھے تھے اور مولانا اسمعیل قمری ایک جماعت اصحاب وخدام کے ساتھ حاضر تھے اور حضرت
شرح عربی شیخ سعید فرغانی کی جو قصیدہ نامیہ فارسیہ پر لکھی ہو بخط مبارک حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ ہاتھ مین
لیے تھے فرمایا مین چاہتا ہون کہ اس کتاب کو بخط نسخ خوب لکھاؤن کہ سفر مین ہمیشہ میرے ساتھ رہے ہر ایک شخص
اہل مجلس سے ایک ایک چیز لکھے کہ مین دیکھون کہ کسکا خط مجھے پسند آتا ہو یہ کتاب اُس سے لکھاؤن پس فرمایا کہ کاغذ
قلم دوات لاوین چونکہ خط نسخ نفیر کا کہ راقم ایحروف ہون کچھ صورت رکھتا تھا مین نے چاہا کہ ایک بیت اپنے حسب حال لکھون
اس بہانہ سے درد دل عرض کرون ہاتھ مین نے بڑھایا کہ قلم اور کاغذ اُٹھاؤن مولانا اسمعیل قمری نے باوجودیکہ اُسکا خط صورت دار
نہ تھا بیشدستی کی قلم اور کاغذ جبراً مجھسے اُچک لیا حضرت نے نفیر کا ارادہ اور مولانا کی چھین جھپٹ دیکھی اور آپنے بخط شکستہ
نامطبوع یہ حدیث موضوع لکھی کہ زر غبا تزدد حبا ترجمہ ملاقات تیسرے دن کر اور محبت کو زیادہ کر پس وہ اُٹھا اور حضرت کے دست مبارک
مین دی جب حضرت نے وہ خط نادرست اور وہ حدیث غیر صحیح دیکھی دفعۃً تیز ہوئے اور فرمایا مولانا اسمعیل تم ہماری صحبت ہر روزہ سے
تشویش مین ہو کہ ہمسے غیر حاضر رہنے کی آرزو کرتے ہو اب اُٹھو اور مدرسہ شہر مین مدرسہ پہنچو تاکہ ہر روز کی ملازمت سے خلاص ہو اور اسی مجلس
سے مولانا اسمعیل کو ہمراہ مولانا لطف اللہ اور مولانا سلطان اور ایک گروہ مولویون کے ساتھ شہر مین بھیجا تاکہ انکو
مدرسہ مین جو شہر مین حضرت نے بنایا تھا نشست کی اور وہ دوام صحبت اور ملازمت سے محروم ہوا ❊
سوم مولانا اسمعیل شمسی تھے اور وہ مولویت اور اہلیت تمام رکھتے تھے اور حضرت سے ایک تعلیم کے ساتھ
مشرف ہوئے تھے اور آثار مشغولی باطن اُنسے ظاہر ہوتے تھے اور وہ بھی تبریز کے ترکمانون سے تھا اور جب خراسان
سے ہمراہ مولانا اسمعیل قمری کے گیا اور انکے درمیان اشتراک اسمی تھا اسواسطے اصحاب نے اُسکو بمقابلہ قمری کے
شمسی کہا اور اُسکے ساتھ مشہور ہوگیا اور حضرت نے اُسے چند سال بعد کہ خدمت اور ملازمت مین رہا شکستہ

روانہ کیا تا کہ مدرسہ جو وہان بنایا تھا مدرسہ کا کام کرے اور بقیۃ العمر وہان رہے چہارم مولانا اسمعیل ثالث تھا اور وہ ایک طالب علم خوش طبع تھا کہ کتب متداولہ پڑھی تھین اور اکثر مشہور کتابین مطالعہ کین ہرات سے علیحدہ حضرت کی خدمت مین سمرقند آیا چونکہ اُس زمانہ مین مولانا اسمعیل قری و شمسی دونون ملازمت مین تھے لہذا اصحاب نے سومین کو ثالث کہا اور اس لقب سے شہرت پائی بعضے اصحاب نے کہا کہ چند روز پیشتر سمرقند مین اُسکے آنے سے ایک دن حضرت نے فرمایا کہ ایک مرد قابل ہمارے واسطے چاہیے اور انھین ایام مین مولانا اسمعیل ثالث ہرات سے آ گئے اور حضرت نے اُنسے بہت التفات کی اور اتفاقاً اُس مجلس مین ایک پیالہ کشش انگور حسینی حضرت کے سامنے تھا ایک خوشہ اُٹھایا اور اُسکے ہاتھ دیا اسی کے قریب اسمین تصرف کیا کہ حال مین اسکے فرق آیا اور جب اپنی جگہ بیٹھا غیبت اور بیخودی کی کیفیت اُس پر ایسی غالب ہوئی کہ خوشہ انگور اُسکے ہاتھ سے اسکی گود مین گر پڑا اور بہت دیر اُسے غیبت اور بیخودی تھی جب وہ ہوش مین آیا کمر خدمت باندھی اور ایک لحظہ فراغت سے نہ بیٹھا اور وہ ایک مرد قوی ہیکل زبردست تھا اور ملازمت حضرت مین خدمات مردانہ کین اور جب تک حضرت بقید حیات تھے سفر اور حضر مین حاضر تھا اور حضرت کے بعد اُنھون نے جانب حجاز عزیمت کی جب کہ حرم مین مجاورت کی نیت سے اقامت کی تو اُسی ارض مقدسہ مین دنیا سے رحلت کی ــ

خاتمہ تاریخ وفات حضرت اور کیفیت انتقال حضرت کا ذکر دار دنیا سے دار آخرت مین

دوسری دفعہ جو راقم این حروف شرف آستانہ بوسی سے مشرف ہوا روز دوشنبہ چوبیسوین [٢٤] ماہ ربیع الاخر سنہ [٩٣] تھا اپنے سن شریف مین باتین فرماتے تھے اُس اثنا مین فرمایا تین سال اور پانچ مہینے اور ہون تو نوے تمام ہوتے ہین اور حضرت کی ابتداء مرض غرہ محرم الحرام سنہ ٨٩٥ آٹھ سو پچانوے تھے اور انتقال بدار القرار شب شنبہ انتیسوین سلخ ربیع الاول اسی سال کے واقع ہوا کہ تمام ایام مرض حضرت کے اسی روز ہوئے ہونگے بارہ روز پیش از انتقال فرمایا کہ اگر حیات باقی پانچ ماہ اور ہو تو نواسی سال کامل ہوتے ہین اور سال عمر کے نوّے کو پہونچتے ہین بعضے عزیزون نے فرمایا کہ سرّ اسمین کہ مدت مرض حضرت کی نواسی تھی جسقدر کہ سال عمر حضرت کے تھے گویا یہ ہے کہ تحقیق معنی اُس حدیث کی ہو کہ بخار ایک دن کا کفارہ ایک سال کا ہے ــ خدمت مولانا ابوسعید اوبہی نے کہ مدت مرض مین نقل حضرت مین شب و روز حاضر تھے اور خدمت و ملازمت پر مداومت کرتے تھے ایسا فرمایا کہ شب چارشنبہ بیسوین ربیع الاول سنہ ٨٩٥ آٹھ سو پچانوے کو تحویل ہوئی تھی روز چارشنبہ کو سفرت محلہ خواجہ کفشیر سے موضع کمانگران کی عزیمت سے روان ہوئے اور راہ مین باغ محلہ توچیان مین نزول فرمایا شب پنجشنبہ وہان تھے اور پنجشنبہ کی صبح کو چاہا کہ راہ مصر سے متوجہ کمانگران ہون شدت مرض اور غلبہ ضعف کے سبب اُس دن اور اُس شب کو مصر مین رہے اور جمعہ کی صبح کو کمانگران کی جانب روانہ ہوئے اور راستہ مین دمبدم توقف کرتے تھے شب شنبہ کی عشا کے وقت کمانگران مین پہنچے

اور سات دن پورے وہان رہے اور جمعہ کی صبح سے آخر روز تک ہر ساعت حضرت کا ضعف زیادہ ہوتا گیا اور اُس
تین ماہ کے عرصہ مین کہ بیمار تھے حفظ اوقات نماز فریضہ مین بڑا مبالغہ فرماتے تھے اور ہمیشہ اہتمام تمام کرتے کہ نماز
اول وقت ادا کیجاے خصوصاً اُن دنون جب کہ غلبہ ضعف اور شدت مرض تھی اور جب ضعف انتہا کو پہونچا اور
وہ وقت مغرب شنبہ سلخ ماہ ربیع الاول تھا فرمایا کہ مغرب کا وقت ہوگیا ہوگا عرض کیا گیا کہ ہوگیا ہی مغرب کی نماز
اشارون سے پڑھی اور نماز عشا کے وقت سے کچھ گذرا تھا کہ حضرت کا نفس مبارک منقطع ہوا اور جوار رحمت مین جا ملے
اور جب حضرت کو تغیر ہوا اور وہ وقت پیشین روز جمعہ کا تھا او شہر سمرقند مین زلزلہ عظیم اور غبار بلند ہوا اور اُس وقت
لوگ مسجد جامع مین تھے اور اکثر خلق صعوبت مرض سے حضرت کی خبر رکھتے تھے جب وہ بڑی علامت دیکھی ہی
اسپر جزم کیا کہ حضرت کی کوئی صورت واقع ہوئی ہی بعد از نماز جمعہ سب خاص و عام شہر سے نکلکر کما نگران کو متوجہ
ہوئے اور عشا کے وقت جب نفس مبارک منقطع ہوا ایک بارا ور زمین لرزی ہی اور سخت زلزلہ شہر سمرقند مین
دوبارہ آیا اور میرزا سلطان احمد تمامی ارکان دولت اور اعیان مملکت کے ساتھ وقت غروب شہر کما نگران پہونچے
اور میرزا نے بعد از نماز مغرب حضرت کو دیکھا اور صبح روز یکشنبہ میر درویش محمد ترخان بعجلت تمام میرزا کے پاس سے
آئے اور نعش مبارک حضرت کو محافہ مین رکھکر متوجہ شہر ہوئے اور ظہر کے وقت محلہ خواجہ کفشیر مین لائے ہین فی الفور غسل
اور تکفین مین مشغول ہوئے سب خاص و عام شہر اور ولایت نے احاطہ ملایان مین حضرت پر نماز پڑھی اور اُسی حاطہ
مین دفن کیا اور حضرت کی اولاد بزرگوار نے وہان عمارات عالیہ کھڑی کی ہین اور حضرت کی قبر مبارک کو بہترین وضع
سے بنایا سنوارا بعضے عزیز اصحاب جو انتقال کے وقت حضرت کے حاضر تھے اور بعضے دیگر کہ حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمہ
اللہ تعالیٰ سے سنا تھا ایسا کہتے ہین کہ جب حضرت کا نفس مبارک قریب الانقطاع ہوا اور وہ وقت مغرب او عشا
کے درمیان تھا اُس گھر مین شمع روشن تھین اور گھر نہایت منور تھا اس حال مین یکایک مشاہدہ ہوا کہ حضرت کے دو
ابروے مبارک کے بیچ سے ایک نور بجلی کیطرح چمکا چنانچہ اُس نور کی شعاع نے سب شمعون کو جو اُس گھر مین روشن
تھین پھیکا کر دیا اور جو شخص اُس گھر مین حاضر تھا اُسنے وہ نور دیکھا اور اُس نور کے چمکنے کے بعد نفس مبارک حضرت کا
منقطع ہوا اللہ تعالےٰ انکا درجہ علیین مین بلند کرے اُنھین سے جنپر انعام کیا ہی نبیون اور صدیقون اور شہدا اور
صالحین سے اور تازہ کرے روح اُسکے اسلاف کی اور طول دے عمر کو اُسکے اخلاف کی ۔ اور حضرت مخدومی مولانا
نور الدین عبد الرحمن الجامی قدس سرہ السامی نے حضرت کے لیے مرثیہ فرمایا ہی اور حضرت کی وفات کی تاریخ
مین ایک عربی اور قطعہ نظم کیا ہی اور کل مجموع اُسکا دیوان سوم مین لکھا ہی اور وہ غزل اور قطعہ یہ ہی قطعہ بوستان
ولایت کہن درخت بلند + کہ عمر یا بسر اہل فقر سایہ فگند + چو شاخ سدرہ نہ در سر بلندیش ہمتا + چو باغ روضہ نہ در
میوہ بخشش مانند + فروع آن بفیوض کرم گرانمایہ + اصول آن بصفات قدم قوی پیوند + بہ نبل میوہ غذا سے تراک

روزی خواجه پیشوا سایه‌پناه هزار حاجتمند + ستوده خواجه عبیدالله آنکه در همه عمر + جز از شهود حقیقت دلش نشد خرسند + به هشتصد و نود و پنج هجری از ایلش + نکرد رحم بر اهل جهان ز بیخ بکند + گذشت پاس شب آخرین از آن ماهی + که شمع جمع رسل را در رو رسید گزند + نبود رفتن او همچو دیگران جامی + ز دهر حادثه زاسپ و سپهر فتنه پسند + چو جذب معنی دهقند بعارف آوردی + نه ممکن است که ماند بقید صورت بند قطعهٔ تاریخ بهشتصد و نود و پنج در شب شنبه + که بود سلخ مه فوت احمد مرسل + کشید خواجه دنیا و دین عبیدالله + شراب صافی عیش ابد ز جام اجل + قرارگاه دلش باد در مدارج قرب + معارج درجات مشاهد مکمل + قصیده در صفت خواجگان از تصنیفات حضرت میر اتفاق میر قدس الله اسرارهم

قصیده

نقشبندیه عجب طائفه پرکارند
که چو پرکار درین دائره سر بر کارند
همه گرد آمده بر مرکز یک دائره اند
همه واقف شده از گردش یک کارند
نقشبندند ولی بند بر نقش نیستند
هردم از بوالعجبی نقش دگر پیش آرند
هر زمان بوقلمون وار برنگ دگرند
وین عجب ترک ز رنگ و جهان بیزارند
گرچه در ظاهر جامه باطن خاص اند
گرچه در صورت خصمند بمعنی یارند
آب نیل اند ولی بر لب قبطی خونند
روح محض اند ولی بر جسد عیسی بارند
گرچه مرآت صقیل اند جبش از زنگ اند
گرچه گلزار خلیل اند حطب بی نارند
در قبا از روش اهل عبا یاد دهند
نه چو زراق وشان خرقه ازرق دارند
ستر تلبیس بود شیوهٔ آن عیاران
متلبس بصفات ملکی سیارند
سر این کثرت موهوم از آن وحدت صرف
چشم دارند از آن بر سر استغفارند
نکند کثرت آثار در ایشان تاثیر
خویش را دوخته بر مسند این آثارند
پاس انفاس بود خصلت این شاه پناه
پاسبانند ولی پادشه اخیارند
دم نگه داشته چون نافهٔ مشک اند و گر
لب گشایند روان بر در صد عطارند
خامشانند ولی وقت سخن طوطی وار
همه شیرین حرکات و شکرین گفتارند
انجم آسا همه را خلوت در انجمن است
شمع هر انجمن و رونق هر بازارند
چون مه نو آلشین شان سفر اندر وطن است
بر تن استاده بدل در سفر و رفتارند
حال این گرم روان تعبیه‌ها خامه است
لیکن افسرده دلان چون خود شان پندارند
اهل دل قافلهٔ کعبهٔ عشق اند ولی
این جگر داران قافله سالارند
در سیه خانهٔ صحرای فنا کرده نزول
خیمه بر تر زده زین نه تتق زنگارند
هر یکی سد امامند بمیدان جهاد
کوهی از لوثهٔ لاثم بجوے نشمارند
ما بیابند که در بحر صفا راست روند
همچو خرچنگ لب جوی نه کژ رفتارند
بر لب تشنه لبان روح فزا یاقوت اند
در کف وسوسه کیشان ز رشت افشارند
دیده پاکند ولی روشنی دیدهٔ پاک
سر دین داری بل بهر دین دستارند
شاهد شاه وجودند درین دار ولی
نه چو منصور سر عربده جو سنگ دارند
همه را شان ز طلب معرفت از نخل وجود
باری از جنت تو داین قوم چه برخوردارند
هفت بیت از غزل ... بدل یاد کنم
که همه با ثمران والهٔ آن گفتارند
لیکنم تفصیل که ماند در صفت این ملکان
آن گهر با شرف از صفحه دل یاد آرند

چون صدف گوش نه و جای ده اندر دل تاب
که بتدبیر کلاه از سر سه بر دارند
صورتی اند و لی دشمن صورتها اند
همچو چشم خوش او نیره کش و بیمارند
گر بکیفیت خاک بگیرند زر سرخ شود
زانکه این مردم دیگر همه مردم خوارند
نور این مردمک دیده بینا که بود
که عموم نعم او همه روزی خوارند
خواجه زمرهٔ احرار که شاهان جهان
همچو دار سر جبهه رو سوی تو آرند
جاهلانی که سر از ربقهٔ امرت پیچند
گاه حیرت زده در بادیهٔ ادبارند
آن حریفان که ز ساغر عشقت نوشند
بیدلان در خم قلاب تو ماهی وارند
هر که شد غرقه بحر تو فزود آب رخش

این غزل را که بجز عقد درش نشمارند
دو سه رند اند که هشیار دل و ممتازند
در بهاشند و لی از دو جهان بیزارند
سر دیانند که تا سر ندهی سر ندهند
روز گندم درو ندارند چه شب جو کارند
ای صفی مردمی آموز از ایشان که ایشان
او کز و اهل نظر چشم عنایت دارند
نیر عالم توحید که از کون و مکانش
بر در حشمت او بنده و ند متکارند
همه با طوق وفا حلقه بگوشان تو اند
در چراگاه ملامت خر بی افسارند
تا کسانی که ز احسان تو دم می زنند
گرچه بس بجود تو ستند و سه هشیارند
ماهی بحر تو ام در صفت مدحت پیر
اهل ساحل چو صدف ریزه بمقدارند
هر گزش یا رب ازین بحر فرو نگذارند

الحذر دار درین شهر دو سه طرارند
نه فلک را بیکی عربده در چرخ آرند
یا ران صورت سیمابی که جان طالب شان
ساقیانند که انگور ز خمی افشارند
مردمی کن مروارید صفت شان و شم
مردم دیدهٔ بیناهی اولو الابصارند
قطب آفاق شه کون و مکان خواجه عبید
همه ذرات جهان مقتبس انوارند
دین پناها توئی آن قبلهٔ حاجات که خلق
گر عبید اند درین راه و گر احرارند
گرهر اسیمه فتاده بتیه ضلال
بر لب بحر جگر تشنه چو بوتیمارند
بیخود اند بجناب تو و مادم کشتی
چون صدفها که لبالب ز در شهوارند
جاودان غرق درین بحر صفا باد صفی

رباعی

آن گرم روان کز عالم از غلغله مستانند + پر بود سفر شاد زین مرحله شان + بیچاره صفی چون سگکی سوخته پائی + افتان و خیزان ز عقب قافله شان
قطعهٔ عربیه فی تاریخ اتمامها رشحات عین حیوتنا وصلت الی روض لننا + فتبارک الله الذی اعطی الوری کاستها
لما رایت تمامها فشرعت فی تاریخه + ما کنت عطشانا له قد فاض من رشحاتها + قطعهٔ فارسیه فی تاریخ اتمامها
آمد رشحات با کثیر البرکات + چون آب خضر منفجر از عین حیات + یا بند محاسبان سنجیده صفات + تاریخ تمامش ز حروف
رشحات + ترجمه غزل حضرت مولانا جامی قدس سره باغ ولایت درخت قدیم بلند کے اُسنے بیت عمر اہل
فقر کے سر پر سایہ ذوالاشاخ سدرہ کی مثال نہ اسکی سربلندی مین کوئی ہمسر ہی نہ مثل باغ بہشت کے میوہ بخشی
مین اسکا مانند ہی اُسکی روشنی فیض کرم سے گران مایہ ہی اُسکی جڑین صفات قدم سے خوب پیوند ہین میوہ کے
بخشنے سے ہزار روزی خور کی غذا ہی سایہ کی فراخی مین ہزار حاجتمند کی پناہ ہی خواجہ عبید اللہ سرا پا کیا وہ ہی

کہ تمام عمر دل اُسکا بجز شہود حقیقت کے نہین خوش ہوا سن آٹھ سو ستانوے مین اجل کی آندھی نے اُسے بیخ سے
اُکھیڑ ڈالا اہل جہان پر رحم نکیا جب ایک حصہ آخر شب اُس مہینے کا گذرا اُسمین تین تھا سن سولان نے اُسمین وفات
پائی اُسکا بانا ہے جامی مثل اور لوگون کے نہ تھا زمانہ سے جو حادثہ آتی ہے اُس آسمان کو فتنہ پسند ہے سبب کشش
معنی وحدت کی عارف کیطرف رنج لاوے ممکن نہین کہ وہ [illegible]

ترجمہ قطعہ تاریخ مولانا جامی قدس سرہٗ

سن آٹھ سو ستانوے مین شب جمعہ کو کہ ماہ وسال محمد رسول اللہ کا روز [illegible] تھا خواجہ دنیا و دین عبید اللہ نے
شراب معانی نیستی جاودانی کی جام اجل سے نوش کی اُسکے دل کا قرار [illegible] مین ہو جو معارج درجات
مشاہدہ کامل ہے

ترجمہ قصیدہ مصنف رشحات کا خواجگان نقشبند
اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کی مدح مین

[illegible] جو مثل پرکار اس دائرہ مین سر کام پر [illegible] ہوئے ہین سب ایک دائرہ کے
[illegible] ہین سب واقف ایک پرکار کی گردش سے ہین نقشبند ہین لیکن نقش پر بند نہین ہین
ہر دم عجائبات سے دوسرا نقش لاتے ہین ہر وقت بوقلمون کیطرح [illegible] رنگ سے ہین اور زیادہ عجب یہ ہے
کہ دو جہان کے رنگ سے بیزار ہین ہر چند ظاہر مین عام ہین مگر باطن مین خاص ہین اور اگرچہ صورت مین تہیدست
ہین مگر معنی مین [illegible] ہین دریا کی مثل نے پانی ہین مگر قطی کے لب پر خون ہین روح قفس مین ہین لیکن خر مہینے کے بار ہین اگرچہ
آئینہ بیقل کر دیا ہین [illegible] کے لیے زنگ ہین اگرچہ خلیل کے گلزار ہین لیکن لکڑیون کے لیے آگ ہین قبا مین اہل
عبا کی یاد دلاتے ہین سبکارون کی طرح نیلا خرقہ نہین رکھتے ہین تلبیس کا ستر اُن عیارون کا شیوہ ہے حقائق
ملکی کے لباس سے پوشیدہ سیر کرنے والے ہین اس کثرت موہوم کا راز اُس وحدت محض مین چشم رکھتے ہین ایسے
استغفار کرتے ہین انہین کثرت آثار اپنا اثر نہین کرتی یہ لوگ مبدء آثار پر اپنے کو چھپائے ہوئے ہین ان باتنا
دستورون کی خصلت پاس انفاس ہے پاسبان ہین مگر نیکون کے بادشاہ ہین نافہ مشک سے دم روکے
ہوئے ہین اور جو لب کھولین تو سو عطار کے دروازہ پریشان ہین خاموش ہین مگر بات کہتے وقت طوطی کے
مثل سب شیرین حرکت اور شکر ریز سخن ہین مثل ستارہ سب کو خلوت در انجمن حاصل ہے ہر مجلس کی شمع اور
ہر بازار کی رونق ہین انکو سفر در وطن مثل ماہ ہالہ نشین کے ہے تن سے ٹھہرے ہوئے اور دل مین سیر و
سفر کرتے ہین حال ان تیز چلنے والون کا جیسا جامد ہے لیکن افسردہ دل مثل اپنے جانتے ہین صاحب دل
کعبۂ عشق کے قافلہ ہین مگر یہ صاحب قوت انکے قافلہ سالار ہین صحرائے فنا مین جو خانہ تاریک ہے نزول

کیا ہی اس نو پردۂ زنگاری فلک سے اونچا خیمہ تانے ہوئے ہین - ہر ایک امن و امان کی دیوار میدان جہاد مین ہین
ملامت کے پہاڑ کو ایک تنکے برابر نہین سمجھتے ہین مچھلیان ہین کہ دریاے صفا مین سیدھے جاتے ہین نہ کہ سرطان
کیطرح لب دریا گرفتار ہین - لب تشنگان کے لیے یاقوت روح فزا ہین اہل وسوسہ کے ہاتھ مین زرمشت افشار
ملائم ہین - دیدۂ پاک ہین لیکہ دیدہ پاک کی روشنی ہین - سر بیداری کے ملکہ سفر مین پر دستار ہین - شاہ
وجود کے صاحب اس عالم مین نہ کہ مثل منصور جنگ جو ہین - انکو نخل وجود سے میوہ معرفت کا ملتا ہی یہ قوم
اپنے بخت سے نہایت کامیاب ہین - عارف روم کی غزل بے نظیر سے سات بیت جسکے شیدا دلدادہ سب اہل
حسد ہین تضمین کرتا ہون کہ ان ملائک کی تعریف مین وہ گوہر عقد ثریا سے شرف رکھتے ہین سیپ کیطرح کان کھول
اور پاک دل مین اُسے جگہ دے اس غزل کو کہ عقدوں کی مثال ہین ہشیار خبردار اس شہر مین دو تین طرار ہین کہ
تدبیر سے کلاہ چاند کے سر سے اُٹھا لیجاتے ہین - دو تین رند ہین کہ ہشیار دل اور مستوالے ہین نو آسمان کو ایک لٹائی مین
جکرا دیتے ہین - ہین صورت مگر صورتون کی دشمنی مین ہین - جہان ہین الا دو جہان سے بیزار ہین - اس صورت
غیب کے یار ہین جسکی طالب جان ہی اُسکی چشم خوش کی مثال خیرہ کش اور بیمار ہین - سر بازار ہین کہ جب تک
تو سر نہ دے وہ سر ندین ساقی لوگ ہین کہ انکو نہین نچوڑتے - اگر خاک کو ہاتھ مین لین تو زر خالص ہو جاے
دن کو گیہون کاٹتے ہین اگرچہ شب کو جو بوتے ہین - مردمی کر اور انکی صحبت سے مت جا آدمی ہو اسواسطے
کہ یہ آدمی ور سب آدمی خوار ہین آہ صفی مردمی ان لوگون سے سیکھ کہ یہ حضرات مردمک چشم اولوا الابصار کے ہین - چشم بینائی
اس تپلی کا نور کون ہی - وہ ہی کہ جس سے عشاق چشم عنایت رکھتے ہین دنیا کا قطب کون و مکان کا بادشاہ
خواجہ عبید اللہ کہ اُسکی عام نعمتون کے سب روزی خوار ہین - عالم توحید کا آفتاب کہ کون و مکان اُسکے
سے کل ذرات جہان نور کا اقتباس کرتے ہین - خواجہ زمرۂ احرار کے کہ دنیا کے بادشاہ اُسکے درِ حشمت پر
غلام اور خدمتگار ہین - اے پناہ دین تو ہی وہ قبلۂ حاجات ہی کہ خلق بے اختیار ہر طرف تیری طرف متوجہ ہین
سب طوق وفا سے تیرے حلقہ بگوش ہین اس راہ مین خواہ غلام ہون یا احرار ہون - وہ جاہل کہ تیرے حکم سے
سر تابی کرین ملامت کی چراگاہ مین بغیر رستی کے گدھے ہین کبھی پریشان صحراے ضلالت مین پھرتے ہین کبھی
حیرت زدہ بادیۂ ادبار کے ہین جو نالائق کہ تیرے احسان سے محروم ہین بگلے کیطرح دریا کنارے پیاسے ہین - جو حریف کہ
تیرے عشق کے پیالہ سے شراب پیتے ہین ہر چند مست و بیخود ہین مگر ہشیار ہین - بیخودون کو تیری جناب مین بزم
لشش ہی بیدل لوگ تیرے کانٹے کے غم مین مچھلی کی حالت مین ہین تیرے دریا مین مین مچھلی ہون اور تیری صفت
اور مدح سے پر ہون جیسے صدف کہ در شہوار سے پر ہو جو شخص تیرے دریا مین غرق ہوا اُسکی آبرو بڑھی جو لوگ ساحل پر ہین
مثل خزف ریزۂ بیقدر ہین - ہمیشہ اس بحر صفا مین صفی غرق ہو یا الٰہی اس دریا سے ہرگز اُسے دور کرین

ترجمۂ رباعی مصنف رشحات

وہ گرم روان کہ اُنکے غل سے عالم
پُر تھا وہ سفر کر گئے یان سے اسدم
اُٹھتا گرتا ہوا ہو پیچھے پیہم
بیچارہ صفی مثل سگ سوختہ پا

ترجمہ قطعۂ عربیہ کا تاریخ ختم رشحات مین

ہماری زندگی کے چشمہ سے رشحات باغ تمنا مین پہونچ گئے ۔ بزرگ ہی وہ اللہ جسنے خلقت کو اُسکی برکات دین
جب اُسکا اختتام مین نے دیکھا تو اُسکی تاریخ مین شروع کیا ۔ وہ شی جسکا مین تشنہ تھا برآمد ہوئی اُسکے رشحات سے ریزان ہیں

ترجمہ قطعۂ فارسی کا تاریخ ختم رشحات مین

رشحات ہدایت برکات کے ساتھ آیا مثل آبحیات کے جو چشمہ حیات سے نکلے ۔ محاسبان سنجیدہ صفات
۹۰۹
اُسکی تاریخ تمام حروف رشحات سے پائینگے

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بحمد اللہ و نعت رسالت پناہی رہ نوردان بادیۂ جذبات ربانی اور دل سوختگان نائرہ عشق سبحانی کو نوید مسرت اثنا ہو کہ اگرچہ حالات اولیائے کرام و خوارق عادات اصفیائے عظام مین صدہا کتابین تصنیف ہوئین اور اکثر اُنمین سے طبع ہو کر پسند عارفان و مقبول جہانیان ہوئین لیکن جسطرح کتاب رشحات بزبان فارسی مصنفۂ عالم اجل عارف اکمل کاشف اسرار خفی و جلی جناب مولوی فخر الدین علی ابن حسین واعظ الکاشفی مشہور صفی پسندیدۂ خاص و عام ہے اسطرح دوسری کتاب اس فن کی مستند اور دلآویز نہین ہے فی الحقیقت یہ کتاب حضرت خواجگان سلسلۂ نقشبندیہ کے مناقب و فضائل اور دیگر بزرگان دین کے حقائق اور معارف کا مجموعہ جامع ہے اور باوجود بیانات تفصیلی کے ایجاز اسقدر ہے کہ گویا دریا کو کوزہ مین بند کر دیا ہے ۔ اس کتاب مستطاب مین ایک مقالہ و تین مقصد اور ایک خاتمہ ہے ۔ مقالہ مین ذکر خواجگان سلسلہ نقشبندیہ قدس اسرارہم کے طبقات کا اول سے آخر تک کرہ ہے ۔ پہلا مقصد حضرت ولایت پناہ خواجہ عبید اللہ قدس سرہ کے آبا و اجداد و اقربا اور آپکی تاریخ ولادت و حالات عہد طفولیت اور آپ کے اخلاق و اطوار و آغاز سفر و زیارت مشائخ زمانہ کے ذکر مین ہے ۔ دوسرا مقصد بعضے حقائق و معارف و حکایات و امثال کے بیان مین ہے کہ حضرت ممدوح سے مصنف کو ایام صحبت مین معلوم ہوئے ۔ تیسرا مقصد بعض تصرفات کے ذکر مین ہے جو حضرت سے بطور خرق عادت ظاہر ہوئے ۔ خاتمہ حضرت کی تاریخ وفات وغیرہ مین ہے ۔ چونکہ یہ کتاب زبان فارسی مین تھی اور علی العموم نفع بخش عالم نہ تھی اسلیئے بنظر فیض رسانی خاص و عام فارس مضمار حقیقت یکتاز جولانگاہ معرفت صاحب حالات سنیہ مالک مقامات علیہ عالم ربانی مطلع فیوض یزدانی اسوۃ العلما وحید الزمن جناب مولانا مولوی ابو الحسن صاحب ابن تحصیلدار رحال نشین عمر فیضہ مدظلہ نے ان جانب مطبع ترجمہ اسکتاب لاجواب کا بزبان اردو سلیس عام فہم فرمایا پس الحمد للہ والمنۃ کہ اس زمانہ برکت نشان مین یہ ترجمۂ رشحات بزاران ہزار حسن انتظام اور مزید اہتمام سے باہ اگست سنہ ۱۸۹۳ء مطابق ماہ صفر سنہ ۱۳۱۱ھ مطبع نامی مشہور نزدیک و دور منشی نولکشور صاحب سی آئی ای واقع لکھنؤ مین طبع ہو کر سرور افزاے دلہاے مشتاقان ہوا اللہ تعالیٰ مقبول عالم فرمائے آمین